﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت

سیدُ الاُمم ﷺ

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ وتاریخ

جلد ۳

مولوی محمد اصغر ہاشمی

۴ بعثتِ نبوی

مضامین سورۃ المزمل:

اس سورت میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی تربیت وتزکیہ کا ایک جامع پروگرام ہے جس کے اہم اجزاء یوں ہیں۔

❁ روحانی تربیت کے لئے نصف رات یا اس سے کچھ کم قیام اللیل، اور قیام کے دوران قرآن مجید کی ترتیل (تدبر اور تذکر) کے ساتھ تلاوت اور تلاوت کے درمیان اللہ تعالیٰ سے مناجات اور گریہ وزاری۔

❁ قیام اللیل اور تلاوت کے راستہ تزکیہ اور راست بازی کا حصول۔

❁ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر اور اس کی کثرت۔

❁ غیر اللہ سے قلبی تعلق کاٹ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کو محبوب حقیقی بنانا، اسے اپنی حقیقی منزل ٹھہرانا اور زندگی کے تمام اعمال اس کی رضا کی خاطر کرنا (الاخلاص للہ)

❁ تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کو کارساز ٹھہرانا اور صرف اسی پر بھروسہ کرنا۔

❁ کفار کی ریشہ دوانیوں، سازشوں، بدکلامیوں اور ایذاؤں پر صبر کی تلقین اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔

اس سلسلہ میں فرعون کا قصہ بیان فرمایا کہ فرعون اور دوسری قومیں رسولوں کو جھٹلا کر عذاب کی مستحق بنیں تو تم کیسے وہی روش اختیار کر کے محفوظ رہ سکتے ہو۔

سورت کے اختتام پر اللہ نے اپنے رسول مقبول اور مومنین پر تخفیف کا اعلان فرمایا کہ نصف رات یا ثلث یا دو ثلث کا قیام ضروری نہیں بلکہ جتنا بھی آسانی سے ممکن ہو قیام اللیل کر لیا کرو اور جتنا قرآن آسانی سے تلاوت کر سکتے ہو اتنی ہی تلاوت کر لو، حقوق اللہ میں نماز کی پابندی کرو اور حقوق العباد میں زکوٰۃ ادا کرتے اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو، یہی نیکیاں تمہارے لئے توشہ آخرت ہیں، جن کا تم بہترین صلہ پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور لغزشوں کی بخشش مانگتے رہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّہَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصۡفَہٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡہُ قَلِیۡلًا ۙ﴿۳﴾

اے کپڑے میں لپٹنے والے! رات (کے وقت نماز) میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم، آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم

اَوۡ زِدۡ عَلَیۡہِ وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ؕ﴿۴﴾ (المزمل ا تا ۴)

کر لے یا اس پر بڑھا دے، اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر (صاف) پڑھا کر۔

جس وقت اس آیات کا نزول ہوا اس وقت سید العالمین ﷺ چادر اوڑھ کر سو چکے تھے یا سونے کے لئے چادر اوڑھ کر لیٹ چکے تھے، اسی حالت کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اے رسول یا اے نبی کہہ کر خطاب کرنے کے بجائے ایک لطیف انداز سے مخاطب فرمایا، اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے اب چادر چھوڑ دیں، اب آپ قیام الیل کریں، راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہیں، مگر پوری رات نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ خواہ یہ قیام آدھی رات سے زیادہ ہو یا کم یعنی مطلوب یہ ہے کہ زیادہ رات نماز میں کھڑے ہو کر گزارو اور اس کا کم حصہ سونے میں صرف کرو، جیسے فرمایا

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ [۱]

ترجمہ: رات کو بھی اس کے حضور سجدہ ریز ہو اور رات کے طویل اوقات میں اس کی تسبیح کرتے رہو۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ [۲]

ترجمہ: اور رات کو تہجد پڑھو، یہ تمہارے لیے نفل ہے، بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقامِ محمود پر فائز کر دے۔

وَقَدْ كَانَ وَاجِبًا عَلَيْهِ وَحْدَهُ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حکم کی بنا پر نماز تہجد آپ کے لئے واجب تھی۔ [۳]

اور نماز کے قیام کے دوران قرآن مجید کو دوران رواں دواں نہ پڑھیں بلکہ آہستہ آہستہ ایک ایک لفظ زبان سے ادا کریں اور ایک ایک آیت پر وقف کریں تاکہ ذہن پوری طرح کلام الٰہی کے مفہوم و مدعا کو سمجھے اور اس سے تدبر اور تفکر حاصل کرے، جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات کا ذکر آئے تو اس کی عظمت وہیبت دل پر طاری ہو جائے، رحمت کا بیان ہو تو دل جذبات تشکر سے لبریز ہو جائے، اللہ کے غضب اور اس کے عذاب کا ذکر ہو تو دل پر اس کا خوف طاری ہو جائے، کسی چیز کا حکم دیا گیا ہو یا کسی چیز سے منع کیا گیا ہو تو سمجھا جائے کہ کس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور کس چیز سے منع فرمایا گیا ہے الغرض قرات غور وفکر اور تدبر کے ساتھ ہونی چاہیے، اس حکم کے بعد آپ ﷺ تمام عمر قیام الیل فرماتے اور قیام کے دوران چھوٹی سورتوں کو بھی ٹھہر ٹھہر کر خوش آوازی کے ساتھ پڑھتے جس سے چھوٹی سورت بھی بڑی ہو جاتی تھی، اس طرح لمبے قیام سے آپ ﷺ کے قدموں اور پنڈلیوں پر ورم آ جاتا تھا،

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ: {بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} [۴] يَمُدُّ بِبِسْمِ اللَّهِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ

قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے میں نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے پوچھا خیر الاولین والاخرین ﷺ کی قرات کیسی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ مد کے ساتھ، پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سنائی، اور کہا بسم اللہ میں اللہ کی لام کو مد کے ساتھ پڑھتے، الرحمٰن میں میم کو مد کے ساتھ پڑھتے

[۱] الدھر ۲۶

[۲] بنی اسرائیل ۷۹

[۳] تفسیر ابن کثیر ۲۴۹/۸

[۴] الفاتحۃ: ۱

اور الرحیم میں حاء کو مد کے ساتھ پڑھتے۔ [۱]

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّهَا ذَكَرَتْ أَوْ كَلِمَةً غَيْرَهَا قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ اس طرح پڑھتے تھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ,ایک آیت الحمد للہ رب العالمین دوسری آیت ,الرحمٰن الرحیم تیسری آیت ,مالک یوم الدین چوتھی آیت ,ہر ہر آیت کو الگ الگ پڑھتے تھے ملاتے نہ تھے۔ [۲]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ، وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا

چنانچہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا ,اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے کہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا ,جہاں آخری آیت ختم کرے گا وہیں تیرا مقام ہوگا۔ [۳]

چنانچہ قیام الیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے اور سورت کی مناسبت سے رحمت کی دعا اور عذاب سے پناہ مانگتے،

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک مرتبہ میں رات کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہو گیا تو آپ کی قرات کا یہ انداز دیکھا جہاں تسبیح کا موقعہ آتا وہیں تسبیح فرماتے اور جہاں دعا کا موقعہ آتا وہاں دعا مانگتے اور جہاں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا موقعہ آتا وہاں پناہ مانگتے۔ [۴]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَرَأَ بِآيَةٍ حَتَّى أَصْبَحَ، يَرْكَعُ بِهَا وَيَسْجُدُ بِهَا: {إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [۵] ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا زِلْتَ تَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى أَصْبَحْتَ، تَرْكَعُ بِهَا وَتَسْجُدُ بِهَا قَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي الشَّفَاعَةَ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِيهَا، وَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا

ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ایک مرتبہ رات کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی آیت کو دہراتے رہے، إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ

[۱] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ مَدِّ القِرَاءَةِ ۵۰۴۶

[۲] سنن ابوداودكِتَاب الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ ۴۰۰۱ ، جامع ترمذی کتاب القراء ت بَابٌ فِي فَاتِحَةِ الكِتَابِ ۲۹۲۷،مسند احمد۲۶۵۸۵

[۳] سنن ابوداودكتاب الوتربَابُ اسْتِحْبَابِ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ ۱۴۶۴ ، جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنَ القُرْآنِ مَالَهُ مِنَ الأَجْرِ ۲۹۱۴

[۴] صحيح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ۱۸۱۴،سنن نسائی كِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ بَابُ تَسْوِيَةِ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ، وَالْقِيَامِ بَعْدَ الرُّكُوعِ، وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ۱۶۶۵، مسند احمد۲۳۳۶۷

[۵] المائدۃ: ۱۱۸

لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ''اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔'' میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ صبح تک ایک ہی آیت کو دہراتے رہے اس کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب سے اپنی امت کے لئے شفاعت کی درخواست کرتا رہا اور اس نے مجھے عطا فرما دی ہے جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرے گا وہ اسے بخش دے گا۔(۱)

اِنَّا سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡکَ قَوۡلًا ثَقِیۡلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیۡلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ

یقیناً ہم تجھ پر بہت بھاری بات عنقریب نازل کریں گے، بیشک رات کا اٹھنا دل جمعی کے لیے انتہائی مناسب ہے

قِیۡلًا ﴿۶﴾ؕ اِنَّ لَکَ فِی النَّہَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا ﴿۷﴾ؕ وَ اذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلۡ

بالکل درست کر دینے والا ہے، یقیناً تجھے دن میں بہت شغل رہتا ہے، تو اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کر،

اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلًا ﴿۸﴾ؕ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ فَاتَّخِذۡہُ

اور تمام خلائق سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہوجا، مشرق و مغرب کا پروردگار! جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو

وَکِیۡلًا ﴿۹﴾ وَ اصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ اہۡجُرۡہُمۡ ہَجۡرًا جَمِیۡلًا ﴿۱۰﴾ (المزمل ۵ تا ۱۰)

اپنا کارساز بنالے اور جو کچھ وہ کہیں تو سہتا رہ، اور وضعداری کے ساتھ ان سے الگ تھلگ رہ۔

اے نبی ﷺ! رات کا قیام نفس انسانی کے لئے بالعلوم گراں ہوتا ہے مگر رات کو سو کر اٹھنا نفس کو زیر کرنے کے لئے اور زبان کو درست کرنے کے لئے اکسیر ہے اس کے التزام کرنے سے آدمی میں بڑی ہمت و طاقت اور ثابت قدمی پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ کی راہ میں زیادہ مضبوطی سے چل سکتا ہے، جبکہ دن کے اوقات میں یہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے، اس لئے ہم آپ پر یہ بوجھ اس لئے ڈال رہے ہیں کہ اب آپ پر ایک کار عظیم کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے جس کے تقاضے کچھ اور ہیں یعنی قرآن مجید جس کے احکام و فرائض پر عمل کرنا، اس کی حدود کی پابندی، اس کی تعلیمات کا نمونہ بن کر دکھانا، اس کی تبلیغ و دعوت کو لیکر ساری دنیا کے مقابلے میں کھڑا ہونا، اس کے مطابق عقائد و افکار، اخلاق اور تہذیب و تمدن کے پورے نظام میں انقلاب برپا کرنا ایک بھاری اور جاں گسل عمل ہے، جس سے بڑھ کر کسی بھاری کام کا تصور نہیں کیا جا سکتا، قرآن جس کا وصف یہ ہو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے لئے تیاری کی جائے اور تحمل و برداشت کی یہ طاقت تمہیں رات کی نماز ہی مہیا کر سکتی ہے۔ بعض نے ثقل (بھاری پن) سے وہ بوجھ مراد لیا ہے جو نزول وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ پر پڑتا تھا جس سے سخت سردی میں بھی آپ پسینے سے شرابور ہو جاتے تھے،

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ: فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ

---

(۱) مسند احمد ۲۱۳۲۸، شعب الایمان ۱۸۸۰

أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ

زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے مروی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اس حالت میں نازل ہوئی کہ آپ اپنا زانو میرے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے، میرے زانو پر اس وقت ایسا بوجھ پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ میری ران اب ٹوٹ جائے گی۔ (۱)

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الوَحْيُ فِي اليَوْمِ الشَّدِيدِ البَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے مروی ہے میں نے سخت کڑاکے کی سردی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ:إِنْ كَانَ لَيُوحَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَتَضْرِبُ بِجِرَانِهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت میں ہے جب کبھی آپ پر اس حالت میں وحی نازل ہوتی کہ آپ اونٹنی پر سوار ہوں تو اونٹنی اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیتی تھی۔ (۳)

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُوحِيَ إِلَيْهِ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ، وَضَعَتْ جِرَانَهَا، فَمَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَحَرَّكَ حَتَّى يُسَرَّى عَنْهُ

اور ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب کبھی آپ پر اس حالت میں وحی نازل ہوتی کہ آپ اونٹنی پر سوار ہوں تو اونٹنی اس وقت تک حرکت نہ کر سکتی تھی نہ گردن اونچی ہوتی جب تک نزول وحی کا سلسلہ ختم نہ ہو جاتا۔ (۴)

دن کے وقت دعوت دین و تبلیغ اور دینوی و معاشی کام کاج کی وجہ آپ کو بہت مصروفیات رہتی ہیں جس کی وجہ سے آپ دل جمعی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر نہیں کر سکتے، جبکہ رات کی خاموشی، سکون اور فراغت کی وجہ سے تلاوت قرآن مجید زیادہ واضح اور حضور قلب کے لئے زیادہ موثر ہوتا ہے، جس سے نمازی اس سے زیادہ محظوظ ہوتا اور اس کی اثر افرینی کو محسوس کرتا ہے اس لئے اس مشکل کام کی تیاری کے لئے دن کو امور دنیا کی ادائیگی کے ساتھ اور رات کو سب سے کٹ کر جہانوں کے خالق و مدبر رب جس بالا و بلند ہستی کے سوا کوئی معبود نہیں متوجہ ہو جائیں، اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو محبت و تعظیم اور اجلال و تکریم سے مختص کیا جائے، اس کی عبادت کے لئے یکسو اور ہمہ تن ہو کر خشوع خضوع کے ساتھ تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کرتے رہیں، اور جس طرح آپ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں اسی طرح اسی ہی

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ النساء بَابُ لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ ۴۵۹۲

(۲) صحیح بخاری کتاب بدءالوحی كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟۲، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ عَرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَرْدِ وَحِينَ يَأْتِيهِ الْوَحْيُ۶۰۵۸،جامع ترمذی ابواب المناقب بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ يَنْزِلُ الوَحْيُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۶۳۴،سنن نسائی کتاب الافتتاح باب جَامِعُ مَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ۹۳۵

(۳) مسند احمد ۲۴۸۶۸

(۴) تفسیرطبری ۶۸۱/۲۳

کو اپنے تمام امور کی تدبیر کرنے والا اور محافظ بنا کر اسی پر توکل اور بھروسہ رکھیں۔

وَ ذَرْنِيْ وَ الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝١١ اِنَّ لَدَيْنَآ

اور مجھے اور ان جھٹلانے والے آسودہ حال لوگوں کو چھوڑ دے اور انہیں ذرا سی مہلت دے، یقیناً ہمارے ہاں

اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ۝١٢ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٣ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ

سخت بیڑیاں ہیں اور سلگتی ہوئی جہنم ہے اور حلق میں اٹکنے والا کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب ہے، جس دن زمین اور

وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝١٤ (المزمل ۱۱ تا ۱۴)

پہاڑ تھرتھرائیں گے اور پہاڑ مثل بھربھری ریت کے ٹیلوں کے ہو جائیں گے۔

پھر کفار و مشرکوں کی شور و غوغا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کر کے فرمایا گیا کہ اگر یہ مخالفت وستانے پر آمادہ آسودہ حال لوگ جن کو ہم نے اپنے زرق کی فراغی عطا کی اور اپنے فضل و کرم سے نوازا سرکشی کرتے ہیں، جیسے فرمایا

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝٦ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝٧ [1]

ترجمہ: ہرگز نہیں، انسان سرکشی کرتا ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔

ان حقائق کو دیکھنے اور سمجھنے کے باوجود بھی حقیقت پسندانہ رویہ اختیار نہ کریں تو آپ غم، غصے اور جھنجھلاہٹ کے بجائے شریفانہ طور پر ان لوگوں سے بے تعلق ہو جائیں، ان کی بیہودگیوں کو نظرانداز کر دیں اور ان کی بدتمیزیوں پر کچھ کہے بغیر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں ہم خود ہی ان سے نمٹ لیں گے، اس زندگی میں یہ کچھ فائدے حاصل کر لیں مگر انجام کار انہوں نے پلٹ کر ہماری طرف ہی آنا ہے جہاں ہم انہیں چھوڑ نہیں دیں گے بلکہ ہم انہیں ان کے جرائم کے صلہ میں بھاری بیڑیاں پہنا کر کہ (یہ جہنم کے گڑھے سے) اٹھ نہ سکیں اور گردن میں طوق ڈال کر بھڑکتی ہوئی نہ بجھنے والی اور نہ کم ہونے والی جہنم کی آگ میں ڈال دیں گے، جو انتہائی دردناک اور تکلیف دہ عذاب کی جگہ ہے، جس میں یہ ایسی خوراک کھائیں گے جو تلخی، بدمزگی، ذائقے کی کراہت اور بے انتہا گندی بدبو کی بنا پر ان کے حلق میں اٹک کر رہ جائے گی، جسے یہ نہ تو نگل سکیں گے اور نہ اگل سکیں گے، اور پینے کو کھولتا ہوا گندہ پانی دیں گے جو ان کی انتڑیوں کو گلا دے گا اور اس طرح کے اور المناک عذاب دیں گے، جہنم کی خوراک اور مشروب کے بارے میں جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

... كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ [2]

ترجمہ: (کیا وہ شخص جس کے حصہ میں یہ جنت آنے والی ہے) ان لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا؟۔

---

[1] العلق ۷،۶

[2] محمد ۱۵

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿٥١﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُوْنَ
عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿٥٥﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ (1)

ترجمہ: پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو! تم زقوم کے درخت کی غذا کھانے والے ہو، اسی سے تم پیٹ بھرو گے اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے، یہ ہے (ان بائیں والوں کی) ضیافت کا سامان روز جزا میں۔

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ
الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ
عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلٰٓى
اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ (2)

ترجمہ: بولو، یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لیے فتنہ بنا دیا ہے، وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر، جہنم کے لوگ اسے کھائیں گے اور اس سے پیٹ بھریں گے، پھر اس پر پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی ملے گا اور اس کے بعد ان کی واپسی اسی آتش دوزخ کی طرف ہو گی، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا اور انہی کے نقش قدم پر دوڑ چلے، حالانکہ ان سے پہلے بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے تھے اور ان میں ہم نے تنبیہ کرنے والے رسول بھیجے تھے۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٦﴾ (3)

ترجمہ: زقوم کا درخت گناہگاروں کا کھاجا ہو گا تیل کی تلچھٹ جیسا، پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿٣٧﴾ (4)

ترجمہ: لہٰذا آج نہ یہاں اس کا کوئی یار غم خوار ہے اور نہ زخموں کے دھوون کے سوا اس کے لیے کوئی کھانا، جسے خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ
اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿٧﴾ (5)

ترجمہ: کچھ چہرے اس روز خوف زدہ ہوں گے، سخت مشقت کر رہے ہوں گے، تھکے جاتے ہوں گے، شدید آگ میں جھلس رہے ہوں

---

(1) الواقعة ۵۱ تا ۵۶

(2) الصافات ۶۲ تا ۷۳

(3) الدخان ۴۳ تا ۴۶

(4) الحاقة ۳۵ تا ۳۷

(5) الغاشية ۲ تا ۷

گے، کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا، خار دار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا ان کے لیے نہ ہو گا جو نہ موٹا کرے نہ بھوک مٹائے۔

وَإِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ [1]

ترجمہ: اور سرکشوں کے لیے بدترین ٹھکانا ہے جہنم جس میں وہ جھلسے جائیں گے بہت ہی بری قیام گاہ، یہ ہے ان کے لیے، پس وہ مزا چکھیں کھولتے ہوئے پانی اور پیپ لہو اور اس قسم کی دوسری تلخیوں کا۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۗ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۗ بِئْسَ الشَّرَابُ ۗ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا [2]

ترجمہ: صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے، اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے، ہم نے (انکار کرنے والے) ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں وہاں اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا، بدترین پینے کی چیز اور بہت بری آرام گاہ۔

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۙ ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ۙ ﴿٢٢﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۚ ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۙ ﴿٢٤﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۙ ﴿٢٥﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ۗ ﴿٢٦﴾ [3]

ترجمہ: درحقیقت جہنم ایک گھات ہے، سرکشوں کا ٹھکانا جس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے، اس کے اندر کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل کسی چیز کا مزہ وہ نہ چکھیں گے، کچھ ملے گا تو بس گرم پانی اور زخموں کا دھوون، (ان کے کرتوتوں) کا بھرپور بدلہ۔

اور جہنم کا یہ عذاب، ہم انہیں اس دن دیں گے جس دن زمین اور بلند وبالا، رنگ برنگ کے پہاڑ شدید زلزلہ سے تہ وبالا ہو جائیں گے اور زمین پر مضبوطی سے جمے ہوئے بڑے بڑے پر ہیبت، ٹھوس وسخت پہاڑ آپس میں ٹکرا کر بھربھری ریت کے ٹیلوں کی طرح بے حیثیت ہو جائیں گے، زمین کی شدید حرکت اور ہوا کی وجہ سے یہ بھربھری ریت آہستہ آہستہ پھیل کر اڑتا ہوا غبار بن جائے گی، ساری زمین ایک صاف چٹیل میدان بن جائے گی، کہیں اونچ نیچ نہیں ہو گی، جیسے فرمایا

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۙ ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۙ ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۗ ﴿١٠٧﴾ [4]

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو ایسا

[1] ص ۵۵تا۵۸

[2] الکہف ۲۹

[3] النبا ۲۱تا۲۶

[4] طٰہٰ ۱۰۵تا۱۰۷

ہموار چٹیل میدان بنادے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

یہ چٹیل میدان، میدان محشر کہلائے گا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ؕ ﴿۱۵﴾

بیشک ہم نے تمہاری طرف بھی تم پر گواہی دینے والا رسول بھیج دیا ہے جیسے کہ ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا،

فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ

تو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت (وبال کی) پکڑ میں پکڑ لیا، تم اگر کافر رہے تو اس دن

الْوِلْدَانَ شِيْبَا ۖ ﴿۱۷﴾ اِلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ (المزمل ۱۵تا۱۸)

کیسے پناہ پاؤ گے جو دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا، جس دن آسمان پھٹ جائے گا، اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو کر ہی رہنے والا ہے۔

اے لوگو! اس نبی امی وعربی کے بھیجے جانے پر جو خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور امت پر ان کے اعمال کے ذریعے سے گواہ ہے (یعنی دنیا میں ان کے سامنے اپنے قول وفعل سے حق کی شہادت دیں اور آخرت میں جب اللہ تعالیٰ کی عدالت برپا ہوگی اس وقت آپ یہ گواہی دیں کہ میں نے ان لوگوں کے سامنے حق پیش کر دیا تھا) اللہ کی شکر ادا کرو، رب کی حمد وستائش بیان کرو اور اس بے مثال نعمت کا اعتراف کرو اور اپنے رسول کا انکار کرنے اور اس کی نافرمانی کرنے سے بچو، میخوں والے سرکش فرعون کی مانند نہ بن جاو جس کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو کھلی نشانیوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا، رسول نے اسے بہترین پیرایہ میں دعوت توحید دی، توحید کے واضح دلائل بیان کیے، اللہ تعالیٰ کی نشانیاں پیش کیں مگر اس نے اپنی طاقت کے گھمنڈ، مال ودولت کے غرور اور بے جاہٹ دھرمی سے اس پاکیزہ دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اللہ کے رسول کے مقابلہ پر آ گیا، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے موسیٰ کو فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف اپنی نشانیوں اور نمایاں سند ماموریت کے ساتھ بھیجا مگر انہوں نے کہا ساحر ہے کذاب ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ [2]

ترجمہ: پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) ان لوگوں کے پاس ہماری کھلی کھلی نشانیاں لے کر پہنچا تو انہوں نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر بناوٹی جادو اور یہ باتیں تو ہم نے اپنے باپ دادا کے زمانے میں کبھی سنیں ہی نہیں۔

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ

[1] المومن ۲۴

[2] القصص ۳۶

بِسِحۡرٍ مِّثۡلِهٖ فَاجۡعَلۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكَ مَوۡعِدًا لَّا نُخۡلِفُهٗ نَحۡنُ وَلَاۤ اَنۡتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوۡعِدُكُمۡ يَوۡمُ الزِّيۡنَةِ وَاَنۡ يُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ كَيۡدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے فرعون کو اپنی سب ہی نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلائے چلا گیا اور نہ مانا، کہنے لگا اے موسیٰ (علیہ السلام)! کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے نکال باہر کرے؟ اچھا ہم بھی تیرے مقابلے میں ویسا ہی جادو لاتے ہیں، طے کر لیے کب اور کہاں مقابلہ کرنا ہے نہ ہم اس قرارداد سے پھریں گے نہ تو پھریو، کھلے میدان میں سامنے آجا، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا جشن کا دن طے ہوا اور دن چڑھے لوگ جمع ہوں، فرعون نے پلٹ کر اپنے سارے ہتھکنڈے جمع کیے اور مقابلے میں آ گیا۔

اس کی طاقت اور ظلم وستم کی وجہ سے اس کی قوم کے لوگ بھی اس نعمت سے محروم رہے، آخر ایک مقررہ مہلت کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے انتہائی شدت کے ساتھ پکڑ لیا اور اسے لشکر سمت غرق کر دیا، جیسے فرمایا

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الۡاٰخِرَةِ وَالۡاُوۡلٰى ﴿۲۵﴾ (۲)

ترجمہ: آخر کار اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔

اس کی سلطنت کے جابر طاقتور سردار، بڑی طاقتور فوج، مال ودولت سے بھرے خزانے، ہرے بھرے باغات اس کے کچھ بھی کام نہ آسکے، اور اللہ اپنے بندوں کو بخیر وخوبی اس کے چنگل سے بچا کر لے گیا، اگر فرعون کی طرح تمہارے اعمال بھی یہی رہے کہ نہ تو خود اس پاکیزہ دعوت کو قبول کرتے ہو اور نہ دوسروں کو قبول کرنے کے لئے آزاد چھوڑتے ہو تو ہوسکتا ہے دنیا میں ہم تم پر کوئی عذاب نہ بھیجیں مگر قیامت کے روز کیسے نجات حاصل کرو گے جو ایک مقررہ وقت پر وقوع پذیر ہو جائے گا جو نہایت ہولناک دن ہوگا، جس کی شدت ہولناکی سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے، اس دن کی ہیبت اور دہشت کے مارے آسمان پھٹ جائے گا، جیسے فرمایا

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ﴿۱﴾ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ ۙ﴿۲﴾ (۳)

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم بجالائے گا اور اسے یہی واجب بھی ہے۔

سورج، چاند ستارے نیست ونابود ہو جائیں گے کوئی چیز اس کے سامنے حائل نہیں ہو سکے گی۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿۱۹﴾ (المزمل ۱۹)

بیشک یہ نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے۔

یہ وعظ جس کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قیامت کے دن کے احوال اور اس کی ہولناکیوں کی خبر دی ہے ایک یاد دہانی ہے، جس سے اہل تقوی نصیحت حاصل کرتے اور اہل ایمان برائیوں سے رک جاتے ہیں، پس جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے، وہ راستہ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کھول کھول کر بیان فرمایا اور پوری طرح واضح کیا ہے، اور وہ راستہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ذریعہ ہی

(۱) طٰہٰ ۵۶ تا ۶۰

(۲) النازعات ۲۵

(۳) الانشقاق ۱،۲

مل سکتا ہے،اس آیت میں اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ان کے افعال پر قدرت اور اختیار عطا کیا ہے،ایسے نہیں جیسے جبریہ کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال ان کی مشیت کے بغیر واقع ہوتے ہیں، کیونکہ یہ نقل اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔

مضامین سورۃ سبا:

سورت کی ابتدا اللہ عزوجل کی حمد وثنا سے ہوئی جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا،اس عظیم الشان کائنات کے لیے مستحکم نظام قائم کیا،نظام عالم کی تدبیر کی،اسے ہر چیز کی خبر ہے اور اس کا کوئی عمل بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا،اپنے وقت میں قوم سبا ایک دولت وحشمت والی قوم تھی،اللہ نے اہل سبا کو رزق کی فراوانی،صحت افزا آب وہوا اور زرخیز زمین اور پھل دار باغات جیسی نعمتیں عطا کی تھیں،طویل مسافت تک دورویہ باغات چلے جاتے تھے،نہ گرمی اور دھوپ ستاتی اور نہ ہی بھوک پریشان کرتی،پانی ذخیرہ کرنے کے لیے ایک ڈیم بھی تھا لیکن انہوں نے ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے کفر اور ناقدری کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عقائد ونظریات اور اعمال کی بنا پر انہیں داستان عبرت بنا دیا،ان کی مثال بیان کر کے بتایا گیا کہ اپنے تعصب وہٹ دھرمی اور لغو حرکات سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا انجام اس قوم سے مختلف نہیں ہو گا،داود علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی طاقتیں بخشیں اور وہ شوکت وحشمت عطا کی جو پہلے کم ہی کسی کو ملی ہے مگر وہ سب کچھ پا کر بھی کبر وغرور میں مبتلا نہ ہوئے بلکہ اپنے رب کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے بجائے سر اطاعت خم کر کے اس کے شکر گزار بندے ہی بنے رہے،چنانچہ اگر تم لوگ بھی رب کی نعمتوں پر شکر کرو گے تو اس کے خزانوں میں کمی نہیں وہ تمہارے شکر کرنے پر نعمتوں میں مزید اضافہ فرما دے گا،رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک محدود علاقہ کے لئے نہیں بلکہ انہیں تمام اقوام عالم کے لئے نذیر وبشیر بنا کر بھیجا گیا ہے،مشرکین کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ بعث بعد الموت،حساب وکتاب اور جزاوسزا کا انکار کرتے ہیں،اللہ نے فرمایا کہ آپ اپنے رب کی قسم کھا کر کہہ دیں کہ بس وہ آیا ہی چاہتی ہے،یعنی کچھ لمبا عرصہ نہیں ہے،جب قیامت کا وقت مقررہ آجائے گا تو پھر نہ ایک لمحہ ادھر ہو گا نہ ادھر،اہل مکہ کو غور وفکر کی دعوت دی کہ وہ جس انجام کو چاہیں کامل یقین کے ساتھ پسند کر لیں،شفاعت کا ذکر کیا گیا کہ کفار کے لئے شفاعت کرنے والا کوئی نہیں ہو گا،تمہارا یہ خیال کہ تمہاری کثیر اولاد اور مال ودولت تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے کا باعث بن جائے گی غلط ہے بلکہ ہمارا مقرب تو وہ ہو گا جو ایمان لایا اور اعمال صالحہ کرتا رہا ہو، کفار کے تین مشہور اقوال بیان فرمائے جو وہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت توحید وآخرت پر اور خود آپ ﷺ کی نبوت پر زیادہ تر طنز وتمسخر اور بیہودہ الزامات کی شکل میں پیش کرتے تھے کہ محمد ﷺ ہمیں ہمارے آباؤاجداد کے طریقے سے ہٹانا چاہتا ہے،یہ قرآن اللہ کا نازل کردہ نہیں بلکہ محمد ﷺ نے اسے خود گھڑ لیا ہے اور یہ قرآن کھلا جادو ہے، کفار کے ان اعتراضات کے بعد انہیں غور وفکر کی دعوت دی،روز قیامت گمراہ لیڈروں اور ان کے پیروکاروں کی ایک دوسرے پر الزام تراشیوں کا ذکر فرمایا گیا،ایمان،عمل صالح اور حق کی عظمت کا ذکر کیا گیا اور فخر وغرور،دعوت اسلام کی تکذیب اور اعمال باطلہ کی بے ثباتی کا بیان اس سورہ کا طرہ امتیاز ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے سزاوار ہیں جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمان اور زمین میں ہے، آخرت میں بھی

وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا

تعریف اسی کے لیے ہے، وہ (بڑی) حکمتوں والا اور (پورا) خبردار ہے، جو زمین میں جائے اور جو اس سے نکلے، جو

يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَ هُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝۲ (سبا۱،۲)

آسمان سے اترے اور جو چڑھ کر اس میں جائے، وہ سب سے باخبر ہے اور مہربان نہایت بخشش والا۔

اوصاف الٰہی: دنیاوآخرت کی تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں، اس لئے اپنے اوصاف حمیدہ کی بنا پر ہر طرح کی تعریفات، تسبیحات، حمد وثنا، شکر اور تمام عبادات اللہ وحدہ لاشریک ہی کے لئے سزاوار ہیں جو آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کا خالق و مالک و رازق ہے، دنیا میں بھی تمام مخلوقات اور اہل ایمان اپنے رب کی حمد وثنا میں رطب اللسان ہیں اور روز آخرت بھی اس کے فیصلے، اس کے کامل عدل وانصاف اسی کی بخشش ورحمت کی بنا پر حمد وثنا کے ترانے گائیں گے، جیسے فرمایا

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۷۴ [1]

ترجمہ: اور وہ کہیں گے شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا، اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ [2]

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں راستہ دکھایا، ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ کرتا، ہمارے رب کے بھیجے ہوئے رسول واقعی حق ہی لے کر آئے تھے، اس وقت ندا آئے گی کہ یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمہیں ان اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝۳۴ [3]

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔

[1] الزمر ۷۴

[2] الاعراف ۴۳

[3] فاطر ۳۴

وہ اللہ جو وحدہ لاشریک ہے اپنے اقتدار و تدبیر اور اپنے امر و نہی میں بڑی حکمتوں و دانائی والا ہے، اور ایسے لامحدود علم کا مالک ہے کہ عظیم الشان کائنات کا کوئی ذرہ اس سے مخفی نہیں ہے، جیسے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٥﴾ (۱)

ترجمہ: زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾ (۲)

ترجمہ: پروردگار! تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں، اور واقعی اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمانوں میں۔

...وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٦١﴾ (۳)

ترجمہ: کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے، نہ چھوٹی نہ بڑی جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین میں جو کچھ بھی جاتا ہے جیسے بارش، کوئی خزانہ یا دفینہ، نباتات کے بیج یا مردہ انسان وحیوانات وغیرہ یا اس میں سے جو کچھ نکلے، مثلاً مختلف اقسام کی بناتات وغیرہ اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے مثلاً بارش، اولے، گرج، بجلی اور برکات الٰہی، نیز فرشتوں اور آسمانی کتابوں کا نزول اور رزق وتقدیر وغیرہ، اور جو کچھ چڑھ کر جائے مثلاً فرشتے، بندوں کے نیک اعمال اور ارواح وغیرہ وہ سب سے پوری طرح باخبر ہے، جیسے فرمایا

قٓ ۚ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ﴿١﴾ بَلْ عَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ﴿٢﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۖ ذَٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ ﴿٣﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۖ وَعِندَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ ﴿٤﴾ (۴)

ترجمہ: ق، قسم ہے قرآن مجید کی بلکہ ان لوگوں کو تعجب اس بات پر ہوا کہ ایک خبردار کرنے والا خود انہی میں سے ان کے پاس آ گیا پھر منکرین کہنے لگے یہ تو عجیب بات ہے کیا جب ہم مرجائیں گے اور خاک ہوجائیں گے (تو دوبارہ اٹھائے جائیں گے)؟ یہ واپسی تو عقل سے بعید ہے (حالانکہ) زمین ان کے جسم میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔

---

(۱) آل عمران ۵

(۲) ابراہیم ۳۸

(۳) یونس ۶۱

(۴) ق ۱ تا ۴

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱﴾

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا، اس کے علم میں ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے، وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش اور مخلوقات کے لئے اپنی بے پایاں رحمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ رب اپنے نافرمان بندوں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ سنبھلنے کے لئے ڈھیل دیتا اور درگزر سے کام لیتا ہے، جیسے فرمایا

وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَیْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ ﴿۲﴾

ترجمہ: اگر کہیں اللہ لوگوں کو ان کی زیادتی پر فوراً ہی پکڑ لیا کرتا تو روئے زمین پر کسی متنفس کو نہ چھوڑتا لیکن وہ سب کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے، پھر جب وہ وقت آجاتا ہے تو اس سے کوئی ایک گھڑی بھر بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔

وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰی ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیْرًا ﴿۴۵﴾ ﴿۳﴾

ترجمہ: اگر کہیں وہ لوگوں کو ان کے کیے کرتوتوں پر پکڑتا تو زمین پر کسی متنفس کو جیتا نہ چھوڑتا مگر وہ انہیں ایک مقرر وقت تک کے لیے مہلت دے رہا ہے پھر جب ان کا وقت آن پورا ہو گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا۔

اور جب کوئی برائی سے تائب ہو کر رجوع کر لے تو دھتکار نہیں دیتا بلکہ بخش دینا پسند کرتا ہے، جیسے فرمایا

نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾ ﴿۴﴾

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) ! میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾ ﴿۵﴾

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور رحیم ہے۔

﴿۱﴾ الحدید ۴

﴿۲﴾ النحل ۶۱

﴿۳﴾ فاطر ۴۵

﴿۴﴾ الحجر ۴۹

﴿۵﴾ الزمر ۵۳

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا

کفار کہتے ہیں ہم پر قیامت نہیں آئے گی، آپ کہہ دیجئے! مجھے میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے کہ وہ یقیناً تم پر آئے گی،

يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ

اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں، نہ آسمانوں میں نہ زمین میں بلکہ اس سے بھی چھوٹی

اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۳﴾ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے، تاکہ وہ ایمان اور نیکوں کاروں کو بھلا بدلہ عطا فرمائے یہی لوگ ہیں

مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾ وَ الَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ

جن کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے، اور ہماری آیتوں کو نیچا دکھانے کی جنھوں نے کوشش کی ہے

رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾ وَ يَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے، اور جنہیں علم ہے وہ دیکھ لیں گے کہ جو آپ کی جانب آپ کے

هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ يَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۶﴾ (سبا ۳ تا ۶)

رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ (سراسر) حق ہے اور اللہ غالب خوبیوں والے کی راہ کی راہبری کرتا ہے۔

قیامت قائم ہو کر رہے گی:

قیامت اور حیات بعد الموت کے منکرین بطور استہزا رسول اللہ ﷺ سے کہتے تھے کہ آخر ہمارے جھٹلانے اور استہزاء کے باوجود ہم پر قیامت کیوں قائم نہیں ہو رہی، اللہ تعالیٰ نے تاکید کے صیغہ میں قسم کھا کر فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے کہو میرے عالم الغیب پروردگار کی قسم! قیامت تو برحق ہے اور اپنے وقت مقررہ پر ضرور قائم ہو جائے گی، مگر اس کے وقت کا علم اللہ رب العزت کے سوا کسی کو معلوم نہیں، جیسے ایک مقام پر قسم کھا کر فرمایا

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ [1]

ترجمہ: پھر پوچھتے ہیں کیا واقعی یہ سچ ہے جو تم کہہ رہے ہو؟ کہو میرے رب کی قسم! یہ بالکل سچ ہے اور تم اتنا بل بوتا نہیں رکھتے کہ اسے ظہور میں آنے سے روک دو۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷﴾ [2]

[1] یونس ۵۳

[2] التغابن ۷

ترجمہ: منکرین نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے، ان سے کہو نہیں میرے رب کی قسم! تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائیگا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

منکرین حیات بعد الموت کا سب سے بڑا شبہ یہ تھا کہ جب انسان مٹی میں مل کر مٹی ہو چکا ہوگا اور اس کا ذرہ ذرہ منتشر ہو چکا ہوگا تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ منتشر اجزا دوبارہ پھر اکٹھے ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ... ⑩ ①

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں جب ہم مٹی میں رل مل چکے ہوں گے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے؟۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ... ⑤ ②

ترجمہ: اب اگر تمہیں تعجّب کرنا ہے تو تعجّب کے قابل لوگوں کا یہ قول ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سروں سے پیدا کیے جائیں گے؟۔

بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَىْءٌ عَجِيْبٌ ② ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ③ ③

ترجمہ: بلکہ ان لوگوں کو تعجب اس بات پر ہوا کہ ایک خبردار کرنے والا خود انہی میں سے ان کے پاس آ گیا پھر منکرین کہنے لگے یہ تو عجیب بات ہے، کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک ہو جائیں گے (تو دوبارہ اٹھائے جائیں گے)؟ یہ واپسی تو عقل سے بعید ہے۔

اس کے جواب میں فرمایا کہ وہ اللہ جس کا علم لامحدود ہے، جس کے علم سے کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں، جیسے فرمایا

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ⑨⑧ ④

ترجمہ: لوگو، تمہارا الٰہ تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے، ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

...وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا ۚ ⑫ ⑤

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

تو پھر تمہارے اجزائے منتشرہ کو جمع کر کے دوبارہ زندہ کر دینا اس کے لئے کیوں ناممکن ہوگا، جبکہ ذرہ سے بھی چھوٹی بڑی ہر چیز لوح محفوظ میں درج ہے، جیسے فرمایا

---

① السجدة۱۰

② الرعد۵

③ ق۳،۲

④ طٰہٰ۹۸

⑤ الطلاق۱۲

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۴ (۱)

ترجمہ: (حالانکہ) زمین ان کے جسم میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حیات بعد الموت کی حکمت بیان فرمائی کہ وہ قیامت کو اس لئے قائم کرے گا تا کہ انصاف کے تقاضے کے مطابق اہل ایمان کو جو سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اسوہ مبارک کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کیے کا بہترین صلہ عطا فرمائے، ایسے لوگوں کے لئے ان کے ایمان اور اعمال صالحہ کے سبب سے رب کی طرف سے بخشش اور جنتوں کا پاکیزہ رزق ہے، اور جو لوگ رسولوں کی نافرمانی کریں، دین حق کو مغلوب کرنے اور طاغوت کا بول بالا کرنے کے لئے معاندانہ جدو جہد کریں ان کے لئے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے، جیسے فرمایا

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـــَٔتُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۲ (۲)

ترجمہ: آخر تمہیں دوزخ کی آگ کیوں نہ چھوئے گی؟ جو بھی بدی کمائے گا اور اپنی خطا کاری کے چکّر میں پڑا رہے گا، وہ دوزخی ہے اور دوزخ ہی میں وہ ہمیشہ رہے گا اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنتی ہیں اور جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اے نبی ﷺ! یہ منکرین دین حق کو مغلوب کرنے کے لئے چاہے کتنا ہی زور کیوں نہ لگائیں ان کی کوئی تدبیر اور سازش کامیاب نہیں ہوسکتی، کیونکہ علم رکھنے والوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتاب تم پر نازل کی ہے وہ سراسر حق ہے، اور اس ہستی کی طرف راہ دکھاتا ہے جو بڑی عزت والی اور پورے غلبہ والی ہے، اور اپنی مخلوق میں محمود (قابل تعریف) ہے، اور ساری مخلوق اسکی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ

اور کافروں نے کہا (آؤ) ہم تمہیں ایک ایسا شخص بتلائیں جو تمہیں یہ خبر پہنچا رہا ہے کہ جب تم بالکل ہی ریزہ ریزہ ہوجاؤ

اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۷ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ

گے تو پھر سے ایک نئی پیدائش میں آؤ گے، (ہم نہیں کہہ سکتے) کہ خود اس نے (ہی) اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے دیوانگی ہے،

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝۸ اَفَلَمْ يَرَوْا

بلکہ (حقیقت یہ ہے) کہ آخرت پر یقین نہ رکھنے والے ہی عذاب میں اور دور کی گمراہی میں ہیں، کیا پس وہ

اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ

اپنے آگے پیچھے آسمان و زمین کو دیکھ نہیں رہے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو انھیں

(۱) ق ۴

(۲) البقرۃ ۸۲،۸۱

بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں، یقیناً اس میں پوری دلیل ہے

لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۹﴾ (سبا ۷ تا ۹)

ہر اس بندے کے لیے جو (دل سے) متوجہ ہو۔

ملحدین قیامت کو محال جانتے ہوئے بطور تکذیب و استہزاء کے ایک دوسرے سے کہتے تھے کیا ہم بتائیں تمہیں ایسا شخص یعنی محمد مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جو تمہیں ناقابل فہم خبر دیتا ہے کہ جب تمہارے جسم کا ذرہ ذرہ منتشر ہو کر تمہارا ظاہری وجود ناپید ہو جائے گا اس وقت تمہیں دوبارہ وہی دینوی شکل و صورت، جسم و جاں عطا فرما کر تمہاری قبروں سے نئے سرے سے پیدا کیا جائے گا؟ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ یا تو اس شخص نے رسالت اور وحی کے نزول کا دعویٰ کر کے جان بوجھ کر اللہ کے نام سے جھوٹ باندھنے کی جرات کی ہے یا پھر یہ دیوانہ ہو گیا ہے اور اسی دیوانگی میں ایسی غیر معقول اور بے سروپا باتیں کرتا ہے، اور یہ وہ کوئی نئی بات نہیں کرتے تھے بلکہ جتنی بھی اقوام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال بد کے صلہ میں صفحہ ہستی سے مٹا دیا ان سب نے بھی پیغمبروں کو یہی کہا تھا،

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ [۱]

ترجمہ: یونہی ہوتا رہا ہے، ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا بات اس طرح نہیں ہے جس طرح یہ گمان کر رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حق سے غایت درجہ دوری اور عقل و فہم اور ادراک حقائق سے قاصر ہونے کی بنا پر یہ لوگ آخرت پر ایمان نہیں لا رہے اور اپنی حماقت کی طغیانی میں اس راستے کی طرف سرپٹ دوڑے جا رہے ہیں جو سیدھا جہنم کے دائمی عذاب کی طرف جاتا ہے اور بڑی بدبختی اور دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایک عقلی دلیل کی طرف ان کی توجہ مبذول کی جو حیات بعد الموت کے بعید نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، فرمایا کیا انہوں نے کبھی اس آسمان کو جس کی بلندی اور وسعت ناقابل بیان ہے اور وسیع و عریض زمین کو نہیں دیکھا؟ کیا آسمان کی یہ نیلی چھتری جس سے یہ باہر نہیں نکل سکتے اور یہ ہموار زمین خود بخود اتفاقاً وجود میں آ گئے ہیں؟ کیا اس عظیم الشان کائنات کا کسی کجی سے مبرا یہ نظام خود بخود قائم ہو گیا ہے؟ کیا رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات از خود آ جاتی ہے؟ کیا آسمان سے بارش اور پھر زمین سے یہ انواع و اقسام کی نباتات خود بخود اگ آتی ہیں؟ نہیں، بلکہ آسمان و زمین کو ایک قادر مطلق ہستی نے کمال درجہ حکمت کے ساتھ تخلیق کیا اور اس کائنات کا نظام قائم فرمایا ہے، جب اللہ وحدہ لاشریک ان عظیم الشان مخلوقات کو اور ان کے درمیان جو کچھ ہے چند دنوں میں تخلیق کر دینے کی قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ... ﴿۵۴﴾ [۲]

ترجمہ: درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔

---

[۱] الذاریات ۵۲

[۲] الاعراف ۵۴

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ... ③ (۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوا اور کائنات کا انتظام چلا رہا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ (۲)

ترجمہ: وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان وزمین کے درمیان ہیں، پھر آپ ہی عرش پر جلوہ فرما ہوا، رحمان، اس کی شان بس کسی جاننے والے سے پوچھو۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ (۳)

ترجمہ: ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا اور ہمیں کوئی تکان لاحق نہ ہوئی۔

اس کے لئے اپنی ہی پیدا کردہ مخلوق کو دوبارہ پیدا کر دینا اور اسے دوبارہ اسی حالت میں لے آنا جس میں وہ پہلے تھی کیوں کر ناممکن ہے؟ جیسے فرمایا

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ (۴)

ترجمہ: کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں جب کہ وہ ماہر خلاّق ہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (۵)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو دوبارہ پیدا کرنے کے مقابلے میں یقیناً بڑا کام ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت کا اظہار فرمایا کہ ہم چاہیں تو انہیں ان کی نافرمانی کے سبب اس زمین میں جہاں یہ اطمینان وسکون سے رہتے، کھیتی باڑی اور تجارت کرتے ہیں دھنسا دیں، یا دن یا رات کے وقت آسمان سے عذاب کے کچھ ٹکڑے ان پر گرا دیں، پھر یہ دیکھ لیں گے کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی حامی و ناصر نہیں ہے، اور حیات بعد از الموت برحق ہے، مگر اللہ اپنے رحم وکرم سے اپنے بندوں کو سوچنے اور سنبھلنے کے لئے مہلت عطا فرماتا ہے، درحقیقت آسمان وزمین کے کجی سے مبرا نظام میں ایک نشانی ہے ہر اس شخص کے لئے جو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا طالب ہو۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَ الطَّيْرَ ۚ

اور ہم نے داؤد پر اپنا فضل کیا، اے پہاڑو! اس کے ساتھ رغبت سے تسبیح پڑھا کرو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم ہے)

(۱) یونس ۳

(۲) الفرقان ۵۹

(۳) ق ۳۸

(۴) یٰسین ۸۱

(۵) المومن ۵۷

وَ اٰلَنَّا لَهُ الۡحَدِیۡدَ ۙ﴿۱۰﴾ اَنِ اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرۡ فِی السَّرۡدِ

اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کر دیا کہ تو پوری پوری زرہیں بنا اور جوڑوں میں اندازہ رکھ

وَ اعۡمَلُوۡا صَالِحًا ؕ اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۱۱﴾ (سبا۱۱،۱۰)

تم سب نیک کام کرو، (یقین مانو) کہ میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔

ہم نے اپنے بندے داود علیہ السلام کو دینی اور دنیاوی نعمتوں سے سرفراز فرمایا، ہم نے انہیں (۱۲۰۰ سنہ اور ۱۰۰۰ سنہ کے درمیان) اپنے پاس سے نبوت کے ساتھ بادشاہت اور کئی امتیازی خوبیوں سے نوازا تھا، ان میں سے ایک حسن صوت کی نعمت تھی، ہم نے ٹھوس پہاڑوں اور ہوا میں اڑتے رنگا رنگ کے پرندوں کو حکم دیا کہ جب داود علیہ السلام اللہ کی تسبیح پڑھیں تو تم بھی تسبیح خوانی میں ان کے ساتھ مصروف ہو جاؤ، چنانچہ جب داود علیہ السلام اپنی طرب انگیز آواز میں اللہ کی تسبیح و تہلیل اور تمجید و تحمید میں مصروف ہوتے تو جن وانس کے ساتھ ٹھوس پہاڑ، جمادات، حیوانات اور ہوا میں اڑتے پرندے ٹھہر جاتے اور ان کے ساتھ آواز میں آواز ملا کر رب کی تسبیح و تکبیر اور تمجید و تحمید میں مصروف ہو جاتے، اللہ تعالیٰ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خوبصورت آواز سے نوازا تھا اور وہ بڑے بہترین انداز سے تلاوت قرآن کرتے تھے، ایک مرتبہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے ان کی تلاوت سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور دیر تک ان کی تلاوت سنتے رہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي مُوسَى :لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم مجھے گزشتہ رات دیکھتے جب میں تمہارا قرآن مجید سن رہا تھا یقیناً تمہیں آل داؤد کی خوش الحانی سے حصہ ملا ہے۔ (۱)

دوسری امتیازی خوبی یہ عطا فرمائی کہ جنگی اغراض کے لئے لوہے جیسی سخت دھات کو بھٹی میں تپائے اور ہتھوڑے سے کوٹے بغیر اسے موم کی طرح جس طرح چاہتے موڑ لیتے اور جو چاہتے بنا لیتے، اور انہیں ہدایت کی کہ اس اہم ترین دفاعی سامان میں پوری لمبی زرہیں بنا اور ان کے حلقے نہ تو چھوٹے رکھو کہ ٹھیک طور پر نہ بیٹھیں اور نہ اتنے بڑے ہوں کہ ان میں ڈھیلا پن رہ جائے، تا کہ یہ زرہیں لڑنے والے کے پورے جسم کو صحیح طور سے ڈھانک لیں اور وہ دشمن کے وار سے محفوظ رہے، جیسے فرمایا

وَعَلَّمۡنٰهُ صَنۡعَةَ لَبُوۡسٍ لَّكُمۡ لِتُحۡصِنَكُمۡ مِّنۡۢ بَاۡسِكُمۡ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ شٰكِرُوۡنَ ﴿۸۰﴾ (۲)

ترجمہ: اور ہم نے اس کو تمہارے فائدے کے لئے زرہ بنانے کی صنعت سکھادی تھی تا کہ تم کو ایک دوسرے کی مار سے بچائے، پھر کیا تم شکر گزار ہو؟۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ ۱۸۵۱، مسند احمد ۲۲۹۶۹، صحیح ابن حبان ۸۹۲

(۲) الانبیاء ۸۰

(اے آلِ داود) ان نعمتوں کے شکرانے میں عمل صالح کا اہتمام کرو، جو چھوٹا بڑا عمل تم کرتے ہو وہ مجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَلاَ يَفِرُّ إِذَا لاَقَى

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزے کا سب سے پسندیدہ طریقہ داود علیہ السلام کا طریقہ تھا آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا سب سے زیادہ پسندیدہ طریقہ داود علیہ السلام کی نماز کا طریقہ تھا آپ آدھی رات تک سوتے اور ایک تہائی حصے میں عبادت کیا کرتے تھے اور بقیہ چھٹے حصے میں آرام کرتے، ایک خوبی آپ میں یہ بھی تھی کہ دشمن سے جہاد کے وقت منہ نہ پھیرتے تھے۔ [1]

وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ

اور ہم نے سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا کہ صبح کی منزل اس کی مہینہ بھر کی ہوتی تھی اور شام کی منزل بھی اور ہم نے ان

عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنْ

کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا، اور اس کے رب کے حکم سے بعض جنات اس کی ماتحتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے

يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ

جو بھی ہمارے حکم سے سرتابی کرے ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھائیں گے، جو کچھ سلیمان چاہتے وہ جنات

مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ

تیار کر دیتے، مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں،

شُكْرًا ؕ وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ

کے شکریہ میں نیک عمل کرو، میرے بندوں میں سے شکر گزار بندے کم ہی ہوتے ہیں، پھر جب ہم نے ان پر پھر جب ہم نے ان پر

عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ

موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جو ان کے عصا کو کھا رہا تھا، پس جب

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابٌ: أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا۳۴۱۹،۳۴۲۰،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيقَ، وَبَيَانِ تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ، وَإِفْطَارِ يَوْمٍ۲۷۳۴

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ (سبا ۱۲ تا ۱۴)

(سلیمان) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام پر اپنا فضل و کرم بیان کرنے کے بعد ان کے فرزند سلیمان علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی بادشاہت عنایت فرمائی کہ ان کے بعد کسی کو ایسی بادشاہت نصیب نہ ہو سکی، جیسے فرمایا

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ [۱]

ترجمہ: اور کہا کہ اے میرے رب! مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لیے سزاوار نہ ہو، بیشک تو ہی اصل داتا ہے، تب ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا۔

یہ ایسی بادشاہت تھی جس میں انسانوں کے علاوہ ہوا بھی ان کے ماتحت تھی اور جس طرح سلیمان علیہ السلام چاہتے ان کے حکم سے صبح سے دوپہر تک ایک مہینے کی مسافت اور دوپہر سے رات تک ایک مہینے کی مسافت تک حسب ضرورت کبھی نرم اور کبھی تند و تیز ہوتی تھی، اس طرح ایک دن میں دو مہینوں کی مسافت طے ہو جاتی،

عَنِ الْحَسَنِ، فِي قَوْلِهِ {غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ} قَالَ: كَانَ يَغْدُو فَيَقِيلُ فِي إِصْطَخْرَ، ثُمَّ يَرُوحُ مِنْهَا، فَيَكُونُ رَوَاحُهَا بِكَابُلَ

حسن بصری رحمہ اللہ کا آیت کریمہ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ کے بارے میں قول ہے سلیمان علیہ السلام صبح کے وقت دمشق سے اپنے تخت پر سفر کرتے اور دوپہر کا کھانا اصطخر میں تناول فرماتے، پھر اصطخر سے سفر شروع کرتے تو رات کابل میں بسر فرماتے۔ [۲]

اور آپ کے تجارتی بحری جہازوں کو جہاں آپ بھیجنا چاہتے پہنچا دیتی تھی اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے (پہاڑوں سے) پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بھی ان کے لئے بہا دیا تھا کہ تانبے کی دھات سے وہ جو چاہیں بنائیں، یا یہ بھی تاویل کی جا سکتی ہے کہ ان کے دور میں تانبے کو پگھلانے اور اس سے طرح طرح کی چیزیں تیار کرنے کا کام اتنے بڑے پیمانے پر ہوتا تھا کہ گویا وہاں تانبے کے چشمے بہہ رہے تھے، جنات اللہ تعالیٰ کی ایک سرکش مخلوق ہے جو آگ کی لپٹ سے پیدا کی گئی ہے، جیسے فرمایا

وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ [۳]

ترجمہ: اور اس سے پہلے ہم جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔

ان کو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے تابع فرمان کر دیا تھا جو ان کے حکم کے مطابق کام سرانجام دیتے تھے اور جنات میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے، سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنات ان کے لئے ہر وہ چیز بناتے جو وہ چاہتے، وہ ان کے لئے

[۱] ص ۳۵، ۳۶

[۲] تفسیر طبری ۳۶۳/۲۰

[۳] الحجر ۲۷

اونچی عالی شان عمارتیں، مساجد و معابد، قلعے، مجسمے، غیر حیوان چیزوں کی تصویریں، لشکروں کے بیک وقت کھانے کے لئے چولہوں پر مستقل جمی ہوئی بڑی بڑی مضبوط تانبے کی دیگیں تیار کرتے تھے، اور ان لشکریوں کے کھانا کھانے کے لئے بڑے بڑے حوضوں کے برابر برتن، سمندروں میں غوطے لگاتے اور جواہرات نکال لاتے، وہ ان کاموں کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کرتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ البَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلاَةَ، فَأَمْكَنَنِي اللهُ مِنْهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي المَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔قَالَ رَوْحٌ:فَرَدَّهُ خَاسِئًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی رات کے وقت ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا یا اسی طرح کی کوئی بات آپ نے فرمائی وہ میری نماز میں خلل ڈالنا چاہتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا اور میں نے اسے پکڑ لیا، اور ارادہ کیا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح تم سب اسے دیکھ سکو، مگر اس وقت مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور گزارش کی تھی۔ ''اے میرے رب، مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لیے سزاوار نہ ہو، بے شک تو ہی اصل داتا ہے۔'' میں نے اسے ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔[1]

اللہ رب العزت نے سلیمان علیہ السلام کو فرمایا اے آل داود! میری دین و دنیا کی ان عطا کردہ نعمتوں پر قولاً و فعلاً میرا شکر بجالاو،

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الحُبلي : الصَّلاَةُ شُكْرٌ وَالصِّيَامُ شُكْرٌ وَكُلُّ خَيْرٍ تَعْمَلُهُ لِلَّهِ شُكْرٌ وَأَفْضَلُ الشُّكْرِ الْحَمْدُ

ابوعبدالرحمٰن حبلی کہتے ہیں نماز شکر ہے، روزہ شکر ہے، ہر نیکی جسے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرے شکر ہے، اور افضل شکر حمد ہے۔[2]

عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ:أَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى اللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا، وَيُفْطِرُ يَوْمًاوَلاَ يَفِرُّ إِذَا لاَقَى

عمرو بن العاص سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے، اور سب سے زیادہ پسندیدہ روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں، وہ آدھی رات سوتے اور (رات کا) تیسرا حصہ قیام کرتے، پھر اس (رات) کا چھٹا حصہ سوجاتے تھے، وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے، اور میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے سے بھاگتے نہیں

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ بَابُ الأَسِيرِ أَوِ الغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي المَسْجِدِ ۴۶۱، ۱۲۱۰، ۳۲۸۴، ۳۴۲۳، ۴۸۰۸ ، صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ جَوَازِ لَعْنِ الشَّيْطَانِ فِي أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ، وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ وَجَوَازِ الْعَمَلِ الْقَلِيلِ فِي الصَّلَاةِ۱۲۰۹ ،مسند احمد ۷۹۶۹،السنن الکبری للبیہقی ۳۱۸۴، شرح السنة للبغوی ۷۴۶

[2] تفسیرابن کثیر۵۰۰/۶

تھے۔ [۱]

قَالَ فَضِيلٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا} .قَالَ: قَالَ دَاوُد عَلَيْهِ السَّلَام: يَا رب كَيفَ أشكرك وَالشُّكْر نعْمَة مِنْك ، قَالَ: الْآنَ شَكَرْتَنِي حِينَ عَلِمْتَ أَنَّ النِّعْمَةَ مِنِّي

فضیل رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا قول "اے آل داؤد عمل کرو شکر کے طریقے پر۔" بارے میں کہتے ہیں داود علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میں تیرا شکر کس طرح ادا کرسکتا ہوں جبکہ شکر ادا کرنا بھی تو تیری نعمت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تم نے میرا شکر ادا کر دیا جب تمہیں یہ معلوم ہوگیا کہ تمام نعمتیں میری ہی طرف سے ہیں۔ [۲]

میں اپنے بندوں کو اولاد، مال و دولت، مرتبہ وحیثیت، عزت وشہرت دے کر نوازتا ہوں اور سب کچھ لیکر بھی آزماتا ہوں تا کہ کھرے اور کھوٹے الگ الگ ہوجائیں، مگر میرے بندوں میں سے اکثر میرا شکر کرنے کے بجائے ناشکری ہی کرتے ہیں (شکر سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دل سے اعتراف کرنا، اپنے آپ کو اس کا محتاج سمجھتے ہوئے اس نعمت کو قبول کرنا، اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرنا اور اس کی نافرمانی میں صرف کرنے سے گریز کرنا) سلیمان علیہ السلام کے وقت میں شیاطین اور جنات نے انسانوں کو بہکایا اور ان میں یہ مشہور کیا کہ وہ غیب کا علم جانتے ہیں اور چھپی ہوئی چیزوں کی اطلاع رکھتے ہیں، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی موت کا فیصلہ نافذ کیا تو روح نکلنے کے وقت جیسے وہ اپنی لاٹھی کے سہارے کھڑے تھے ویسے ہی کھڑے رہے اور انس وجنات پر ان کی موت کی کیفیت نامعلوم رہی اور وہ انہیں زندہ سمجھتے ہوئے آپ علیہ السلام کی ہیبت سے احکامات کے مطابق سر جھکائے اپنے سخت سخت کاموں میں مصروف رہے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم ڈھیل کریں اور اللہ کے رسول آجائیں اور ہمیں کڑی سزادیں، اس طرح معلوم نہیں کتنا عرصہ گزر گیا، ایک قول کے مطابق سال بھر کا عرصہ گزرا اور اس لاٹھی کو جس لاٹھی کے سہارے آپ علیہ السلام کھڑے تھے دیمک نے چاٹ کر کھوکھلا کر دیا تو آپ علیہ السلام زمین پر گر پڑے، اب جنات اور انسانوں کو آپ کی موت کا پتہ چلا تب تو نہ صرف انسانوں کو بلکہ خود جنات کو بھی یقین کامل ہوگیا کہ ان میں کوئی غیب داں نہیں یہ محض ان کی دھونس ہے، اگر ہمیں غیب کا علم ہوتا تو اتنا عرصہ اس ذلت کی مصیبت میں مبتلا نہ رہتے اس طرح اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی موت کے ذریعہ سے اس عقیدے کے فساد کو رفع فرمایا۔

اسلام میں تصویر اور مجسمہ سازی:

شریعت محمدیہ میں تصاویر چاہے وہ انسانی، حیوانی یا غیر جاندار اشیا ہوں اور مجسمے بنانا فعل حرام ہے، اس سلسلہ میں متعدد روایات موجود ہیں جن میں سے چند پیش ہیں،

---

[۱] صحيح بخاری كِتَاب التَّهَجُّدِ بَابُ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ۱۱۳۱ ،وكِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ۱۹۷۹،صحيح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيق، وَبَيَانِ تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ، وَإِفْطَارِ يَوْمٍ۲۷۳۹،سنن ابوداودكِتَاب الصَّوْمِ بَابٌ فِي صَوْمِ يَوْمٍ، وَفِطْرِ يَوْمٍ ۲۴۴۸،سنن ابن ماجه كِتَابُ الصِّيَامِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۱۷۱۲

[۲] تفسير القرطبي۱۴؍۲۹۸،الدر المنثور۶؍۶۸۰، تفسير الماوردي = النكت والعيون۴؍۴۳۹

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ، وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ العَبْدُ الصَّالِحُ، أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الخَلْقِ عِنْدَ اللهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبش میں (ہجرت حبشہ کے دور میں) ایک کنیسہ دیکھا تھا جس میں تصاویر بنی ہوئی تھیں انہوں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ جب ان میں کوئی صالح آدمی فوت ہو جاتا تو (اس کی تعظیم اور یاد کے لیے) اس کی قبر پر ایک عبادت گاہ بنا کر اس میں تصاویر بنالیا کرتے تھے، یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بدترین خلائق قرار پائیں گے۔ (۱)

أَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى حَجَّامًا، فَأَمَرَ بِمَحَاجِمِهِ، فَكُسِرَتْ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ:إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الكَلْبِ، وَكَسْبِ الأَمَةِ، وَلَعَنَ الوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا، وَمُوكِلَهُ، وَلَعَنَ المُصَوِّرَ

ابو حجیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ایک غلام خریدا جو پچھنے لگاتا ہے، انہوں نے اس کے اوزار توڑ ڈالے، میں نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور خون نکالنے کی اجرت سے منع فرمایا ہے اور گودنے والی، گدوانے والی اور سود کھانے اور کھلانے سے منع فرمایا اور صورت بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (۲)

عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللهِ يَوْمَ القِيَامَةِ المُصَوِّرُونَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے قیامت کے روز اللہ کے ہاں سخت ترین سزا پانے والے مصور ہوں گے۔ (۳)

عَنِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْهُذَلِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ:أَيُّكُمْ يَنْطَلِقُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلا يَدَعُ بِهَا وَثَنًا إِلا كَسَرَهُ، وَلا قَبْرًا إِلا سَوَّاهُ، وَلا صُورَةً إِلا لَطَّخَهَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَانْطَلَقَ، فَهَابَ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ۱۱۸۱،صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ بَابُ الصَّلاَةِ فِي البِيعَةِ۴۳۴، سنن نسائی کتاب المساجدباب النَّهْيُ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ۷۰۵

(۲) صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ ثَمَنِ الكَلْبِ۲۲۳۸ ،کتاب اللباس بَابُ مَنْ لَعَنَ المُصَوِّرَ۵۹۶۲،وبَابُ الوَاشِمَةِ۵۹۴۵،شرح السنة للبغوی ۲۰۳۹

(۳) صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ عَذَابِ المُصَوِّرِينَ يَوْمَ القِيَامَةِ۵۹۵۰،صحیح مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ۵۵۲۸، سنن نسائی کتاب الزینة باب ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا ۵۳۶۹، مسند احمد۳۵۵۸،السنن الکبری للنسائی۹۷۰۹،السنن الکبری للبیہقی ۱۴۵۶۷، مصنف ابن ابی شیبة ۲۵۲۰۹

أَهْلَ الْمَدِينَةِ، فَرَجَعَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَنْطَلِقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ:فَانْطَلِقْ فَانْطَلَقَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ أَدَعْ بِهَا وَثَنًا إِلا كَسَرْتُهُ، وَلا قَبْرًا إِلا سَوَّيْتُهُ، وَلا صُورَةً إِلا لَطَّخْتُهَا. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ عَادَ لِصَنْعَةِ شَيْءٍ مِنْ هَذَا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو محمد ہذلی، سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے آپ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو جا کر مدینہ میں کوئی بت نہ چھوڑے جسے توڑ نہ دے اور کوئی قبر نہ چھوڑے جسے زمین کے برابر نہ کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے جسے مٹا نہ دے، ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کام کے لئے حاضر ہوں، چنانچہ وہ گیا مگر اہل مدینہ کے خوف سے یہ کام کیے بغیر واپس پلٹ آیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جاتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم جاؤ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ مدینہ گئے اور واپس آ کر انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کوئی بت نہیں چھوڑا جسے توڑ نہ دیا ہو، کوئی قبر نہیں چھوڑی جسے زمین کے برابر نہ کر دیا ہو اور کوئی تصویر نہیں چھوڑی جسے مٹا نہ دیا ہو، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اگر کسی شخص نے ان چیزوں میں کوئی چیز بنائی تو اس نے اس تعلیم سے کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ (۱)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الحَسَنِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، إِنِّي إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي، وَإِنِّي أَصْنَعُ هَذِهِ التَّصَاوِيرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لاَ أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ:مَنْ صَوَّرَ صُورَةً، فَإِنَّ اللَّهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا أَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً، وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ، إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ، فَعَلَيْكَ بِهَذَا الشَّجَرِ، كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ

سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ میں ایسا شخص ہوں کہ میرا ذریعہ معاش میرے ہاتھ کی صنعت ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا میں تجھ سے وہی چیز بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی چیز کی تصویر بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دیتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اس میں جان نہ ڈال سکے گا، اس شخص نے بہت ٹھنڈی سانس لی اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا تو عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ تیرا برا ہو اگر تو تصویریں ہی بنانا چاہتا ہے تو ان درختوں کی جن میں جان نہیں ہوتی تصویریں بنایا کر۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

(۱) مسند احمد ۶۵۷

(۲) صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ، وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ ۲۲۲۵، وکتاب الباس بَابُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً كُلِّفَ يَوْمَ القِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ ۵۹۶۳، وکتاب التعبیر بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ ۷۰۴۲، جامع ترمذی ابواب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَوِّرِينَ ۱۷۵۱، سنن نسائی کتاب الزینة باب ذِكْرُ مَا يُكَلَّفُ أَصْحَابُ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۵۳۶۰، مسند احمد ۱۸۶۶

وَسَلَّمَ، قَامَ عَلَى الْبَابِ، فَلَمْ يَدْخُلْ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتُوبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، مَا أَذْنَبْتُ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ؟فَقُلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَلِتَوَسَّدَهَا،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ بِهَا، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ:إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے ایک گدا خریدا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر داخل ہونے کے بجائے دروازے ہی میں کھڑے ہو گئے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کراہت محسوس کی، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے سے توبہ کرتی ہوں میرا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گدا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ اس غرض کے لئے ہے کہ آپ یہاں تشریف رکھیں اور اس پر ٹیک لگائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے ان میں جان ڈالو اور فرمایا ملائکہ (رحمت) کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔ [1]

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي عَلَى سَهْوَةٍ لِي فِيهَا تَمَاثِيلُ،فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَقَالَ:أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ القِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے، میں نے صحن میں ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو (غصے سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردے کو اپنے دست مبارک سے پھاڑ ڈالا اور فرمایا قیامت کے روز سخت ترین عذاب جن لوگوں کو دیا جائے گا ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کی تخلیق کی مانند تخلیق کی کوشش کرتے ہیں۔ [2]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ سَتَّرْتُ عَلَى بَابِي دُرْنُوكًا فِيهِ الْخَيْلُ ذَوَاتُ الْأَجْنِحَةِ، فَأَمَرَنِي فَنَزَعْتُهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر ایک پردہ لٹکا

---

[1] صحیح بخاری کِتَابُ البُيُوعِ بَابُ التِّجَارَةِ فِيمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ۲۱۰۵،و کِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ۵۱۸۱ ،وكِتَابُ اللِّبَاسِ بَابُ مَنْ كَرِهَ القُعُودَ عَلَى الصُّورَةِ۵۹۵۷،صحیح مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ۵۵۳۳،سنن نسائی کتاب الزینة باب التصاویر۵۳۶۷ ،مسنداحمد ۲۶۰۹۰،صحیح ابن حبان۵۸۴۵،شرح السنة للبغوی ۲۳۲۱، السنن الکبری للبیہقی ۱۴۵۵۴

[2] صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيرِ۵۹۵۴،صحیح مسلم کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ ۵۵۲۵ ، سنن نسائی کتاب الزینة باب ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا۵۳۵۹

رکھا تھا جس میں پر دار گھوڑوں کی تصویریں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے اتار دو اور میں نے اتار دیا۔ ⁽¹⁾

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصُّورَةِ فِي الْبَيْتِ، وَنَهَى عَنْ أَنْ يُصْنَعَ ذَلِكَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ گھر میں تصویر رکھی جائے اور اس سے بھی منع فرمادیا کہ کوئی شخص تصویر بنائے۔ ⁽²⁾

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلُ، فَرَاثَ عَلَيْهِ، حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ، فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا وعدہ کیا مگر بہت دیر لگ گئی اور وہ نہ آئے نبی کریم ﷺ کو اس سے پریشانی ہوئی اور نبی کریم ﷺ گھر سے نکلے تو وہ مل گئے، آپ ﷺ نے ان سے شکایت کی تو انہوں نے کہا ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ ⁽³⁾

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ

ابو الہیاج اسدی کہتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا نہ بھیجوں میں تم کو اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ اور وہ یہ ہے کہ تم کوئی تصویر نہ چھوڑو جسے مٹا نہ دو اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑو جسے زمین کے برابر نہ کر دو۔ ⁽⁴⁾

عَنْ حَنَشٍ الْكِنَانِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّهُ بَعَثَ عَامِلَ شُرْطَتِهِ، فَقَالَ لَهُ: أَتَدْرِي عَلَى مَا أَبْعَثُكَ؟ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ أَنْحِتَ كُلَّ يَعْنِي صُورَةً، وَأَنْ أُسَوِّيَ كُلَّ قَبْرٍ

حنش الکنانی کہتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی پولیس کے کوتوال سے کہا تم جانتے ہو کہ میں کس مہم پر تمہیں بھیج رہا ہوں؟ اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا یہ کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر قبر کو زمین کے برابر کر دوں ⁽⁵⁾

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۥ كُلُوْا

قوم سبا کے لیے اپنی بستیوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانی تھی، ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے (ہم نے ان کو حکم دیا تھا کہ) اپنے رب کی

⁽¹⁾ صحیح مسلم کتاب اللباس بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ ۵۵۲۳ ،سنن نسائی کتاب الزینۃ باب التَّصَاوِيرِ ۵۳۵۴،مسند احمد ۲۵۹۲۱

⁽²⁾ جامع ترمذی ابواب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّورَةِ ۱۷۴۹،۱۷۴۸

⁽³⁾ صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ لَا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ ۵۹۶۰

⁽⁴⁾ صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ ۲۲۴۳،سنن ابوداودکتاب الْجَنَائِزِ بَابٌ فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ ۳۲۱۸،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَسْوِيَةِ القُبُورِ ۱۰۴۹،سنن نسائی کتاب الجنائز باب تَسْوِيَةُ الْقُبُورِ إِذَا رُفِعَتْ ۲۰۳۳،مسند احمد ۷۴۱

⁽⁵⁾ مسند احمد ۱۲۸۴، مسند ابویعلی ۵۶۳

مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۝۱۵ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا

دی ہوئی روزی کھاؤ اور شکر ادا کرو، یہ عمدہ شہر اور وہ بخشنے والا رب ہے، لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر

عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ

زور کے سیلاب (کا پانی) بھیج دیا، اور ہم ان کے (ہرے بھرے) باغوں کے بدلے دو (ایسے) باغ دیئے جو بدمزہ

وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝۱۶ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ

میووں والے اور (بکثرت) جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے، ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ انھیں دیا،

وَ هَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝۱۷ وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا

ہم (ایسی) سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں کو ہی دیتے ہیں، اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے

فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا

برکت دے رکھی تھی چند بستیاں اور (آباد) رکھی تھیں جو برسر راہ ظاہر تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر تھیں، ان میں

اٰمِنِيْنَ ۝۱۸ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا

راتوں اور دنوں کو بھی امن و امان چلتے پھرتے رہو، لیکن انہوں نے پھر کہا اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفر دور دراز کر دے

وَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ

چونکہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنا برا کیا اس لیے ہم نے انھیں (گذشتہ) فسانوں کی صورت میں کر دیا

وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۱۹

اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے، بلاشبہ ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لیے اس (ماجرے) میں بہت سی عبرتیں ہیں،

وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا

اور شیطان نے ان کے بارے میں اپنا گمان سچا کر دکھایا یہ لوگ سب کے سب اس کے تابعدار بن گئے

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۰ وَ مَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

سوائے مومنوں کی ایک جماعت کے، شیطان کا ان پر کوئی زور (اور دباؤ) نہ تھا

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ

مگر اس لیے کہ ہم ان لوگوں کو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ظاہر کر دیں ان لوگوں میں سے جو اس سے شک میں ہیں،

وَ رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ (سبا۱۵تا۲۱)

اور آپ کا رب (ہر) ہر چیز پر نگہبان ہے۔

اہل سبا اور اہل مکہ میں مشابہت:

جزیرہ نمائے عرب میں بارش کم ہوتی ہے اس لئے کوئی مستقل دائمی دریا نہیں ہیں صرف سلسلہ کوہستان ہے، پانی پہاڑوں سے بہہ کر ریگستانوں میں خشک ہو کر ضائع ہو جاتا ہے اور زراعت کے مصرف میں نہیں آتا، قوم سبا ایک عقل مند قوم تھی انہوں نے زراعت کو ترقی دینے اور اپنے ملک کی خوشحالی کے لئے بارش کے ضائع ہوتے ہوئے پانی کو قابو کرنے کا منصوبہ بنایا اور موقع کی مناسبت سے سو کے قریب چھوٹے چھوٹے بند بنائے مگر سب سے بڑا بند سد مارب تھا جو دار الحکومت کے قریب تھا، مارب کے قریب شہر کے شمالی اور جنوبی دونوں طرف پہاڑ تھے جن کا نام کوہ ابلق ہے، جن کے درمیان ایک تنگ وادی ہے جسے وادی اذنیہ کہتے ہیں، اس وادی کے دہانے پر ملوک سبا نے ۸۰۰ قبل مسیح میں چشموں اور برساتی نالوں کے پانی کو جو بارش کے موسم میں پہاڑوں کی بلندیوں سے بہتے تھے روکنے کے لئے مٹی کی ایک مضبوط بیالیس فٹ بلند، ایک سو پچاس فٹ لمبی اور پچاس فٹ چوڑی دیوار کھڑی کر دی تھی اور دیوار کو بڑے بڑے پتھروں سے ڈھانک دیا تھا، اور پانی کے حسب ضرورت اخراج کے لئے اس کے مشرق و مغرب دونوں جانب اوپر نیچے دروازے بنا دیئے تھے جس کو داہنا صدف اور بایاں صدف کہا جاتا تھا، زمینوں تک پانی پہنچانے کے لئے سطح آب کو بھی بلند کیا اس طرح ان کے ہاتھ میں زمینوں کی سیرابی کا ایک قدرتی ذریعہ میسر آ گیا (عام مسلمان مورخین اس بند کا بانی بلقیس ملکہ یمن وحرم سلیمانی کو قرار دیتے ہیں) چنانچہ اس پانی کو پہنچانے کے لئے دار الحکومت کے ۲۰۰ مربع میل تک میں نہروں کا جال بچھا ہوا تھا جس کی وجہ سے ارد گرد کی زمینیں بہشت زار ہو گئیں، پانی کی فراوانی کی وجہ سے ہر طرف زراعت و باغات میں ہریالی اور شادابی ہی نظر آتی تھی، ہرے بھرے شاداب باغات کی کثرت اور انواع و اقسام کے ذائقوں والے پھلوں کی فراوانی تھی، جس سے ملک سبا کی پوری سرزمین گلزار بنی ہوئی تھی جس سے ملک بڑا ہی خوشحال ہو گیا،

قَتَادَةُ: أَنَّ الْمَرْأَةَ كَانَتْ تَمْشِي تَحْتَ الْأَشْجَارِ وَعَلَى رَأْسِهَا مِكْتَلٌ أَوْ زِنْبِيلٌ، وَهُوَ الَّذِي تُخْتَرَفُ فِيهِ الثِّمَارُ، فَيَتَسَاقَطُ مِنَ الْأَشْجَارِ فِي ذَلِكَ مَا يَمْلَؤُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَحْتَاجَ إِلَى كُلْفَةٍ وَلَا قُطَّاف، لِكَثْرَتِهِ وَنُضْجِهِ وَاسْتِوَائِهِ

قتادہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ کوئی عورت اپنے سر پر جھلی رکھ کر چلتی تو کچھ دور جانے تک وہ جھلی پھلوں سے بالکل بھر جاتی تھی، درختوں سے جو پھل خود بخود جھڑتے تھے وہ اس کثرت سے ہوتے تھے کہ ہاتھ سے توڑنے کی حاجت نہیں ہوتی تھی۔ [1]

یہ ملک بری و بحری تجارت میں ممتاز تھا اور زراعت و باغبانی میں بھی سر بلند تھا جو رب کی ایک نشانی تھی کیونکہ یہ دونوں ہی چیزیں کسی ملک اور

[1] تفسیر ابن کثیر ۵۰۷/۶

قوم کی خوش حالی کا باعث ہوا کرتی ہے اور اچھی آب و ہوا کی وجہ سے یہ مکھی مچھر اور اس قسم کے دیگر موذی جانوروں سے پاک ایک عمدہ شہر تھا تا کہ وہ رب کی عنایت کردہ نعمتیں کھائیں اس کے احکامات پر عمل درآمد کریں اور رب کا شکر بجالائیں اور نافرمانیوں سے اجتناب کریں، جس سے غفور ورحیم رب عفو ودرگزر سے کام لیتے ہوئے تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔

عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَجِبْتُ مِنْ قَضَاءِ اللهِ لِلْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَ الْمُؤْمِنِ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ فَشَكَرَ، كَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ فَصَبَرَ، كَانَ خَيْرًا لَهُ

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن آدمی کا بھی عجیب حال ہے کہ اس کے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات کسی کو حاصل نہیں سوائے اس مومن آدمی کے، اگر اسے راحت اور خوشی پہنچتی ہے تو شکر کر کے بھلائی حاصل کرتا ہے اور اگر برائی اور غم پہنچتا ہے تو یہ صبر کرتا ہے اور بدلہ حاصل کرتا ہے۔ (۱)

مگر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں نے اس قوم میں غرور وتکبر بھر دیا اور وہ رب کے دین سے دور ہوتے چلے گئے، رب کریم نے اپنی سنت کے مطابق انہیں ان کے کفروشرک اور ناشکری پر فوراً ہی نہیں پکڑلیا بلکہ ان کو راہ راست پر پلٹ آنے کی مہلتیں دیں،

عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ الْيَمَانِيِّ، قَالَ: لَقَدْ بَعَثَ اللهُ إِلَى سَبَإٍ، ثَلَاثَةَ عَشَرَ نَبِيًّا

وہب بن منبہ الیمانی کہتے ہیں ان کی طرف بارہ یا تیرہ پیغمبر بھیجے، جنہوں نے انہیں دعوت توحید دی، عبادت کا طریقہ سمجھایا اور منعم ومحسن کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر گزار ہونے کی تلقین کی۔ (۲)

فَأَعْرَضُوا} أَيْ: عَنْ تَوْحِيدِ اللهِ وَعِبَادَتِهِ وَشُكْرِهِ عَلَى مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيْهِمْ، وَعَدَلُوا إِلَى عِبَادَةِ الشَّمْسِ

کچھ عرصہ تک وہ یونہی رہے لیکن پھر انہوں نے اللہ کی توحید کو اس کی عبادت کو اور اس کی نعمتوں کے شکر کو بھلادیا اور سورج کی پرستش کرنے لگے۔ (۳)

جیسے فرمایا

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ (۴)

ترجمہ: میں سبا کے متعلق یقینی اطلاع لے کر آیا ہوں، میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس قوم کی حکمراں ہے اس کو ہر طرح کا سروسامان بخشا گیا ہے اور اس کا تخت بڑا عظیم الشان ہے، میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے شیطان نے

(۱) مسند احمد ۲۳۹۲۴، صحیح مسلم کتاب الزهد بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ ۷۵۰۰

(۲) تفسیرطبری ۲۰/۳۷۸، تفسیرابن کثیر ۶/۵۰۷

(۳) تفسیرابن کثیر ۶/۵۰۷

(۴) النمل ۲۲تا۲۴

ان کے اعمال ان کے لیے خوشنما بنا دیے اور انہیں شاہراہ سے روک دیا اس وجہ سے وہ یہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔

دوسرے معنوں میں اہل مکہ کو سمجھایا گیا کہ جس طرح یہ شہر مکہ امن وسکون اور کھانے کے لئے ہر طرح کے پھل اور میوہ جات با افراط ہیں، ایسی ہی حالت اہل سبا کی بھی تھی، انہوں نے اللہ سے کفر اور اس کی نعمتوں کی ناقدری کی تو ان کے پاس کچھ نہ بچا اور اگر تم نے بھی کفران نعمت کی روش اختیار کی تو تمہارا حال ان سے مختلف نہ ہوگا، چنانچہ یہی ہوا رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے چند سال بعد ہی یہ لوگ بدترین قحط کا شکار ہو گئے۔

اہل سبا کا زوال:

سبا بالکل صلح پسند اور امن ومسرت کی حکومت تھی، اہل سبا ایک تاجر قوم تھی اور آب پاشی کے بہترین نظام کے بدولت زراعت بھی کرتے تھے، اس کے علاقوں میں سونے اور جواہرات کی کانیں کثرت سے تھیں، اسی صلح پسندی کی وجہ سے سبا نے اپنی قوت کا زیادہ تر حصہ اسلحہ کے بجائے عمارات پر صرف کیا، اب تک جو تین ہزار کتبات دریافت ہوئے ہیں وہ زیادہ تر ان ہی عمارتوں کی یادگاری لوحیں ہیں، نشوان بن سعید حمیری نے قصیدہ حمیریہ میں تقریباً ۲۵ شاہی عمارات کا ذکر کیا ہے، ۶۵۰ قبل مسیح سے قبل قوم سبا کا پایہ تخت صرداح تھا (جس کے آثار مغرب کی طرف مارب اور صنعا کے درمیان ابھی تک باقی ہیں اور خربیہ کے نام سے مشہور ہیں) اور بادشاہوں کا لقب مکارب سبا (کاہن بادشاہ، یعنی انسانوں اور دیوتاؤں کے درمیان واسطہ) ہوا کرتا تھا، اسی دور میں مشہور مارب بند کی بنا رکھی گئی جسے بعد میں آنے والے بادشاہ توسیع کرتے رہے، مکارب سبا ۳۵۰ سو سال تک حکومت کرتے رہے، ۶۵۰ قبل مسیح سے ۱۱۵ قبل مسیح میں سیاسی وجوہ کی بنا پر پایہ تخت صرداع کو چھوڑ کر مارب کو (جس کا دوسرا نام سبا تھا) جو مقام سمندر سے ۳۹۰۰ فٹ کی بلندی پر صنعاء سے ساٹھ میل مشرقی جانب واقع ہے پایہ تخت قرار دیا گیا اور اسے غیر معمولی ترقی دی، بادشاہوں کا لقب ملک (بادشاہ) قرار پایا اور قصر شاہی کا نام سلحین تھا، ۸۴۴ برس تک یہاں سترہ ملوک بادشاہوں نے حکومت کی، اس دور میں مملکت سبا جس کے ڈنکے دنیا بھر میں بجتے تھے زوال نعمت کا سلسلہ شروع ہوا ان میں مسلسل خانہ جنگیاں ہوئیں جس سے بیرونی قوموں کو مداخلت کا موقعہ ملا، پہلے چوتھی ق م کے اواخر میں یونانیوں نے اور پھر ایک ہزار سال سے زیادہ مدت تک تجارت کا واسطہ بننے کے بعد پہلی ق م میں رومیوں کے ہاتھوں ان کی بحری تجارت ختم ہوئی اور پھر بہت سے اسباب کی بنا پر حبشیوں کے ہاتھوں بری تجارت بھی دم توڑ گئی، پھر بند ٹوٹنے کی وجہ سے زراعت نے بھی دم توڑ دیا اور بالآخر ۵۲۵ ء میں آخری حمیری بادشاہ ذوانواس نے اکسومی حبشیوں کے ہاتھوں شکست کھائی تو ان کی آزادی بھی ختم ہوگئی، اس طرح یہ قوم کفران نعمت کے سبب اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوگئی اور ان کا نام ونشان تک نہ رہا، حبشی وہاں ۷۲ سال تک حکمران رہے جن میں ابراہہ بھی تھا جس نے بیت اللہ پر چڑھائی کی ناپاک جسارت کی تھی جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے رہتی دنیا تک کے لئے نگاہ عبرت بنا دیا، اس طرح اللہ قادر مطلق نے کفران نعمت کی بدولت اس قوم کو انتہائی عروج سے گرا کر اس گندے گڑھے میں پھینک دیا جہاں سے پھر کوئی مغضوب قوم کبھی سر نہ اٹھا سکے، ان کی آزادی بحال ہوئی مگر مشہور بند مارب میں رخنے پڑنے شروع ہو گئے۔

مارب بند کا ٹوٹنا:

قرآن مجید کے مطابق اہل سبا کی تجارت تو پہلے ہی رومیوں اور حبشیوں کے ہاتھوں دم توڑ چکی تھی جس سے یمن سے شام تک ان کی بستیوں

میں دھول اڑنے لگی، ان کی تمام نوآبادیاں بے نشان ہو کر رہ گئیں (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون سبا) اس طرح یہ ناشکرا اور نافرمان قوم بلندیوں سے پستی میں چلی گئی، پھر پانچویں صدی عیسوی (۴۵۰ء یا ۴۵۱ء) میں رب کی طرف سے اس قوم کے کفر اور ناشکری کا بدلہ دینے اور مکمل تباہی و بربادی کا نشان بنانے کے لئے ان پہاڑوں پر مسلسل کئی دنوں تک طوفانی بارش ہوتی رہی جس نے رکنے کا نام ہی نہ لیا جس کا پانی بہہ کر بند میں جمع ہوتا رہا اور بالآخر بند کی سطح عبور کر گیا اور دیوار کے اوپر سے بہنے لگا، بارش کی وجہ سے پورا علاقہ پہلے ہی جل تھل ہو چکا تھا اور پانی کی نکاسی کا کوئی راستہ نہیں تھا ایک وقت معین پر تیز و تند سیلابی ریلے نے ان مضبوط بندوں اور پشتوں کو جن پر ان کو ناز تھا جو انہوں نے پانی کا ذخیرہ کرنے کے لئے بنا رکھے تھے ٹوٹ گئے اور اس سے نکلنے والا سیلابی پانی راستے میں بند پر بند توڑتا چلا گیا جس سے عظیم سیلاب آیا جس سے ایک قیامت برپا ہو گئی، ہر طرف پانی ہی پانی پھیل گیا، آب پاشی کا پورا نظام درہم برہم ہو گیا، زوردار بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے شاداب اور پھل دار باغات ویران و اجاڑ اور زرعی فصلیں تباہ و برباد ہو کر رہ گئیں، بستیوں کے بڑے بڑے خوبصورت مکانات پانی میں ڈوب کر کھنڈر بن گئے، وہی علاقہ جو کبھی جنت نظیر بنا ہوا تھا پیلو، جھاؤ، کیلر، ببول جیسے درختوں سے بھر گیا اور خاردار بوٹی بیر کے علاوہ کوئی چیز کھانے کے قابل نہ رہی، یہ تھا اس کے کفر کا بدلہ جو ہم نے انکو دیا اور ناشکرے انسان کے سوا ایسا بدلہ ہم اور کسی کو نہیں دیتے،

وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: صَدَقَ اللهُ الْعَظِيمُ. لَا يُعَاقَبُ بِمِثْلِ فِعْلِهِ إِلَّا الْكَفُورُ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ عظیم نے سچ فرمایا ہے کہ کافر اور ناشکرے ہی کو اس کے فعل کے مثل سزا دی جاتی ہے۔ [۱]

تجارتی نظام:

ملک سبا (یمن) اور شام کے درمیان تجارتی شاہراہ تھی جن پر لب سڑک مسلسل بستیاں آباد کی ہوئی تھیں جو ایک دوسرے سے پیوست تھیں (مفسرین نے ان بستیوں کی تعداد چار ہزار سات سو بیان کی ہے) جن کی وجہ سے تجارتی کاروانوں کو ایک تو کھانے پینے اور آرام کرنے کے لئے زاد راہ ساتھ لینے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور دوسرے ویرانی کی وجہ سے لوٹ مار اور قتل و غارت کا جو اندیشہ ہوتا ہے وہ بھی نہیں ہوتا تھا، سفر کی مسافتیں طے کرنے کے لئے ایک آبادی سے دوسری آبادی کا فاصلہ معلوم و متعین تھا اس لئے وہ لوگ دن ہو یا رات جس گھڑی چاہتے جان و مال کے کسی اندیشے کے بغیر زاد راہ کی مشقت سے بے نیاز امن و چین سے منزلوں کے حساب کے مطابق بہ آسانی کھاتے پیتے اور آرام کرتے اپنا سفر طے کر لیتے تھے،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ، وَالْحَسَنُ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَمَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، وَقَتَادَةَ، وَالضَّحَّاكِ، والسُّدِّي، وَابْنِ زَيْدٍ وَغَيْرِهِمْ : يَعْنِي: قُرَى الشَّامِ ، يَعْنُونَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسِيرُونَ مِنَ الْيَمَنِ إِلَى الشَّامِ فِي قُرًى ظَاهِرَةٍ مُتَوَاصِلَةٍ

مجاہد، حسن، سعید بن جبیر، مالک از زید بن اسلم، قتادہ، ضحاک، سدی، ابن زید اور دیگر بہت سے ائمہ تفسیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ان سے شام کی بستیاں مراد ہیں، یعنی جب وہ یمن سے شام کی طرف سفر کرتے تو اس کے رستے میں مبارک اور مسلسل بستیوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ [۲]

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ۶/۵۰۸

[۲] تفسیر ابن کثیر ۶/۵۰۹

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں نے اس قوم میں غرور و تکبر بھر دیا اور وہ رب کے دین سے دور ہوتے چلے گئے، سفر کی ان سہولتوں کو انہوں نے کوئی اہمیت نہ دی بلکہ ان کو ناگوار گزرنے لگیں اور آبادی کی کثرت کو اپنے لئے مصیبت سمجھنے لگے اور جس طرح بنی اسرائیل نے من وسلویٰ کے بدلے لہسن پیاز وغیرہ طلب کیا تھا،

وَإِذْ قُلْتُمْ يَٰمُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَٰحِدٍ فَٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنۢبِتُ ٱلْأَرْضُ مِنۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ... ﴿٦١﴾ (۱)

ترجمہ: یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری، گیہوں، لہسن، پیاز، دال وغیرہ پیدا کرے۔

انہوں نے بھی چاہت کی کہ آبادی اتنی گھٹ جائے کہ سفر کی منزلیں دور دور ہو جائیں چنانچہ وہ دعا کرنے لگے اے ہمارے رب! ہمارے سفر اس طرح دور دور کر دے کہ ہمیں مسلسل آبادیوں کے بجائے درمیان میں سنسان وویران جنگلات اور صحراؤں سے گزرنا پڑے، گرمیوں میں دھوپ کی شدت اور سردیوں میں یخ بستہ ہوائیں ہمیں پریشان کریں، راستے میں بھوک و پیاس اور موسم کی سختیوں سے بچنے کے لئے ہمیں زادِ راہ کا بھی انتظام کرنا پڑے، اس طرح انہوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنا برا کیا، رب کریم نے اپنی سنت کے مطابق انہیں ان کے کفر و شرک اور ناشکری پر فوراً ہی نہیں پکڑ لیا بلکہ ان کو راہ راست پر پلٹ آنے کی مہلتیں دیں، اپنے رسول بھیجے جنہوں نے انہیں دعوت توحید دی اور رب کا شکر کرنے کی تلقین کی مگر انہوں نے تو واپس نہ آنے کا عہد کر رکھا تھا۔

اہل سبا کا منتشر ہونا:

جب بحری تجارتوں نے سبا کو مٹا دیا تو یمن کی حکومت مشرق سے منتقل ہو کر مغرب میں حمیریوں کی طرف چلی آئی، مشرق سے مغرب کی طرف حکومت کا قبیلہ حمیر میں منتقل ہونے اور پھر سیلاب کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ناپید اور منتشر کر دیا، ان کی ہلاکت کا قصہ زبان زد خلائق ہو گیا اور مجلسوں اور محفلوں کا موضوع گفتگو بن گیا، اہل عرب آج بھی کسی گروہ کے انتشار کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں

تَفَرَّقُوا أَيْدِيَ سَبَأٍ

وہ تو ایسے پراگندہ ہو گئے جیسے قوم سبا پراگندہ ہوئی تھی۔ (۲)

رزق و معاش کی تلاش میں مشرقی قبائل میں قبیلہ غسانی اردن وشام کی طرف چلا گیا، قبیلے اوس وخزرج مدینہ میں جا بسے، قبیلہ خزاعہ جدہ کے قریب تہامہ میں جا بسا، قبیلہ ازد نے عمان میں ڈیرے ڈال دیئے، قبیلے لخم، جذام اور کندہ بھی منتشر ہو گئے، اس کا ذکر صرف افسانوں میں ہی رہ گیا اور انہیں زمینوں پر جس پر کبھی بڑے بڑے ہرے بھرے شاداب باغات تھے رب نے جھاڑ جھنکار پیدا کر دیئے جن پر اول تو کوئی پھل نہیں لگتا اور اگر لگتا بھی ہے تو سخت کڑوا، کسیلا اور بدمزہ، البتہ کچھ بیری کے درخت بھی تھے جن میں کانٹے زیادہ اور بیر کم، ابرہہ کے زمانے

(۱) البقرة ۶۱

(۲) تفسیر ابن کثیر ۶/۵۰۹

تک اس بند کی مسلسل مرمت ہوتی رہی مگر سیلاب کی وجہ سے جو آبادی منتشر ہوئی تھی وہ یکجانہ ہوسکی،اور سیلاب کی وجہ سے زراعت کا جو نظام درہم برہم ہو چکا تھا دوبارہ بحال نہ ہوسکا اس طرح قوم سبا کا نام دنیا میں باقی نہ رہا بیشک کافروں، مشرکوں اور نافرمانوں پر رب کا عذاب بڑا ہی سخت ہوتا ہے،اس قصہ میں ہر صابر وشاکر انسان کے لئے بڑی ہی نشانیاں ہیں۔شیطان مردود نے رب کی بارگاہ میں دعویٰ کیا تھا

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ [1]

ترجمہ:اس نے کہا تیری عزت کی قسم!میں اب سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا بجز تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص کر لیا ہے۔

قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ [2]

ترجمہ:پھر وہ بولا دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں،بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔

قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ [3]

ترجمہ:بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا،آگے اور پیچھے،دائیں اور بائیں،ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

اور شیطان نے اپنا گمان سچا کر دکھایا،اہل سبا کے چند مومن لوگوں کے علاوہ سب ابلیس کے مکر وفریب میں پھنس گئے اور طاغوت کی پرستش کرنے لگے،اسے اہل سبا پر کوئی تسلط اور غلبہ حاصل نہ تھا کہ وہ زبردستی انہیں توحید کی راہ سے بھٹکا کر اپنے پیچھے لگا لے،جیسے فرمایا

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾ [4]

ترجمہ:اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پورا نہ کیا،میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں،میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تمہیں دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبّیک کہا اب مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری،اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذّمہ ہوں،ایسے ظالموں کے لیے تو درد ناک سزا یقینی ہے۔

---

[1] ص ۸۲،۸۳

[2] بنی اسرائیل ۶۲

[3] الاعراف ۱۷

[4] ابراہیم ۲۲

مگر یہ اللہ کی حکمت ہے جو شیطان کے تسلط اور بنی آدم کو گمراہ کرنے میں اس کی فریب کاری کا تقاضا کرتی ہے تا کہ آخرت کے ماننے والوں اور اس کے بارے میں شک وشبہ رکھنے والوں میں فرق ظاہر ہوجائے، اور تیرا رب ہر چیز پر نگران ہے اور وہ بندوں کو ان کے اعمال کی پوری جزا دے گا۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ

کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں

ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ

اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار

مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ

ہے، شفاعت (شفارش) بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لیے اجازت ہوجائے،

حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَا ذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟

وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ (سبا ۳۴:۲۲، ۲۳)

جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ بلند و بالا اور بہت بڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود ساختہ معبودوں کے عجز اور ان کی عبادت کا بطلان واضح کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! جو لوگ اللہ کی مخلوق کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے کہو اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم معبود گمان کرتے ہو اگر تمہارا پکارنا کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے تو انہیں پکار دیکھو، ان کی بے بسی اور تمہاری پکار کا جواب نہ دے سکنے پر قدرت کے اسباب ہر لحاظ سے بہت زیادہ اور واضح ہیں، ان میں سے کسی کو بھی آسمانوں اور زمین میں ادنیٰ سی چیز کا اختیار نہیں ہے، جیسے فرمایا

...وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ [۱]

ترجمہ: اور جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

نہ تو انہیں خیر پر کوئی اختیار ہے نہ شر پر، وہ فائدہ پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچانے پر، تمہارے معبودان باطلہ خواہ وہ قلیل ہوں یا کثیر آسمان وزمین کی ملکیت میں بھی اشتراک نہیں رکھتے ہیں اور نہ ہی انہیں اس پر تصرف حاصل ہے، ان میں سے کوئی آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کی تخلیق میں اور کائنات کا نظام چلانے میں بھی اللہ کا کوئی معاون اور وزیر نہیں جو اقتدار اور تدبیر مملکت

[۱] فاطر ۱۳

میں اس کی مدد کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی بلا شرکت غیرے تمام اختیارات کا مالک ہے اور کسی کے تعاون کے بغیر ہی کائنات کا نظام چلا رہا ہے (باقی رہی شفاعت تو) اگر تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ یہ روز قیامت ہمارے سفارشی ہوں گے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس عظیم الشان کائنات میں کوئی چھوٹی بڑی ایسی ہستی موجود نہیں جو از خود آگے بڑھ کر کسی کے حق میں سفارش کر سکے جب تک کہ اللہ اس شخص کو سفارش کی اجازت نہ دے دے، جیسے فرمایا

...مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ... ﴿۲۵۵﴾ (۱)

ترجمہ: کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟۔

...وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى... ﴿۲۸﴾ (۲)

ترجمہ: وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ (۳)

ترجمہ: آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آ سکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لیے وہ کوئی عرضداشت سننا چاہے اور اس کو پسند کرے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کے شرک کی جڑ کاٹ کر مشرکین کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا، روایت ہے کہ روز قیامت جب رسول اللہ ﷺ مقام محمود میں شفاعت کے لئے تشریف لے جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئے اور مخلوق کے فیصلے فرمائے، اس وقت کی نسبت

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَيَأْتُونِي، فَأَنْطَلِقُ، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي، ثُمَّ يُقَالُ لِي: ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأُدْخِلُهُمُ الجَنَّةَ، ثُمَّ أَرْجِعُ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي، ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا رَبِّي، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا،

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر یہ سب لوگ جمع ہو کر میرے پاس آئیں گے، میں چلوں گا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگوں گا، مجھے اجازت ملے گی، میں اپنے پروردگار کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا اور جب تک اس کو منظور ہے وہ مجھ کو سجدے ہی میں پڑا رہنے دے گا، اس کے بعد حکم ہوگا محمد (ﷺ) اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری عرض سنی جائے گی اور تمہاری درخواست منظور ہوگی اور سفارش کرو تمہاری سفارش مقبول ہوگی، اس وقت میں اپنے مالک کی ایسی ایسی تعریفیں کروں گا جو وہ مجھ

(۱) البقرۃ ۲۵۵

(۲) الانبیاء ۲۸

(۳) النجم ۲۶

کوسکھاچکا ہے (یا سکھلائے گا) پھر لوگوں کی سفارش شروع کر دوں گا، سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ [۱]

روز قیامت جب انبیاء، ملائکہ یا صالحین میں سے کوئی سر جھکا کر اللہ تعالیٰ سے کسی کے حق میں سفارش کی اجازت طلب کرے گا اور ڈرتے وکانپتے ہوئے جواب کا منتظر ہوگا، جب بارگاہ الٰہی سے اطمینان بخش جواب آئے گا جو مشفوع کے چہرے سے ظاہر ہو جائے گا تو جس کی شفاعت کی اجازت طلب کی گئی تھی آگے بڑھ کر شفاعت کرنے والے سے پوچھے گا رب العزت نے کیا جواب ارشاد فرمایا ہے؟ شافع جواب دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی اجازت فرمادی ہے۔ اس آیت کی ایک تفسیر یوں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو آسمان پر موجود فرشتے خوف وہیبت سے کانپ اٹھتے ہیں اور ان پر بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے پھر جب ان کی گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں تو عرش دار فرشتے دوسرے فرشتوں کو بتلاتے ہیں کہ حق فرمایا ہے، پھر وہ اپنے سے نیچے والے فرشتوں کو بتلاتے ہیں اور اس طرح خبر پہلے آسمان کے فرشتوں تک پہنچ جاتی ہے۔ [۲]

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَضَى اللَّهُ الأَمْرَ فِي السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ المَلاَئِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ، كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ، فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ: الحَقَّ، وَهُوَ العَلِيُّ الكَبِيرُ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ، وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هَكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَفَهَا، وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ، ثُمَّ يُلْقِيهَا الآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ، حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الكَاهِنِ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا، وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ، فَيُقَالُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا: كَذَا وَكَذَا، فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ

اس آیت کی ایک تفسیر میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی چیز کے بارے میں فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے عاجزی کے ساتھ اپنے پر جھکا لیتے ہیں اور رب کا کلام ایسا واقع ہوتا ہے جیسے اس زنجیر کی آواز جو پتھر پر بجائی جاتی ہو، جب ہیبت کم ہو جاتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے اس وقت کیا فرمایا؟ جواب ملتا ہے کہ جو فرمایا حق ہے اور وہ علی کبیر ہے، بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جو جنات فرشتوں کی باتیں سننے کی غرض سے گئے ہوئے ہیں اور جو تہہ بہ تہہ ایک دوسروں کے اوپر ہیں وہ کوئی کلمہ سن لیتے ہیں، اوپر والا نیچے والے کو، وہ اپنے سے نیچے والے کو سنا دیتا ہے اور وہ جادوگر یا کاہنوں کے کانوں تک پہنچا دیتے ہیں، ان کے پیچھے فوراً ان کے جلانے کو آگ کا شعلہ لپکتا ہے لیکن کبھی کبھی تو وہ اس کے آنے سے پہلے ہی ایک دوسرے کو پہنچا دیتا ہے اور کبھی پہنچانے سے پہلے ہی جلا دیا جاتا ہے، کاہن اس ایک کلمے کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں پھیلاتا ہے، جو ایک بات سچی نکلتی ہے لوگ اس کے مرید بن جاتے ہیں کہ دیکھو یہ بات اس کے کہنے کے مطابق ہی ہوئی۔ [۳]

[۱] صحیح بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۷۴۱۰، وکتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ ۶۵۶۵، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا ۴۷۵، مسند احمد ۱۲۱۵۳، السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۶۹

[۲] تفسیر ابن کثیر ۶؍۵۱۵

[۳] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ سبا بَابُ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا الحَقَّ وَهُوَ العَلِيُّ الكَبِيرُ ۴۸۰۰

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَنَّهُمْ بَيْنَمَا هُمْ جُلُوسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَاذَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، إِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هَذَا؟قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، كُنَّا نَقُولُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيمٌ، وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَإِنَّهَا لَا يُرْمَى بِهَا لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى اسْمُهُ، إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انصار میں سے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجھے بتلایا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا اور زبردست روشنی ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا جاہلیت میں تمہارا خیال ان ستاروں کے ٹوٹنے کی نسبت کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے ہم اس موقعہ پر سمجھتے تھے کہ یا تو کوئی بہت بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا مر گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تارہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے نہیں ٹوٹتا لیکن ہمارا مالک جل جلالہ جب کچھ حکم دیتا ہے تو حاملان عرش اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں،

ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيحُ أَهْلَ هَذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ:الَّذِينَ يَلُونَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ فَيُخْبِرُونَهُمْ مَاذَا قَالَ: قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ بَعْضًا، حَتَّى يَبْلُغَ الْخَبَرُ هَذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَتَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ، وَيُرْمَوْنَ بِهِ، فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ، وَلَكِنَّهُمْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ

پھر ان کی آواز سن کر ان کے پاس والے آسمان کے فرشتے تسبیح کہتے ہیں، یہاں تک تسبیح کی نوبت آسمان دنیا تک پہنچتی ہے، پھر جو لوگ عرش اٹھانے والے فرشتوں سے قریب ہیں وہ ان سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے مالک نے کیا حکم دیا ہے؟ وہ انہیں بتاتے ہیں، اس طرح آسمان والے ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر آسمان دنیا تک پہنچتی ہے، ان سے وہ خبر جن اڑا لیتے اور اپنے دوستوں کو آ کر سناتے ہیں، فرشتے جب ان جنوں کو دیکھتے ہیں تو ان تاروں سے مارتے ہیں، پھر جو خبر جن لاتے ہیں اگر اتنی ہی کہیں تو سچ ہے لیکن وہ اس کے ساتھ بہت جھوٹ ملا کر لوگوں میں شہرت دیتے ہیں۔ (1) اور وہ بزرگ و برتر ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ

”پوچھیئے کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے ؟ (خود) جواب دیجئے کہ اللہ تعالیٰ، (سنو) ہم یا تم یا تو

لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَ لَا

یقیناً ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں ؟ کہہ دیجئے ہمارے کئے ہوئے گناہوں کی بابت تم سے کوئی سوال

(1) صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ تَحْرِيمِ الْكَهَانَةِ وَإِتْيَانِ الْكُهَّانِ۵۸۱۹،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ سَبَإٍ ۳۲۲۴،مسنداحمد۱۸۸۲، صحیح ابن حبان ۶۱۲۹،السنن الکبری للبیہقی ۱۶۵۱۲

نُسْـَٔلُ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ هُوَ

نہ کیا جائے گا نہ تمہارے اعمال کی باز پرس ہم سے کی جائے گی، انہیں خبر دے دیجئے کہ سب کو ہمارا رب جمع کر کے پھر

الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ

ہم میں سے سچے فیصلے کر دے گا، وہ فیصلے چکانے والا ہے اور دانا، کہہ دیجئے اچھا مجھے بھی تو انھیں دکھا دو جنہیں تم اللہ

اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

کا شریک ٹھہرا کر اس کے ساتھ ملا رہے ہو، ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہی اللہ ہے غالب باحکمت ہم نے آپ کو تمام لوگوں

بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ (سبا ۲۴تا۲۸)

کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔

اے نبی ﷺ! ان سے پوچھو تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق کون مہیا کرتا ہے؟ مشرکین مکہ اللہ کی ہستی سے منکر نہ تھے بلکہ تسلیم کرتے تھے کہ اللہ ہی آسمان سے بارش برساتا اور مردہ زمین کو زندہ کر کے اس میں ہر طرح کی نباتات اور جمادات پیدا کرتا ہے، مگر چونکہ انہوں نے دوسروں کو اللہ کے اختیارات میں شریک ٹھہرا رکھا تھا اس لئے اس سوال کے جواب میں نہ ہاں کہہ سکتے تھے اور نہ ہی اس کا انکار ہی کر سکتے تھے اس لئے اپنے عقیدے کے خلاف کچھ کہنے سے خاموش رہے، فرمایا اے نبی ﷺ! اگر وہ اس حقیقت کا اقرار نہ کریں تو آپ خود ہی انہیں جواب دے دیں کہ اللہ ہی جو تمہارا خالق و مالک ہے وہی تمہیں اور تمام مخلوقات کو آسمانوں اور زمین سے ہر طرح کا روزی دینے والا ہے، پھر تم کیوں اس کے ساتھ ان ہستیوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں رزق مہیا کر سکتی ہیں اور نہ کوئی نفع پہنچا سکتی ہیں، بلکہ اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع و نقصان، موت و حیات اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کا کوئی اختیار رکھتے ہیں نہ اپنے عبادت گزاروں کے لئے، اور ان سے کہو ہمارے اور تمہارے درمیان فرق تو ظاہر ہو گیا ہم تو اللہ وحدہ لاشریک کو اپنا رب مانتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہیں جو ہمارا خالق بھی ہے اور رازق بھی، اور تم لوگوں نے ایسوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے جنہوں نے کچھ بھی تخلیق نہیں کیا اور تمہیں رزق دینے پر قدرت نہیں رکھتے اور روز قیامت ایک دوسرے کا انکار کریں گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے، جیسے فرمایا

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۶﴾ (۱)

ترجمہ: اور جب تمام انسان جمع کئے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ (۲)

(۱) الاحقاف ۶

(۲) الاحزاب ۶۶تا۶۸

ترجمہ: جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی، اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

اب لامحالا ہم دونوں بیک وقت راہ راست پر نہیں ہو سکتے بلکہ ہم میں سے ایک صراط مستقیم پر ہے اور ایک نے گمراہی کی راہ اختیار کی ہوئی ہے،

عَنْ قَتَادَةَ، {قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللهُ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَى هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ} قَالَ:قَدْ قَالَ ذَلِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ لِلْمُشْرِكِينَ، وَاللهُ مَا أَنَا وَأَنْتُمْ عَلَى أَمْرٍ وَاحِدٍ، إِنَّ أَحَدَ الْفَرِيقَيْنِ لَمُهْتَدٍ

قتادہ رحمہ اللہ آیت کریمہ ”پوچھئے کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق کون پہنچاتا ہے؟ (خود) جواب دیجئے کہ اللہ تعالیٰ، (سنو) ہم یا تم یا تو یقیناً ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں؟۔“ کے بارے میں کہتے ہیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مشرکین سے کہی تھی کہ اللہ کی قسم! ہم اور تم ایک ہی بات پر نہیں ہیں بلکہ ہم دونوں میں سے ایک فریق ہی ہدایت پر ہو سکتا ہے۔ [۱]

ان سے کہو اللہ کی بارگاہ میں ہر شخص اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہوگا، اگر ہم گمراہ ہیں تو اپنی گمراہی و جرائم کا خمیازہ ہم ہی بھگتیں گے تمہاری اس پر کوئی پکڑ نہ ہوگی، اور جو اعمال بد تم کر رہے ہو اس کے بارے میں ہم سے کوئی جواب طلبی نہیں کی جائے گی، جیسے فرمایا

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۴۱ [۲]

ترجمہ: اگر یہ تجھے جھٹلاتے ہیں تو کہہ دے کہ میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لیے، جو کچھ میں کرتا ہوں اس کی ذمہ داری سے تم بری ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس کی ذمہ داری سے میں بری ہوں۔

...اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۵ [۳]

ترجمہ: اللہ ہی ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں، اللہ ایک روز ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔

اور اعمال کے فیصلے کے لئے آخرت کا گھر ہے اس لئے کسی بھی عقیدہ پر جمنے سے پہلے خوب غور وفکر کر لو بعد میں پچھتانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا، اور ان کو واضح طور پر کہہ دو کہ ایک وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو ان کی قبروں سے دنیاوی جسم وجاں اور شکل وصورت کے ساتھ زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کرے گا، پھر ترازو عدل قائم کر کے حق وانصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر کے فیصلہ چکا دے گا، نیکو کاروں کو ان کے اعمال کے مطابق لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں اور کفار ومشرکین اور بدکاروں کو دہکتی جہنم میں داخل فرمائے گا، اس دن تمہیں ہماری حقانیت وصداقت معلوم ہو جائے گی، جیسے فرمایا

---

[۱] تفسیر طبری ۲۰؍۴۰۱

[۲] یونس ۴۱

[۳] الشوریٰ ۱۵

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: جس روز ساعت برپا ہوگی، اس دن (سب انسان) الگ الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے، جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ ایک باغ میں شاداں و فرحاں رکھے جائیں گے، اور جنہوں نے کفر کیا ہے اور ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ہے وہ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔

وہ ایسا زبردست حاکم ہے جو سب کچھ جانتا ہے، ان سے کہو! ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی وہ کون سی زور آور ہستیاں ہیں جو تمہارے زعم باطل کے مطابق اللہ کی عدالت میں تمہاری حمایتی بن سکتی اور اللہ کے گرفت سے تمہیں نجات دلا سکتی ہیں، جیسے فرمایا

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں، اے نبی! ان سے کہو کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بالا و برتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

ایک مقام پر یوں فرمایا

...وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ (۳)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے سوا کچھ (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکار رہے ہیں وہ نرے وہم و گمان کے پیرو ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

ہرگز نہیں، میرے رب کا کوئی نظیر نہیں نہ ہمسر، وہ عدیم المثیل ہے، جیسے فرمایا

...لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ... ﴿۱۱﴾ (۴)

ترجمہ: کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔

اس کے سوا کوئی الوہیت اور عبادت کا مستحق نہیں اور وہ ہر چیز پر غالب ہے اور اس کے ہر کام اور قول میں حکمت ہے۔

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ

پوچھتے ہیں کہ وہ وعدہ ہے کب؟ سچے ہو تو بتادو، جواب دیجئے کہ وعدے کا دن ٹھیک معین ہے

(۱) الروم ۱۵،۱۴

(۲) یونس ۱۸

(۳) یونس ۶۶

(۴) الشوریٰ ۱۱

لَا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّ لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ (سبا۳۰:۲۹)

جس سے ایک ساعت نہ تم پیچھے ہٹ سکتے ہو نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

تمام نسل انسانیت کے لئے رسول:

اور اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو پوری نسل انسانیت کا ہادی اور رہنما بنا کر بھیجا ہے، اور اس کتاب کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ پوری انسانیت کے لئے نازل ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ کی رسالت جیسے اہم مضمون کو قرآن مجید نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ... ﴿۱۵۸﴾ (۱)

ترجمہ: اے محمد! کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ (۲)

ترجمہ: نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا ہے تا کہ سارے جہان والوں کے لئے خبردار کر دینے والا ہو۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے تم کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

... وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ... ﴿۱۹﴾ (۴)

ترجمہ: اور میری طرف یہ قرآن بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تا کہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس مضمون کو مختلف طریقوں سے بیان فرمایا۔

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي المَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، مہینے کی مسافت پر دشمن کے دل میں میری دھاک بٹھانے سے میری مدد فرمائی گئی ہے، اور تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور پاک ہے، جہاں بھی نماز کا وقت آجائے میری امت وہاں نماز ادا کر دے، اور مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے جو مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں تھا، اور مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے، پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا مجھے کائنات کے تمام انسانوں کے لئے نبی

---

(۱) الاعراف۱۵۸

(۲) الفرقان۱

(۳) الانبیاء۱۰۷

(۴) الانعام۱۹

بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ قِيلَ: مَا هُنَّ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دیگر انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا چیزیں ہیں؟فرمایا مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے مال غنیمت کو حلال قرار دے دیا گیا ہے اور میرے لئے زمین کو پاکیزگی بخش اور مسجد بنادیا گیا ہے،اور میں تمام مخلوقات کی طرف (خواہ جن ہوں یا آدمی،عرب کے ہوں یا غیر عرب) بھیجا گیا ہوں اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا ہے۔ (۲)

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میری بعثت اور قیامت اس طرح ہیں،یہ فرماتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی ملائی (یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبوت نہیں،میں قیامت تک کے لئے نبی ہوں)۔ (۳)

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ} قَالَ:أَرْسَلَ اللهُ مُحَمَّدًا إِلَى الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ، فَأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللهِ أَطْوَعُهُمْ لَهُ

قتادہ رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ ” اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔“ کے بارے میں کہا ہے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عرب وعجم کی طرف بھیجا ہے، آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والے بھی۔ (۴)

مگر اکثر لوگ آپ کی قدرومنزلت کو نہیں سمجھتے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ (۵)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التیمم باب ا،ح۳۳۵،صحیح مسلم کتاب المساجدومواضع الصلاۃ باب المساجدومواضع الصلاۃ۱۱۶۳ ،سنن نسائی کتاب الغسل باب التیمم بالصعید۴۳۵،صحیح ابن حبان ۶۳۹۸،السنن الکبری للبیہقی ۱۰۱۷،شرح السنۃ للبغوی ۳۶۱۶

(۲) مسنداحمد ۹۳۳۷، صحیح مسلم کتاب المساجدومواضع الصلاۃ باب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ۱۱۶۷ ، صحیح ابن حبان ۲۳۱۳،السنن الکبری للبیہقی ۴۲۶۵،مسندابویعلی ۶۴۹۱،شرح السنۃ للبغوی ۳۶۱۷

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ ۶۵۰۴ ،صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ۷۴۰۸، مسند احمد ۱۲۲۴۵،صحیح ابن حبان ۶۶۴۱،سنن الدارمی ۲۸۰۱،مسندابویعلی ۲۹۲۵

(۴) تفسیرطبری۲۰؍۴۰۵

(۵) یوسف ۱۰۳

ترجمہ: مگر تم خواہ کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر لوگ مان کر دینے والے نہیں ہیں۔

اہل ایمان تو قیامت اور اس کی ہولناکیوں کو حق وسچ جان کر کپکپاتے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش ومغفرت کی دعائیں کرتے رہتے تھے مگر آخرت کے منکرین قیامت کو ناممکن سمجھتے ہوئے بطور استہزا کے پوچھتے تھے کہ اے محمد (ﷺ) اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو بتلاؤ قیامت کب قائم ہو گی، جیسے فرمایا

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ... ﴿١٨﴾ (۱)

ترجمہ: جو لوگ اس کے آنے پر ایمان نہیں رکھتے وہ تو اس کے لیے جلدی مچاتے ہیں مگر جو اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یقیناً وہ آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے کہو قیامت تمہارے تقاضوں سے برپا نہیں ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت قائم کرنے کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس کا علم صرف اسی کو ہے، تاہم جب وہ وقت موعود آجائے گا تو پھر ایک ساعت آگے ہو گی نہ پیچھے، جیسے فرمایا

...إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ (۲)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آجاتا ہے تو پھر ٹالا نہیں جاتا کاش تمہیں اس کا علم ہو۔

وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَعْدُودٍ ﴿١٠٤﴾ (۳)

ترجمہ: ہم اس کے لانے میں کچھ بہت زیادہ تاخیر نہیں کر رہے ہیں بس ایک گنی چنی مدت اس کے لئے مقرر ہے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ

اور کافروں نے کہ ہم ہرگز نہ تو اس قرآن کو مانیں نہ اس سے پہلے کی کتابوں کو !

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ

اے دیکھنے والے کاش کہ تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھتا جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوئے

اِلٰى بَعْضِ اِۨلْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَاۤ

ایک دوسرے کو الزام لگا رہے ہوں گے، کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے

اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ

تو ہم مومنوں میں سے ہوتے، یہ بڑے لوگ ان کمزوروں کو جواب دیں گے کہ یا تمہارے پاس

(۱) الشوری ۱۸

(۲) نوح ۴

(۳) ھود ۱۰۴

عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟ (نہیں) بلکہ تم (خود) ہی مجرم تھے (اس کے جواب میں) یہ کمزور لوگ

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا

ان متکبروں سے کہیں گے، (نہیں نہیں) بلکہ دن رات مکر وفریب سے ہمیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک

وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَ جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ

مقرر کرنے کا ہمارا حکم دینا ہماری بے ایمانی کا باعث ہوا، اور عذاب کو دیکھتے ہی سب کے سب دل میں پشیمان ہو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ (سبا ۳۱ تا ۳۳)

رہے ہوں گے، اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈال دیں گے انہیں صرف ان کے کئے کرائے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

گمراہ پیشواؤں اور پیروکاروں کا ایک دوسرے پر الزام تراشی

قرآن مجید کے تمام تر دلائل سننے کے باوجود منکرین آخرت اپنے عناد وطغیان کی بنا پر کہتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ پر اور اس قرآن پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی اس سے پہلے نازل شدہ کتابوں تورات، انجیل، زبور، صحف ابراہیم وغیرہ پر ایمان لائیں گے، اللہ تعالیٰ نے انہیں سرزنش کرتے ہوئے فرمایا اے نبی ﷺ! کاش آپ اس وقت ان مجرمین کا حال دیکھیں جب یہ کفر وشرک میں ایک دوسرے کے مددگار اور اس ناطے سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں اور کسی ناصح کی بات پر کان دھرنے کو تیار نہیں ہیں، روز آخرت اپنے رب کی بارگاہ میں ذلت سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے، میدان محشر میں جہنم کو اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر اور اس کی ہولناک آوازوں کو سن کر خوف سے ان کے چہرے سیاہ پڑ چکے ہوں گے، جب انہیں اپنے انجام کا اندازہ ہو جائے گا تو اس وقت پیشوا اور کفر وضلالت میں ان کے پیروکار ایک دوسرے کو مورد الزام بنائیں گے، متبعین، قائدین کفر پر غصہ سے پلٹ پڑیں گے اور چیخ چیخ کر کہیں گے تم نے اپنے مکر وفریب اور لفاظی سے ہمیں پیغمبروں اور داعیان حق کے پیچھے چلنے سے روکے رکھا تھا اگر تم ہمیں اپنے مکر وفریب میں نہ الجھاتے اور کفر کو ہمارے سامنے مزین نہ کرتے تو ہم بھی ایمان لانے والوں میں شامل ہوتے، مگر قائدین کفران کے اس الزام کو رد کرتے ہوئے کہیں گے ہمارے پاس تمہیں ہدایت سے روکنے کے لئے کوئی تسلط اور اختیار نہ تھا کہ ہم چند انسان تم کروڑں انسانوں کو زبردستی اپنی پیروی پر مجبور کر دیتے، حق کے واضح دلائل تمہارے سامنے تھے لیکن تم نے خود ہی اس ہدایت پر غور وفکر نہیں کیا اور اپنی اغراض اور نفسانی خواہشات کی بنا پر اسے قبول کرنے سے گریزاں رہے اور اب معصوم ہونے کا ڈھونگ رچا کر اپنا قصور ہمارے سر پر تھوپنے کی کوشش کر رہے ہو، جب تم نے سب کچھ اپنی مرضی سے کیا تو مجرم بھی تم ہی ہو ہمیں کیوں الزام دے رہے ہو، وہ دبے ہوئے لوگ پیشواؤں سے کہیں گے نہیں نہیں، تم ہمیں برابر کا شریک کہاں ٹھہرا رہے ہو، ہم مجرم تو تب ہوتے جب ہم اپنی مرضی سے پیغمبروں کی تکذیب کرتے، جبکہ حقیقت تو یہ تھی کہ تم لوگوں نے فریب کاریوں، دھوکے بازیوں، سازشوں اور جھوٹے پروپیگنڈے کا ایسا طلسم باندھ رکھا تھا جو ہمیں

اطمینان دلاتا تھا کہ ہمارے عقائد اور افعال ٹھیک ہیں، اور تم لوگ دن رات عقلی ڈھکو سلے سنا کر، حق میں جرح و قدح کر کے ہمیں سیدھی راہ سے بھٹکانے اور اللہ کے ساتھ کفر کرنے اور اس کا شریک ٹھہرانے پر آمادہ کرتے رہتے تھے، جس سے بالآخر ہم تمہارے پیچھے لگ کر ایمان کی دولت سے محروم رہے، قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس مضمون کو نقل کیا ہے۔

...قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَاۤءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۳۹ (۱)

ترجمہ: ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے، جواب میں ارشاد ہوگا ہر ایک کے لئے دوہرا عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہو، اور پہلا گروہ دوسرے گروہ سے کہے گا (اگر ہم قابل الزام تھے) تو تم کو ہم پر کون سی فضیلت حاصل تھی، اب اپنی کمائی کے نتیجہ میں عذاب کا مزا چکھو۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۤؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَاۤ اَجَزِعْنَاۤ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۲۱ (۲)

ترجمہ: اور یہ لوگ جب اکٹھے اللہ کے سامنے بے نقاب ہوں گے تو اس وقت ان میں سے جو دنیا میں کمزور تھے وہ ان لوگوں سے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہیں گے دنیا میں ہم تمہارے تابع تھے اب کیا تم اللہ کے عذاب سے ہم کو بچانے کے لئے بھی کچھ کر سکتے ہو؟ وہ جواب دیں گے اگر اللہ نے ہمیں نجات کی کوئی راہ دکھائی ہوتی تو ہم ضرور تمہیں دکھا دیتے اب تو یکساں ہے خواہ ہم جزع و فزع کریں یا صبر بہر حال ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰۤؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَاۤ اِلَيْكَ ۫ مَا كَانُوْۤا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ۝۶۳ (۳)

ترجمہ: یہ قول جن پر چسپاں ہوگا وہ کہیں گے اے ہمارے رب! بے شک یہی لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا، انہیں ہم نے اسی طرح گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے ہم آپ کے سامنے برات کا اظہار کرتے ہیں یہ ہماری تو بندگی نہیں کرتے تھے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝۶۶ وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝۶۷ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝۶۸ (۴)

(۱) الاعراف ۳۹،۳۸

(۲) ابراہیم ۲۱

(۳) القصص ۶۳

(۴) الاحزاب ۶۶تا۶۸

ترجمہ: جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش! ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی، اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا، اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَٰٓؤُا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا كُلٌّ فِيهَآ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ [1]

ترجمہ: پھر ذرا خیال کرو اس وقت کا جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے، دنیا میں جو لوگ کمزور تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے اب کیا یہاں تم نار جہنم کی تکلیف کے کچھ حصے سے ہم کو بچا لو گے؟ وہ بڑے بننے والے جواب دیں گے ہم سب یہاں ایک حال میں ہیں اور اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَآ أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾ [2]

ترجمہ: وہاں یہ کافر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ذرا ہمیں دکھا دے ان جنوں اور انسانوں کو جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا ہم انہیں پاؤں تلے روند ڈالیں گے تا کہ وہ خوب ذلیل و خوار ہوں۔

مگر یہ گفتگو انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی، آخر کار جب یہ دونوں فریق عذاب جہنم دیکھیں گے تو اس حجت کا تار و پود بکھر جائے گا جس کے ذریعے سے وہ ایک دوسرے پر حجت قائم کرتے تھے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں اور وہ جان لیں گے کہ وہ ظالم ہیں اور عذاب کے مستحق ہیں ، جس پر وہ اپنے دلوں میں پشیمان ہوں گے مگر ظاہر نہیں کریں گے مگر جب داخل جہنم ہوں گے تو بلند آواز میں اپنی ندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَٰوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَّقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِي... ﴿٢٩﴾ [3]

ترجمہ: ظالم انسان اپنے ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش! میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا اس کے بہکائے میں آ کر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی۔

ایک مقام پر ان کی حسرت یوں بیان کی گئی ہے۔

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيٓ أَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ﴿١٠﴾ فَاعْتَرَفُوا بِذَنۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ﴿١١﴾ [4]

[1] المومن ۴۸،۴۷

[2] حم السجدۃ ۲۹

[3] الفرقان ۲۷تا۲۹

[4] الملک ۱۱،۱۰

ترجمہ:اور وہ کہیں گے، کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے، اس طرح وہ اپنے قصور کا خود اعتراف کر لیں گے، لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔

اور ہم ان قائدین کفر اور ان کے متبعین کے پیروں میں بیڑیاں، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور گردن میں طوق ڈال کر جہنم میں دھکیل دیں گے ،جیسے فرمایا

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ [1]

ترجمہ: عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں جن سے پکڑ کر وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

اللهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، اللهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ

اے ہمارے پروردگار! توہمیں سلامت رکھنا، اے ہمارے پروردگار توہمیں سلامت رکھنا۔

کیا ان دونوں فریقوں کو اس کے سوا اور کوئی بدلہ دیا جا سکتا ہے کہ جس طرح وہ کفر، فسق اور نافرمانی کا ارتکاب کر کے رب کے غیض وغضب کو دعوت دیتے تھے اب ویسی ہی جزا وہ پائیں؟ ایک اور مقام پر فرمایا

لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ [2]

ترجمہ: ہر ایک کو دوگنا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

اور ہم نے جس بستی میں جو بھی آگاہ کرنے والا بھیجا وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ جس چیز کے ساتھ تم بھیجے

بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ

گئے ہو ہم اس کے ساتھ جو کفر کرنے والے ہیں، اور کہا ہم مال اولاد میں بہت بڑھے ہوئے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم

بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ

عذاب دیئے جائیں، کہہ دیجئے کہ میرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی کر دیتا ہے لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ مَآ اَمْوَالُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا

اکثر لوگ نہیں جانتے، اور تمہارا مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تمہیں ہمارے پاس (مرتبوں سے) قریب کر دیں،

[1] المومن ۷۱تا۷۳

[2] الاعراف ۳۸

زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ٘ فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا

ہاں جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کے لیے ان کے اعمال کا دوہرا اجر ہے

وَ هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ۝۳۷ وَ الَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ

اور وہ نڈر و بے خوف ہو کر بالا خانوں میں رہیں گے، اور جو لوگ ہماری آیتوں کے مقابلے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں

اُولٰٓىِٕكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ۝۳۸ (سبا ۳۴ تا ۳۸)

یہی ہیں جو عذاب میں پکڑ کر حاضر رکھے جائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ کے لئے تسلیاں:

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر سرداران مکہ مکرمہ واضح دلائل و براہین کے باوجود آپ پر ایمان نہیں لا رہے اور آپ کے مدمقابل کھڑے ہو کر آپ کو ایذائیں پہنچا رہے ہیں تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے، آپ سے پہلے ہم نے جب بھی کسی بستی میں ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے رسول مبعوث کیا اس بستی کے خوشحال لوگوں نے پیغمبروں کی تکذیب ہی کی ہے، اور ہر پیغمبر پر ایمان لانے والے پہلے پہل معاشرے کے غریب اور نادار قسم کے لوگ ہی ہوتے تھے، جیسے نوح علیہ السلام کی قوم نے اپنے پیغمبر سے کہا تھا

قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ۝۱۱۱ [۱]

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے؟۔

...وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ...۝۲۷ [۲]

ترجمہ: اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں اراذل تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے۔

صالح علیہ السلام کی قوم کے متکبر لوگوں نے ضعیفوں سے کہا

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۝۷۵ [۳]

ترجمہ: اس کی قوم کے سرداروں نے جو بڑے بنے ہوئے تھے کمزور طبقہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے کہا کیا تم واقعی یہ جانتے ہو کہ صالح علیہ السلام اپنے رب کا پیغمبر ہے؟ انہوں نے جواب دیا بے شک جس پیغام کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے اسے ہم مانتے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّیَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْۢ بَیْنِنَا...۝۵۳ [۴]

---

[۱] الشعراء ۱۱۱

[۲] ہود ۲۷

[۳] الاعراف ۷۵

[۴] الانعام ۵۳

ترجمہ: دراصل اس طرح ان لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ انہیں دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر ہمارے درمیان اللہ کا فضل وکرم ہوا ہے؟۔

وَ كَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ [۱]

ترجمہ: تم سے پہلے جس بستی میں بھی ہم نے کوئی نذیر بھیجا اس کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔

وہ دنیاوی مال واسباب کی فراوانی کو رضائے الٰہی کا مظہر سمجھتے رہے، ان کا خیال تھا کہ اگر قیامت برپا ہوئی بھی تو ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا بلکہ جس طرح دنیا میں انہیں اللہ کی وافر نعمتیں مل رہی ہیں آخرت میں بھی ملتی رہیں گی حالانکہ ایسا نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرماں بردار بندوں کو سب سے زیادہ مال واولاد سے نوازتا، جیسے فرمایا

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ [۲]

ترجمہ: کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال واولاد سے مدد دیے جارہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں، اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ [۳]

ترجمہ: ان کی مالداری اور ان کی کثرت اولاد تم کو دھوکے میں نہ ڈالے، اللہ نے تو ارادہ کرلیا ہے کہ اس مال واولاد کے ذریعہ سے ان کو اسی دنیا میں سزا دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔

ایک مقام پر فرمایا

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ [۴]

ترجمہ: چھوڑ دو مجھے اور اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا، بہت سامال اس کو دیا، اس کے ساتھ حاضر رہنے والے بیٹے دیے اور اس کے لئے ریاست کی راہ ہموار کی، پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں، ہرگز نہیں، وہ ہماری آیات سے عناد رکھتا ہے میں تو اسے عنقریب ایک کٹھن چڑھائی چڑھواؤں گا۔

---

[۱] الزخرف ۲۳
[۲] المومنون ۵۶،۵۵
[۳] التوبۃ ۸۵
[۴] المدثر ۱۱تا۱۷

کفار کے مغالطے کے ازالہ کے لئے فرمایا رزق کی کشادگی اور تنگی اللہ کی رضا یا عدم رضا کی مظہر نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق اللہ کی حکمت ومشیت سے ہے، اس لئے وہ مال ودولت اپنے فرمانبردار بندوں کو بھی عطا کرتا ہے اور ان لوگوں کو بھی نوازتا ہے جو اس کے نافرمان ہیں مگر اکثر لوگ اللہ کی حکمت کو نہیں جانتے، ہم نے جو مختصر ساماں ودولت تمہیں عطا کیا ہے جس پر تم اترارہے ہو اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ تمہیں پسند کرتا ہے اور اس کی بارگاہ میں تمہیں کوئی خاص مقام حاصل ہے بلکہ اللہ کی محبت اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تو صرف انبیاء ومرسلین کی دعوت پر ایمان اور عمل صالحہ ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ، وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ، وَقُلُوبِكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری شکلیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا، وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ (١)

ایسے صالح لوگوں کے لئے ان کے عمل کی جزا کئی کئی گنا، ایک نیکی کا اجر کم از کم دس گنا مزید سات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ تک ہے اور وہ اللہ کی تیار کردہ لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں بلند وبالا، موتیوں سے تیار کردہ محلات میں اطمینان سے رہیں گے،

عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرَى بُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا وَظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ لِمَنْ هِيَ؟ قَالَ:لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلَّى لِلَّهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ جنت میں ایسے بالاخانے ہوں گے جن کا بیرونی منظر اندر کی جانب سے، اور اندرونی منظر باہر کی جانب سے نظر آتا ہوگا، ایک اعرابی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کس کے لیے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے جو پاکیزہ گفتگو کرے اور کھانا کھلائے اور روزہ رکھنے کو معمول بنا لے، اور رات کو اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں۔ (٢)

رہے وہ لوگ جو کلمہ حق کو نیچا دکھانے اور طاغوت کو سر بلند کرنے کے لئے کوششیں کرتے ہیں تو وہ عذاب جہنم داخل کیے جائیں گے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ

کہہ دیجئے! کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے، اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے،

وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۳۹ وَ

تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور سب سے بہتر روزی دینے والا ہے،

(١) صحیح مسلم کتاب البر والصلة بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ ٦٥٤٣،سنن ابن ماجہ کتاب الزهدبَابُ الْقَنَاعَةِ ٤١٤٣،صحیح ابن حبان ٣٩٤،مسند احمد ١٠٩٦٠، ٧٨٢٧

(٢) تفسیرابن ابی حاتم ٩,٣٠٧٧، جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ غُرَفِ الجَنَّةِ ٢٥٢٧، مسند احمد ١٣٣٨

يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ أَهَٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾

اور ان سب کو اللہ اس دن جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے،

قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ٱلْجِنَّ ۖ

وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے،

أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ فَٱلْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا ضَرًّا ۖ

ان میں اکثر کا انہی پر ایمان تھا، پس آج تم سے کوئی (بھی) کسی کے لیے (بھی کسی قسم کے) نفع نقصان کا مالک نہ ہوگا

وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ ذُوقُوا۟ عَذَابَ ٱلنَّارِ ٱلَّتِى كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿٤٢﴾ (سبا ۳۹تا۴۲)

اور ہم ظالموں سے کہہ دیں گے کہ اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے رہے۔

بطور تاکید کے دوبارہ فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے کہو، میرا رب اپنی حکمت ومشیت سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۔۔۔ ﴿٢٦﴾ [1]

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

وہ اپنے نافرمانوں کو بھی خوب مال واولاد سے نوازتا ہے لیکن استدراج کے طور پر، اور کبھی اپنے فرماں بردار بندوں کو تنگ دست کر دیتا ہے تا کہ اس کے اجر وثواب میں اضافہ ہو جائے، اس لئے مجرد مال کی فراوانی اس کی رضا وخوشنودی اور اس کی کمی اس کی ناراضی کی دلیل نہیں ہے، جیسے فرمایا

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿٢١﴾ [2]

ترجمہ: مگر دیکھ لو، دنیا ہی میں ہم نے ایک گروہ کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے اور آخرت میں اس کے درجے اور بھی زیادہ ہوں گے اور اس کی فضیلت اور بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوگی۔

اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اس کا بدلہ وہ دنیا وآخرت میں چکا دے گا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ: يَدُ اللهِ مَلْأَى لاَ تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَيْلَ وَالنَّهَارَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے اے ابن آدم! میری راہ میں خرچ کر تو میں بھی تم پر خرچ

[1] الرعد۲۶

[2] بنی اسرائیل۲۱

کروں گا،اور فرمایا اللہ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوا اور خوب سخاوت کرنے والا ہے اسے کسی چیز سے کمی نہیں آتی اور وہ رات دن خرچ کرتا رہتا ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ العِبَادُ فِيهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلاَنِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں، ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! ممسک اور بخیل کے مال کو تلف کردے۔ (۲)

اللہ ہی سب رزاقوں سے بہتر رزاق ہے، اور جس دن وہ تمام انسانوں کو ان کے اعمال کی جزا کے لئے میدان محشر میں جمع کرے گا پھر مشرکین کو جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھ کر ان کی پرستش کیا کرتے تھے ذلیل وخوار کرنے کے لئے فرشتوں سے پوچھے گا، جیسے اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ړ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۱۶ (۳)

ترجمہ: اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا سبحان اللہ. میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے، آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کو بھی جمع کرے گا جن کو پکار کو سننے والا، مشکلات میں مشکل کشائی کرنے والا، حاجات میں حاجت روائی کرنے والا، بگڑی تقدیریں سنوارنے والا، رزق میں فراوانی کرنے والا اور بے اولادوں کو اولاد دینے والا سمجھ کر دنیا میں عبادت کی جاتی ہے اور پوچھے گا۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝۱۷ (۴)

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ۴۶۸۴، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ۲۳۰۸ ،سنن ابن ماجه كتاب الكفارات بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ ۲۱۲۴، مسنداحمد۷۲۹۸،السنن الكبرى للبيهقي ۷۸۱۵،مسندابويعلى ۶۲۶۰،شرح السنة للبغوى ۱۶۵۶

(۲) صحیح بخاری كتاب الزكوٰة بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى، وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى۱۴۴۲ ، صحیح مسلم كتاب الزكوٰة بَابٌ فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ۲۳۳۶،السنن الكبرى للنسائى ۹۱۳۴،السنن الكبرى للبيهقى ۷۸۱۶،شرح السنة للبغوى ۱۶۵۷

(۳) المائدة۱۱۶

(۴) الفرقان ۱۷

ترجمہ:اور وہی دن ہو گا جب کہ (تمہارا رب) ان لوگوں کو بھی گھیر لائے گا اور ان کے ان معبودوں کو بھی بلا لے گا جنہیں آج یہ اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں، پھر وہ ان سے پوچھے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا؟ یا یہ خود راہ راست سے بھٹک گئے تھے؟۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرشتوں سے بھی پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہارے کہنے پر تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ یا کیا تم ان کی اس عبادت سے راضی تھے، تو فرشتے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کر کے اظہار براءت کریں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے رب! تو اس سے بہت بلند اور پاک ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو ہم تو تیرے بندے ہیں اور تو ہمارا اولی ہے، ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہم ان سے اور ان کے افعال سے بری الذمہ ہیں، دراصل یہ شیطانوں کے پجاری ہیں کیونکہ وہی ان کو غیر اللہ کی عبادت کو مزین کر کے دکھاتے اور انہیں گمراہ کرتے تھے، ان میں سے اکثر جنوں کو سچا جانتے اور ان کی اطاعت کرتے تھے، جیسے فرمایا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۙ﴿۱۱۷﴾ [۱]

ترجمہ: وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں، وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ ڈانٹ کر فرمائے گا دنیا میں تم یہ سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے کہ یہ تمہیں فائدہ پہنچائیں گے، روز آخرت تمہارے سفارشی ہوں گے اور تمہیں اللہ کے عذاب سے نجات دلوائیں گے لیکن اب تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ یہ کسی بھی بات پر قادر نہیں ہیں، اور اللہ مشرکین سے جو اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر جنوں، فرشتوں اور اس کی دوسری مخلوقات کی پرستش کرتے تھے کہہ دے گا تم روز آخرت اور اعمال کی جزا کو جھٹلاتے تھے اب تکذیب کے بدلے میں جہنم کے دردناک عذاب کا مزہ چکھو۔

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ

”اور جب ان کے سامنے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایسا شخص ہے جو تمہیں

اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ

تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے روک دینا چاہتا ہے (اس کے سوا کوئی بات نہیں) اور کہتے ہیں یہ تو گھڑا ہوا جھوٹ ہے

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَ مَآ

اور حق ان کے پاس آ چکا ہے پھر بھی کافر یہی کہتے رہے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے، اور ان (مکہ والوں) کو نہ

اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَ مَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ؕ﴿۴۴﴾ وَ

تو ہم نے کتابیں دے رکھی ہیں جنہیں یہ پڑھتے ہوں، نہ ان کے پاس آپ سے پہلے کوئی آگاہ کرنے والا آیا، اور

---

[۱] النساء۱۱۷

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۖ

ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی ہماری باتوں کو جھٹلایا تھا اور انہیں ہم نے جو دے رکھا تھا یہ تو اس کے دسویں

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٥﴾ (سبا۴۳تا۴۵)

حصے بھی نہیں پہنچے، پس انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا (پھر دیکھ کہ) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا۔

ان لوگوں کو جب ہماری واضح آیات سنائی جاتی ہیں تو مشرکین محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جرم بیان کرتے ہوئے تین اعتراضات کرتے ہیں۔

❁ یہ شخص ہمیں ان معبودوں کی پرستش سے ہٹانا چاہتا ہے جن کی ہمارے آباؤاجداد عبادت کرتے رہے ہیں۔

❁ یہ قرآن جسے یہ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ اللہ کا نازل کردہ کہتا ہے اللہ پر تراشا ہوا ایک بہتان ہے، حالانکہ ان کو متعدد بار اس کی نظیر لانے کو کہا گیا اور وہ اس سے عاجز رہے۔

❁ ان کافروں کے سامنے جب اللہ کا پاکیزہ کلام آ گیا تو انہوں نے اس کے وسیع مفہوم ومطالب، معجزانہ نظم واسلوب اور اعجاز وبلاغت کو دیکھ کر بے عقل لوگوں کو فریب میں مبتلا کرنے کے لئے کہہ دیا کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

حالانکہ اس سے پہلے ہم نے اہل مکہ کو کوئی کتاب نہیں دی تھی کہ وہ کتاب ان کے لئے کوئی دلیل ہوتی اور نہ تم سے پہلے ان کی طرف کوئی پیغمبر بھیجا گیا تھا جس کے اقوال واحوال کی بنیاد پر دعوت کو ٹھکرا رہے ہوں، جیسے فرمایا

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ ﴿٥﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَاۗؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾ [1]

ترجمہ: (اور یہ قرآن) غالب اور رحیم ہستی کا نازل کردہ ہے تاکہ تم خبردار کرو ایک ایسی قوم کو جس کے باپ دادا خبردار نہ کیے گئے تھے اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اس لئے یہ لوگ کسی دلیل اور برہان کی بنا پر نہیں بلکہ اپنے آباؤاجداد کے افعال کو دلیل بنا کر دعوت حق کا انکار کر رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ... ﴿١٧٠﴾ [2]

ترجمہ: ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل کیے ہیں ان کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ... ﴿١٠٤﴾ [3]

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس قانون کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور آؤ پیغمبر کی طرف تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے لیے تو بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

---

[1] یٰسین ۵،۶

[2] البقرۃ ۱۷۰

[3] المائدۃ ۱۰۴

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ... ﴿۲۱﴾ (۱)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس چیز کی جو اللہ نے نازل کی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

یہود و نصاریٰ کو دیکھ کر مدتوں سے انکی تمنا تھی کہ ان کے پاس بھی کوئی پیغمبر آئے اور کوئی صحیفہ آسمانی نازل ہو تو ہم اس کے مطیع اور پابند ہو جاتے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دیرینہ آرزو پوری کر دی اور خود انہی میں سے خیر الاولین والآخرین ﷺ کو مبعوث کیا اور ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے عظیم الشان کتاب نازل کی تو گمراہوں کے کہنے پر حق کو جھٹلانے اور انکار کرنے لگے، اللہ تعالیٰ نے انہیں انبیاء کی تکذیب کرنے والی قوموں کے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا مگر یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے، ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی رسولوں اور کتابوں کو جھٹلا چکے ہیں، وہ بھی بشریت رسول، حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا کے منکر تھے، ہم نے انہیں اتنا زیادہ مال و دولت ،قوت و طاقت اور اولادوں سے نوازا تھا کہ تم اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ (۲)

ترجمہ: ان کو ہم نے وہ کچھ دیا تھا جو تم کو نہیں دیا ہے، ان کو ہم نے کان، آنکھیں اور دل سب کچھ دے رکھے تھے، مگر نہ وہ کان ان کے کسی کام آئے، نہ آنکھیں، نہ دل کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور اسی چیز کے پھیر میں وہ آ گئے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

مگر جب انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا، ہماری آیات کا مذاق اڑایا اور اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہو کر مطالبہ عذاب بھی کر دیا تو ہم نے رسولوں کی نصرت کی، چنانچہ زمین میں گھوم پھر کر دیکھ لو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا، جیسے فرمایا

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ (۳)

ترجمہ: پھر کیا یہ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کو ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے تعداد میں زیادہ تھے، ان سے بڑھ کر طاقتور تھے، اور زمین میں ان سے زیادہ شاندار آثار چھوڑ گئے ہیں جو کچھ کمائی انہوں نے کی تھی آخر وہ ان کے کس کام آئی؟۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۭ ﴿۹﴾ (۴)

(۱) لقمان ۲۱

(۲) الاحقاف ۲۶

(۳) المومن ۸۲

(۴) الروم ۹

ترجمہ: اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے، انہوں نے زمین کو خوب ادھیڑا تھا اور اسے اتنا آباد کیا تھا جتنا انہوں نے نہیں کیا ہے، ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے پھر اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ؀ (۱)

ترجمہ: کیا یہ لوگ زمین میں کبھی چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں اور ان سے بہت زیادہ طاقتور تھے؟ اللہ کو کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں ہے، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ؀ (۲)

ترجمہ: کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہ تھے کہ ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ اللہ نے ان کا سب کچھ ان پر الٹ دیا اور ایسے نتائج ان کافروں کے لیے مقدر ہیں۔

ہم نے کچھ قوموں کو ان کی نافرمانی اور تکذیب کے سبب سمندر میں غرق کر دیا، کچھ کو سخت طوفانی ہوا کے ذریعے سے ہلاک کر ڈالا، کچھ قوموں کو ایک سخت چنگھاڑ کے ذریعے سے مٹا دیا، کچھ کو زلزلے نے فنا کر دیا، کچھ قوموں کو زمین میں دھنسا دیا اور بعض قوموں پر ہوا کے ذریعے سے آسمان سے پتھر برسائے، جیسے فرمایا

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ؀ (۳)

ترجمہ: آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا، پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کر دیا اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

جب ان پر عذاب کا کوڑا برسا تو مال و دولت، اولادوں کے جتھے، کنبے قبیلے، مضبوط سنگی گھر اور ان کے معبودان کے کچھ کام نہ آئے اور وہ ہمیشہ کے لئے نشان عبرت بن کر رہ گئے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ

کہہ دیجئے کہ میں تمہیں صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے واسطے (ضد چھوڑ کر) دو دو مل کر یا تنہا تنہا کھڑے ہو کر سوچو تو سہی

(۱) فاطر ۴۴

(۲) محمد ۱۰

(۳) العنکبوت ۴۰

مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ﴿۴۶﴾

تمہارے اس رفیق کو کوئی جنون نہیں، وہ تو تمہیں ایک بڑے (سخت) عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے،

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ

کہہ دیجئے! کہ جو بدلہ تم سے مانگوں وہ تمہارے لیے ہے میرا بدلہ تو اللہ ہی کے ذمے ہے،

وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ

وہ ہر چیز سے باخبر اور مطلع ہے،

عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ

کہہ دیجئے! ہ میرا رب حق (سچی وحی) نازل فرماتا ہے وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے، کہہ دیجئے! کہ حق آچکا

وَ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا یُعِیْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْ ۚ

باطل نہ پہلے کچھ کرسکا ہے اور نہ کر سکے گا، کہہ دیجئے کہ اگر میں بہک جاؤں تو میرے بہکنے (کا وبال) مجھ پر ہے

وَ اِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْۤ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ﴿۵۰﴾ (سبا ۴۶ تا ۵۰)

اور اگر میں راہ ہدایت پر ہوں تو بہ سبب اس وحی کے جو میرا پروردگار مجھے کرتا ہے، وہ بڑا ہی سننے والا اور بہت ہی قریب ہے۔

مشرکین کو دعوت اصلاح:

اے نبی ﷺ! ان مکذبین ومعاندین سے کہو کہ میں تمہیں تمہارے موجودہ طرز عمل سے ڈراتا اور ایک ہی بات کا مشورہ دیتا ہوں کہ تم اپنی بے جا ضد اور انانیت کو چھوڑ کر اخلاص کے ساتھ، تحقیق وجستجو کی خاطر ایک ایک، دو، دو ہو کر میری بابت غور وفکر کرو، میری پوری زندگی بچپن سے لیکر اب تک تمہارے اندر گزری ہے، میرے پاکیزہ کردار کے تم گواہ ہو اور مجھے صادق وامین کہتے ہو، میری عقل ودانش کا بھی تمہیں تجربہ ہو چکا ہے اور اب جو فصیح وبلیغ کلام مجھ پر نازل ہوا ہے جس کی طرف میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں، کیا اس میں کوئی ایسی بات ہے کہ جس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہو کہ میرے اندر دیوانگی ہے؟ اگر تم عصبیت اور خواہش نفس سے بالا ہو کر سوچو گے تو یقیناً تم سمجھ جاؤ گے کہ تمہارے رفیق کی ذات اور اس کی دعوت میں ایسی کوئی علامت نہیں ہے، وہ تو صرف تمہاری ہدایت کے لئے آیا ہے تا کہ تم اس عذاب شدید سے بچ جاؤ جو ہدایت کا راستہ نہ اپنانے کی وجہ سے تمہیں بھگتنا پڑے گا، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸۴﴾ [1]

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں نے کبھی سوچا نہیں؟ ان کے رفیق پر جنون کا کوئی اثر نہیں ہے، وہ تو ایک خبردار ہے جو (برا انجام سامنے آنے سے

[1] الاعراف ۱۸۴

پہلے) صاف صاف متنبہ کر رہا ہے۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ بِہٖ جِنَّۃٌ ؕ بَلۡ جَآءَہُمۡ بِالۡحَقِّ وَ اَکۡثَرُہُمۡ لِلۡحَقِّ کٰرِہُوۡنَ ﴿۷۰﴾ (۱)

ترجمہ: یا یہ اس بات کے قائل ہیں کہ وہ مجنون ہے؟ نہیں، بلکہ وہ حق لایا ہے اور حق ہی ان کی اکثریت کو ناگوار ہے۔

اور ان سے اپنی بے غرضی اور دنیا کے مال و متاع سے بے رغبتی کا اظہار کرتے ہوئے اور ان کے دلوں سے شک وشبہ دور کرنے کے لئے کہو میں جو تمہاری خیر خواہی کے لئے وعظ و نصیحت کرتا ہوں اس پر میں تم سے کسی بھی طرح کے بدلے کا طالب نہیں ہوں، میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم طاغوت کے گھٹا گھپ اندھیروں سے نکل کر اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی اختیار کرو، اگر میں نے تم سے کوئی اجر مانگا ہے تو وہ تم ہی کو مبارک رہے میرے کام کا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اب الزام لگانے والے جو چاہیں الزام لگاتے رہیں مگر میری اور تمہاری حالت اس پر خوب روشن ہے، جیسے فرمایا

قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا ﴿۵۷﴾ (۲)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دو میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت بس یہی ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے۔

ان سے کہو میرا رب حق کے ساتھ گفتگو فرماتا، اپنے رسولوں پر وحی نازل فرماتا اور ان کے ذریعے سے لوگوں کے لئے حق واضح فرماتا ہے، جیسے فرمایا

رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ ۚ یُلۡقِی الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ لِیُنۡذِرَ یَوۡمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ (۳)

ترجمہ: وہ بلند درجوں والا مالک عرش ہے، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح نازل کر دیتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے خبردار کر دے۔

اور اللہ وحدہ لاشریک دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں اور شبہات کا جاننے والا ہے، جیسے فرمایا

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَ نَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِہٖ نَفۡسُہٗ ۚۖ وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ﴿۱۶﴾ (۴)

ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اے نبی ﷺ! ڈنکے کی چوٹ پر کہو اللہ کا پاکیزہ کلام قرآن مجید نازل ہو گیا ہے، اور سورج کی مانند روشن ہو گیا ہے جس سے باطل کے ہتھکنڈے مضمحل ہو کر سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے، باطل نہ پہلے کچھ کر سکا ہے اور نہ اب کچھ کر سکے گا جیسے فرمایا

---

(۱) المومنون ۷۰

(۲) الفرقان ۵۷

(۳) المومن ۱۵

(۴) ق ۱۶

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ... ۱۸ ①

ترجمہ: مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الفَتْحِ، وَحَوْلَ البَيْتِ سِتُّونَ وَثَلاَثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ، وَيَقُولُ: جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ، جَاءَ الحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ البَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے، اندر چاروں طرف بت نصب تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمان کی نوک سے ان بتوں کو مارتے جاتے اور یہ آیت بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَي الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَزَاهِقٌ ” مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے۔“ اور وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ” اور اعلان کر دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔“ پڑھتے جاتے تھے۔ ②

اور ان سے کہو تم لوگوں کے خیال کے مطابق اگر میں گمراہ ہو گیا ہوں اور میرا یہ نبوت کا دعویٰ اور میری یہ دعوت توحید اسی گمراہی کا نتیجہ ہے تو میری گمراہی کا وبال مجھ پر ہے، اس کی ذمہ داری میں تم سے باز پرس نہیں کی جائے گی اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس وحی اور حق مبین کی بنا پر ہوں جو میرا رب میرے اوپر نازل کرتا ہے، وہ سب کچھ سنتا اور قریب ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ، فَذَكَرَ مِنْ هَوْلِهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يُكَبِّرُونَ وَيُهَلِّلُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، وَلكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو تکبیر کہتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی بہرے یا غائب ذات کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ اس کو پکار رہے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے۔ ③

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۵۱

اور اگر آپ (وہ وقت) ملاحظہ کریں جبکہ یہ کفار گھبرائے پھریں گے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہو گی اور قریب کی جگہ سے گرفتار کر لیے

وَّ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَ اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۵۲

جائیں گے، اس وقت کہیں گے کہ ہم اس قرآن پر ایمان لائے لیکن اس قدر دور جگہ سے (مطلوبہ چیز) کیسے ہاتھ آ سکتی ہے،

① الانبياء ۱۸

② صحيح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الفَتْحِ؟ ۴۲۸۷

③ صحيح بخاری كتاب الدعاء بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلاَ عَقَبَةً ۶۳۸۴، مسند احمد ۱۹۵۲۰، السنن الكبرى للبيهقى ۳۰۱۲، مصنف ابن ابى شيبة ۸۴۶۳، مصنف عبدالرزاق ۹۲۴۴، شرح السنة للبغوى ۱۲۸۳

وَّ قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ

اس سے پہلے تو انہوں نے اس سے کفر کیا تھا اور دور دراز سے بن دیکھے بھٹکتے رہے،

بَعِيْدٍ ۝۵۳ وَ حِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ

ان کی چاہتوں اور ان کے درمیان پردہ حائل کردیا گیا جیسے کہ اس سے پہلے بھی ان جیسوں

مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝۵۴ (سبا۵۱ تا۵۴)

کے ساتھ کیا گیا، وہ بھی (انہی کی طرح) شک وتردد میں (پڑے ہوئے) تھے۔

کاش آپ انہیں اس وقت دیکھیں جب میدان محشر میں کفار عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے گھبرائے پھر رہے ہوں گے لیکن کہیں بھاگ کر جا نہیں سکیں گے بلکہ عذاب کی جگہ سے قریب ہی سے دھر لیے جائیں گے اور جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے، اس وقت یہ کہیں گے کہ ہم اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کے رسولوں اور ان کی تعلیمات پر اور نازل شدہ کتابوں پر ایمان لے آئے، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ [1]

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝۸۴ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۵ [2]

ترجمہ: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہ لاشریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں ان سب معبودوں کا جنہیں ہم اس کا شریک ٹھیراتے تھے، مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ بھی نافع نہ ہوسکتا تھا کیوں کہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے، اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔

چنانچہ اسی ضابطہ کے مطابق اللہ کا عذاب دیکھ لینے کے بعد گریہ زاری، توبہ وفریاد، ایمان واسلام کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے جبکہ دنیا میں اس سے منکر رہے، دنیاوی زندگی میں انہوں نے اللہ وحدہ لاشریک نہ مانا اور غیر اللہ کو خدائی کے اختیارات سونپ کر ان کی پرستش میں مگن رہے، اور نہ رسولوں پر ایمان لائے اور اپنے گمان میں حیات بعد الموت، حساب کتاب کو ناممکن تصور کرتے تھے، جنت ودوزخ کا مذاق اڑاتے تھے اور بلا دلیل صادق وامین محمد رسول اللہ ﷺ کو جادوگر، کاہن، شاعر، مجنون کے القاب اور طرح طرح کے الزامات لگاتے اور آوازے کستے

[1] السجدة ۱۲

[2] المومن ۸۵،۸۴

تھے،اس وقت وہ چاہیں گے کہ ان کا ایمان قبول کرلیا جائے اور عذاب جہنم سے ان کی نجات ہو جائے، لیکن ان کی خواہش کو رد کر دیا جائے گا جس طرح پچھلی امتوں کا ایمان بھی اس وقت قبول نہیں کیا گیا جب وہ عذاب کو دیکھنے کے بعد ایمان لائیں،اس لئے اب معائنہ عذاب کے بعد ان کا ایمان کس طرح قبول ہوسکتا ہے، جبکہ دنیا میں یہ بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا تھے۔

عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ: إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالشَّكَّ وَالرِّيْبَةَ، فَإِنَّهُ مَنْ مَاتَ عَلَى شَكٍّ بُعِثَ عَلَيْهِ، وَمَنْ مَاتَ عَلَى يَقِينٍ بعث عليه .

قتادہ آیت کریمہ ”یہ بڑے گمراہ کن شک میں پڑے ہوئے تھے۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں شکوک وشبہات سے بچو جو شک کی حالت میں فوت ہوگا اسے شک ہی پر اٹھایا جائے گا،اور جو یقین پر مرے گا قیامت والے دن یقین کی حالت پر اٹھایا جائے گا۔ (۱)

مضامین سورۃ المطففین:

اہل عرب اللہ تعالیٰ کی صفات کو مانتے تھے مگر عقیدہ آخرت کے منکر تھے ان کا خیال تھا کہ زمانہ ہی انہیں پیدا کرتا اور مارتا ہے، زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے، مرنے کے بعد زندہ ہونا بعید از قیاس ہے، کوئی روز جزا نہیں، کوئی جنت اور کوئی جہنم نہیں ہے۔

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ... ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہے یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔

وَكَانُوا يَقُولُونَ ۙ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۴۷﴾ (۳)

ترجمہ: کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں گے تو پھر اٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟۔

وہ اپنے یقین میں اتنے پختہ تھے کہ قسمیں کھا کر کہتے تھے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ ... ﴿۳۸﴾ (۴)

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کسی مرنے والے کو پھر سے زندہ کر کے نہ اٹھائے گا۔

اس لئے انہیں اللہ کی بارگاہ میں جوابدہی اور جزاوسزا کا کوئی خوف نہیں تھا، آخرت سے غفلت کے نتیجے میں انہیں کھلی چھٹی تھی کہ اللہ کی زمین پر جو چاہیں کرتے پھریں، مسافروں اور حاجیوں کا مال چوری کریں، قافلوں پر ڈاکے ڈالیں اور لوگوں کا مال ہڑپ کرلیں، معاشی ضروریات پوری کرنے اور کمزور دشمن قبائل کو ختم کرنے کے لئے حملہ کر کے قتل وغارت کریں، ان کی عورتوں کی کھلے میدانوں میں عصمت تار تار کریں اور عورتوں وبچوں کو غلام بنالیں، ان کے مال ومویشی ہانک کر لے جائیں، بچیوں کو زندہ دفن کر دیں، ناپ تول میں کمی بیشی کا مرض ہر دور

(۱) تفسیرابن ابی حاتم۳۱۶۹،۱۰

(۲) الجاثیۃ۲۴

(۳) الواقعۃ ۴۷

(۴) النحل ۳۸

میں عام رہا ہے،اس مقصد کے لئے خرید وفروخت کے پیمانے مختلف رکھے جاتے تھے، شعیب علیہ السلام کی قوم کو اسی خرابی کے باعث عذاب سے دوچار کیا گیا تھا،اس جگہ اس خرابی کی بنیاد اور سبب کا ذکر کیا کہ آخرت کی جوابدہی سے بے خوف ہونے کے باعث انسان میں یہ مرض پیدا ہوتا ہے کیونکہ آخرت کی جوابدہی کا فکر راست بازی اور راست گوئی میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے کیونکہ آخرت کے منکر امانت و دیانت کو اچھائی اور خوبی سمجھ کر اگر اپنا بھی لیں گے تو ذاتی غرض ومفاد کے موقع پر وہ بد دیانتی اور خیانت کی طرف مائل ہو سکتے ہیں جبکہ آخرت کے خوف سے امانت و دیانت اپنانے والا کسی بھی صورت میں برائی کی طرف مائل نہیں ہوسکتا،الحاصل اخلاق حسنہ پر معاشرے کے تمام افراد کو کاربند کرنے کے لئے لازم ہے کہ عقیدہ آخرت کو راسخ کیا جائے، جس طرح دوسرے لوگوں نے جوابدہی سے بے خوف ہو کر اللہ کی زمین پر فساد برپا کیا ہوا تھا اسی طرح عرب کے تجارت پیشہ لوگ بھی اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکے تھے،انہوں نے بھی مختلف پیمانے رکھے ہوئے تھے جب انہوں نے دوسروں سے مال لینا ہوتا تو صحیح پیمانے سے پورا پورا ناپ کر لیتے مگر جب دوسروں کو دینے کا معاملہ ہوتا تو صحیح پیمانے کے بجائے کمی والے پیمانے سے ناپ کر دیتے، جب اسلام آیا تو اس نے ناپ تول میں کمی کی سخت مذمت اور صحیح ناپنے اور تولنے کی سخت تاکید کی، جیسے فرمایا

...وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ... ﴿۱۵۲﴾ (۱)

ترجمہ: اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو۔

وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ... ﴿۳۵﴾ (۲)

ترجمہ: پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو۔

اَلَّا تَطۡغَوۡا فِى الۡمِيۡزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِيۡزَانَ ﴿۹﴾ (۳)

ترجمہ: اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو، انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو۔

سورۃ کے آغاز میں فرمایا بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں، یہ مرض ہر دور میں عام رہا کہ خرید وفروخت کے پیمانے مختلف رکھے جاتے،اس سے قبل قوم شعیب کے واقعات میں بھی اس خرابی کے باعث عذاب کا ذکر ہے،اس جگہ اس خرابی کی بنیاد اور سبب کا ذکر کیا کہ آخرت کی جوابدہی سے بے خوف ہونے کے باعث یہ مرض انسان میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ آخرت کی جوابدہی کا فکر راست بازی اور راست گوئی میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے، کیونکہ آخرت کے منکر امانت و دیانت کو اچھائی اور خوبی سمجھ کر اپنا بھی لیں گے تو ذاتی غرض ومفاد کے موقع پر وہ بد دیانتی اور خیانت کی طرف مائل ہو سکتے ہیں جبکہ آخرت کے خوف سے امانت و دیانت اپنانے والا کسی بھی صورت میں برائی کی طرف مائل نہیں ہوتا،الحاصل

---

(۱) الانعام۱۵۲

(۲) بنی اسرائیل۳۵

(۳) الرحمٰن۹،۸

اخلاق حسنہ پر معاشرے کے تمام افراد کو کاربند کرنے کے لئے لازم ہے کہ عقیدہ آخرت کو راسخ کیا جائے، اس سورۃ میں ان لوگوں کے انجام کا ذکر ہے جو اہل جنت ہیں اور اس بارے میں مزید فرمایا کہ اہل جنت کفار کے انجام کو دیکھ کر آخرت میں سکون حاصل کریں گے۔

اس کے علاوہ اس سورۃ میں یہ باتیں خصوصیت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں جو انسانی نفسیات کے تجزیئے میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہیں۔

❁ ان لوگوں کی ذہنی حالت کا ذکر کیا جو دوغلے پن کا شکار ہیں، دو چہرے رکھتے ہیں اپنے لئے کچھ اور اور دوسروں کے لئے کچھ اور، اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

❁ اس ذہنی بیماری کا سبب یہ بتلایا کہ یہ لوگ اللہ کے سامنے جوابدہی اور احساس ذمہ داری سے محروم ہیں یہ لوگ روز جزاء کو جھٹلاتے ہیں۔

پھر روز جزا کو جھٹلانے والوں کی نفسیات یوں بیان فرمائی۔

❁ یہ لوگ حد سے گزرنے والے ہیں اور بدعمل لوگ ہوتے ہیں۔

❁ ہ لوگ اللہ کی نازل شدہ آیات، اس کی تعلیمات اور انبیاء کے وعظ و نصیحت کو دور حاضر میں قابل عمل نہیں سمجھتے بلکہ پرانے وقتوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں۔

❁ ان کے اعمال کی سیاہی کے باعث ان کے دل زنگ آلود ہوجاتے ہیں اور دل کا آئینہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے ان کی شخصیتیں حقائق الٰہیہ کے صحیح عکس سے محروم ہوجاتی ہیں۔

❁ اس زنگ اور سیاہی دل کی وجہ سے وہ قیامت کے دن بھی پروردگار کی دید سے محروم رکھے جائیں گے۔

❁ یہ لوگ دنیاوی زندگی میں تو اہل ایمان پر ہنستے رہے، ان کو دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کرتے رہے لیکن قیامت کے دن صورتحال الٹ جائے گی، اس دن اہل ایمان جنت میں اونچی مسندوں پر بیٹھے ہوئے کفار کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوں گے کہ اللہ تعالی نے انہیں اس انجام سے بچالیا اور کفار کی حالت پہ سب کو ہنسی آرہی ہوگی، یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں بہت جلال و شان کے دعوی دار تھے اور ان کی زندہ باد پکاری جاتی تھی لیکن اب وہ انتہائی ذلت کے عالم میں ہوں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ۫﴿۲﴾

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں،

وَ اِذَا کَالُوۡہُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡہُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّہُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۙ﴿۴﴾

جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں، کیا انہیں مرنے کے بعد اٹھنے کا خیال نہیں،

لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ (المطففین ۱تا۶)

اس عظیم دن کے لئے جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے۔

ناپ تول میں کمی کے نتائج:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا، فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: {وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ} فَأَحْسَنُوا الْكَيْلَ بَعْدَ ذَلِكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ ناپ تول کے اعتبار سے بہت برے تھے جب یہ آیت مبارکہ " بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔" نازل ہوئی تو انہوں نے ناپ تول بہت درست کرلی۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے دھمکایا کہ دین وآخرت میں ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں، جو لوگ اپنا حق تو پورا پورا وصول کرتے ہیں مگر گاہک کو پورا مال دینے کے بجائے کم وزن دے کر نقصان پہنچاتے ہیں، شعیب علیہ السلام کی قوم میں یہی بیماری تھی، وہ لوگوں کو ناپ اور تول کم کر کے دیتے تھے اس لیے انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٨٥ [2]

ترجمہ: اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے، تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف رہنمائی آگئی ہے، لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو، لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو، اور زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے، اسی میں تمہاری بھلائی ہے اگر تم واقعی مومن ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اس کا حکم فرمایا

...وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ... ۝١٥٢ [3]

ترجمہ: اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝٣٥ [4]

ترجمہ: پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو، یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظ انجام بھی یہی بہتر ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجہ كِتَابُ التِّجَارَاتِ بَابُ التَّوَقِّي فِي الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ ۲۲۲۳، تفسیر طبری ۲۷۷/۲۴

[2] الاعراف ۸۵

[3] الانعام ۱۵۲

[4] بنی اسرائیل ۳۵

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ (۱)

ترجمہ: صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾ (۲)

ترجمہ: انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ، وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ، وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ، وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا،

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے مہاجرین کے گروہ! پانچ باتیں ہیں جب تم میں مبتلا ہو اور اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان میں مبتلا ہو، جب کسی قوم میں علانیہ فسق و فجور ہوتا ہے (جیسے شراب خمر وغیرہ) تو ان میں طاعون آتا ہے (یعنی وبا) اور ایسی ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ اگلے لوگوں میں وہ بیماریاں کبھی نہیں ہوتی تھیں، اور جب کوئی قوم تول اور ماپ میں چوری کرتی ہے تو ان پر قحط اترتا ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اور بادشاہ وقت ان پر ظلم کرتا ہے، اور جب کوئی قوم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتی تو اللہ ان پر بارش کو روک دیتا ہے اور اگر دنیا میں چار پائے نہ ہوتے تو بالکل پانی نہ پڑتا،

وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللَّهِ، وَعَهْدَ رَسُولِهِ، إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ، إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ

اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے (یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیتی ہے) تو اللہ ان پر ایک دشمن مسلط کرتا ہے جو ان کی قوم کا نہیں ہوتا اور وہ ان کے مال جو ان کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں چھین لیتا ہے، اور جب مسلمان حاکم اللہ تعالیٰ کی حکومت پر نہیں چلتے اور اللہ نے جو نازل کیا ہے اسے اختیار نہیں کرتے (بلکہ اپنے عقلی قانون اور قواعد پر چلتے ہیں یا ظلم و تعدی پر کمر باندھتے ہیں) تو اللہ ان کے اندر لڑائی ڈال دیتا ہے۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے وعید سنائی کہ اس طرح ناپ تول میں ڈنڈی مارنے والوں کو یہ خوف نہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ جسم و جان کے ساتھ زندہ فرمائے گا، اور میدان محشر میں انہیں رب العالمین کی بارگاہ میں ننگے بدن اور ننگے پیروں پر کھڑے ہو کر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا، جیسے فرمایا

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

(۱) الشعراء۱۸۱

(۲) الرحمٰن۹

(۳) سنن ابن ماجه كتاب الفتن بَابُ الْعُقُوبَاتِ ۴۰۱۹

آتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ (۱)

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہوگا، جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں۔

يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ (۲)

ترجمہ: (اور لقمان نے کہا تھا کہ) بیٹا! کوئی چیز رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو اللہ اسے نکال لائے گا، وہ باریک بیں اور باخبر ہے۔

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾ (۳)

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ہولناک دن کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال ہوگی۔ (۴)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ العَالَمِينَ حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن لوگ حساب دینے کے لئے رب العالمین کے دربار میں کھڑے ہوں گے تو پسینہ انسانوں کے آدھے آدھے کانوں تک پہنچا ہوگا۔ (۵)

الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ، حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ: فَوَاللهِ مَا أَدْرِي مَا يَعْنِي بِالْمِيلِ؟ أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ، أَمِ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ قَالَ:فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا قَالَ:وَأَشَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ

---

(۱) الانبیاء ۴۷

(۲) لقمان ۱۶

(۳) الزلزلۃ ۸،۷

(۴) صحيح مسلم كتاب الزكاة بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ ۲۲۹۰

(۵) صحيح بخارى كتاب تفسيرسورة المطففين بَابُ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ العَالَمِينَ ۴۹۳۸، صحيح مسلم كتاب الجنة بَابٌ فِي صِفَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَعَانَنَا اللهُ عَلَى أَهْوَالِهَا ۷۲۰۵، شعب الايمان ۲۵۴،شرح السنة للبغوى ۴۳۱۶،مسنداحمد ۴۶۹۷

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت والے دن سورج مخلوق کے اتنا قریب ہو گا کہ ایک میل کی مقدار کے قریب فاصلہ پر آ جائے گا، سلیم بن عامر نے کہا اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میل سے زمین کی مسافت والا میل مراد لیا ہے یا وہ سلائی جس سے سرمہ آنکھوں میں ڈالا جاتا ہے، پس لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوں گے، یہ پسینہ کسی کے ٹخنوں تک، اور کسی کے گھٹنوں تک اور کسی کی کمر تک ہو گا اور اور کسی کے لئے یہ لگام بنا ہوا ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا [1]

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:تَدْنُو الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى قَدْرِ مِيلٍ، وَيُزَادُ فِي حَرِّهَا كَذَا وَكَذَا يَغْلِي مِنْهَا الْهَامُّ كَمَا تَغْلِي الْقُدُورُ يَعْرَقُونَ فِيهَا عَلَى قَدْرِ خَطَايَاهُمْ مِنْهُمْ مَنْ يَبْلُغُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَبْلُغُ إِلَى سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَبْلُغُ إِلَى وَسَطِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ

ابوامامہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سورج صرف ایک میل کی مسافت کے برابر قریب آ جائے گا اور اس کی گرمی میں اتنا اضافہ ہو جائے گا کہ دماغ ہانڈیوں کی طرح ابلنے لگیں گے، اور تمام لوگ اپنے اپنے گناہوں کے اعتبار سے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے، چنانچہ کسی کا پسینہ اس کے ٹخنوں تک ہو گا اور کسی کا پنڈلی تک اور کسی کا جسم کے درمیان تک اور کسی کے منہ میں پسینے کی لگام ہو گی۔ [2]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، فِي قَوْلِهِ: {يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ} قَالَ: يَمْكُثُونَ أَرْبَعِينَ عَامًا رَافِعِي رُءُوسِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ، لَا يُكَلِّمُهُمْ أَحَدٌ قَدْ أَلْجَمَ الْعَرَقُ كُلَّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے۔“ کے بارے میں روایت ہے لوگ چالیس سال تک اپنے سروں کو آسمان کی طرف اٹھائے کھڑے رہیں گے اور ان سے کوئی بات بھی نہیں کرے گا اور پسینے نے نیک و بد سب کو لگام پہنا رکھی ہو گی۔ [3]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، فِي قَوْلِهِ: {يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ} قَالَ: يَقُومُونَ مِائَةَ سَنَةٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ ”جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے۔“ کے بارے میں روایت ہے، لوگ سو سال تک کھڑے رہیں گے۔ [4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن کھڑے ہونے کی تنگی سے پناہ مانگا کرتے تھے،

عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَفْتَتِحُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ:

---

[1] صحیح مسلم صفة القيامة والجنة بَابٌ فِي صِفَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَعَانَنَا اللهُ عَلَى أَهْوَالِهَا ۷۲۰۶،جامع ترمذی ابواب القيامة بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ ۲۴۲۱، مسنداحمد۲۳۸۱۲،صحیح ابن حبان ۷۳۳۰،شرح السنة للبغوی ۴۳۱۷

[2] مسنداحمد۲۲۱۸۶

[3] تفسیرطبری۲۸۱، ۲۴

[4] تفسیرطبری ۱۸۹، ۲۴

لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ عَشْرًا، وَحَمِدَ اللَّهَ عَشْرًا، وَسَبَّحَ عَشْرًا، وَهَلَّلَ عَشْرًا، وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا، وَقَالَ:اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عاصم بن حمید سے مروی ہے میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے نوافل کس دعا سے شروع فرماتے تھے؟انہوں نے فرمایا تم نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو اب تک کسی نے نہ پوچھی تھی،فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو دس مرتبہ اللہ اکبر کہتے،دس مرتبہ الحمد للہ کہتے،دس مرتبہ سبحان اللہ کہتے، دس مرتبہ الاالٰہ الااللہ کہتے اور دس مرتبہ استغفر اللہ پڑھتے،اور پھر فرماتے ''اے اللہ مجھے بخش دے،مجھے ہدایت عطافرما مجھے رزق عنایت فرما اور عافیت اور صحت نصیب فرما اور میں قیامت کے دن کھڑے ہونے کی جگہ کی تنگی سے پناہ چاہتا ہوں۔''[1]

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝۷ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝۸ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝۹

یقیناً بدکاروں کا اعمالنامہ سجین میں ہے ،تجھے کیا معلوم سجین کیا ہے،(یہ تو) لکھی ہوئی کتاب ہے،

وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝۱۱ وَ مَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا

اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے، جو جزا اور سزا کے دن کو جھٹلاتے رہے، اسے صرف وہی جھٹلاتا ہے جو

كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳

حد سے آگے نکل جانے والا (اور) گناہ گار ہوتا ہے،جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ اگلوں کے

كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ

افسانے ہیں، یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے، ہرگز نہیں یہ لوگ

رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝۱۶

اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے، پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے،

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۷ (المطففین ۷ تا ۱۷)

پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے رہے۔

ہرگز نہیں،اللہ کی زمین پر فساد پھیلانے،ناپ تول میں کمی کرنے،اللہ کی آیات کو جھٹلانے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے،دین میں نئی نئی باتیں شامل کرنے،اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے والوں وغیرہ کے اعمال خبیثہ قید خانے کے رجسٹر میں درج کیے جارہے ہیں،اور تمہیں

[1] سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ۷۶۶، سنن نسائی کتاب قیام اللیل بَابُ ذِكْرِ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الْقِيَامُ ۱۶۱۸،سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوات بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ۱۳۵۶،مصنف ابن ابی شیبة ۲۹۳۳۶،شرح السنة للبغوی۹۵۱

کیا معلوم کہ اس قید خانے کا دفتر کیا ہے؟ یہ وہ دفتر ہے جس میں ہر مجرم کی مکمل چارج شیٹ لکھی ہوئی ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سجین ساتویں زمین کا سب سے نچلا حصہ ہے جو کہ معاد میں فجار کا مستقر اور ٹھکانہ ہے،

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:اكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلَى

جیسے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کافر کی روح کے بارے میں فرماتا ہے اس کی کتاب کو سجین میں لکھ دو جو زمین کا نچلا حصہ ہے۔ [1]

ان لوگوں کے لئے ہلاکت و بربادی ہے، جو لوگ عقیدہ آخرت کو قول وفعل سے جھٹلاتے ہیں، اور اس عقیدے کو قول وفعل سے ہر وہ شخص جھٹلاتا ہے جو اللہ کی قائم کردہ حدود کو پھلانگتا ہے، جو حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتا، جو بہت زیادہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہے جب ایسے لوگوں کو ایک وقت مقررہ پر قیامت کے قائم ہونے، حیات بعد الموت اور میدان محشر میں اعمال پر جزا کا اور جنت وجہنم کی خبر دی جاتی ہے تو تکبر وعناد اور سرکشی میں اسے شدت سے جھٹلاتے ہوئے کہتے ہیں چھوڑو جی یہ تو متقدمین کے جھوٹے قصے کہانیاں ہیں، بھلا حیات بعد الموت کیسے ممکن ہے؟ جیسے فرمایا

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَّاذَآ أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوٓا۟ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ [2]

ترجمہ: اور جب کوئی ان سے پوچھتا ہے کہ تمہارے رب نے یہ کیا چیز نازل کی ہے، تو کہتے ہیں اجی وہ تو اگلے وقتوں کی فرسودہ کہانیاں ہیں۔

وَقَالُوٓا۟ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ٱكْتَتَبَهَا فَهِىَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٥﴾ [3]

ترجمہ: کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں یہ شخص نقل کراتا ہے اور وہ اسے صبح وشام سنائی جاتی ہیں۔

ہرگز نہیں بلکہ یہ قرآن کلام الٰہی ہے، اللہ کے فرمان کے مطابق یقیناً قیامت قائم ہوگی اور اللہ کی بارگاہ میں انہیں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہوگی، اصل بات یہ ہے کہ جن بڑے بڑے گناہوں کا یہ ارتکاب کرتے چلے آرہے ہیں ان کا زنگ ان کے دلوں پر پوری طرح چڑھ گیا ہے، دل کا آئینہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے ان کی شخصیتیں حقائق الٰہیہ کے صحیح عکس سے محروم ہو چکی ہیں اس لئے سراسر معقول باتیں جو دلیل سے ثابت کی جارہی ہیں انہیں افسانہ نظر آتی ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ العَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لیتا ہے اور آئندہ کے لئے اس سے باز آتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اس کا دل چمک کر صاف ہو جاتا ہے اور اگر توبہ کے بجائے گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے

[1] مسند احمد ۱۸۵۳۴

[2] النحل ۲۴

[3] الفرقان ۵

تو وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے حتی کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتی ہے۔ ①

ہرگز نہیں، بالیقین اس روز جب اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت گزار انواع و اقسام کی نعمتوں بھری جنتوں میں دیدار الٰہی کا شرف حاصل کریں گے تو انہیں جنت کی ہر نعمت دیدار الٰہی کے مقابلے میں ہیچ محسوس ہو گی، جیسے فرمایا

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ ②

ترجمہ: اس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

مگر ان بدنصیب لوگوں کو جہنم کی تنگ جگہ میں جھونک دیا جائے گا اور یہ دیدار الٰہی کی سعادت سے محروم ہوں گے، جیسے فرمایا

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ ③

ترجمہ: اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اس گھڑی کو جھٹلا چکے ہیں اور جو اس گھڑی کو جھٹلائے اس کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے، وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے اور جب یہ دست و پا بستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

فرشتے حقارت و ذلت کے طور پر انہیں کہیں گے اے جہنمیو! یہ وہی روز جزا ہے، وہی جنت و جہنم ہے جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی مگر تم قول و فعل سے اسکی تکذیب کرتے تھے۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾

یقیناً یقیناً نیکوکاروں کا نامہ اعمال علیین میں ہے، تجھے کیا پتہ کہ علیین کیا ہے؟

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾

(وہ تو) لکھی ہوئی کتاب ہے، مقرب (فرشتے) اس کا مشاہدہ کرتے ہیں، یقیناً نیک لوگ (بڑی) نعمتوں میں ہونگے،

عَلَى الْاَرَآىِٕكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾

مسہریوں میں بیٹھے دیکھ رہے ہونگے، تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی ترو تازگی پہچان لے گا،

① جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَاب وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ ۳۳۳۴،سنن ابن ماجه کتاب الذهدبَابُ ذِكْرِ الذُّنُوبِ ۴۲۴۴ ،صحیح ابن حبان ۲۷۸۷، مسند احمد ۷۹۵۲، شرح السنة للبغوی ۱۳۰۴

② القیامة۲۲،۲۳

③ الفرقان ۱۱تا۱۳

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنٰفِسُوْنَ ﴿٢٦﴾

یہ لوگ سربمہر خالص شراب پلائے جائیں گے جس پر مشک کی مہر ہوگی، سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہیے،

وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾ (المطففین ۱۸تا۲۸)

اور اس کی آمیزش تسنیم ہوگی، وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔

ہرگز نہیں ان لوگوں کا گمان صحیح نہیں کہ اللہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کرے گا اور ان کے اعمال کا محاسبہ نہیں کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اطاعت گزار، اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں سر جھکانے، اللہ کے احکامات وفرائض کو کماحقہ پورا کرنے، اللہ کی حدود کو قائم کرنے، حرام وحلال کی تمیز رکھنے، اور اللہ کی رضاوخوشنودی حاصل کرنے کے لئے مستحقین میں اپنے پاکیزہ مال تقسیم کرنے، اللہ کے دین کو نافذ کرنے کی کوشش کرنے، اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنے والے لوگوں کے اعمال انعام یافتہ لوگوں کے دفتر میں درج ہیں جو آسمانوں میں یا جنت میں یا سدرۃ المنتہیٰ یا عرش کے پاس جگہ ہے، اور تمہیں کیا معلوم کہ ان بلند پایہ، انعام یافتہ لوگوں کا دفتر کیا ہے؟ یہ بھی ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جس کی حفاظت ونگہداشت مقرب فرشتے کرتے ہیں، یقیناً انعام یافتہ لوگ جنتوں میں داخل کیے جائیں گے، اپنے موتیوں کے محلوں اور گھنے درختوں کے سائے کے نیچے، رواں چشموں کے کناروں پر خوبصورت بچھونوں سے آراستہ اونچی مسندوں پر بیٹھے اللہ کا عطا کردہ ملک ومال اور نعمتوں کے نظارے کر رہے ہوں گے، اعزاز وتکریم، آسائشوں، سہولتوں، لذتوں اور نعمتوں کی ارزانی وفراوانی کی وجہ سے خوشحالی وشادابی کی رونق واضح طور پر ان کے چہروں سے محسوس ہو رہی ہوگی، اور وہ اپنے حسن وجمال اور چہروں کی شادابی سے پہچان لئے جائیں گے کہ یہ جنتی ہیں، جنت کے مختلف شراب کے رواں چشموں کے علاوہ جنت کے خدام انہیں مشک کی مہر لگے ہوئے برتنوں میں بغیر کسی چیز کی آمیزش والی عمدہ ونفیس ترین شراب بھی پیش کریں گے، بعض کے نزدیک اس شراب میں کستوری کی آمیزش ہوگی جس سے اس کا ذائقہ دوبالا اور خوشبو مزید خوش کن اور راحت افزا ہو جائے گی، بعض کہتے ہیں یہ ایسی شراب ہوگی جس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی، جو لوگ دوسروں پر سبقت حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ ایسے عملوں میں سبقت حاصل کریں جس کے صلے میں جنت اور اس کی یہ انمول اور لافانی نعمتیں حاصل ہوں، جیسے فرمایا

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾ [1]

ترجمہ: یقیناً یہی عظیم الشان کامیابی ہے، ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

جنت کی اس اعلیٰ ترین شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی، یہ بلندی سے نیچے کی طرف بہتا ہوا چشمہ ہے جس کے پانی کے ساتھ جنتی شراب پئیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿٣٠﴾

گناہ گار لوگ ایمانداروں کی ہنسی اڑیا کرتے تھے، ان کے پاس سے گزرتے ہوئے آپس میں آنکھ کے اشارے کرتے تھے،

---

[1] الصافات ۶۱،۶۰

وَ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝۳۱ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا

اور جب اپنے والوں کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے تھے ،اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝۳۲ وَ مَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝۳۳ فَالْيَوْمَ

یقیناً یہ لوگ گمراہ (بے راہ) ہیں،یہ ان پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے، پس آج

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝۳۴ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝۳۵

ایمان والے ان کافروں پر ہنسیں گے، تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہونگے کہ

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ (المطففین ۲۹تا۳۶)

اب ان منکروں نے جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ پالیا۔

دنیامیں شیطان کے یہ چیلے اہل ایمان کو حقیر جانتے ہوئے ان کا استہزاو مذاق اڑاتے اور حقارت و تذلیل کے لئے ان پر آوازے کستے تھے ،برے برے القاب دیتے تھے ،جب ان کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو آنکھوں ،پلکوں اور ہاتھوں سے اشارے کرکے ان کی تحقیر اور ان کے مذہب پر طعن کرتے تھے اور کہتے تھے یہ دیکھو جنت کے والی اور حوروں کے خاوند جارہے ہیں ،جن کے پاس نہ رہنے کا مکان ہے نہ پہننے کو لباس ،جن کی کوئی مجلس ہے نہ دوستی ،ان کے پاس دو وقت کی روٹی تو موجود نہیں مگر دنیا وآخرت میں کامیابی کے خواب دیکھ رہے ہیں ، کفار مکہ مال و دولت کی فراوانی اور رزق کی کشادگی کو حق کی نشانی سمجھتے تھے ،وہ اس زعم میں مبتلا تھے کہ اللہ ہم پر راضی اور ہمارے عقائد اور نظریات پر خوش ہے تبھی تو اس نے ہمیں تمام دنیاوی نعمتوں ،لذتوں اور آسائشوں سے نواز رکھا ہے ، مگر وہ بھول گئے کہ اللہ نے ان سے زیادہ مال و دولت رکھنے والی قوموں کو ان کے شرک اور اعمال خبیثہ کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹادیا ، جیسے فرمایا

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝۷۴ [1]

ترجمہ: حالاں کہ ان سے پہلے ہم کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے زیادہ سروسامان رکھتی تھیں اور ظاہری شان و شوکت میں ان سے بڑھی ہوئی تھیں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵۸ [2]

ترجمہ:اور کتنی ہی ایسی بستیاں ہم تباہ کر چکے ہیں جن کے لوگ اپنی معیشت پر اترا گئے تھے ،سو دیکھ لو وہ ان کے مسکن پڑے ہوئے ہیں ان کے بعد کم ہی کوئی بسا ہے ، آخر کار ہم ہی وارث ہو کر رہے۔

---

[1] مریم ۷۴

[2] القصص ۵۸

اور جب واپس گھروں کو پلٹتے تو اپنی حرکات خبیثہ پر خیالوں ہی خیالوں میں لطف اندوز ہوتے ہوئے گھروں کو لوٹتے تھے کہ آج فلاں مسلمان کا مذاق اڑا کر اور اس پر آوازے اور پھبتیاں کس کر کس قدر لطف اٹھایا اور لوگوں میں اس کی خوب گت بنی، ایک معنی یہ ہے کہ جب گھروں کو واپس پلٹتے تو وہاں خوشحالی اور فراغت ان کا استقبال کرتی اور جو چاہتے وہ انہیں مل جاتا اس کے باوجود انہوں نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ اہل ایمان کی تحقیر اور ان پر حسد کرنے میں ہی مشغول رہے، کفر پر آمادہ ہو کر جب اللہ وحدہ لاشریک کے ماننے، اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے، اللہ کی بارگاہ میں پیشانی جھکانے، حیات بعد الموت، جزا و سزا کا عقیدہ رکھنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے والے لوگوں کو دیکھتے تو طعنہ کے طور کہتے یہ ہمارے آباؤ اجداد کے دین سے بھٹکے ہوئے لوگ ہیں، محمد (ﷺ) نے انہیں آخرت اور جنت و دوزخ کے چکر میں الجھا دیا ہے، یہ موجودہ آرام و عیش کو اس جنت کی موہوم امید پر چھوڑ رہے ہیں، جیسے فرمایا

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جواب دے گا دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو، تم وہی لوگ تو ہو کہ میرے کچھ بندے جب کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے ہمیں معاف کر دے، ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے تو تم نے ان کا مذاق بنا لیا یہاں تک کہ ان کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلا دیا کہ میں بھی کوئی ہوں اور تم ان پر ہنستے رہے، آج ان کے اس صبر کا میں نے یہ پھل دیا ہے کہ وہی کامیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مذاق اڑانے والوں کو تنبیہ کی کہ ان کفار و مشرکین کو مومنوں کی کیا پڑی ہے کہ ان کے عقائد، اعمال و افعال پر نظر رکھتے ہیں، ان پر تبصرے کرتے ہیں، اللہ نے انہیں اہل ایمان پر نگران یا وکیل بنا کر تو نہیں بھیجا ہے، دیکھو آج جبکہ سب حقیقت کھل کر سامنے آ گئی ہے ،حق و باطل کا فیصلہ چکا دیا گیا ہے، اہل ایمان کو جنت میں اور کفار و مشرکین اور گناہ گاروں کو جہنم میں ڈال دیا گیا ہے، تو اہل توحید جنت میں خوبصورت کپڑوں سے آراستہ اونچی مسندوں پر تکیوں سے آسودگی کے ساتھ پشت لگائے ان بدکاروں کی گفتہ بہ حالت کو دیکھ کر، ان کی آہ و پکار سن اور ان کو عذاب جہنم میں غوطہ زن دیکھ کر دل ہی دل میں ان پر ہنس رہے ہوں گے کہ یہ دنیا میں بہت جلال و شان کے دعویٰ دار تھے ،اور ان کی زندہ باد پکاری جاتی تھی، یہ ہمیں بہکے ہوئے کہتے تھے اب انہیں اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ کون بھٹکا ہوا تھا اور کون سیدھے راستے پر گامزن تھا آخر کفار و مشرکین کو اپنی ان حرکتوں کا پورا پورا بدلہ مل ہی گیا جو وہ اہل ایمان کے خلاف کرتے تھے، ان کے ہنسی، مذاق اور برے القاب کے بدلے آج ان پر ہنسی اڑ رہی ہے۔

مضامین سورۃ الطور:

اس سورۃ کے آغاز میں آخرت کو موضوع بنایا گیا ہے، کوہ طور، کھلے ہوئے کاغذ پر لکھی ہوئی اس کتاب کی، بیت معمور، موجزن آسمان

[۱] المومنون۱۰۸تا۱۱۱

اور سمندر کی قسم کھا کر فرمایا کہ قیامت یقیناً واقع ہو گی اور کسی ہستی میں یہ طاقت نہیں کہ اسے برپا ہونے سے روک سکے اور اس حقیقت کو جھٹلانے والوں کا انجام جہنم ہو گا اور جن لوگوں نے ایمان قبول کر لیا ہے اور تقویٰ کی روش اختیار کی وہ اللہ تعالیٰ کے انمول انعامات سے سرفراز ہوں گے، اس حقیقت کے اظہار کے بعد قریشی سرداروں پر تنقید کی گئی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو مجنون، کاہن اور شاعر قرار دیتے تھے اور یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا تھا کہ لوگوں کو بہکایا جاسکے، مکہ مکرمہ کے سردار رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو اپنے لئے ایک مصیبت سمجھتے تھے اور اس کوشش میں رہتے تھے کہ کسی نہ کسی طور پر آپ سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکے اس مقصد کے لئے وہ ہر حربہ استعمال کرتے، جب کہ رسول اللہ ﷺ دن رات اس تگ و دو میں رہتے تھے کہ ان لوگوں کو جہالت و گمراہی کے تاریک غاروں سے نکال کر راہ ہدایت پر لے آئیں، قریش مکہ آپ کی بات تسلیم نہ کرنے کے لئے ایک اور عذر لنگ بھی پیش کرتے تھے کہ ہم آپ کی باتوں کے تب قائل ہوں گے کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں جیسا کہ پہلے انبیاء کے ہاتھوں معجزات کا ظہور ہوا اس بارے میں فرمایا کہ یہ صرف ان کی ایک حجت ہے اگر ان کو معجزہ دکھا بھی دیا جائے تو تب بھی یہ آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہ کریں گے بلکہ اس میں کوئی تاویل کر کے اپنے کفر پر مصر ہو جائیں گے، ان باتوں کے بعد سید الامم ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ ان لوگوں کے اعتراضات اور ان کی طعن و تشنیع کو خاطر میں نہ لائیں اور دین حق کے پیغام کو پہنچانے کے لئے دعوت کا سلسلہ جاری رکھیں اللہ آپ کی حفاظت فرمائے گا اور یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، اور دعوت حق کے سلسلہ میں جو رکاوٹیں آئیں یا کفار کی جانب سے مزاحمت ہو تو صبر و استقامت کے ساتھ ان تمام مزاحمتوں کا مقابلہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تحمید سے قوت حاصل کی جائے۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ زمانہ کفر میں قیدیوں کے سلسلہ میں بات چیت کرنے کے لیے مدینہ منورہ آئے، جب وہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نماز مغرب میں سورہ طور کی تلاوت فرما رہے تھے، جب آپ ﷺ نے آیت اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ''بے شک تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔'' پڑھی تو جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یوں لگا کہ میرا دل پھٹ جائے گا چنانچہ میں نے نزول عذاب کے ڈر سے اسلام قبول کر لیا، پھر جب آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿٣٦﴾ [1]

ترجمہ: کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟ یا زمین اور آسمانوں کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔ تو فرماتے ہیں کہ یہ آیات سن کر مجھے خیال ہوا کہ میرا دل اور ہوش و حواس اڑ جائیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالطُّوْرِ ﴿١﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿٢﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿٣﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿٤﴾

قسم ہے طور کی، اور لکھی ہوئی کتاب کی جو جھلی کے کھلے ہوئے ورق میں ہے، وہ آباد گھر کی،

[1] الطور ٣٥،٣٦

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿٥﴾ وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿٦﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾

اور اونچی چھت کی، اور بھڑکائے ہوئے سمندر کی، بیشک آپ کے رب کا عذاب ہو کر رہنے والا ہے،

مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿٨﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿٩﴾ وَّ تَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾

اسے کوئی روکنے والا نہیں، جس دن آسمان تھرتھرانے لگے گا، اور پہاڑ چلنے پھرنے لگیں گے،

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿١٢﴾ (الطور ا تا ١٢)

اس دن جھٹلانے والوں کی (پوری) خرابی ہے، جو اپنی بیہودہ گوئی میں اچھل کود رہے ہیں۔

کوہ طور جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا اور یہیں پر تورات عطا کی تھی، اور باریک چمڑے پر لکھی ہوئی لوح محفوظ جس میں ہر چیز لکھی ہوئی ہے، یا قدیم زمانے میں لکھنے کے لیے ہرن کی کھال سے تیار کردہ باریک جھلی، یا قرآن مجید جو اوراق میں لکھا ہوا ہے، مکہ مکرمہ میں واقع بیت اللہ جو ہر وقت عمرہ، حج اور طواف وزیارت کرنے والوں سے بھرا رہتا ہے، جیسے ایک اور مقام پر اس کی قسم کھائی گئی۔

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ﴿٣﴾ [1]

ترجمہ: اور اس پر امن شہر (مکہ) کی قسم۔

یا بیت اللہ کے عین اوپر ساتویں آسمان پر بیت المعمور

فَرُفِعَ لِي البَيْتُ المَعْمُورُ فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ،فَقَالَ: هَذَا البَيْتُ المَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ،إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ

جب رسول اللہ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کو بیت معمور دکھایا گیا آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے جواب دیا یہ بیت المعمور ہے، اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس سے نکل جاتا ہے تو پھر کبھی داخل نہیں ہوتا۔ [2]

بغیر ستونوں کے بلند وبالا آسمان جو زمین کے اوپر ایک چھت کی طرح ہے، جیسے فرمایا

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿٣٢﴾ [3]

ترجمہ: اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا مگر یہ ہیں کہ کائنات کی نشانیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔

یا بعض کے نزدیک عرش جو تمام مخلوقات کے لیے چھت ہے، اور پانی سے بھرے موجزن سمندر کی، یا بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ سمندر ہے جس میں قیامت کے دن آگ بھڑکائی جائے گی، جیسے فرمایا

[1] التین ٣

[2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ٣٢٠٧،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ٤١١،صحیح ابن خزیمة ٣٠١،المعجم الکبیر للطبرانی ٥٩٩،مسند احمد ١٧٨٣٣

[3] الانبیاء ٣٢

وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۞ [1]

ترجمہ: اور جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے۔

وَاِذَا الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ ۞ [2]

ترجمہ:اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پانچ حقائق وآثار کی قسم کھاکر پورے زور کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے قول اور وعدے کے خلاف نہیں کرتا اس لئے یقیناً ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہو کر رہے گی، تم سے پہلی قوموں نے بھی اپنے زعم میں اپنے معبودوں پر بھروسہ کیا تھا کہ وہ انہیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے مگر جب اللہ کا عذاب واقع ہوا تو نہ وہ لوگ ہی بچے اور نہ ہی ان کے باطل معبود، اس لئے اپنے باطل معبودوں پر تکیہ کرنے کے بجائے رب کی طرف پلٹ آؤ، اسی میں تمہاری نجات ہے، اگر اللہ نے عذاب نازل فرمادیا تو اللہ کے سوا کسی میں یہ مجال نہیں کہ اسے روک یا ٹال سکے، کوئی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی بھاگ کر اس سے بچ سکتا ہے،

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ الْعَبْدِيِّ أن عُمَرُخَرَجَ يَعِسّ الْمَدِينَةَ لَيْلَةٍ ومعه غلام له وعبد الرحمن بن عوف،فَمَرَّ بِدَارِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَوَافَقَهُ قَائِمًا يُصَلِّي فَوَقَفَ يَسْتَمِعُ قِرَاءَتَهُ فَقَرَأَ: {وَالطُّورِ}حَتَّى بَلَغَ {إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ}قَالَ: قَسَمٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ حَقٌّ،فَنَزَلَ عَنْ حِمَارِهِ وَاسْتَنَدَ إِلَى حَائِطٍ فَمَكَثَ مَلِيًّا ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَمَكَثَ شَهْرًا يَعُودُهُ النَّاسُ لَا يَدْرُونَ مَا مَرَضُهُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

جعفر بن زید عبدی سے روایت ہے امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک رات مدینہ منورہ میں بھیس بدل کر نکلے،ان کا غلام اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے ہمراہ تھے،ان کا گزر مسلمانوں کے ایک ایسے گھر کے پاس سے ہوا جس میں اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اس کی قرات کو بغور سننا شروع کیا تو دیکھا کہ وہ سورہ الطور پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ وہ اس آیت کریمہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَا لَهٗ مِنۡ دَافِعٍ پر پہنچا تو انہوں(سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا رب کعبہ کی قسم!یہ عذاب برحق ہے،پھر اپنے گدھے سے نیچے اتر آئے اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے اور خاصی دیر تک کھڑے رہے،پھر اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے اور ایک مہینے تک بیمار رہے،لوگ آپ کی بیمار پرسی کے لیے آتے تھے مگر جانتے نہیں تھے کہ آپ کا مرض کیا ہے۔ [3]

اور یہ عذاب اس دن واقع ہو گا جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسرافیل علیہ السلام صور میں پھونک دیں گے جس کی آواز سے عالم بالا کا سارا انظام درہم برہم ہوجائے گا، پاش پاش کرنے والی کڑکیں اور مہیب آوازیں ہرسو ہلچل مچادیں گی،ہر طرف ایک اضطراب برپا ہو گا اور زمین کی گرفت ڈھیلی پڑجائے گی جس کی وجہ سے پہاڑ جو زمین کا توازن قائم کرنے کے لئے نصب کیے گئے تھے اور دیگر مجسم فلکیات فضا میں دھنکی ہوئی رنگ برنگی روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے،(چونکہ پہاڑوں کے رنگ مختلف ہیں،اس لیے جب وہ اپنی جگہ سے اکھڑ کر اور بے وزن ہو کر

---

[1] التکویر۶

[2] الانفطار۳

[3] تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۰۸،۴۴

اڑنے لگیں گے تو ایسے معلوم ہونگے جیسے رنگ برنگ کا دھنکا ہوا اون اڑ رہا ہو) جیسے فرمایا

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ﴿٥﴾ (۱)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ (۲)

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون جیسے ہو جائیں گے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ... ﴿٨٨﴾ (۳)

ترجمہ: آج تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خوب جمے ہوئے ہیں مگر اس وقت یہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

اور آپس میں ٹکرا ٹکرا کر ریت کے ذروں کی طرح غبار بن کر اڑ جائیں گے، جیسے فرمایا

وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٢٠﴾ (۴)

ترجمہ: اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٤﴾ (۵)

ترجمہ: یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ لرزا اٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ (۶)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا۔

مگر قیامت کے منکرین کے لئے جو اس ہولناک دن سے لاپرواہ لہو ولعب میں مشغول، کفر و باطل میں مصروف اور حق کی تکذیب و استہزا میں لگے ہوئے ہیں اس دن بڑی خرابی ہے۔

يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنتُم

جس دن وہ دھکے دے کر آتش جہنم کی طرف لائے جائیں گے، یہی وہ آتش دوزخ ہے جسے تم

بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٤﴾ أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿١٥﴾ اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا

جھوٹ بتلاتے تھے ،(اب بتاؤ) کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں؟ جاؤ دوزخ میں، اب تمہارا صبر کرنا

(۱) القارعۃ ۵

(۲) المعارج ۹

(۳) النمل ۸۸

(۴) النبا ۲۰

(۵) المزمل ۱۴

(۶) طہ ۱۰۵

اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَیۡکُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ (الطور ۱۳تا۱۶)

اور نہ کرنا تمہارے لیے یکساں ہے، تمہیں فقط تمہارے کئے کا بدل دیا جائے گا۔

جس دن انہیں دھکے مار مار کر یعنی سختی کے ساتھ نار جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا یا انہیں چہروں کے بل گھسیٹے ہوئے دوزخ کی طرف لایا جائے گا، جیسے فرمایا

...وَنَحۡشُرُهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ عَلٰی وُجُوۡهِهِمۡ... ﴿۹۷﴾ (۱)

ترجمہ: ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز اوندھے منہ کھینچ لائیں گے۔

اَلَّذِیۡنَ یُحۡشَرُوۡنَ عَلٰی وُجُوۡهِهِمۡ اِلٰی جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۳۴﴾ (۲)

ترجمہ: جو لوگ اوندھے منہ جہنم کی طرف دھکیلے جانے والے ہیں ان کا موقف بہت برا اور ان کی راہ حد درجہ غلط۔

وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَکُبَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ... ﴿۹۰﴾ (۳)

ترجمہ: اور جو برائی لیے ہوئے آئے گا ایسے سب لوگ اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائیں گے۔

یَوۡمَ یُسۡحَبُوۡنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوۡهِهِمۡ ؕ ذُوۡقُوۡا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ (۴)

ترجمہ: جس روز یہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے اس روز ان سے کہا جائے گا کہ اب چکھو جہنم کی لپٹ کا مزا۔

اس وقت دروغہ جہنم ان سے ملامت کے طور پر کہے گا کہ یہ وہی آگ ہے جسے تم دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے، پھر مزید جھڑک کر کہے گا دنیا میں اللہ کے پیغمبر تمہیں عذاب جہنم سے خبردار کرتے تھے مگر تم رسولوں کی دعوت کو جادو قرار دیتے تھے، اس پاکیزہ دعوت کا مذاق اڑاتے تھے، اس دعوت کا راستہ روکنے کے لیے بھرپور کوشش کرتے تھے اب جبکہ تم اپنی آنکھوں سے جہنم کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہو تو اب بتاؤ یہ جادو ہے یا جس طرح تم دنیا میں حق کے دیکھنے سے اندھے تھے یہ عذاب بھی تمہیں نظر نہیں آ رہا ہے؟ جاؤ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس میں جھلسو، جہنم کی آگ تمہیں ہر طرف سے گھیر لے گی اس کے اندر تم خواہ صبر کرو یا آہ و فغاں کرو اب تم اس سے کسی طرح چھوٹ نہیں سکتے اللہ مالک یوم الدین نے تم پر کوئی ظلم نہیں کیا اور نہ وہ کسی پر ظلم کرتا ہے بلکہ اس نے تمہیں تمہارے عقائد و اعمال کے مطابق ہی پورا پورا بدلہ دیا ہے، جیسے فرمایا

...هَلۡ تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۰﴾ (۵)

ترجمہ: کیا تم لوگ اس کے سوا کوئی اور جزا پا سکتے ہو کہ جیسا کرو ویسا بھرو؟۔

---

(۱) بنی اسرائیل ۹۷

(۲) الفرقان ۳۴

(۳) النمل ۹۰

(۴) القمر ۴۸

(۵) النمل ۹۰

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ

یقیناً پرہیز گار لوگ جنتوں میں اور نعمتوں میں ہیں، جو انہیں ان کے رب نے دے رکھی ہیں اس پر خوش خوش ہیں،

وَ وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ

اور ان کے پروردگار نے انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا ہے، تم مزے سے کھاتے پیتے رہو ان اعمال کے بدلے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ

جو تم کرتے تھے، برابر بچھے ہوئے شاندار تخت پر تکیے لگائے ہوئے، اور ہم نے ان کے نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی (حوروں)

عِيْنٍ ﴿۲۰﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

سے کرا دیئے ہیں،اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی، ہم ان کی اولاد کو

وَ مَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾ (الطور ۱۷ تا ۲۱)

ان تک پہنچا دیں گے،اور ان کے عمل سے ہم کچھ کم نہ کریں گے،ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے۔

جہنمیوں کے برعکس متقی و پرہیز گار لوگوں کو ان کا رب اپنے فضل وکرم سے دوزخ کے المناک عذاب سے بچا کر نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمادے گا،جہاں وہ باریک ریشم کے سبز لباس اور اطلس و دیبا کی پوشاک پہن کر جنت کی لازوال انواع واقسام کی نعمتوں اور گھنے سایوں والے باغات میں ہوں گے،ان کا رب انہیں جو گو ناں گوں نعمتیں عطا فرمائے گا ان سے فرحت وسرور کے ساتھ لطف اندوز ہو رہے ہوں گے ،اور ان سے کہا جائے گا دنیا میں اپنے ان عقائد و اعمال صالحہ کے صلے میں ہر طرح کی پریشانیوں سے بے خوف ہو کر ان نعمتوں کو کھاؤ اور ان بہتے چشموں سے پیو،جیسے فرمایا

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ [1]

ترجمہ:(ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے ہیں۔

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ [2]

ترجمہ: کھاؤ اور پیو مزے سے اپنے ان اعمال کے صلے میں جو تم کرتے رہے ہو۔

وہ رواں چشموں کے کنارے، گھنے درختوں کے نیچے، نفیس فرشوں پر خوبصورت بچھونوں سے آراستہ اونچی مسندوں پر آمنے سامنے گاؤ تکیے لگائے شاہانہ شان سے بیٹھے نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے، جیسے فرمایا

---

[1] الحاقة ۲۴

[2] المرسلات ۴۳

عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَۃٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّکِئِیْنَ عَلَیْہَا مُتَقٰبِلِیْنَ ﴿۱۶﴾ [1]

ترجمہ: مرصع تختوں پر تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۴﴾ [2]

ترجمہ: تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

اور ہم حسین وجمیل، نازک اندام، نوخیز اور ہم سن خوبصورت آنکھوں والی حوریں ان سے بیاہ دیں گے، جیسے فرمایا

وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ﴿۴۸﴾ کَاَنَّہُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ [3]

ترجمہ: اور ان کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی، ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی۔

وَحُوْرٌ عِیْنٌ ﴿۲۲﴾ کَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَکْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ [4]

ترجمہ: اور ان کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

وَزَوَّجْنٰہُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۵۴﴾ [5]

ترجمہ: اور ہم گوری گوری آہو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے۔

الغرض جنتیوں کے چاروں طرف نعمتیں ہی نعمتیں ہوں گی اور وہ بے فکر ہو کر ان سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے جیسے فرمایا

وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ [6]

ترجمہ: وہاں جدھر بھی تم نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت کا سروسامان تمہیں نظر آئے گا۔

ان نعمتوں کے علاوہ یہ بھی اللہ کا فضل وکرم ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اپنے اخلاص وتقوی اور عمل وکردار کی بنیاد پر جنت کے اعلی درجوں پر فائز ہوں گے اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں اپنے والد کے نقش قدم پر چلی ہوگی تو ہم ان کی اولاد کے بھی درجے بلند کر کے جنت میں ان کے والد کے ساتھ ملا دیں گے تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جیسے فرمایا

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَہَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِہِمْ وَاَزْوَاجِہِمْ وَذُرِّیّٰتِہِمْ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْہِمْ مِّنْ کُلِّ

[1] الواقعة ۱۶،۱۵

[2] الصافات ۴۴

[3] الصافات ۴۸ ، ۴۹

[4] الواقعة ۲۳،۲۲

[5] الدخان ۵۴

[6] الدهر ۲۰

بَابٍ ؕ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ ...ؕ ﴿۲۴﴾ [1]

ترجمہ: وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو جو صالح ہیں وہ بھی ان کے ساتھ وہاں جائیں گے، ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہے۔

ایک مقام پر فرشتوں کی دعا کا ذکر فرمایا

رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ِۨالَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۙ﴿۸﴾ [2]

ترجمہ: اے ہمارے رب! داخل کر ان کو ہمیشہ رہنے والی ان جنتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، اور ان کے والدین، بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح ہوں (ان کو بھی وہاں ان کے ساتھ پہنچا دے) تو بلاشبہ قادر مطلق اور حکیم ہے۔

اور ان کے عمل میں کوئی گھاٹا ان کو نہ دیں گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَيَرْفَعُ ذُرِّيَّةَ الْمُؤْمِنِ فِي دَرَجَتِهِ ، وَإِنْ كَانُوا دُونَهُ فِي الْعَمَلِ، لِتَقَرَّ بِهِمْ عَيْنُهُ ثُمَّ قَرَأَ: وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَاۤ اَلَتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو اس کے درجے میں سر بلند کر دے گا، خواہ وہ عمل میں اس سے کم تر ہو تا کہ اس کی اپنی اولاد کی وجہ سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں، پھر انہوں نے اس آیت کریمہ "اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی، ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔" کی تلاوت کی۔ [3]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ، قَالَ: هُمْ ذُرِّيَةُ الْمُؤْمِنِ، يَمُوتُونَ عَلَى الْإِيمَانِ ،فَإِنْ كَانَتْ مَنَازِلُ آبَائِهِمْ أَرْفَعَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ أُلْحِقُوا بِآبَائِهِمْ، وَلَمْ يَنْقُصُوْا مِنْ أَعْمَالِهِمُ الَّتِي عَمِلُوا شَيْئًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ "اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی، ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے۔" کی تفسیر میں روایت ہے، اس سے مراد مومن کی وہ اولاد ہے جو ایمان کے ساتھ فوت ہو، اگر ان کے آباء کے مراتب ان کے مراتب سے بلند ہوئے تو انہیں بھی اپنے آباء کے مراتب میں پہنچا دیا جائے گا اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ [4]

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَأَلَتْ خَدِيجَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَلَدَيْنِ مَاتَا لَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هُمَا فِي النَّارِ .قَالَ: فَلَمَّا رَأَى الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهَا قَالَ:لَوْ رَأَيْتِ مَكَانَهُمَا لَأَبْغَضْتِهِمَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ

---

[1] الرعد۲۴،۲۳

[2] المومن۸

[3] تفسیرطبری ۲۵/۴۶۷،تفسیرالقرطبی ۱۷/۶۶،الدر المنثور ۷/۶۳۲،فتح القدیر للشوکانی ۵/۱۲۰

[4] تفسیرابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۱۶

اللَّهِ، فَوَلَدِي مِنْكَ؟ قَالَ:فِي الْجَنَّةِ قَالَ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَوْلادَهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمُشْرِكِينَ وَأَوْلادَهُمْ فِي النَّارِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّاتِهِمْ﴾

امیرالمومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ان دو بیٹوں کی بابت پوچھا جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں ہیں، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر ناگواری کے اثرات دیکھے تو فرمایا اگر تم ان کی جگہ دیکھ لو تو انہیں ناپسند کرو، ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے میرے دو بیٹے فوت ہوئے ہیں ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا وہ جنت میں ہیں، راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن اور ان کی اولاد جنت میں جائے گی اور مشرک اور ان کی اولاد جہنم رسید ہو گی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ”اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی، ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے، اور ان کے عمل سے ہم کچھ کم نہ کریں گے۔“ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْقِنْطَارُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ أُوقِيَّةٍ، كُلُّ أُوقِيَّةٍ خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ: أَنَّى هَذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ زمین و آسمان کی درمیانی کائنات اور ہر چیز سے بہتر ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد کے دعا و استغفار سے آباء کے درجات میں اضافہ ہوتا ہے، جب ایک شخص کے جنت میں درجات بلند ہوتے ہیں تو وہ اللہ سے اس کا سبب پوچھتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری اولاد کی تیرے لیے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔ [۲]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین چیزوں کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے، ایک صدقہ جاریہ (وہ صدقہ جو میت نے اپنی زندگی میں خود کیا ہو نہ کہ میت کی طرف سے اس کی وفات کے بعد کیا جائے) دوسرا وہ علم جس سے لوگ فیض یاب ہوتے رہیں (مثلاً تصنیف شدہ کتابیں یا تربیت شدہ شاگرد) اور تیسری

[۱] مسند احمد ۱۱۳۱

[۲] سنن ابن ماجہ کتاب الادب بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ ۳۶۶۰ ،مسند احمد ۱۰۶۱۰، المعجم الاوسط للطبرانی ۵۱۰۸،مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۹۷۴۰

نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔ (۱)

ہر شخص اپنے کسب کے عوض رہن ہے، جیسے فرمایا

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ (۲)

ترجمہ: ہر شخص اپنے کسب کے بدلے رہن ہے۔

یعنی وہاں کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی، جیسے فرمایا

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ (۳)

ترجمہ: یہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

...وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى... ﴿۷﴾ (۴)

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى... ﴿۱۸﴾ (۵)

ترجمہ: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی لدا ہوا نفس اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کے بار کا ایک ادنی حصہ بھی بٹانے کے لیے کوئی نہ آئے گا چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اور نہ کسی پر کسی دوسرے کا گناہ ڈالا جائے گا بلکہ جو جیسا عمل کرے گا اسی کے مطابق ہی جزا پائے گا۔

وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ لَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا

ہم نے ان کے لیے میوے اور مرغوب گوشت کی ریل پیل کر دیں گے، (خوش طبعی کے ساتھ) ایک دوسرے سے جام (شراب) چھینا جھپٹی

كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَ لَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ

کریں گے، جس شراب کے سرور میں تو بیہودہ گوئی ہوگی نہ گناہ، اور ان کے ارد گرد ان کے نوعمر غلام پھر رہے ہونگے،

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الوصیة بَابُ مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۴۲۲۳، سنن ابوداودکتاب الوصایابَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲۸۸۰، جامع ترمذی ابواب الاحکام بَابٌ فِي الوَقْفِ ۱۳۷۶، سنن نسائی کتاب الوصایا باب فَضْلُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ ۳۶۸۱، مسند احمد ۸۸۴۴، السنن الکبری للنسائی ۶۴۴۵، السنن الکبری للبیہقی ۱۲۶۳۵

(۲) المدثر ۳۸

(۳) النجم ۳۸

(۴) الزمر ۷

(۵) فاطر ۱۸

لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ (الطور ۲۲تا۲۴)

گویا موتی تھے جو ڈھکے رکھے تھے۔

ہم جنتیوں کو ہر طرح کے پھل اور مختلف پرندوں کا بھونا ہوا گوشت جس چیز کو بھی ان کا جی چاہے گا خوب دیے چلے جائیں گے، جیسے فرمایا

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ (۱)

ترجمہ: وہ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔

وہ ہنسی خوشی ایک دوسرے سے خاص مقدار میں بھرے جام شراب لپک لپک کر لے رہے ہوں گے، وہ ایسی نفیس شراب ہوگی جو نہ بد ذائقہ ہوگی اور نہ بدبودار، اس شراب کو پینے سے سرور و کیف تو حاصل ہوگا مگر اس میں یہ تاثیر نہیں ہوگی کہ اس کو پی کر کوئی بہک جائے اور نہ یہ اتنا مدہوش کرے گی کہ حواس معطل ہو جائیں، جیسے فرمایا

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ (۲)

ترجمہ: جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ (۳)

ترجمہ: شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان پھرائے جائیں گے، چمکتی ہوئی شراب جو پینے والوں کے لیے لذت ہوگی نہ ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر ہوگا اور نہ ان کی عقل اس سے خراب ہوگی۔

اور ان کی خدمت میں ہمیشہ نوعمر رہنے والے لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی کی خدمت کے لئے مخصوص ہوں گے، جیسے فرمایا

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ (۴)

ترجمہ: ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شراب چشمہ جاری سے لبریز پیالے اور ساغر لیے دوڑتے پھرتے ہوں گے۔

جو حسن و جمال اور صفائی و رعنائی میں ایسے ہوں گے جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی تاکہ ہاتھ لگنے سے اس کی چمک دمک ماند نہ پڑ جائے۔

وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ

اور آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال کریں گے، کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے

فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

گھر والوں کے درمیان بہت ڈرا کرتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا، اور ہمیں تیز و تند گرم ہواؤں کے عذاب

(۱) الواقعة ۲۱،۲۰

(۲) الواقعة ۱۹

(۳) الصافات ۴۵تا۴۷

(۴) الواقعة ۱۸،۱۷

اِنَّا كُنَّا مِنۡ قَبۡلُ نَدۡعُوۡهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡبَرُّ الرَّحِيۡمُ ﴿۲۸﴾ (الطور ۲۵تا۲۸)

سے بچالیا، ہم اس سے پہلے ہی اس کی عبادت کیا کرتے تھے، بیشک وہ محسن اور مہربان ہے۔

اسی دوران یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر دنیا میں گزرے ہوئے معاملات اور احوال کے بارے میں پوچھیں گے کہ دنیا میں وہ کن حالات میں زندگی گزارتے اور ایمان وعمل کے تقاضے کس طرح پورے کرتے رہے، یہ کہیں گے کہ ہم اپنے اہل وعیال میں غفلت میں زندگی نہیں گزارتے تھے بلکہ ہمیں ہر وقت یہ دھڑ کا لگا رہتا تھا کہ اپنے بیوی بچوں کی محبت میں ہم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جس سے ہم اپنی عاقبت خراب کر بیٹھیں، آخر کار اللہ نے ہدایت اور توفیق کے ساتھ ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں تیز وتند جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچالیا، دنیا میں ہم اسی وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں گردانتے تھے، مختلف عبادات میں اسی کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے، اپنی مشکلات ومصائب میں اسی سے دعائیں مانگتے تھے، اور اسی سے اپنی بخشش ومغفرت، نعمتوں بھری جنت میں داخلہ اور عذاب سموم سے بچنے کی دعائیں کرتے رہتے تھے، اور اپنے اعمال پر اترانے کے بجائے اللہ رب العزت کے احسانوں کو یاد رکھیں گے اور کہیں گے اس نے ہماری دعائیں قبول فرمائیں ہمیں جنت سے بہرہ ور کیا اور عذاب جہنم سے بچالیا، بیشک وہ واقعی بڑا ہی محسن اور رحیم ہے۔

فَذَكِّرۡ فَمَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجۡنُوۡنٍ ؕ﴿۲۹﴾ (الطور ۲۹)

تو آپ سمجھاتے رہیں کیونکہ آپ اپنے رب کے فضل سے نہ تو کاہن ہیں نہ دیوانہ۔

آخرت کا ایک ہلکا سا نقشہ پیش کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا! یہ سرداران قریش، یہ جاہل مذہبی پیشوا اور اوباش لوگ عوام کی توجہ ہٹانے، ان کو بدگمان کرنے اور فریب دینے کے لئے آپ کو کبھی کاہن (جوتشی، غیب گو) کبھی مجنون (فاتر العقل، دیوانہ) کبھی شاعر اور کبھی خود قرآن تصنیف کرنے کا الزام لگاتے ہیں، آپ ان الزامات، ایذارسانی اور تکذیب کی کچھ پرواہ نہ کریں اور اللہ کے بندوں کو غفلت سے چونکانے اور حقیقت سے خبردار کرنے کے لئے وعظ وتبلیغ اور نصیحت کیے جائیں، کیونکہ اللہ کے لطف وکرم سے نہ آپ کاہن ہیں اور نہ ہی فاتر العقل، بلکہ آپ اللہ کی طرف سے منصب رسالت پر فائز ہیں اور ہماری طرف سے آپ کو باقاعدہ وحی کی جاتی ہے جو کاہن پر نہیں کی جاتی، اور جو کلام آپ لوگوں کو سناتے ہیں وہ دانش وبصیرت کا آئینہ دار ہوتا ہے، اگر انہیں شک ہے تو ہمارا یہ چیلنج ہے کہ اس کے مقابل اور کلام لا کر دکھادیں۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيۡبَ الۡمَنُوۡنِ ﴿۳۰﴾ قُلۡ تَرَبَّصُوۡا فَاِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ

کیا کافریوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے، ہم اس پر زمانے کے حوادث (یعنی موت) کا انتظار کر رہے ہیں، کہہ دیجیے! تم منتظر

الۡمُتَرَبِّصِيۡنَ ؕ﴿۳۱﴾ اَمۡ تَاۡمُرُهُمۡ اَحۡلَامُهُمۡ بِهٰذَاۤ اَمۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ۚ﴿۳۲﴾ (الطور ۳۰تا۳۲)

رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں، کیا ان کی عقلیں انہیں یہی سکھاتی ہیں یا یہ لوگ ہی سرکش ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اجْتَمَعُوا فِي دَارِ النَّدْوَةِ فِي أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: احْتَبِسُوهُ فِي وِثَاقٍ، ثُمَّ تَرَبَّصُوا بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ حَتَّى يَهْلَكَ، كَمَا هَلَكَ مَنْ هَلَكَ قَبْلَهُ مِنَ الشُّعَرَاءِ: زُهَيْرٌ وَالنَّابِغَةُ، إِنَّمَا هُوَ كَأَحَدِهِمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمْ: أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آخر دار الندوہ میں سرداران قریش کا اجلاس منعقد ہوا جس میں مشورہ کیا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوسرے شاعروں کی طرح ایک شاعر ہیں، اور اس کے پاس جو چیز آتی ہے وہ شاعری ہے، انہیں بھی زہیر اور نابغہ شاعروں کی طرح ہلاک ہونے تک قید کر لیا جائے مگر اللہ نے ان کی حسرت ان کے دل میں ہی دفن کر دی اور وہ کچھ بھی نہ کر سکے، اس پر یہ آیتیں "کیا کافریوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے ہم اس پر زمانے کے حوادث (یعنی موت) کا انتظار کر رہے ہیں۔" نازل ہوئیں۔ [1]

یہ لوگ سراسر ضد، ہٹ دھرمی اور بغض وعناد کے جوش میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن مجنون اور شاعر ہونے کے بے سروپا الزامات لگاتے ہیں، آخر بیک وقت کوئی شخص مجنون، کاہن اور شاعر کیسے ہو سکتا ہے، جیسے فرمایا

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ۙ۶۹ [2]

ترجمہ: ہم نے اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو شعر نہیں سکھایا ہے اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے، یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

اور قریش مکہ جو بڑے مشائخ اور بڑے عقلمند بنے پھرتے ہیں اس انتظار میں ہیں کہ شاید حوادث زمانہ سے حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو موت آجائے یا ہمارے کسی معبود کی مار پڑ جائے جن کی یہ بڑے زور شور سے مخالفت کرتا ہے یا کوئی شخص اس کی دعوت سن کر آپے سے باہر ہو جائے اور اسے قتل کر دے اور انہیں چین وراحت نصیب ہو جائے جو اس کی دعوت توحید نے ہم سے چھین لیا ہے، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس حماقت آمیز بات کے جواب میں ان سے کہہ دیں کہ انتظار کرو کہ پہلے موت کس کو آتی ہے؟ اور انجام کار غلبہ اور غیر فانی کامیابی کسے حاصل ہوتی ہے اور ہلاکت وبربادی کس کا مقدر بنتی ہے؟ سرداران قریش جو تیرے بارے میں جو اس طرح اناپ شناپ جھوٹ اور غلط سلط باتیں کرتے رہتے ہیں کیا ان کی دانائی ان کو یہی سجھاتی ہے کہ باوجود جاننے کے پھر بھی تیری نسبت غلط افواہیں اڑائیں اور بہتان بازی کریں، حقیقت یہ ہے کہ یہ بڑے سرکش اور گمراہ لوگ ہیں اور یہی سرکشی اور گمراہی انہیں ان باتوں پر برانگیختہ کرتی ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ۚ۳۳ فَلْيَاْتُوْا

کیا یہ کہتے ہیں اس نبی نے (قرآن) خود گھڑ لیا ہے، واقع یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے،

بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ؕ۳۴ (الطور ۳۳،۳۴)

اچھا اگر یہ سچے ہیں تو بھلا اس جیسی ایک (ہی) بات یہ (بھی) تو لے آئیں۔

[1] تفسیر طبری ۴۳۵/۷، تفسیر ابن کثیر ۴۳۶/۷

[2] یٰسین ۶۹

اچھا اگر سید العالمین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ پاکیزہ کلام خود تصنیف کرلیا ہے تو تم جو اپنی زبان دانی کے مقابلے میں دوسروں کو کمتر جانتے ہو، تم میں بہترین منجھے ہوئے شاعر بھی ہیں تو تم جو نہایت فصیح عرب اور بڑے بلیغ لوگ ہو تمام جنوں سمیت سب مل کر ایسا کلام بنالاؤ، اگر پورا کلام نہیں بناسکتے تو اپنے دعوی کے ثبوت میں اس جیسی دس سورتیں بنا کر لاؤ، جیسے فرمایا

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ [1]

ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے؟ کہو اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنالاؤ اور اللہ کے سوا اور جو جو (تمہارے معبود) ہیں ان کو مدد کے لیے بلا سکتے ہو تو بلا لو اگر تم (انہیں معبود سمجھنے میں) سچے ہو۔

اچھا دس سورتیں نہیں بناسکتے تو ایک آدھ سورت ہی بنالاؤ، جو نظم، اعجاز و بلاغت، حسن بیان، ندرت اسلوب، اور وسیع ترین موضوع میں اس کا مقابلہ کرسکے تاکہ تمہاری مخالفت کی صداقت ثابت ہو، جیسے فرمایا

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾ [2]

ترجمہ: اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے یہ ہماری ہے یا نہیں تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ، اپنے سارے ہم نواؤں کو بلا لو ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ [3]

ترجمہ: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود تصنیف کرلیا ہے؟ کہو اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورۃ اس جیسی تصنیف کر لاؤ اور ایک اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو بلاسکتے ہو مدد کے لیے بلا لو۔

مگر یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ تم اور تمہارے منجھے ہوئے شاعر اور تمام جن وانس مل کر بھی قیامت تک قرآن کی نظیر لانے سے عاجز ہی رہیں گے، اس لئے آخرت کی فکر کرو اور قرآن کی صداقت کو تسلیم کرلو، حقیقت یہ ہے کہ یہ اس دعوت حق کو تسلیم نہیں کرنا چاہتے اور راہ فرار حاصل کرنے کے لئے تمہیں کاہن، مجنون، شاعر اور قرآن جیسی جلیل القدر کتاب کو تمہاری تصنیف قرار دے کر بے سروپا الزامات لگا رہے ہیں۔

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ

”کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا خود پیدا کرنے والے ہیں، کیا انہوں نے ہی آسمان اور زمین کو

---

[1] ہود ۱۳

[2] البقرۃ ۲۳

[3] یونس ۳۸

بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

پیدا کیا ہے، بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں، یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا (ان خزانوں کے) یہ داروغہ ہیں؟

اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾

یا کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر سنتے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو ان کا سننے والا کوئی روشن دلیل پیش کرے،

اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَ لَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾

کیا اللہ کے تو سب لڑکیاں ہیں اور تمہارے ہاں لڑکے ہیں؟ کیا تو ان سے کوئی اجرت طلب کرتا ہے کہ یہ اس کے تاوان سے

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ؕ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بوجھل ہو رہے ہیں، کیا ان کے پاس علم غیب ہے جسے یہ لکھ لیتے ہیں؟ کیا یہ لوگ کوئی فریب کرنا چاہتے ہیں تو یقین

هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾

کرلیں کہ فریب خوردہ کافر ہی ہیں، کیا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے،

وَ اِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ (الطور ۳۵ تا ۴۴)

اگر یہ لوگ آسمان کے کسی ٹکڑے کو گرتا ہوا دیکھ لیں تب بھی کہہ دیں کہ یہ تہ بتہ بادل ہے۔

توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کی دعوت پر مشتمل ان آیات میں مشرکین مکہ کے سامنے یہ سوال رکھا گیا کہ جو دعوت محمد ﷺ پیش کر رہے ہیں آخر اس میں وہ کیا بات ہے جس پر تم لوگ اس قدر بگڑ رہے ہو، ان چبھتے ہوئے سوالات نے مشرکین کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔

✿ کیا تمہارا کوئی خالق نہیں جس نے تم کو تخلیق کیا ہو یا یہ کہ تم کسی ایجاد اور موجد کے بغیر وجود میں آئے ہیں اگر ایسا ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ انہیں کسی بات کا حکم دے یا کسی بات سے منع کرے مگر یہ بات عین محال ہے بغیر موجد کے کوئی چیز وجود میں نہیں آتی، جب ایسا نہیں ہے بلکہ انہیں ایک پیدا کرنے والے نے پیدا کیا ہے تو ظاہر ہے انہیں پیدا کرنے کا ایک خاص مقصد ہے اور پیدا کرنے والا پیدا کر کے یوں ہی کس طرح چھوڑ دے گا۔

✿ یا تم نے خود اپنے آپ کو تخلیق کر لیا ہے، یہ بھی عین محال ہے کیونکہ اس بات کا تصور نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی اپنے آپ کو بذات خود وجود بخشے، اس کے علاوہ یہ اللہ کے خالق ہونے کا اعتراف کرتے ہیں جب یہ دونوں باتیں باطل ثابت ہوگئیں تو یہ بات متعین ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہی سب مخلوقات کی تخلیق فرمائی ہے، اور وہ اکیلا ہی معبود ہے جس کے سوا کسی اور ہستی کی عبادت مناسب ہے نہ درست۔

✿ اور کیا تم لوگوں نے ساتوں آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی ہے اور اس کا نظام قائم کیا ہے؟ یہ بھی عین محال ہے کسی بھی مخلوق میں یہ قدرت نہیں کہ کائنات کی تخلیق کر سکے، اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں اور اللہ کے وعدوں اور وعیدوں کے بارے میں

شک وشبہ میں مبتلا ہیں۔

❁ کیا ان جھٹلانے والوں کے پاس تیرے رب کی رحمت کے خزانے ہیں کہ جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں محروم کر دیں؟ اس لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ کو نبوت سے سرفراز کرنے سے روک دیا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے ان کے سپرد کر دیئے گئے ہیں حالانکہ وہ اس سے حقیر اور ذلیل تر ہیں کہ یہ کام ان کے سپرد کیا جائے، ان کے ہاتھ میں تو خود اپنی ذات کے لئے نفع ونقصان، زندگی اور موت اور مرنے کے بعد زندہ ہونا نہیں ہے، جیسے فرمایا

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا... ﴿۳۲﴾ (۱)

ترجمہ: کیا تیرے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کی گزر بسر کے ذرائع تو ہم نے ان کے درمیان تقسیم کیے ہیں۔

❁ یا وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے اقتدار پر قہر اور غلبہ سے مسلط ہیں؟ مگر معاملہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ تو عاجز اور محتاج ہیں۔

❁ اور کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے اور وہ ملاءِ اعلیٰ کی باتیں سنتے ہیں اور ایسے امور کے بارے میں خبریں دیتے ہیں جنہیں ان کے سوا کوئی نہیں جانتا، اگر یہ ملاءِ اعلیٰ کی باتیں سننے
کے دعوے دار ہیں تو کوئی صریح دلیل لائیں۔

❁ اس سے زیادہ مضحکہ انگیز عقیدہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ تم اللہ رب العالمین کے لئے اولاد تجویز کرتے ہو اور اولاد بھی وہ جسے تم اپنے حق میں باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں (یعنی بیٹیاں) اور اپنے لئے بیٹے ہی بیٹے؟ کیسی بے ڈھنگی تقسیم کرتے ہیں۔

❁ اور اے رسول اللہ ﷺ! جس طرح عام مذہب کے ٹھیکیدار اپنی دوکانداریاں چمکانے کے لئے اجرت طلب کرتے ہیں کیا آپ ان سے اس تبلیغ رسالت پر کوئی اجر مانگتے ہیں کہ وہ اس کی ادائیگی سے بوجھل ہو رہے ہیں؟ حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے آپ تو ان کو کسی معاوضے کے بغیر علم سکھلانے کے خواہش مند ہیں، اور مال حاصل کرنے کے بجائے ان پر زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرتے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں علم و ایمان جاگزیں ہو جائے۔

❁ اور کیا غیب سے انہیں معلوم ہوتا ہے اور یہ اسے لکھ لیتے ہیں کہ اللہ ایک نہیں ہے بلکہ وہ سب بھی الٰہی صفات و اختیارات رکھتے ہیں جنہیں تم نے معبود بنا رکھا ہے، کیا تم لوگوں نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ لڑکیاں ہیں اور نعوذ باللہ اللہ کے ہاں پیدا ہوئی ہیں، کیا واقعی تمہیں علم ہے کہ قیامت برپا نہیں ہو گی اور مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں جس میں تمہارا محاسبہ ہو اور جزا و سزا دی جائے، اور اگر قیامت قائم ہو گئی تو تمہارا انجام کیا ہو گا۔

❁ کیا یہ لوگ آپ اور آپکی لائی ہوئی کتاب میں جرح و قدح کر کے کوئی سازش کرنا چاہتے ہیں، جس کے ذریعے سے وہ آپ کے دین اور آپ کے کام کو فاسد کرنا چاہتے ہیں تو ان کو جان لینا چاہیے ان کی سازشیں ان کے سینوں ہی میں رہیں گی اور اس کید و مکر کا سارا نقصان انہی کی طرف لوٹے گا۔

---

(۱) الزخرف ۳۲

❁ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی معبود ہے جسے پکارا جائے، اس سے کسی نفع کی امید رکھی جائے اور اس کے ضرر سے ڈرا جائے، اللہ پاک ہے ان سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں، اقتدار میں اس کا کوئی شریک ہے نہ واحدنیت اور عبودیت میں۔

❁ مشرکین نے حق کے مقابلے میں سرکشی کرتے ہوئے باطل پر نہایت سختی سے جم گئے ہیں، اگر حق کے اثبات کے لئے ہر قسم کی دلیل قائم کر دی جائے تو پھر بھی وہ اس کی اتباع نہیں کریں گے بلکہ اس کی مخالفت کرتے رہیں گے اور اس سے بغض وعناد رکھیں گے یعنی اگر وہ بہت بڑی نشانیوں میں سے آسمان کا ٹکڑا عذاب بن کر گرتا دیکھیں تو ضد، ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی تاویل کر کے کسی نہ کسی طرح اپنے کفر پر جمے رہنے کا بہانہ ڈھونڈ نکالیں گے اور کہیں گے یہ تو تہہ بہ تہہ گہرا بادل ہے جو امنڈ اچلا آرہا ہے، جیسے فرمایا

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ [1]

ترجمہ: اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیتے اور وہ دن دہاڑے اس میں چڑھنے بھی لگتے تب بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

یعنی معجزات جو یہ طلب کر رہے ہیں ان کی چاہت کے مطابق ہی دکھا دیئے جائیں بلکہ خود انہیں آسمانوں پر چڑھا دیا جائے تب بھی یہ کوئی بات بنا کر ٹال دیں گے اور ایمان نہ لائیں گے۔

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ

تو انہیں چھوڑ دے یہاں تک کہ انہیں اس دن سے سابقہ پڑے جس میں یہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے، جس دن

لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

انہیں ان کا مکر کچھ کام نہ دے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے، بیشک ظالموں کے

عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ (الطور ۴۵ تا ۴۷)

لیے اس کے علاوہ اور عذاب بھی ہیں، لیکن ان لوگوں میں سے اکثر بے علم ہیں۔

اے نبی ﷺ! آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں، روز قیامت انہیں خود معلوم ہو جائیگا کہ کیا سچ تھا اور کیا جھوٹ، اس دن ان کی تمام فریب کاریاں، مکاریاں، چالبازیاں، چالاکیاں دھری کی دھری رہ جائیں گی، ان کی سازشوں کا تار و پود بکھر جائے گا، ان کی دوڑ دھوپ رائیگاں جائے گی اور یہ اللہ کے عذاب سے نہ بچ پائیں گے، آج جن ہستیوں کو یہ اپنا مددگار جانتے ہیں اور مدد کے لئے پکارتے ہیں اس دن سب کے سب منہ تکیں گے اور کوئی ان کی سفارش کرنے اور مدد کرنے والا نہ ہوگا، اور ان لوگوں کے لئے اللہ کا عذاب صرف قیامت کے دن ہی نہیں ہوگا بلکہ دنیا میں بھی وقتاً فوقتاً تنبیہ کے لئے شخصی اور قومی مصیبتیں نازل کر کے عذاب کا مزہ چکھاتے رہیں گے تاکہ یہ اپنی باغیانہ روش سے

[1] الحجر ۱۵، ۱۴

باز آ کر رجوع کریں، جیسے فرمایا

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ [۱]

ترجمہ: اس بڑے عذاب سے پہلے ہم اسی دنیا میں (کسی نہ کسی چھوٹے) عذاب کا مزا انہیں چکھاتے رہیں گے، شاید کہ یہ (اپنی باغیانہ روش سے) باز آ جائیں۔

مگر ان میں سے اکثر لاعلم ہیں اور نہیں جانتے کہ اللہ کی نافرمانیاں رنگ لائیں گی، اس لئے تائب نہیں ہوتے اور گناہ پر گناہ کیے جاتے ہیں،

عَنْ عَامِرٍ الرَّامِ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ، ثُمَّ أَعْفَاهُ اللهُ مِنْهُ، كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ، وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أُعْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيرِ، عَقَلَهُ أَهْلُهُ، ثُمَّ أَرْسَلُوهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوهُ، وَلَمْ يَدْرِ لِمَ أَرْسَلُوهُ

عامر رام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو جب کوئی بیماری آتی ہے اور پھر اللہ اسے عافیت اور شفادے دیتا ہے تو وہ اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے لئے نصیحت کا سبب ہوتی ہے، اور جب منافق بیمار ہو کر صحت مند ہو جاتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہے، وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں رسیوں سے باندھا گیا اور کیوں کھلا چھوڑ دیا گیا۔ [۲]

وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ

تو اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر سے کام لے، بیشک تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، صبح کو جب تو اٹھے

رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾ (الطور ۴۸،۴۹)

اپنے رب کی پاکی اور حمد بیان کر، اور رات کو بھی اس کی تسبیح پڑھ، اور ستاروں کے ڈوبتے وقت بھی۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کفار و مشرکین کے بے سروپا الزامات پر کان نہ دھریں اور صبر و استقامت کے ساتھ اپنے رب کے حکم کی تعمیل پر ڈٹے رہیں، ہم نے آپ کو اپنے حال پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ ہم دشمنوں سے آپ کی نگرانی کر رہے، اور جب کسی مجلس سے اٹھیں تو رب کی حمد و تسبیح بیان کریں،

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: بِأَخَرَةٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ مِنَ الْمَجْلِسِ:سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى، فَقَالَ:كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ

چنانچہ ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آخری ایام میں جب کسی مجلس سے اٹھتے تو یہ کلمات فرماتے تھے اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتا ہوں، میں (دل وجاں سے) گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے (اپنے صغیرہ و کبیرہ گناہوں

[۱] السجدة ۲۱

[۲] سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الْأَمْرَاضِ الْمُكَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ ۳۰۸۹، شرح السنة للبغوی ۱۴۴۰

کی) مغفرت چاہتاہوں اور تیرے حضور توبہ کرتاہوں، ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ یہ کلمات کہتے ہیں جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا اس دعا سے مجلس میں جو باتیں ہوتیں ہیں ان تمام کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ [۱]

یا جب نیند سے بیدار ہو کر بستر سے اٹھیں تو رب کی حمد و تسبیح بیان کیا کریں،

حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَلاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، أَوْ دَعَا، اسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّى قُبِلَتْ صَلاَتُهُ

چنانچہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص رات کو بیدار ہو کر یہ دعا پڑھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور اللہ کی ذات پاک ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی کو گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی ہمت، پھر یہ پڑھے اے اللہ میری مغفرت فرمایا (یہ کہا کہ) کوئی دعا کرے تو اسکی دعا قبول ہوتی ہے، پھر اگر اس نے وضو کیا (اور نماز پڑھی) تو نماز بھی مقبول ہوتی ہے۔ [۲]

یا جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو اللہ کی حمد و تسبیح سے اس کا آغاز کیا کریں،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ، ثُمَّ يَقُولُ:سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرَكَ، ثُمَّ يَقُولُ:لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَقُولُ:اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثَلَاثًا،أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ

چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو اللہ اکبر کہتے پھر یوں کہتے اے اللہ! تو پاک ہے، تمام تعریفوں کا مستحق ہے، تیرا نام برکتوں والا ہے، تیری بزرگی بہت بلند و بالا ہے، تیرے سوا معبود برحق کوئی اور نہیں، پھر تین بار کہتے لاالٰہ الااللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کہتے، پھر تین بار کہتے اللہ اکبر کبیرا (اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے) میں اللہ سننے والے، جاننے والے کی پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مردود مجھ پر کوئی جنون کا اثر ڈالے یا مجھے تکبر پر آمادہ کرے یا غلط شعر و شاعری کی طرف لے آئے، اس کے بعد آپ قراءت فرماتے۔ [۳]

---

[۱] جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ باب مایقول اذاقام من مجلسہ۳۴۳۳ ، سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي كَفَّارَةِ الْمَجْلِسِ۴۸۵۹، مسند احمد ۱۹۷۶۹،مستدرک حاکم۱۹۷۱،سنن الدارمی۲۷۰۰ ،مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۹۳۲۵ ،مسندابی یعلی۷۴۲۶

[۲] صحیح بخاری کتاب التہجد بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللیلِ فَصَلَّى ۱۱۵۴، سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَعَارَّ مِنَ اللیلِ۵۰۶۰،مسند احمد۲۲۶۷۳،صحیح ابن حبان۲۵۹۶، سنن دارمی ۲۷۲۹،السنن الکبری للبیہقی ۴۶۶۷

[۳] صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ لَا يُجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ ۸۹۲،سنن ابوداود کتاب الصلاۃ بَابُ مَنْ رَأَى الِاسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ۷۷۵ ،جامع ترمذی کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ ۲۴۳،سنن نسائی کتاب الافتاح

یاجب دعوت حق دینے کے لئے کھڑے ہوں تو اللہ کی حمد وتسبیح سے اس کا آغاز کریں،چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا مستقل معمول تھا کہ اپنی خطبوں کا آغاز ہمیشہ اللہ کی حمد وتسبیح سے فرمایا کرتے تھے،اور مغرب وعشااور قیام اللیل(تہجد)اور فجر کی نمازوں میں اللہ کی حمد وتسبیح(تلاوت قرآن) کیا کریں،فجر سے مراد فجر کی دوسنتیں ہیں،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کسی نفل نماز کی فجر کی دورکعتوں سے زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے۔(۱)

عَنْ عَائِشَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ایک روایت میں عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا فجر کی دوسنتیں دنیاومافیہا سے بہتر ہیں۔(۲)

یعنی فجر کی دوسنتوں کا ثواب اس بات سے بہتر ہے کہ اسے ساری دنیا دے دی جائے،لہذاانہیں سفر میں بھی نہ چھوڑا جائے۔

غزوہ بدر کے بعد قریش کے قیدیوں کی رہائی کی بات چیت کرنے کے لئے کفار مکہ کی طرف سے جبیر بن مطعم مدینہ آئے،اس وقت رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز مغرب پڑھاتے ہوئے سورہ طور کی تلاوت فرمارہے تھے،وہ کہتے ہیں میں کان لگائے سن رہاتھا

فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الآيَةَ: {أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ، أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بَلْ لاَ يُوقِنُونَ، أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُونَ} قَالَ: كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ

جب رسول اللہ ﷺ اس آیت ” کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟یا زمین اور آسمانوں کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔“پر پہنچے تو میری یہ حالت ہوگئی کہ گویا میرا دل سینے سے اڑا جارہاہے۔بعد میں ان کے مسلمان ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ اس دن یہ آیات سن کر اسلام ان کے دل میں جڑ پکڑ چکا تھا۔(۳)

مُعَيْقِيبُ بنُ أَبِي فَاطِمَةَ الدَّوسِيُّ کا قبول اسلام:

باب نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَيْنَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ ۹۰۰،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوات بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ۸۰۶، مسنداحمد۱۱۴۷۳،صحيح ابن خزيمة۴۶۷

(۱) صحيح بخارى كتاب التهجد بَابُ تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهُمَا تَطَوُّعًا۱۱۶۹

(۲) صحيح مسلم كتاب الصلوٰة بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الْفَجْرِ، وَالْحَثِّ عَلَيْهِمَا وَتَخْفِيفِهِمَا، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا، وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقْرَأَ فِيهِمَا۱۶۸۸، جامع ترمذى أَبْوَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي رَكْعَتَيِ الفَجْرِ مِنَ الفَضْلِ ۴۱۶،سنن نسائى كتاب قيام الليل باب الْمُحَافَظَةُ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ۱۷۶۰

(۳) صحيح بخارى كتاب الجهادبَابُ فِدَاءِ المُشْرِكِينَ۳۰۵۰، وكتاب التفسيرسوره والطور۴۸۵۴ ،صحيح مسلم كتاب الصلاة باب القراء ة فى المغرب ۱۰۳۵،سنن ابوداودكتاب الصلوٰة بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ۸۱۰،سنن نسائى كتاب الافتتاح الْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ۹۸۸،سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰةبَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ۸۳۲

مکہ مکرمہ میں کچھ ایسے غریب الدیار لوگ بھی تھے جو کسی مجبوری یا ضرورت (غلامی یا تلاش روزگار) کے باعث مکہ مکرمہ میں آ بسے تھے، معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی بھی انہیں لوگوں میں تھے وہ تلاش روزگار کے سلسلہ میں مکہ مکرمہ آئے اور

مُعَيقيب بْنِ أَبِي فَاطِمَةَ الدَّوسي حليف بني عَبْدِ شَمْسٍ

معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف بن کر رہنے لگے۔ [۱]

حِلْفٌ فِي آلِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

ایک روایت میں ہے وہ آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف تھے۔ [۲]

معيقيب بْن أَبِي فاطمة الدوسي حليف لآل سَعِيد بْن العاص بْن أمية

ایک روایت میں ہے معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے اور قبیلہ سعید بن العاص بن امیہ کے حلیف تھے۔ [۳]

وَأَسْلَمَ بِمَكَّةَ قَدِيمًا

تمام ارباب سیر کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ معیقیب رضی اللہ عنہ دعوت توحید (بعثت نبوی) کے بالکل ابتدائی زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ [۴] لیکن قبول اسلام کے بعد غزوہ خیبر (اوائل سات ہجری) تک ان کی زندگی کہاں اور کیسے گزری اس کے بارے میں اہل سیر میں بہت اختلاف ہے،

وَخَرَجَ مُعَيْقِيبٌ مِنْ مَكَّةَ بَعْدَ أَنْ أَسْلَمَ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ رَجَعَ إِلَى بِلادِ قَوْمِهِ

بعض لوگ کہتے ہیں (اوائل بعثت میں) وہ مکہ میں اسلام لائے اور پھر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ [۵]

لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور دوسری ہجرت حبشہ میں شریک ہوئے، جمہور اہل سیر نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے، قبول اسلام کے بعد معیقیب رضی اللہ عنہ بھی دوسرے اہل حق کی طرح مشرکین مکہ کے ظلم وستم کا ہدف بن گئے،

وَهُوَ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْحَبَشَةِ فِي الْهِجْرَةِ الثَّانِيَةِ

موسیٰ بن عقبہ کے مطابق چھ بعد بعثت میں مظلوم اہل حق کا ایک بڑا قافلہ ہجرت کر کے حبش پہنچا معیقیب رضی اللہ عنہ بھی اس قافلے میں شامل تھے۔ [۶]

---

[۱] كمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۱۱/۳۱۳

[۲] ابن سعد ۴/۸۷

[۳] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۴۷۸، اسد الغابة ۵/۲۳۱،معرفة الصحابة لابی نعيم ۵/۲۵۸۹

[۴] ابن سعد ۴/۸۷،أسد الغابة في معرفة الصحابة ۵/۲۳۱،إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۱۱/۳۱۳

[۵] ابن سعد ۴/۸۷

[۶] ابن سعد ۴/۸۷،أسد الغابة في معرفة الصحابة ۵/۲۳۱، إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۱۱/۳۱۳

بعض روایتوں میں ہے کہ وہ غزوہ بدر سے پہلے حبش سے واپس آ گئے،

وأقام بها حَتَّى قدم عَلَى النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالمدينة

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں ہجرت حبشہ کے بعد وہ وہیں سکونت پذیر رہے یہاں تک کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ [۱]

وقال ابن منده: أَنَّهُ شَهِدَ بَدْراً

ابن مندہ رحمہ اللہ کہتے ہیں معیقیب رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ [۲]

شهد بدرا

معیقیب رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ [۳]

أَنَّهُ شَهِدَ بَدْراً. وَلاَ يَصِحُّ هَذَا

لیکن علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ بات کہ معیقیب رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے صحیح نہیں ہے۔ [۴]

بعض کہتے ہیں معیقیب رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے لے کر تبوک تک تمام غزوات میں سید الامم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا اور بیعت رضوان میں بھی شریک ہوئے۔

ثُمَّ قَدِمَ مَعَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيّ حِينَ قَدِمَ الأَشْعَرِيُّونَ وَرَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ

لیکن ابن ہشام اور بہت سے دوسرے اہل سیر کا بیان ہے معیقیب رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور دوسرے مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ اس وقت حبش سے مدینہ منورہ آئے جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم غزوہ خیبر میں مصروف تھے۔ [۵]

یہ اصحاب سالہا سال کی جدائی کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کے لیے اس قدر بے تاب تھے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مراجعت کا انتظار نہ کر سکے اور سیدھے خیبر پہنچ کر زیارت سے شاد کام ہوئے، سید الامم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نہایت مسرت سے ان کا استقبال کیا اور ہر ایک سے معانقہ و مصافحہ کیا اگرچہ خیبر اس وقت فتح ہو چکا تھا اور ان اصحاب کو غزوہ میں شریک ہونے کا موقع نہیں ملا تھا لیکن رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سب کو مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا،

سید الامم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ کو مراجعت فرمائی تو معیقیب رضی اللہ عنہ بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ مدینہ آئے اور یہیں مستقل اقامت اختیار کر لی،

شهد خيبر وما بعدها

[۱] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۴۷۸/۴

[۲] أسد الغابة في معرفة الصحابة ۲۳۱/۵

[۳] إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۳۱۳/۱۱

[۴] سير أعلام النبلاء ۱۰۳/۴

[۵] ابن سعد ۸۸/۴

غزوہ خیبر کے بعد فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ طائف اور غزوہ تبوک پیش آئے، معیقیب رضی اللہ عنہ ان سب میں شریک ہوئے۔ [۱]

حجۃ الوداع میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے

كَانَ خاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِن حَدِيدٍ، مَلوِيٌّ عَلَيهِ فِضَّةٌ.فَرُبَّمَا كَانَ فِي يَدِي

مدینہ منورہ میں معیقیب رضی اللہ عنہ کو جو خاص شرف حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مہر مبارک ان کی تحویل وحفاظت میں دے دی، یہ مہر مبارک چاندی کی انگشتری کی صورت میں تھی اس میں حبشی نگینہ تھا جس پر محمد رسول اللہ کے الفاظ کندہ تھے، سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مکاتیب وفرامین پر ثبت کرنے کے لیے بنوایا تھا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ہاتھ کی انگشت مبارک میں پہنتے تھے لیکن اکثر یہ معیقیب رضی اللہ عنہ کی تحویل میں رہتی تھی۔ [۲]

حكم الألباني: ضعيف

قَالَ:كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيدٍ مَلْوِيٍّ عَلَيْهِ فِضَّةٌ، وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ۔ [۳]

وكَانَ المُعَيِقِيبُ عَلى خاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس طرح وہ خاتم بردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔ [۴]

یہ ایک منفرد اور بہت بڑا اعزاز تھا اور اس حقیقت کا مظہر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ایک امین اور نہایت ذمہ دار آدمی تھے، اسی بنا پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیقیب رضی اللہ عنہ کی بے حد تعظیم وتکریم کرتے تھے

واستعمله أَبُو بَكْر وعمر عَلَى بيت المال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق اور امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معیقیب رضی اللہ عنہ کا اعزاز واکرام برقرار رکھا اور انہیں بیت المال پر نگران مقرر کیا۔ [۵]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ معیقیب رضی اللہ عنہ کا نہایت احترام اور لحاظ کرتے تھے

وولاه عمر بْن الْخطاب على بَيت المَال

انہوں نے اپنے عہد خلافت میں بیت المال قائم کیا تو معیقیب رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا نگران مقرر فرمایا۔ [۶]

واستعمله عمر بْن الخطاب خازنا عَلَى بيت المال

---

[۱] تاریخ اسلام بشار ۲/۱۹۴

[۲] سنن ابوداودكِتَاب الْخَاتَمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الْحَدِيدِ۴۲۲۴

[۳] معرفة الصحابة لابی نعیم۵/۲۵۹۰

[۴] التاریخ الکبیرللبخاری بحواشی محمودخیل ۸/۲۱۲۳،۵۲

[۵] الاستیعاب في معرفة الأصحاب۴/۱۴۷۸

[۶] الثقات لابن حبان۳/۴۰۴

اور امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں بیت المال پر نگران مقرر فرمایا۔ [1]

علامہ شبلی نعمانی الفاروق میں رقمطراز ہیں۔

(امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے) عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن ارقم کو جو نہایت معزز صحابی تھے اور لکھنے پڑھنے میں کمال رکھتے تھے خزانہ کا افسر مقرر کیا اس کے ساتھ لائق لوگ ان کے ماتحت مقرر کیے گئے جن میں عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عبید القاری بھی تھے، معیقیب رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری بردار تھے اور اس کی وجہ سے ان کی دیانت اور امانت ہر طرح پر قطعی اور مسلم الثبوت تھی۔

بعض روایتوں میں ہے کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معیقیب رضی اللہ عنہ کو زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کا مددگار بھی مقرر فرمایا جو عہدہ کتابت پر فائز تھے، معیقیب رضی اللہ عنہ افسر خزانہ اور افسر کتابت دونوں نیابت کا فرض انجام دیتے تھے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معیقیب رضی اللہ عنہ سے بے انتہا محبت تھے، ابن سعد کا بیان ہے،

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ:أَمَّرَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَكَمِ عَلَى جُرَشٍ ، فَقَدِمْتُهَا فحدثوني أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم قال: لِصَاحِبِ هَذَا الْوَجَعِ الْجُذَامِ اتَّقُوهُ كَمَا يُتَّقَى السَّبْعُ ، إِذَا هَبَطَ وَادِيًا فَاهْبِطُوا غَيْرَهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: وَاللهِ لَئِنْ كَانَ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَكُمْ هَذَا مَا كَذَبَكُمْ، فَلَمَّا عَزَلَنِي عَنْ جُرَشٍ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ فَقُلْتُ: يَا أَبَا جَعْفَرٍ مَا حَدِيثٌ حَدَّثَنِي بِهِ عَنْكَ أَهْلُ جُرَشٍ؟

محمود بن لبید سے مروی ہے مجھے یحیٰی بن الحکیم نے جرش کا امیر بنایا میں وہاں گیا تو لوگوں نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن جعفر نے ان لوگوں سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض جذام والے کے لیے فرمایا کہ اس سے اس طرح بچو جس طرح درندے سے بچا جاتا ہے، جب وہ کسی وادی میں اترے تو تم لوگ دوسری وادی میں اترو، میں نے کہا کہ واللہ! اگر ابن جعفر نے تم لوگوں سے یہ بیان کیا ہے تو غلط نہیں کہا، جب مجھے جرش سے معزول کر دیا گیا اور میں مدینہ منورہ آ گیا تو عبد اللہ ابن جعفر سے ملا، میں نے پوچھا اے ابو جعفر! وہ حدیث کیا ہے جو اہل جرش نے مجھ سے تمہاری طرف منسوب کی ہے؟

قَالَ فَقَالَ: كَذَبُوا وَاللهِ مَا حَدَّثْتُهُمْ هَذَا وَلَقَدْ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُؤْتَى بِالإِنَاءِ فِيهِ الْمَاءُ فَيُعْطِيهِ مُعَيْقِيبًا وَكَانَ رَجُلا قَدْ أَسْرَعَ فِيهِ ذَلِكَ الْوَجَعُ فَيَشْرَبُ مِنْهُ ثُمَّ يَتَنَاوَلُهُ عُمَرُ مِنْ يَدِهِ فَيَضَعُ فَمَهُ مَوْضِعَ فَمِهِ حَتَّى يَشْرَبَ مِنْهُ ، قَالَ: وَكَانَ يَطْلُبُ لَهُ الطِّبَّ مِنْ كُلِّ مَنْ سَمِعَ لَهُ بِطِبٍ حَتَّى قَدِمَ عَلَيْهِ رَجُلانِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكُمَا مِنْ طِبٍّ لِهَذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ؟

انہوں نے کہا واللہ! ان لوگوں نے غلط کہا میں نے ان سے یہ حدیث بیان نہیں کی، میں نے امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس پانی سے بھرا برتن لایا جاتا تھا وہ اسے معیقیب رضی اللہ عنہ کو دیتے تھے، اور معیقیب رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے کہ ان میں یہ مرض تیزی سے بڑھ رہا تھا وہ اس برتن سے پیتے تھے پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے ہاتھ سے وہ برتن لے لیتے اور اپنا منہ ان کے منہ کے مقام پر رکھ کر پیتے

[1] اسد الغابة ۲۳۱/۵، تاریخ اسلام بشار ۱۹۴/۲

تھے، سید نا عمر رضی اللہ عنہ جس کے پاس اس مرض کا علاج سنتے اس سے ان کا علاج کراتے تھے یہاں تک کہ یمن سے دو آدمی آئے تو ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس اس نیک شخص کے مرض کا کوئی علاج ہے؟

فَإِنَّ هَذَا الْوَجَعَ قَدْ أَسْرَعَ فِيهِ، فَقَالا: أَمَّا شَيْءٌ يُذْهِبُهُ فَإِنَّا لا نَقْدِرُ عَلَيْهِ وَلَكِنَّا سَنُدَاوِيهِ دَوَاءً يَقِفُهُ فَلا يَزِيدُ، قَالَ عُمَرُ: عَاقِبَةٌ عَظِيمَةٌ أَنْ يَقِفَ فَلا يَزِيدُ ، فَقَالا لَهُ: هَلْ تُنْبِتُ أَرْضُكَ الْحَنْظَلَ؟قَالَ:نَعَمْ،قَالا : فَاجْمَعْ لَنَا مِنْهُ، فَأَمَرَ مَنْ جَمَعَ لَهُمَا مِنْهُ مِكْتَلَيْنِ عَظِيمَيْنِ، فَعَمَدَا إِلَى كُلِّ حَنْظَلَةٍ فَشَقَّاهَا بِثِنْتَيْنِ ثُمَّ أَضْجَعَا مُعَيْقِيبًا ثُمَّ أَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمَا بِإِحْدَى قَدَمَيْهِ ثُمَّ جُعْلا يُدَلِّكَانِ بُطُونَ قَدَمَيْهِ بِالْحَنْظَلَةِ، حَتَّى إِذَا امَّحَقَت أَخَذَا أُخْرَى

یہ مرض ان میں تیزی سے بڑھ رہا ہے، انہوں نے کہا ہم اس پر تو قادر نہیں ہیں کہ اس مرض کو ختم کر دیں البتہ ہم ایسی دوا کر سکتے ہیں جو اس مرض کو بڑھنے سے روک دے اور مزید نہ بڑھے، سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی علاج بھی بہت ہے کہ مرض مزید نہ بڑھے اور وہیں رک جائے، ان دونوں نے پوچھا کیا اس سرزمین پر حنظل بھی پیدا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، انہوں نے کہا اس میں سے کچھ ہمارے لیے جمع کریں، سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے حنظل کے دو بڑے ٹوکرے جمع کرنے کا حکم فرمایا، دونوں نے ہر حنظل کے دو ٹکڑے کیے، پھر معیقیب رضی اللہ عنہ کو لٹایا اور ہر ایک نے ان کا ایک ایک پاؤں پکڑ لیا اور حنظل کو ان کے پاؤں کے تلوے میں ملنے لگے، جب وہ ٹکڑا گھس جاتا تو دوسرا ٹکڑا لے کر تلوے پر ملنے لگتے تھے،

حَتَّى رَأَيْنَا مُعَيْقِيبًا يَتَنَخَّمُ أَخْضَرَ مُرًّا ءً ثُمَّ أَرْسَلاهُ، فَقَالا لِعُمَرَ: لا يَزِيدُ وَجَعُهُ بعد هذا أبدا،قال فو الله مَا زَالَ مُعَيْقِيبٌ مُتَمَاسِكًا لا يَزِيدُ وَجَعُهُ حتى مات

ہم نے معیقیب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سبز و تلخ بلغم تھوکتے تھے پھر انہیں چھوڑ دیا اور سید نا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اس کے بعد ان کا مرض کبھی نہیں بڑھے گا، واللہ! معیقیب رضی اللہ عنہ اسی حالت میں رہے ان کا مرض مزید بڑھتا نہ تھا یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی،

حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَعَاهُمْ لِغَدَائِهِ فهابوا وكان فيهم معيقيب وكان به جُذَامٌ،فَأَكَلَ مُعَيْقِيبٌ مَعَهُمْ،فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: خُذْ مِمَّا يَلِيكَ وَمِنْ شِقِّكَ فَلَوْ كَانَ غَيْرُكَ مَا آكَلَنِي فِي صَحْفَةٍ وَلَكَانَ بَيْنِي وبينه قِيدِ رُمْحٍ

خارجہ بن زید سے مروی ہے سید نا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے ان لوگوں کو اپنے ناشتے کے وقت بلایا تو وہ ڈرے، معیقیب رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، انہیں جذام تھا، معیقیب رضی اللہ عنہ نے سید نا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناشتہ کیا، سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے معیقیب رضی اللہ عنہ سے کہا جو تمہارے قریب اور تمہارے نزدیک ہے اس میں سے لو کیونکہ تمہارے سوا کوئی اور ہوتا تو وہ ایک پیالے میں میرے ساتھ نہ کھاتا،

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍأَنَّ عُمَرَ وُضِعَ لَهُ الْعَشَاءُ مَعَ النَّاسِ يَتَعَشَّوْنَ ، فَخَرَجَ فَقَالَ لِمُعَيْقِيبِ بْنِ أَبِي فَاطِمَةَ الدَّوْسِيِّ. وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ وَكَانَ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْحَبَشَةِ: ادْنُ فَاجْلِسْ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ كَانَ غَيْرُكَ بِهِ الَّذِي بِكَ لَمَا أُجْلِسَ مِنِّي أَدْنَى مِنْ قِيدِ رُمْحٍ.

خارجہ بن زید سے مروی ہے امیر المومنین سید نا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رات کا کھانا لوگوں کے ساتھ رکھا گیا جو کھا رہے تھے، وہ معیقیب رضی اللہ عنہ بن

ابی فاطمہ الدوسی سے نکلے جو ان کے دوست تھے اور مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور کہا میرے قریب آؤ اللہ کی قسم! اگر تمہارے سوا کوئی اور ہوتا جسے وہی مرض ہوتا جو تمہیں ہے تو وہ مجھ سے نیزہ بھر سے زیادہ قریب نہ بیٹھتا۔ (١)

مَاتَ سنة أَرْبَعِينَ بعد عَلِيّ بْن أَبِي طَالب وَقد قيل إِنَّه مَاتَ فِي خلَافَة عُثْمَان

معیقیب رضی اللہ عنہ چالیس ہجری میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب کی وفات کے بعد فوت ہوئے اور بعض کہتے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے عہد خلافت میں آخری دور میں وفات پائی۔ (٢)

ان کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادے محمد رضی اللہ عنہ بن معیقیب رضی اللہ عنہ کا پتہ چلتا ہے،

وله عقب

بعض روایتوں میں ہے کہ کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ (٣)

مضامین سورۃ الانشقاق:

سورۃ مطففین، سورہ انفطار، سورہ التکویر اور سورہ انشقاق میں قیامت کے احوال مختلف انداز میں بیان کیے گئے ہیں، اس سورۃ کی ابتدائی پانچ آیات میں ان کائناتی تبدیلیوں کا ذکر ہے جو قیامت کے وقت رونما ہوں گی یعنی آسمان پھٹ جائے گا، زمین پھیلا کر ہموار میدان بنادی جائے گی اور جو کچھ زمین کے اندر موجود ہے (یعنی مردہ انسانوں کے اجزاء بدن اور ان کے اعمال کی شہادتیں) سب کو نکال کر باہر پھینک دے گی حتی کہ اس کے اندر کچھ بھی باقی نہ رہے گا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگا، حشر کے تذکرے میں انسانی اعمال کے انجام کے اعتبار سے دو طبقات کا ذکر ہے۔

❁ نیکوکار لوگوں کو ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں سامنے سے دیا جائیگا، ان سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔

❁ کفار اور مجرموں کو نامہ اعمال پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اس وقت یہ لوگ تمنا کریں گے کہ کاش! انہیں موت آجائے مگر اب موت نہ آئے گی اور ان کو جہنم میں ایندھن بنا کر جھونک دیا جائے گا، ان کا یہ انجام اس لیے ہوگا کہ وہ دنیا کی زندگی میں اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ انہیں کبھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال کی جوابدہی کے لیے حاضر نہیں ہونا ہے، حالانکہ ان کا رب ان کے سارے اعمال کو دیکھ رہا تھا اور کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ان اعمال کی باز پرس سے چھوٹ جائیں۔

ان سب چیزوں پر بطور دلیل سورج کا روزانہ نمودار ہونا اور ڈوبنے کے بعد شفق کا نمودار ہونا، دن رات کا ایک دوسرے کے بعد آنا جانا اور راس میں انسانوں اور حیوانوں کو اپنے اپنے بسیروں کی طرف پلٹنا اور چاند کے تغیرات کو پیش کیا گیا اور پھر فرمایا کہ قرآن کو سننے کے بعد جو اس کو تسلیم نہ کرے گا ایسوں کے لئے دردناک سزا اور جو اس پر ایمان لاکر نیک اعمال کریں گے ان کے لئے بے حد وحساب اجر ہوگا۔

(١) ابن سعد٨٨؍٤

(٢) الثقات لابن حبان٤٠٤؍٣، أسد الغابة في معرفة الصحابة٢٣١؍٥

(٣) أسد الغابة في معرفة الصحابة٢٣١؍٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۝۲ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گا اسی کے لائق وہ ہے، اور جب زمین (کھینچ کر) پھیلا دی جائے گی

وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝۴ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۝۵ (الانشقاق ۱ تا ۵)

اور اس میں جو ہے اسے وہ اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی، اور اپنے رب پر کان لگائے گی اور اسی لائق وہ ہے۔

پہلی سورتوں کی طرح اس سورۃ کا آغاز بھی قیامت کے پہلے مرحلے میں نظام عالم کے درہم برہم ہو جانے کی کیفیت کا ایک مختصر بیان ہے کہ جب رب العالمین کے حکم سے اسرافیل علیہ السلام صور میں پھونک ماریں گے اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، اس کے انگنت ستارے بکھر جائیں گے، یعنی عالم بالا کا قائم کیا ہوا وہ نظام، جس کی بدولت ہر ستارہ اور سیارہ اپنے مدار پر قائم ہے، اور جس کی بدولت کائنات کی ہر چیز اپنی اپنی حد میں رکی ہوئی ہے، صور کی آواز سے ٹوٹ جائے گا، جس کی بدولت سب تارے اور سیارے بے نور ہو کر کائنات میں منتشر ہو جائیں گے، اس کیفیت کو متعدد مقامات پر اس طرح بیان فرمایا

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ [1]

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا، اور جب تارے بکھر جائیں گے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ [2]

ترجمہ: جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے۔

دہکتا سورج اور چمکتا چاند بے نور ہو جائیں گے۔

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۸ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۹ [3]

ترجمہ: اور چاند بے نور ہو جائے گا اور چاند سورج ملا کر ایک کر دیے جائیں گے۔

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝۸ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝۹ [4]

ترجمہ: پھر جب ستارے ماند پڑ جائیں گے اور آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔

اور آسمان کے لئے یہی لائق ہے کہ وہ اپنے رب کے فرمان کو سنے اور فوراً تعمیل کرے، کیونکہ وہ اس عظیم بادشاہ کے دست تسخیر کے تحت

[1] الانفطار ۱،۲

[2] التکویر ۱،۲

[3] القیامۃ ۸،۹

[4] المرسلات ۸،۹

مسخر اور مدبر ہے، جس کے حکم کی نافرمانی کی جا سکتی ہے نہ اس کے فیصلے کی مخالفت، صور کی آواز سے بلند و بالا، فلک بوس ٹھوس پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر بکھر جائیں گے، جس سے زمین کی ساری اونچ نیچ برابر ہو کر ایک ہموار چٹیل میدان بن جائے گا، جیسے فرمایا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ [1]

ترجمہ: اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنادے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تُمَدُّ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَدًّا لِعَظَمَةِ الرَّحْمَنِ، ثُمَّ لَا يَكُونُ لِبَشَرٍ مَنْ بَنِي آدَمَ إِلَّا مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز زمین قدرت کاملہ سے ایک دسترخوان کی طرح پھیلا کر بچھا دی جائے گی پھر انسانوں کے لئے اس پر صرف قدم رکھنے کی جگہ ہو گی۔ [2]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَدَّ اللَّهُ الْأَرْضَ مَدَّ الْأَدِيمِ حَتَّى لَا يَكُونَ لِبَشَرٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَوْضِعُ قَدَمَيْهِ ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُدْعَى وَجِبْرَئِيلُ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ، وَاللَّهِ مَا رَآهُ قَبْلَهَا، فَأَقُولُ: أَيْ رَبِّ إِنَّ هَذَا أَخْبَرَنِي أَنَّكَ أَرْسَلْتَهُ إِلَيَّ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقَ، ثُمَّ أَشْفَعُ، قَالَ: فَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ

علی بن الحسین سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو چمڑے کی طرح کھینچ لے گا یہاں تک کہ ہر انسان کو صرف دو قدم ٹکانے کی جگہ ملے گی، سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا، جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب ہوں گے، اللہ کی قسم! اس سے پہلے اس نے کبھی اسے نہیں دیکھا تو میں کہوں گا اے میرے رب! جبرئیل نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ تیرے حکم سے میرے پاس آتے ہیں؟ اللہ فرمائے گا سچ کہا، تو میں کہوں گا یا الٰہی! پھر مجھے شفاعت کی اجازت مرحمت فرما چنانچہ کھڑا ہو کر میں شفاعت کروں گا اور کہوں گا یا الٰہی، تیرے ان بندوں نے زمین کے گوشے گوشے پر تیری عبادت کی ہے، فرمایا وہ مقام محمود ہے۔ [3]

صور کی آواز پر زمین بھی اپنے اندر تمام مردوں، ان کے اعمال کی شہادتیں اور تمام مدفون خزانوں کو باہر نکال کر پھینک کر خالی ہو جائے گی، جیسے فرمایا

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿١﴾ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ﴿٢﴾ [4]

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی۔

---

[1] طه ۱۰۶ ، ۱۰۷

[2] مستدرک حاکم ۸۷۰۱

[3] تفسیر طبری ۸٫۳۵۴، تفسیرابن کثیر۸٫۳۵۶

[4] الزلزال۱٫۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا، أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ: فِي هَذَا قَتَلْتُ، وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ: فِي هَذَا قَطَعْتُ رَحِمِي، وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ: فِي هَذَا قُطِعَتْ يَدِي، ثُمَّ يَدَعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کی قے کردے گی سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح، قاتل آکر کہے گا اسی کی وجہ سے میں نے قتل کیا تھا اور قطع رحمی کرنے والا کہے گا میں نے اسی کی وجہ سے قطع رحمی کی، اور چوری کرنے والا آئے گا تو کہے گا اسی کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا، پھر وہ سب اس کو چھوڑ دیں گے وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لیں گے۔ (۱)

اور اللہ جو اسے حکم فرمائے گا اس کے مطابق عمل کرے گا اور اس کا حق یہی ہے کہ اپنے رب کے فرمان کی تعمیل کرے۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ﴿۶﴾ فَاَمَّا

اے انسان! تو نے اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور محنتیں کر کے اس سے ملاقات کرنے والا ہے، تو (اس وقت)

مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ يَنْقَلِبُ

جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا اور

اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ

وہ اپنے اہل کی طرف ہنسی خوشی لوٹ آئے گا، ہاں جس شخص کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا تو وہ

يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾

موت کو بلانے لگے گا اور بھڑکتی ہوئی جہنم میں داخل ہوگا، یہ شخص اپنے متعلقین میں (دنیا میں) خوش تھا،

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۛ﴿۱۴﴾ بَلٰۤى ۛ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ﴿۱۵﴾ (الانشقاق ۶ تا ۱۵)

اس کا خیال تھا کہ اللہ کی طرف لوٹ کر ہی نہ جائے گا، کیوں نہیں حالانکہ اس کا رب اسے بخوبی دیکھ رہا تھا۔

اے مومن و کافر انسانو! چاہے تم اس عقیدے کو (کہ مرنے کے بعد رب العالمین انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ زرہ زرہ کا حساب لے گا) تسلیم کرو یا نہ کرو لیکن تم شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے رب ہی کی طرف کشاں کشاں بھاگے چلے جا رہے ہو، اور آخر کار ایک وقت مقررہ پر تمہیں قبروں سے نکل کر میدان محشر میں رب کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہی ہے، جیسے فرمایا

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ (۲)

(۱) صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ لَا يُوجَدَ مَنْ يَقْبَلُهَا ۲۳۴۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْفِتَنِ بَابٌ مِنْهُ ۲۲۰۸

(۲) المرسلات ۳۸

ترجمہ: یہ فیصلے کا دن ہے ہم نے تمہیں اور تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو جمع کر دیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُحَمَّدُ عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَأَحِبَّ مَنْ أَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ مَفَارِقُهُ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ لَاقِيهِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ جس قدر چاہیں زندہ رہیں پھر بالآخر مرنا ہے، جس سے چاہیں محبت رکھیں پھر ایک نہ ایک دن اسے چھوڑ دینا ہے، اور جو چاہیں عمل کریں پھر اس سے ضرور جا ملیں گے۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا يَقُولُ: تَعْمَلُ عَمَلًا تَلْقَى اللهَ بِهِ، خَيْرًا كَانَ أَوْ شَرًّا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ "اے انسان، تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف چلا جا رہا ہے اور اس سے ملنے والا ہے۔" کے بارے میں روایت ہے جو چاہو عمل کرو تم ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے خواہ اچھے عمل ہوں یا برے۔ [2]

وہاں اللہ کے حکم سے فرشتے ہر انسان کو اس کا نامہ اعمال تھمادیں گے جس میں ہر چھوٹی بڑی، اچھا برا عمل و قول ترتیب وار درج ہو گا، جیسے فرمایا

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝۴۹ [3]

ترجمہ: اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی، یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ کی گئی ہو، جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔

جسے ہر انسان خود پڑھ لے گا، جیسے فرمایا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝۱۴ [4]

ترجمہ: پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔

جو شخص دنیا میں صبح و شام اپنے رب حقیقی کی بندگی کرتا تھا، جو روز آخرت میں جوابدہی کے خوف سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتا تھا، جس کا عقیدہ یہ تھا

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۲ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ

---

[1] مسند ابی داود الطیالسی ۱۸۶۲

[2] تفسیر طبری ۳۱۲/۲۴

[3] الکہف ۴۹

[4] بنی اسرائیل ۱۴

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ [۱]

ترجمہ: کہو، میری نماز، میرے تمام مراسم عبوریت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اوّل فرماں بردار ہوں۔

اس خوش بخت کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں تھمایا جائے گا، جب اس کا اعمال نامہ اللہ کی عدالت میں پیش ہوگا اللہ تعالیٰ خاموشی سے اس کے گناہوں کا اعتراف کرائے گا حتی کہ بندہ سمجھے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا میں دنیا میں تیرے گناہوں کو چھپاتا تھا اور آج بھی تیرے گناہوں کو چھپاؤں گا اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل و کرم سے درگزر فرمائے گا،

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ المَازِنِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي، مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهِ، إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ، فَقَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي المُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ،

صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا ایک آدمی آ کر کہنے لگا کہ قیامت کے دن جو سرگوشی ہوگی اس کے متعلق آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بندہ مومن کو اپنے قریب کرے گا اور اس پر اپنی چادر ڈال کر اسے لوگوں کی نگاہوں سے مستور کر لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا،

فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا، أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ اليَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا ہاں، اے میرے پروردگار! جب وہ اپنے سارے گناہوں کا اقرار کر چکے گا اور اپنے دل میں یہ سوچ لے گا کہ اب تو وہ ہلاک ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں، چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔ [۲]

جیسے فرمایا

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۱۶﴾ [۳]

ترجمہ: اس طرح کے لوگوں سے ہم ان کے بہترین اعمال کو قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے درگزر کر جاتے ہیں، یہ جنتی لوگوں میں شامل ہوں گے اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا رہا ہے۔

[۱] الانعام ۱۶۳،۱۶۲

[۲] صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۲۴۴۱

[۳] الاحقاف ۱۶

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ، أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا} (۱) قَالَ: ذَاكَ العَرْضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الحِسَابَ هَلَكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جس کسی سے بھی قیامت کے دن حساب لے لیا گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے کیا اللہ عزوجل نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تو جس کسی کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے وضاحت فرمائی کہ آیت میں جس حساب کا ذکر ہے وہ تو پیشی ہو گی وہ صرف پیش کیے جائیں گے (اور بغیر حساب چھوٹ جائیں گے) لیکن جس سے پوری طرح حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہو گا۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ:اللهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، مَا الْحِسَابُ الْيَسِيرُ؟قَالَ:أَنْ يَنْظُرَ فِي كِتَابِهِ فَيَتَجَاوَزَ عَنْهُ، إِنَّهُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ،وَكُلُّ مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ، يُكَفِّرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ عَنْهُ، حَتَّى الشَّوْكَةُ تَشُوكُهُ

ایک اور روایت میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو نماز میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ ا اے میرے رب! مجھ سے ہلکا حساب لینا، جب آپ نے سلام پھیرا تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ہلکے حساب کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہلکے حساب سے مراد یہ ہے کہ بندے کے نامہ اعمال کو دیکھا جائے گا اور اس سے درگزر کیا جائے گا، اے عائشہ! اس روز جس سے حساب فہمی کی گئی وہ مارا گیا اور مسلمان کو جو تکلیف حتیٰ کہ کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتا ہے۔ (۳)

وہ شخص اپنے اہل وعیال، رشتہ دار اور ساتھیوں کی طرف جو اسی کی طرح معاف کیے گئے ہوں گے خوشی خوشی پلٹے گا، جنتی ایک دوسرے سے دنیا میں گزرے ہوئے حالات پوچھیں گے تو وہ جواب دیں گے۔

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝۲۶ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝۲۷ (۴)

ترجمہ: یہ کہیں گے کہ ہم پہلے اپنے گھر والوں میں ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے تھے آخر کار اللہ نے ہم پر فضل فرمایا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔

اور وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے الٹے ہاتھ میں تھمایا جائے گا، دنیا میں اس شخص کا حال یہ تھا کہ اپنے آرام دہ، سامان تعیش

---

(۱) الانشقاق: ۸

(۲) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ اذا السماء انشقت بَابُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۴۹۳۹، صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ إِثْبَاتِ الْحِسَابِ ۷۲۲۵، مسند احمد ۲۵۷۰۷

(۳) مسند احمد ۲۴۲۱۵، صحیح ابن خزیمۃ ۸۴۹، مستدرک حاکم ۱۹۰، صحیح ابن حبان ۷۳۷۲

(۴) الطور ۲۶، ۲۷

سے بھرے گھر میں سکھ چین کی بانسری بجا رہا تھا، اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہو کر ہر طرح کی حرام خوریاں کر کے، لوگوں کا حق مار کر، اللہ کی قائم کردہ حدوں کو پھلانگ کر اپنے اہل وعیال کے لئے سامان عیش فراہم کر رہا تھا، اپنی خواہشات میں مگن اور دنیا کی دلفریب رنگینیوں میں گم ہو گیا تھا اور یہ بھول گیا تھا یا اس کا یہ عقیدہ ہی نہیں تھا کہ ایک دن اللہ کی تمام نعمتوں اور اعمال واقوال کا حساب دینا ہے تو اس شخص سے بری طرح حساب لیا جائے گا اور آخر کار اسے جہنم کی بھڑکتی اور دھکتی ہوئی آگ میں داخل کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

...أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ (۱)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن سے بری طرح حساب لیا جائے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے بہت ہی برا ٹھکانا۔

جہاں وہ جہنم کے دردناک عذاب سے گھبرا کر موت کو پکارے گا مگر موت نہ آئے گی، جیسے فرمایا

وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ (۲)

ترجمہ: اور جب یہ دست و پابستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے، (اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔

یہ شخص اپنے قول وفعل سے ثابت کرتا تھا کہ اللہ کی بارگاہ میں نہیں پہنچنا، کیسے نہیں لوٹنا تھا یہ تو اللہ کے انصاف اور اس کی حکمت کے خلاف تھا کہ جو کرتوت وہ کر رہا تھا ان کو وہ نظر انداز کر دیتا اور اسے اپنے سامنے بلا کر کوئی باز پرس نہ کرتا۔

فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿١٧﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾ لَتَرْكَبُنَّ

مجھے شفق کی قسم! اور رات کی اور اس کی جمع کردہ چیزوں کی قسم، اور چاند کو جب وہ کامل ہو جاتا ہے، یقیناً تم ایک حالت

طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ

سے دوسری حالت میں پہنچو گے، انہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے اور جب ان کے پاس قرآن پڑھا جاتا ہے

الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۩ ﴿٢١﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

تو سجدہ نہیں کرتے، بلکہ جنہوں نے کفر کیا وہ جھٹلا رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

يُوعُونَ ﴿٢٣﴾ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

جو کچھ یہ دلوں میں رکھتے، انہیں المناک عذابوں کی خوشخبری سنا دو، ہاں ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو

(۱) الرعد ۱۸

(۲) الفرقان ۱۳، ۱۴

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ (الانشقاق۱۶تا۲۵)

بیشمار اور نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کی قسم کھائی کہ پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں سورج ڈوبنے کے بعد شفق کی سرخی کی، اور دن کے بعد رات کی تاریکی کی، جس کی تاریکی میں زمین پر پھیلے ہوئے بہت سے انسان اور حیوانات اپنے ماویٰ اور مسکن کی طرف جمع اور سمٹ آتے ہیں، اور چاند کی جب کہ وہ درجہ بدرجہ بڑھ کر ماہ کامل (چودھویں کا چاند) ہوجاتا ہے، یہ سب علانیہ شہادت دے رہے ہیں کہ جس طرح ایک مسلسل تغیر اور درجہ بدرجہ تبدیلی ہر طرف پائی جاتی ہے اسی طرح تمہیں بھی ایک حالت پر نہیں رہنا بلکہ بچپن سے جوانی، جوانی سے بڑھاپا اور بڑھاپے کے بعد موت، موت کے بعد برزخی زندگی ہوگی، صور کی آواز پر اللہ تمام اولین وآخرین کو انکی قبروں سے دوبارہ زندہ کرے گا اور سب لوگ سر جھکائے آواز کی طرف دوڑتے ہوئے میدان محشر میں جمع ہوجائیں گے، جیسے فرمایا

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ (۱)

ترجمہ: پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکایک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

...يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿۶﴾ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿۷﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾ (۲)

ترجمہ: جس روز پکارنے والا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف پکارے گا، لوگ سہمی ہوئی نگاہوں کے ساتھ اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں، پکارنے والے کی طرف دوڑے جا رہے ہوں گے اور وہی منکرین (جو دنیا میں اس کا انکار کرتے تھے) اس وقت کہیں گے کہ یہ دن تو بڑا کٹھن ہے۔

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ (۳)

ترجمہ: جب یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جا رہے ہوں گے جیسے اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑے جا رہے ہوں۔

جہاں اللہ تعالیٰ ہر انسان سے ذرہ ذرہ کا حساب لے گا اور فیصلے کے مطابق لوگوں کو جزا اور سزا سنائی جائے گی، اس طرح کی کھلی کھلی نشانیاں دیکھ کر یہ لوگ قیامت، حیات بعد الموت، حشر نشر اور جنت ودوزخ پر ایمان کیوں نہیں لاتے، اور جب اللہ کا نازل کردہ پاکیزہ کلام جس میں اللہ کی کمال صفات ہیں، سرکشی کرنے والوں کے عبرت انگیز قصے ہیں، گمراہوں کو تنبیہات اور نیکوکاروں کو خوشخبریاں ہیں، پاکیزہ زندگی گزارنے کا لائحہ عمل ہے، اللہ کی قائم کردہ حدود وفرائض ہیں، دنیا کی عارضی زندگی سے لیکر اخروی دائمی زندگی تک کے تمام مراحل ہیں، جب ایسا کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو ان کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا نہیں ہوتا اور یہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی غرور سے تنی ہوئی گردن نہیں جھکاتے۔

(۱) یٰسین۵۱

(۲) القمر۶تا۸

(۳) المعارج۴۳

سجدہ تلاوت:

اس مقام پر سجدہ کرنا رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے،

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، فَسَجَدَ فِيهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيهَا

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس میں سورۃ الانشقاق پڑھی اور سجدہ کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سورت میں سجدہ کیا تھا۔[۱]

عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ العَتَمَةَ، فَقَرَأَ: إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، فَسَجَدَ، فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ: سَجَدْتُ خَلْفَ أَبِي القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلاَ أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ

ابو رافع سے مروی ہے میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے عشا کی نماز پڑھی، آپ نے اس میں سورہ الانشقاق کی تلاوت کی اور سجدہ کیا میں نے پوچھا تو جواب دیا کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا ہے، پس میں تو جب تک آپ سے ملوں گا (اس موقعہ پر) سجدہ کرتا رہوں گا۔[۲]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورۃ الانشقاق میں اور سورۃ العلق پر سجدہ کیا۔[۳]

بلکہ منکرین تو الٹا اس حق کو جھٹلاتے ہیں، حالانکہ انہوں نے اپنے سینوں میں جو کفر و عناد، عداوت حق، برے ارادوں اور فاسد نیتوں کی جو گند گی بھر رکھی ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

مضامین سورۃ الحاقہ:

اس سورۃ کے دو مضامین نمایاں ہیں۔

❁ اوائل سورۃ میں آخرت کے مناظر کی بھرپور عکاسی ہے، اس کے ساتھ یہ ذکر ہے کہ پہلے انبیاء کی امتوں کے سامنے بھی آخرت کا ذکر ہوتا تھا تو وہ اس عقیدے کی تکذیب کرتے تھے، یہ تکذیب بالآخر ان کے لیے عذاب الٰہی کا موجب بنی اور ان اقوام کے آثار و کھنڈرات عبرت کی صورت میں تمہارے ارد گرد بکھرے پڑے ہیں، حشر کے مناظر کے تذکرے میں فرمایا کہ ہر شخص اپنا نامہ اعمال اپنے ہاتھ میں اٹھائے گا، نیک لوگ اپنا صاف ستھرا نامہ اعمال دیکھ کر خوش ہوں گے اور خوشی کے مارے اپنے نامہ اعمال دوسروں کو دکھائیں گے، انہیں جنت کا دائمی عیش و آرام نصیب ہوگا جبکہ کافر و منکر غمگین اور پریشانی کے عالم میں مبتلا ہوں گے اور بڑی حسرت سے کہیں گے کاش! مجھے میری کتاب

[۱] مسند احمد ۱۰۳۱۴، موطا امام مالک کتاب القرآن باب ماجاء فی سجود القرآن ۱۲، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ ۱۲۹۹، سنن نسائی کتاب الافتتاح بَابُ السُّجُودِ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۹۶۲

[۲] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الجَهْرِ فِي العِشَاءِ ۷۶۶، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ ۱۳۰۶، مسند احمد ۷۱۴۰

[۳] صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ ۱۳۰۱، سنن ابوداود کتاب سجود القرآن بَابُ السُّجُودِ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، وَاقْرَأْ ۱۴۰۷، جامع ترمذی ابواب السفر بَابٌ فِي السَّجْدَةِ فِي اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۵۷۳، سنن نسائی کتاب الافتتاح بَابُ السُّجُودِ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۹۶۴، سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ بَابُ عَدَدِ سُجُودِ الْقُرْآنِ ۱۰۵۸، مسند احمد ۹۹۳۹

دی ہی نہ جاتی اور میں نہ جانتا کہ حساب کیا ہے؟ کاش! موت میرا کام ہی تمام کر دیتی، میرے مال نے مجھے کوئی فائدہ نہ دیا، میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا، مگر یہ حسرت و پشیمانی ان کے کچھ کام نہ آئے گی، بارگاہ الٰہی سے غضب ناک حکم ہو گا پکڑ لو اس شخص کو اور ستر ہاتھ لمبی زنجیروں میں جکڑ کر اور گردن میں طوق پہنا کر دوزخ میں پھینک دو، کیونکہ یہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا، یہ نہ خود غریبوں کو کھانا کھلاتا تھا اور نہ دوسروں کو اس کی ترغیب دیتا تھا، پھر اسے وہی طعام دیا جائے گا جو گناہ گاروں کے سوا کوئی دوسرا نہ کھا سکے گا۔

❁ دوسرے حصے میں قرآن مجید کے منزل من اللہ اور محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے کے بارے میں ہے، قوم عاد، ثمود اور فرعون کا انجام بدعبرت کے لئے ہے، اہل مکہ رسول اللہ ﷺ کو مجنون، شاعر اور کاہن کے القابات سے نوازتے تھے، نبی کریم ﷺ کی بابت اہل مکہ کے ان غلط نظریات کی نفی کی گئی ہے، قرآن مجید کی حقانیت کا انکار ممکن نہیں، اہل عرب اپنے آپ کو دنیا کی فصیح ترین اور زبان آور قوم سمجھتے تھے اور اپنے مقابلے میں دوسرے لوگوں کو عجمی یعنی گونگے قرار دیتے تھے، اس کے باوصف وہ اپنی خواہش و کوشش کے باوجود قرآن کا انکار دل سے نہ کر سکے، مشہور واقعہ ہے کہ کسی نے کعبے کی ایک دیوار پر سورۃ الکوثر لکھ دی، عرب کے شعراء، ادباء اور خطباء دیر تک ان تین آیات کی فصاحت و بلاغت اور سلاست کا جائزہ لیتے رہے، آخر ان میں سے ایک آگے بڑھا اور اس نے ان آیتوں کے بعد یہ لکھ دیا

لیس هَذَا قَوْلُ الْبَشَرِ

یہ انسان کا کلام نہیں

اس کے علاوہ اعجاز قرآن کے کئی دیگر پہلو ہیں کوئی آخر کب تک اور کس کس کا انکار کر سکتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَاۗقَّةُ ۝۱ مَا الْحَاۗقَّةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاۗقَّةُ ۝۳ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَ

ثابت ہونے والی، ثابت ہونے والی کیا ہے؟ تجھے کیا معلوم کہ وہ ثابت شدہ کیا ہے؟ اس کھڑ کا دینے والی کو ثمود اور

عَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝۴ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝۵ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ

عاد نے جھٹلا دیا تھا (جس کے نتیجے میں) ثمود تو بیحد خوفناک (اور اونچی) آواز سے ہلاک کر دیئے گئے اور عاد بیحد تیز و تند

صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝۶ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ

ہوا سے غارت کر دیئے گئے، جسے ان پر سات رات اور آٹھ دن تک (اللہ نے) مسلط رکھا،

حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ

پس تم دیکھتے کہ یہ لوگ زمین پر اس طرح گر گئے جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں،

خَاوِيَةٍ ۝۷ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝۸ (الحاقۃ ۱تا۸)

کیا ان میں سے کوئی بھی تجھے باقی نظر آرہا ہے؟۔

الحاقہ (وہ واقعہ جو لازماً پیش ہونا ہے) یہ قیامت کے ناموں میں ایک نام ہے، فرمایا وہ واقعہ جو لازماً مخلوق پر پیش ہو کر رہے گا! قیامت کی عظمت اور فخامت شان بیان کرنے اور سامعین کو چونکانے کے لئے فرمایا

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ أَيْ:أَيُّ شَيْءٍ أَعْلَمَكَ مَا هِيَ؟ أي: كأنك لست تعلمها إذ لم فَكَأَنَّهَا خَارِجَةٌ عَنْ دَائِرَةِ عِلْمِ الْمَخْلُوقِينَ

وہ واقعہ (یعنی قیامت) جسے تم لوگ جھٹلا رہے ہو جو لازماً پیش ہو کر رہے گا کیا ہے؟ تم اس حاقہ کی صحیح کیفیت سے بے خبر ہو اور نہ تم نے اس کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کیا ہے، یعنی وہ مخلوقات کے دائرہ علم سے باہر ہے۔ [1]

تم لوگوں سے پہلے کی صالح علیہ السلام کی قوم ثمود جو حجر کے علاقے میں آباد تھی اور ہود علیہ السلام کی قوم عاد نے بھی توحید کی راہ پر چلنے سے گریز کیا تھا اور حیات بعد الموت، حساب کتاب اور اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت (یعنی قیامت) کو جھٹلایا تھا، تو حق کی تکذیب کی پاداش میں اللہ نے قوم ثمود کو کلیجوں کو پاش پاش کر دینے والی کرخت چنگھاڑ سے ہلاک کر دیا اور ان کے بستیوں کے آثار نشان عبرت کی صورت میں موجود ہیں، قوم ثمود کے عذاب کی مختلف کیفیت یوں بیان فرمائی گئی ہے۔

وَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۷۸ [2]

ترجمہ: آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۶۷ [3]

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حِس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۷ [4]

ترجمہ: رہے ثمود تو ان کے سامنے ہم نے راہ راست پیش کی مگر انہوں نے راستہ دیکھنے کے بجائے اندھا بنا رہنا ہی پسند کیا آخر ان کے کرتوتوں کی بدولت ذلت کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا۔

رہی قوم عاد اولی جو حضرموت کے باشندے تھے کو یخ بستہ اور دل چھید دینے والی نہایت تند و تیز، اور سرکش ہوا کے ذریعے سے خاک نشین

[1] فتح القدیر ۵ر۳۳۳

[2] الاعراف ۷۸

[3] ھود ۶۷

[4] حم السجدۃ ۱۷

کر دیا، انہوں نے بھی اپنے پیغمبر ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تھی اور قیامت کا انکار کیا تھا، چنانچہ ان کے تکبر کے نتیجہ میں اللہ نے خوفناک ہوا کو مسلسل و متواتر سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا، ان دنوں میں ان کے لئے سوائے نحوست و بربادی کے اور کوئی بھلائی نہ تھی، جیسے فرمایا

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ [1]

ترجمہ: آخر کار ہم نے چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی تا کہ انہیں دنیا ہی کی زندگی میں ذلت و رسوائی کے عذاب کا مزا چکھا دیں۔

اس طوفانی اور یخ بستہ ہوا نے لوگوں کو اٹھا اٹھا کر پٹخا جس سے ان کے فخر و نخوت سے اٹھے سر پھٹ کر چور چور ہو گئے، پسلیاں جن میں بغض و عناد سے بھرے دل دھڑکتے تھے کا نام و نشان مٹ گیا، کیونکہ قوم عاد دراز قد تھی اس لئے ان کو کھجور کے تنوں سے تشبیہ دے کر فرمایا تم وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ عذاب کے بعد وہ اپنے محفوظ گھروں میں اس طرح بے روح اور منتشر پڑے تھے جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے بکھرے پڑے ہوں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد کی گئی صبا یعنی پروا ہوا کے ساتھ، اور عادی ہلاک کیے گئے دبور سے یعنی مغربی ہوا سے۔ [2]

اس طرح تمام مشرکین کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا کہ ان کا کوئی نام لیوا بھی باقی نہ رہا۔

وَ جَآءَ فِرْعَوْنُ وَ مَنْ قَبْلَهٗ وَ الْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿٩﴾ فَعَصَوْا

فرعون اور اس کے پہلے کے لوگ اور جن کی بستیاں الٹ دی گئیں، انہوں نے بھی خطائیں کیں

رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿١٠﴾ (الحاقة:۹،۱۰)

اور اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی (بالآخر) اللہ نے (بھی) زبردست گرفت میں لیا۔

عاد و ثمود کے علاوہ بھی سرکش اور نافرمان قومیں آئیں جیسے فرعون اور اس کی قوم، اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو واضح نشانیوں کے ساتھ ان کی طرف بھیجا مگر انہوں نے دعوت حق کو ٹھکرا دیا، اور اللہ کی وحدانیت اور ربوبیت، حیات بعد الموت، حساب کتاب اور قیامت کا انکار کیا اور اس عقیدے کا مذاق اڑایا تو اللہ نے انہیں شدید دردناک اور خوفناک انداز میں پکڑا، اور بنی اسرائیل کے سامنے فرعون اور اس کے متکبر قبطی سرداروں سمیت سمندر میں غرق کر دیا اور فرعون کی لاش کو قیامت تک کے لئے عبرت کا نشان بنا دیا، جیسے فرمایا

---

[1] حم السجدة۱۶

[2] صحیح بخاری کتاب الاستسقاء بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا۱۰۳۵،صحیح مسلم کتاب صلاة الاستسقاء بَابٌ فِي رِيحِ الصَّبَا وَالدَّبُورِ۲۰۸۷، مسند احمد ۱۹۵۵،صحیح ابن حبان ۶۴۲۱،السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۰۳،السنن الکبری للبیہقی ۶۴۸۴،مصنف ابن ابی شیبة۳۱۶۴۶،مسندابی یعلی ۲۵۶۳،شرح السنة للبغوی ۱۱۴۹

...حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً...ؕ ﴿۹۲﴾ (۱)

ترجمہ: حتیٰ کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے! حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے۔

اور اسی خطائے عظیم کا ارتکاب قوم لوط نے کیا، انہوں نے بھی اپنے رسول لوط علیہ السلام کی تکذیب کی اور اعمال خبیثہ سے باز نہ آئے تو اللہ نے ان کو بھی سختی سے پکڑا اور صبح کے وقت جبکہ وہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے ایک زبردست دھماکا ہوا اور مشرکین بجھ کر رہ گئے، پھر فرشتوں نے ان پر پکی مٹی کے نشان زدہ پتھر برسائے اور ان کی بستیوں کو تل پٹ کر دیا جیسے فرمایا

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۳﴾ (۲)

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلہ کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا اور ظالموں سے یہ سزا کچھ دور نہیں ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُشْرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ؕ ﴿۷۴﴾ (۳)

ترجمہ: آخر کار پو پھٹتے ہی ان کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر کے رکھ دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسا دی۔

یعنی جتنی بھی قومیں تھیں سب نے اپنے اپنے زمانے کے رسولوں کو جھٹلایا، جیسے فرمایا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ ...وَّ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ؕ ﴿۱۴﴾ (۴)

ترجمہ: اور ایکہ والے جھٹلا چکے ہیں، جتھے وہ تھے ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا اور میری عقوبت کا فیصلہ اس پر چسپاں ہو کر رہا۔

اِنَّا	لَمَّا	طَغَا	الْمَآءُ	حَمَلْنٰكُمْ	فِی	الْجَارِیَةِ ۙ﴿۱۱﴾	لِنَجْعَلَهَا	لَكُمْ
جب	پانی میں	طغیانی آ گئی	تو اس وقت	ہم نے تمہیں	کشتی میں	چڑھا لیا	تاکہ اسے	تمہارے لیے

(۱) یونس ۹۰تا۹۲
(۲) ہود ۸۲، ۸۳
(۳) الحجر ۷۳، ۷۴
(۴) ص ۱۲تا۱۴

تَذۡكِرَةً وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ⑫ (الحاقۃ ۱۲،۱۱)

نصیحت اور یادگار بنادیں، اور (تاکہ) یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔

عہد رسالت کے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جب قوم نوح نے حق سے سرکشی اور پیغمبر کی تکذیب کی تو اللہ نے ان پر عذاب نازل کیا اور آسمان وزمین کو حکم فرمایا کہ وہ پانی کے دھارے کھول دیں، جیسے فرمایا

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ⑩ فَفَتَحۡنَاۤ اَبۡوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنۡهَمِرٍ ۫ۖ ⑪ وَّفَجَّرۡنَا الۡاَرۡضَ عُيُوۡنًا فَالۡتَقَى الۡمَآءُ عَلٰۤی اَمۡرٍ قَدۡ قُدِرَ ۚ ⑫ (۱)

ترجمہ: آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے، تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور یہ سارا پانی اس کام کو پورا کرنے لیے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا۔

چنانچہ جب پانی کی بلندی تجاوز کر گئی تو ہم نے چند اہل ایمان کو جو ہمارے رسول پر ایمان لائے تھے اور اس کے اطاعت گزار تھے بچانے کے لئے کشتی میں سوار کر دیا تھا اور باقی قوم کو غرق کر دیا تھا، جیسے فرمایا

قِيۡلَ يٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ ... ㊽ (۲)

ترجمہ: حکم ہوا اے نوح اتر جا، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں۔

اس لئے نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے، تاکہ اس واقعہ کو تمہارے لئے ایک سبق آموز یادگار بنادیں اور یاد رکھنے والے کان اس کی یاد محفوظ رکھیں، یعنی تم ان اہل ایمان کی اولاد ہو جنہیں ان کے ایمان کے سبب ہم نے بپھرے ہوئے پانی سے بچایا تھا پھر تم لوگ طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر کیوں دعوت حق پر لبیک نہیں کہتے؟ اس واقعہ سے سبق عبرت کیوں حاصل نہیں کرتے کہ رسولوں کی تکذیب، حیات بعد الموت اور روز آخرت کا انکار کیسا ہولناک ہوتا ہے۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ نَفۡخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ⑬ وَّ حُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَ الۡجِبَالُ فَدُكَّتَا

پس جبکہ صور میں ایک پھونک پھونکی جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے اور ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ

دَكَّةً وَّاحِدَةً ۙ⑭ فَيَوۡمَئِذٍ وَّقَعَتِ الۡوَاقِعَةُ ۙ⑮ وَ انۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ يَوۡمَئِذٍ

کر دیئے جائیں گے، اس دن ہو پڑنے والی (قیامت) ہو پڑے گی، اور آسمان پھٹ جائے گا اس دن بالکل بودا

الۡوَاقِعَةُ ۙ⑯ وَّ الۡمَلَكُ عَلٰۤی اَرۡجَآئِهَا ؕ وَ يَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّكَ فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ

ہو جائے گا، اس کے کناروں پر فرشتے ہوں گے اور تیرے پروردگار کا عرش اس دن آٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اٹھائے ہوئے

(۱) القمر ۱۰ تا ۱۲

(۲) ہود ۴۸

ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ

ہوں گے، اس دن تم سب سامنے پیش کئے جاؤ گے تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے گا، سو جس کا

كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ

نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہنے لگے گا لو میرا نامہ اعمال پڑھو، مجھے تو کامل یقین تھا مجھے

حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾

اپنا حساب ملنا ہے، پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا بلند وبالا جنت میں، جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ (الحاقۃ ۱۳ تا ۲۴)

(ان سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ، پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کئے۔

مکذبین کا انجام بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ الحاقہ کس طرح واقع ہوگی، فرمایا کہ اسرافیل علیہ السلام جو منہ سے صور لگائے سر جھکائے اپنے رب کے حکم کے منتظر ہیں، اللہ مالک الملک انہیں حکم فرمائے گا تو وہ صرف ایک مرتبہ صور میں پھونک ماریں گے جس کی ہیبت ناک آواز سے نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا، زمین میں ٹھوکے ہوئے بلند وبالا پہاڑ زمین سے نکل کر روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اڑنے لگیں گے اور آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو کر ریت کی طرح ہو جائیں گے، جس سے زمین ہموار میدان بن جائے گی اور اس میں کوئی نشیب وفراز نہیں رہے گا، جیسے فرمایا

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ (۱)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

اس روز وہ ہونے والا واقعہ پیش آ جائے گا، اس دن آسمان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر مختلف ٹکڑوں میں بٹ جائے گا، جیسے فرمایا

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿١٩﴾ (۲)

ترجمہ: اور آسمان کھول دیا جائے گا حتی کہ وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مُنْخَرِقَةٌ، وَالْعَرْشُ بِحِذَائِهَا

---

(۱) طٰہٰ ۱۰۵ تا ۱۰۷

(۲) النبا ۱۹

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آسمان میں شگاف اور دراڑ پڑ جائیں گے اور عرش اس کے سامنے ہوگا۔ ⁽¹⁾

اور فرشتے آسمانوں کے ثابت ٹکڑوں کے کناروں پر ہوں گے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حکومت و فرمانروائی اور اس کے معاملات کا تصور دلانے کے لئے نقشہ پیش کیا گیا جو دنیا میں بادشاہی کا نقشہ ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان اپنے عدل و انصاف اور اپنے فضل و کرم کے ساتھ فیصلے کرنے کے لئے آئے گا تو مکرم فرشتے اس کے اطراف و جوانب میں ہوں گے اور اٹھ فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ:﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَٰنِيَةٌ﴾ ،قَالَ: ثَمَانِيَةُ صُفُوفٍ مِنَ الْمَلائِكَةِ لَا يَعْلَمُ عِدَّتَهُمْ إِلا اللهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ " اور آٹھ فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔"

کے بارے میں فرماتے ہیں فرشتوں کی آٹھ صفیں ہوں گی جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ⁽²⁾

يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ الْعَرْشَ ثَمَانِيَةٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ. وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهَذَا الْعَرْشِ الْعَرْشَ الْعَظِيمَ، أَوِ: الْعَرْشَ الَّذِي يُوضَعُ فِي الْأَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں قیامت کے روز آٹھ مخصوص مکرم فرشتوں نے تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھایا ہوا ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس عرش سے مراد وہ عرش ہو جو فیصلوں کے لئے زمین پر رکھا جائے جس پر اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائے گا۔ ⁽³⁾

وَاللهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

اور ان فرشتوں کا حلیہ کیسا ہوگا،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أُذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ ، إِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِهِ إِلَى عَاتِقِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی کہ میں حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کے متعلق بیان کروں، بلاشبہ اس کے کانوں کی لو سے اس کے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کے سفر کے برابر ہے۔ ⁽⁴⁾

اس دن تمام انسان ننگے پاؤں، ننگے جسم اور غیر مختون حالت میں اعمال کی جزا کے لئے اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جائیں گے، اس روز کسی انسان کا چھوٹا بڑا، اچھا برا کوئی عمل چھپ نہ سکے گا۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ،

---

(1) تفسیر ابن ابی حاتم ۳۳۷۰، ۱۰، تفسیر ابن کثیر ۲۱۲، ۸

(2) تفسیر ابن ابی حاتم ۳۳۷۰، ۱۰

(3) تفسیر ابن کثیر ۲۱۱، ۸

(4) سنن ابوداود کتَاب السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْجَهْمِيَّةِ ۴۷۲۷

فَأَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيرُ وَأَمَّا الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَطِيرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِي ، فَآخِذٌ بِيَمِينِهِ وَآخِذٌ بِشِمَالِه

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو قیامت کے دن تین بار پیش کیا جائے گا، دو پیشیوں میں تو بحث مباحثہ اور عذر معذرت ہو گی، اور تیسری پیشی کے موقع پر ہاتھوں میں نامہ اعمال تھما دیے جائیں گے، کچھ لوگوں کے دائیں ہاتھ میں اور کچھ لوگوں کے بائیں ہاتھ میں۔ [1]

اس وقت جس خوش نصیب کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا جو اس کی سعادت، نجات اور کامیابی کی دلیل ہو گا وہ جوش مسرت میں اپنے ساتھیوں سے کہے گا، ایک مقام پر فرمایا

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ [2]

ترجمہ: پھر جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔

اور کہے گا لو دیکھو اور پڑھو میرا نامہ اعمال، دینوی زندگی میں میں آخرت سے غافل نہ تھا بلکہ میرا کامل یقین تھا کہ روز آخرت اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مجھے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، ایک مقام پر فرمایا

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ [3]

ترجمہ: مگر ان فرماں بردار بندوں کے لئے مشکل نہیں ہے جو سمجھتے ہیں کہ آخر کار انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلِ الْمَلَائِكَةِقَالَ: إِنَّ اللهَ يَقِفُ عَبْدَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُبْدِي سَيِّئَاتِهِ فِي ظَهْرِ صَحِيفَتِهِ، فَيَقُولُ لَهُ: أَنْتَ عَمِلْتَ هَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، فَيَقُولُ لَهُ إِنِّي لَمْ أَفْضَحْكَ بِهِ، وَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَكَ، فَيَقُولُ عِنْدَ ذَلِكَ،هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلاقٍ حِسَابِيَهْ ، حِينَ نَجَا مِنْ فَضْحه يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عبداللہ بن عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ سے روایت ہے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو قیامت کے دن اپنے سامنے کھڑا کرے گا اور اس کی برائیوں کو ظاہر کرے گا جو اس کے نامہ اعمال کی پشت پر لکھی ہوں گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے یہ کام کیا تھا؟ بندہ اعتراف کرتے ہوئے عرض کرے گا ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تیرے اس عمل کی وجہ سے تجھے رسوا نہیں کروں گا کیونکہ میں نے تجھے معاف کر دیا ہے، اس موقع پر بندہ پکار اٹھے گا لو دیکھو، پڑھو میرا نامہ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے، بندہ یہ اس وقت کہے گا جب وہ قیامت کے دن کی ذلت و رسوائی سے نجات پا جائے گا۔ [4]

---

[1] مسند احمد۱۹۷۱۵، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ بَابُ مَا جَاءَ فِي العَرْضِ۲۴۲۵، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ ۴۲۷۷

[2] الانشقاق۷تا۹

[3] البقرة۴۶

[4] تفسیرابن ابی حاتم۱۰،۳۳۷۱

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ المَازِنِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي، مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهِ، إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ، فَقَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي المُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ،

صفوان بن محرز سے مروی ہے میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے جا رہا تھا کہ ایک شخص سامنے آیا اور پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے (قیامت میں اللہ اور بندے کے درمیان ہونے والی) سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلا لے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے چھپا لے گا

فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا، أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ اليَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الكَافِرُ وَالمُنَافِقُونَ، فَيَقُولُ الأَشْهَادُ: {هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ} (۱)

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا ہاں اے میرے پروردگار! آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آ جائے گا کہ اب وہ ہلاک ہوا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج بھی تیری مغفرت کرتا ہوں چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی، لیکن کفار اور منافقین کے متعلق ان پر گواہ (ملائکہ، انبیاء اور جن وانس سب) کہیں گے، "یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ گھڑا تھا، سنو! اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔" (۲)

پس وہ بلند و بالا بہشت میں من پسند عیش میں ہوگا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ، فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ - أُرَاهُ - فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا خواہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرے یا جس سرزمین میں پیدا ہوا

---

(۱) هود: ۱۸

(۲) صحیح بخاری كِتَاب المَظَالِمِ وَالغَصْبِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَلاَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۲۴۴۱، وكِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ: {وَيَقُولُ الأَشْهَادُ هَؤُلاَءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ، ۴۶۸۵، صحیح مسلم كتاب التَّوْبَةِ بَابُ قَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَإِنْ كَثُرَ قَتْلُهُ ۷۰۱۵، سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۸۳، مسند احمد ۵۴۳۶، تفسیر ابن ابی حاتم ۶،۲۰۱۶

ہو وہیں جمار ہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم لوگوں میں اس بات کی بشارت نہ سنادیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کیے ہیں، ان کے دو درجوں کے درمیان زمین اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین میں ہے اس لئے جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کا سب سے درمیانی درجہ ہے اور جنت کے سب سے بلند درجے پر ہے، اس کے اوپر پروردگار کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (۱)

جنت میں پھل دار درختوں پر بہترین ذائقوں والے پھلوں اور میووں کے گھچے جھکے پڑ رہے ہوں گے،

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُولُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ {قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ}،قَالَ: يَتَنَاوَلُ الرَّجُلُ مِنْ فَوَاكِهِهَا وَهُوَ نَائِمٌ عَلَى سَرِيرِهِ

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو اس آیت کریمہ " جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔" کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا جنت کے پھل اتنے قریب ہوں گے اگر کوئی جنتی اپنے چھپر کھٹ پر لیٹے لیٹے بھی توڑنا چاہے گا تو سہولت اور آسانی سے پکڑ سکے گا۔ (۲)

ایسے لوگوں سے اکرام وتکریم کے طور پر کہا جائے گا ہر فکر اور ہر غم سے بے نیاز ہو کر اللہ کے عطا کردہ انواع واقسام اور بہترین ذائقوں کے پھلوں سے لطف اندوز ہو اور مختلف اقسام کی شراب، شہد، دودھ وغیرہ کی نہروں سے دل کھول کر پیو اپنے ان اعمال صالحہ کے صلے جو تم نے دنیاوی زندگی میں کیے تھے، مگر اعمال کو صلہ کہنا بطور لطف کے ہے ورنہ

عَنْ عَائِشَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّهُ لا يُدْخِلُ أَحَدًا الجَنَّةَ عَمَلُهُ، قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: وَلا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمل کرتے جاؤ، دیکھو جو نیک کام کرو ٹھیک طور سے کرو اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بلکہ اس کے قریب رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور خوش رہو اور یاد رکھو کہ کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بھی نہیں؟ فرمایا اور میں بھی نہیں، سوا اس کے کہ اللہ اپنی مغفرت اور رحمت کے سایہ میں ڈھانک لے۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجهاد والسير بَابُ دَرَجَاتِ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ، يُقَالُ هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي ۲۷۹۰،صحيح مسلم كتاب الامارة بَابُ بَيَانِ مَا أَعَدَّهُ اللهُ تَعَالَى لِلْمُجَاهِدِ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الدَّرَجَاتِ عن ابوسعيدخدرى رضی اللہ عنہ ۴۸۷۹ مسند احمد ۸۴۱۹،صحيح ابن حبان ۴۶۱۱،السنن الكبرى للبيهقى ۱۷۷۲۶،شرح السنة للبغوى ۲۶۱۰

(۲) تفسير طبرى ۲۳/۵۸۶

(۳) صحيح بخارى كتاب الرقاق بَابُ القَصْدِ وَالمُدَاوَمَةِ عَلَى العَمَلِ ۶۴۶۴،۶۴۶۷، صحيح مسلم كتاب صفات المنافقين بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى۷۱۱۱،مسنداحمد۱۰۰۱۰،مسندابى يعلى عن جابر ۱۷۷۵رضی اللہ عنہ

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ

لیکن جسے اس (کے اعمال) کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی وہ تو کہے گا کاش! کہ مجھے

اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ

میری کتاب دی ہی نہ جاتی اور میں جانتا ہی نہ کہ حساب کیا ہے، کاش! کہ موت (میرا) کام ہی تمام کر دیتی، میرے مال نے بھی مجھے

مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾

کچھ نفع نہ دیا، میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا، (حکم ہوگا) اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو، پھر اسے دوزخ میں ڈال دو

ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾

اسے ایسی زنجیروں جس کی پیمائش ستر ہاتھ ہے جکڑ دو، بیشک یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا،

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾

اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا، پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے

وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿۳۷﴾ (الحاقۃ:۲۵تا۳۷)

اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا ہے، جسے گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔

اور ساری خلقت کے سامنے جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جو بدبختی کی علامت ہوگا تو وہ اپنے نامہ اعمال کو پیٹھ پیچھے چھپا کر حسرت وافسوس سے کہے گا کاش! ساری خلقت کے سامنے علانیہ میرا اعمال نامہ مجھے دے کر ذلیل ورسوا نہ کیا گیا ہوتا، دنیا میں میرا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ ایک دن مجھے اپنے اعمال کا حساب بھی دینا پڑے گا، کاش! دنیاوی موت کے بعد میں ہمیشہ کے لئے معدوم ہو گیا ہوتا اور مجھے حساب کتاب کے لئے اٹھایا نہ جاتا کہ میں یہ روز بد دیکھتا، آج میرا مال ومتاع جس پر میں اترایا کرتا تھا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے حق کو مغلوب کرنے کے لئے خرچ کرتا تھا، جس کے نشے میں میں حق قبول کرنے سے قاصر رہا میرے کچھ کام نہ آیا، میری بلند حیثیت ومرتبہ، جاہ وجلال اور سلطنت وحکومت بھی جس کے بل بوتے پر میں اکڑتا تھا میرے کچھ کام نہ آئی، اور آج میں بے بس ولاچار ہو کر اکیلا ہی یہاں سزا بھگتنے پر مجبور ہوں، ایک مقام پر اس کا جرم یہ بیان فرمایا کہ وہ روز جزا کا بھی منکر تھا

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ

ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا، وہ اپنے گھر

(۱) الانشقاق ۱۰تا۱۵

والوں میں مگن تھا اس نے سمجھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں ہے، پلٹنا کیسے نہ تھا اس کا رب اس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔

وَقَالَ قَتَادَةُ: تَمَنَّى الْمَوْتَ، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ فِي الدُّنْيَا أَكْرَهُ إِلَيْهِ مِنْهُ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے گا حالانکہ دنیا میں اسے موت سے بڑھ کر اور کوئی چیز زیادہ ناپسند نہ تھی۔ (۱)

وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا اس نے سمجھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں ہے، پلٹنا کیسے نہ تھا اس کا رب اس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔ اس کا فیصلہ چکانے کے بعد باری تعالیٰ انتہائی سخت اور نہایت درشت خو ملائکہ جہنم کو حکم فرمائے گا پکڑو اس کٹے کافر کو اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو جو اس کا گلا گھونٹ دے پھر اسے جہنم کے دردناک عذاب میں جھونک دو پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی جہنمی زنجیر میں جکڑ دو،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {فَاسْلُكُوهُ} تَدخُلُ فِي اسْتِهِ ثُمَّ تَخْرُجُ مِنْ فِيهِ، ثُمَّ يُنْظَمُونَ فِيهَا كَمَا يُنْظَمُ الْجَرَادُ فِي الْعُودِ حِينَ يُشْوَى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''جکڑ دو۔'' کا حکم جب ہوگا تو اس زنجیر کو اس کی دبر سے داخل کر کے منہ سے نکال لیا جائے گا، اور پھر اس کے ساتھ فرشتے اسے اس طرح آگ میں بھونیں گے جس طرح سیخ کباب کو بھونا جاتا ہے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: يُسْلَكُ فِي دُبُرِهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ مَنْخِرَيْهِ، حَتَّى لَا يَقُومَ عَلَى رِجْلَيْهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے زنجیر کو اس کی دبر سے داخل کر کے نتھنوں سے نکال لیا جائے گا حتی کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے گا۔ (۳)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ رَصَاصَةً مِثْلَ هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ، أُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ، وَهِيَ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ، وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَصْلَهَا أَوْ قَعْرَهَا.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس طرح کا ایک پتھر، سر کی کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا آسمان سے زمین پر پھینکا جائے اور یہ پانچ سو سال کی مسافت ہے تو وہ پتھر رات سے پہلے پہلے زمین پر پہنچ جائے گا لیکن اسی پتھر کو اگر اس زنجیر کے ایک سرے سے پھینکا جائے تو اسے دوسرے سرے تک پہنچنے میں چالیس سال لگ جائیں گے۔ (۴)

اور سزا کی علت بیان فرمائی کہ یہ اللہ بزرگ و برتر پر جو اس کا خالق و مالک اور رازق تھا، جس نے اسے مال و دولت اور اولاد سے نوازا تھا جس نے اسے جاہ و مرتبہ عنایت کیا تھا، اس کی واحدانیت و ربوبیت پر ایمان لا کر عبادت و اطاعت کے ذریعے اللہ کا حق ادا نہیں کرتا تھا، رسول جو حق لے کر آئے تھے اس کی تکذیب کرنے والا تھا، جیسے فرمایا

(۱) تفسیر طبری ۲۳،۵۸۷

(۲) الدر المنثور ۸،۲۷۴

(۳) تفسیر طبری ۲۳،۵۸۹، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰،۳۳۷۲

(۴) جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ باب ۲۵۸۸، مسند احمد ۶۸۵۶، تفسیر طبری ۲۳،۵۸۹، الدر المنثور ۷،۳۰۵

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿۲۵﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ (۱)

ترجمہ: حکم دیا گیا پھینک دو جہنم میں ہر کٹے کافر کو جو حق سے عناد رکھتا تھا، خیر کو روکنے والا اور حد سے تجاوز کرنے والا تھا، شک میں پڑا ہوا تھا اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو الٰہ بنائے بیٹھا تھا، ڈال دو اسے سخت عذاب میں۔

اس کے دل میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں تھی اس لئے رحم کھا کر اپنے مال میں سے خود مسکین کو کھانا کھلاتا تھا اور نہ ہی گھر والوں اور دوسروں کو ایسا کرنے کی ترغیب دیتا تھا یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا نہیں کرتا تھا، لہٰذا آج نہ یہاں اس کا کوئی یار غم خوار ہے اور نہ سفارشی جو اسے اللہ کے عذاب سے بچا سکے، جیسے فرمایا

...مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ (۲)

ترجمہ: ظالموں کا نہ کوئی مشفق دوست ہوگا اور نہ کوئی شفیع جس کی بات مانی جائے۔

دنیا میں تو یہ انواع و اقسام کے مزے مزے کے کھانے کھاتا تھا اور اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا تھا مگر اب جہنم میں زخموں کی دھوون کے سوا اس کے لئے کوئی کھانا نہیں ہے جسے دوزخیوں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ

پس مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو، اور ان چیزوں کی جنہیں تم نہیں دیکھتے کہ بیشک یہ (قرآن) بزرگ رسول کا

كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ

قول ہے، یہ کسی شاعر کا قول نہیں ،(افسوس) تمہیں بہت کم یقین ہے، نہ کسی کاہن

كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ

کا قول ہے، (افسوس) بہت کم نصیحت لے رہے ہو، یہ تو (رب العالمین کا) اتارا ہوا ہے اور اگر

تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ

یہ ہم پر کوئی بات بنا لیتا تو البتہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ (الحاقۃ ۳۸تا۴۷)

اس کی شہ رگ کاٹ دیتے پھر تم سے کوئی بھی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

---

(۱) ق ۲۴تا۲۶

(۲) المومن ۱۸

بات وہ نہیں جو تم لوگوں نے سمجھ رکھی ہے، میں قسم کھاتا ہوں اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جو تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں، یہ فصیح وبلیغ قرآن اللہ کا کلام ہے جو اس نے اپنے برگزیدہ رسول پر نازل کیا ہے اور اللہ کے حکم سے یہ رسول کریم تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے تمہیں پہنچاتا ہے، یہ حکمتوں سے بھرپور پاکیزہ کلام کسی شاعر کا کلام نہیں ہے اور نہ ہی اس سے مشابہ ہے، جیسے فرمایا

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ۙ۶۹ (۱)

ترجمہ: ہم نے اس (نبی) کو شعر نہیں سکھایا ہے اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے، یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب۔

اسے سن کر تمہارا دل اس کی حقانیت کی گواہی دیتا ہے مگر تم اپنے تعصّبات، بغض وعناد اور ضد وہٹ دھرمی کی بنا پر ایمان نہیں لاتے اور فصاحت وبلاغت سے بھرپور یہ کلام کسی کاہن کا بھی نہیں ہے، اور تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کاہن کس طرح کا کلام کرتے ہیں لیکن تم لوگ پھر بھی قرآن پر ایمان لاتے ہو نہ اس سے ہدایت ورہنمائی حاصل کرتے ہو، بلکہ تمہاری بہتان طرازیوں کے برعکس یہ پاکیزہ کلام رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے، کیونکہ کفار کہتے تھے یہ کلام رسول اللہ ﷺ نے خود گھڑ لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی صداقت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا اگر اس نبی نے خود گھڑ کر کوئی بات اللہ کی طرف منسوب کی ہوتی، یا جو وحی کی گئی ہے اس میں کمی بیشی کی ہوتی تو غالب اور قدرت رکھنے والا رب فوراً اس کا مواخذہ کرتا اور کچھ ڈھیل دیئے بغیر اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتا پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔

وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۴۸ وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝۴۹

یقیناً یہ قرآن پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے، ہمیں پوری طرح معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس کے جھٹلانے والے ہیں،

وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۵۰ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝۵۱

بیشک (یہ جھٹلانا) کافروں پر حسرت ہے، اور بیشک (و شبہ) یہ یقینی حق ہے،

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝۵۲ (الحاقۃ ۴۸ تا ۵۲)

پس تو اپنے رب عظیم کی پاکی بیان کر۔

درحقیقت یہ کلام پرہیزگار لوگوں کے لئے ایک ہدایت ورہنمائی ہے، اور جو سیدھے راستے پر گامزن ہونا چاہتے ہیں، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲ (۲)

ترجمہ: یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔

ایک مقام پر فرمایا

(۱) یٰسین ۶۹

(۲) البقرۃ ۲

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ (۱)

ترجمہ: ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لئے شفااور رحمت ہے مگر ظالموں کے لئے خسارے کے سوااور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ آباواجداد کی اندھی تقلید، تعصّبات اور بغض وعناد کے سبب جھٹلاتے ہیں، مگر روز قیامت اس کی تکذیب کرنے والے جب اہل ایمان کو قرآن پر ایمان اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کا اجر ملتا ہوا دیکھیں گے تو یاس وحسرت سے کہیں گے، کاش! ہم بھی اس پاکیزہ دعوت پر ایمان لاتے اور اس پر عمل کرتے، اور لوگو! قرآن مجید کا اللہ کی طرف سے ہونا بالکل حق وسچ ہے، یہ حیات بعد الموت، حساب کتاب، جنت ودوزخ اور جزاوسزا کے بارے میں جو خبر دیتا ہے اس میں قطعاً شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، پس اے نبی ﷺ! اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو جس نے دنیا کے تمام لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے قرآن کریم جیسی جلیل القدر آخری کتاب نازل فرمائی۔

مضامین سورۃ المعارج:

کفار مکہ جب روز قیامت، حساب کتاب، جزاوسزااور دوزخ وجنت کا ذکر سنتے تو ان باتوں کو دیوانے کی ایک بڑسمجھ کر خوب مذاق اڑاتے اور رسول اللہ ﷺ کو چیلنج کے انداز میں کہتے کہ اگر تم واقعی سچے ہو اور تمہیں جھٹلا کر ہم عذاب جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں تو لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے رہتے ہو، جواباًارشاد فرمایا کہ عذاب کا انکار کرنے والوں پر عذاب ضرور آئے گا لیکن اس کے لئے اللہ کے ہاں وقت معین ہے مگر جب وہ عذاب آجائے گا تو کوئی ہستی بھی اس کو دور نہ کر سکے گی، تم لوگ اسے دور سمجھ رہے ہو اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں، اہل ایمان سے کہا گیا کہ مشرکین کے تمسخر پر آپ لوگ صبر کریں، یہ واضح کیا گیا کہ قیامت کوئی ہنسی کھیل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کفار قیامت کا ایک ہی منظر دیکھ لیں گے تو اپنے مال ودولت، عزیز واقارب اور تمام اہل زمین کو فدیہ میں دے کر عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں گے لیکن اس وقت یہ مجرم عذاب سے بچ نہ سکیں گے، کیونکہ ہر شخص کے انجام کا فیصلہ اس کے عقائد ونظریات اور اخلاق واعمال کی بنیاد پر ہوگا، دعوت حق کا انکار کرنے والے، بعث بعد الموت اور جزاوسزا کے منکرین جہنم کے مستحق ہوں گے، جبکہ اہل جنت کے اوصاف یوں بیان کئے۔

- اللہ پر غیر متزلزل ایمان اور عبادت وطاعت کے باوجود اللہ کے عذاب کا ڈر۔
- آخرت کا قیام اور جزاوسزا پر ایمان۔
- وقت مقررہ پر فرض نمازوں کی پابندی۔
- اللہ تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے پاکیزہ اور حلال اموال میں سے محتاجوں کی مالی اعانت۔
- کھلی ہو یا چھپی ہر طرح کی بے حیائی اور فحاشی سے بچنا۔

---

(۱) بنی اسرائیل ۸۲

❁ امانت اور عہد و پیمان کی حفاظت اور ہر حال میں سچی گواہی دینا۔

ان دونوں طبقات اور ان کے انجام کے بعد اہل مکہ کو خبر دار کیا گیا کہ اگر تم رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ دو گے اور اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کا مذاق اڑاؤ گے تو اللہ تعالیٰ اپنی سنت اور ضابطے کے مطابق تم کو نیست و نابود کر دے گا اور ایک نئی قوم تمہاری جگہ لا کر کھڑی کر دے گا اور آج جس بات کا تم مذاق اڑا رہے ہو آخرت میں تم اس عذاب اور ذلت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لو گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ لَیۡسَ لَہٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾

ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واضح ہونے والا ہے کافروں پر، جسے کوئی ہٹانے والا نہیں،

مِّنَ اللّٰہِ ذِی الۡمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ

اس اللہ کی طرف سے جو سیڑھیوں والا ہے، جس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں ایک دن میں

کَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَۃٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا جَمِیۡلًا ﴿۵﴾

جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے، پس تو اچھی طرح صبر کر،

اِنَّہُمۡ یَرَوۡنَہٗ بَعِیۡدًا ۙ﴿۶﴾ وَّ نَرٰىہُ قَرِیۡبًا ؕ﴿۷﴾ (المعارج ۱ تا ۷)

بیشک یہ اس (عذاب) کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں۔

پچھلی تباہ شدہ قوموں کی طرح کفار مکہ نے متعدد مرتبہ عذاب کا مطالبہ کیا فرمایا

وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعۡضَ الَّذِیۡ نَعِدُہُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِلَیۡنَا مَرۡجِعُہُمۡ ثُمَّ اللّٰہُ شَہِیۡدٌ عَلٰی مَا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴۶﴾ وَلِکُلِّ

اُمَّۃٍ رَّسُوۡلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوۡلُہُمۡ قُضِیَ بَیۡنَہُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَیَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی ہٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ

کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۴۸﴾ [1]

ترجمہ: جن برے نتائج سے ہم انہیں ڈرا رہے ہیں ان کا کوئی حصہ ہم تیرے جیتے جی دکھا دیں گے یا اس سے پہلے ہی تجھے اٹھا لیں گے بہر حال انہیں آنا ہماری طرف ہی ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس پر اللہ گواہ ہے، ہر امت کے لئے ایک رسول ہے پھر جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آجاتا ہے تو اس کا فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ چکا دیا جاتا ہے اور اس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا، کہتے ہیں اگر تمہاری دھمکی سچی ہے تو آخر یہ کب پوری ہو گی۔

[1] یونس ۴۶ تا ۴۸

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ
كٰفِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ
يُنْصَرُوْنَ ﴿٣٩﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ
مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤١﴾ [1]

ترجمہ: یہ منکرین حق جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہارا مذاق بنالیتے ہیں، کہتے ہیں کیا یہ ہے وہ شخص جو تمہارے خداؤں کا ذکر کیا کرتا ہے؟ اور ان کا اپنا حال یہ ہے کہ رحمان کے ذکر سے منکر ہیں، انسان جلد باز مخلوق ہے ابھی میں تم کو اپنی نشانیاں دکھائے دیتا ہوں مجھ سے جلدی نہ مچاؤ، یہ لوگ کہتے ہیں آخر یہ دھمکی پوری کب ہوگی اگر تم سچے ہو؟ کاش ان کافروں کو اس وقت کا کچھ علم ہوتا جبکہ نہ یہ اپنے منہ آگ سے بچا سکیں گے نہ اپنی پیٹھیں اور نہ ان کو کہیں سے مدد پہنچے گی، وہ بلا اچانک آئے گی اور انہیں اس طرح یک لخت دبوچ لے گی کہ یہ نہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ ان کو لمحہ بھر مہلت ہی مل سکے گی، اے نبی! تم سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے مگر ان کا مذاق اڑانے والے اسی چیز کے پھیر میں آکر رہے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ
اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ
لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ [2]

ترجمہ: یہ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟ یہ خبریں ہم کو بھی بہت دی گئی ہیں اور پہلے ہمارے آباؤ اجداد کو بھی دی جاتی رہی ہیں مگر بس افسانے ہی افسانے ہیں جو اگلے وقتوں سے سنتے چلے آرہے ہیں، کہو ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہو چکا ہے، اے نبی! ان کے حال پر رنج نہ کرو اور نہ ان کی چالوں پر تنگ دل ہو، وہ کہتے ہیں کہ یہ دھمکی کب پوری ہوگی اگر تم سچے ہو؟ کہو کیا عجب کہ جس عذاب کے لئے تم جلدی مچا رہے ہو اس کا ایک حصہ تمہارے قریب ہی آلگا ہو۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ
اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ڰ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى
اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿٥١﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا

[1] الانبیاء ٣٦تا ٤١

[2] النمل ٦٧تا ٧٢

مِنۢ مَّرۡقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَصَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۵۲﴾ (۱)

ترجمہ: ان لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ بچو اس انجام سے جو تمہارے آگے آ رہا ہے اور تمہارے پیچھے گزر چکا ہے شاید کہ تم پر رحم کیا جائے (تو یہ سنی ان سنی کر جاتے ہیں) ان کے سامنے ان کے رب کی آیات میں سے جو آیت بھی آتی ہے یہ اس کی طرف التفات نہیں کرتے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو رزق تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرو تو یہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے ایمان لانے والوں کو جواب دیتے ہیں کیا ہم ان کو کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟ تم تو بالکل ہی بہک گئے ہو، یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قیامت کی دھمکی آخر کب پوری ہو گی بتاؤ اگر تم سچے ہو؟ دراصل یہ جس چیز کی راہ تک رہے ہیں وہ بس ایک دھماکہ ہے جو یکایک انہیں اس حالت میں دھر لے گا جب یہ (اپنے دنیاوی معاملات میں) جھگڑ رہے ہوں گے اور اس وقت یہ وصیت تک نہ کر سکیں گے، نہ اپنے گھروں کو پلٹ سکیں گے، پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکایک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لئے اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے گھبرا کر کہیں گے، ارے! یہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا کھڑا کیا؟ یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی تھی۔

قُلۡ هُوَ الَّذِیۡ ذَرَاَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَاِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَیَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۲۵﴾ قُلۡ اِنَّمَا الۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوۡهُ زُلۡفَةً سِیۡٓـَٔتۡ وُجُوۡهُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَقِیۡلَ هٰذَا الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِهٖ تَدَّعُوۡنَ ﴿۲۷﴾ (۲)

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے، یہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہو گا؟ کہو اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے میں تو بس صاف صاف خبردار کر دینے والا ہوں، پھر جب یہ اس چیز کو قریب سے دیکھ لیں گے تو ان سب کے لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے انکار کیا ہے اور اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ چیز جس کے لئے تم تقاضے کر رہے تھے۔

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب نضر بن حارث بن کلدہ یا ابوجہل نے دعا کی تھی۔

وَاِذۡ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنۡ کَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَیۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۳۲﴾ (۳)

ترجمہ: اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ اے اللہ! اگر یہ واقعی حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

چنانچہ فرمایا اللہ کو عاجز سمجھتے ہوئے یہ جس عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں وہ کفار و مشرکین پر ایک وقت مقررہ پر ضرور واقع ہونے والا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس عذاب کو نازل کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو کوئی ہستی اسے دفع یا ٹال نہیں سکے گی، اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کا ذکر فرمایا کہ

(۱) یٰسین ۴۵تا۵۲

(۲) الملک ۲۴تا۲۷

(۳) الانفال ۳۲

یہ عذاب اس اللہ کی طرف سے ہوگا جو عروج کے زینوں کا مالک ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ذِي الْمَعَارِجِ، قَالَ: ذِي الدَّرَجَاتِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔" کے معنی ہیں وہ بلندیوں اور بزرگیوں والا ہے۔ (۱)

قرآن مجید میں روز قیامت کے بارے میں فرمایا

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾ (۲)

ترجمہ: یہ لوگ عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں، اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا مگر تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے۔

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ﴿٥﴾ (۳)

ترجمہ: وہ آسمان سے زمین تک دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور اس تدبیر کی روداد اوپر اس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے۔

یہاں کفار کے مطالبہ عذاب کے جواب میں فرمایا ملائکہ اور روح یعنی جبرائیل (ان کی عظمت شان کے پیش نظر الگ خصوصی ذکر کیا گیا) س کے حضور باریاب ہونے کے لئے چڑھ کر جاتے ہیں، یا نیک و بد انسانی روحیں جو مرنے کے بعد آسمان پر لے جائی جاتی ہیں، ایک ایسے دن میں (یعنی قیامت) جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے،

عَنْ عِكْرِمَةَ، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: يَوْمُ الْقِيَامَةِ

عکرمہ سے آیت کریمہ "یہ دن جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔" کے بارے میں روایت ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ (۴)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ} فَهَذَا يَوْمُ الْقِيَامَةِ، جَعَلَهُ اللهُ عَلَى الْكَافِرِينَ مِقْدَارَ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ " ملائکہ اور روح اس کے حضور چڑھ کر جاتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔" کے بارے میں روایت ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے، جسے اللہ تعالیٰ کافروں کے لیے پچاس ہزار برس کی مقدار کے مطابق بنا دے گا۔ (۵)

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ

(۱) تفسیر طبری ۲۳/۶۰۱، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰/۳۳۷۳

(۲) الحج ۴۷

(۳) السجدۃ ۵

(۴) تفسیر طبری ۲۳/۶۰۱

(۵) تفسیر طبری ۲۳/۶۰۲

الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دن تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار برس کا ہوگا یہاں تک کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا پھر اس کو جنت کی راہ دکھائی جائے گی یا دوزخ کی۔ ①

عَنْ أَبِي عُمَرَ الْغُدَانِيِّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ جَالِسًا، قَالَ: فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، فَقِيلَ لَهُ: هَذَا أَكْثَرُ عَامِرِيٍّ نَادَى مَالًا، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: رُدُّوهُ إِلَيَّ، فَرَدُّوهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: نُبِّئْتُ أَنَّكَ ذُو مَالٍ كَثِيرٍ، فَقَالَ الْعَامِرِيُّ: إِي وَاللَّهِ إِنَّ لِي لِمِائَةً حُمْرًا، وَمِائَةً أُدْمَاءَ، حَتَّى عَدَّ مِنْ أَلْوَانِ الْإِبِلِ، وَأَفْنَانِ الرَّقِيقِ، وَرِبَاطِ الْخَيْلِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِيَّاكَ، وَأَخْفَافَ الْإِبِلِ، وَأَظْلَافَ الْغَنَمِ، يُرَدِّدُ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى جَعَلَ لَوْنُ الْعَامِرِيِّ يَتَغَيَّرُ، أَوْ يَتَلَوَّنُ، فَقَالَ: مَا ذَاكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟

ابوعمر غدانی سے مروی ہے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا وہاں سے بنو عامر بن صعصعہ کے ایک ایسے شخص کا گزر ہوا جس کے بارے میں کہا گیا کہ بنو عامر میں سے یہ شخص سب سے زیادہ مال دار ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے میرے پاس بلا کر لاؤ، لوگ اسے بلا لائے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بڑے مالدار ہو؟ اس نے کہا بالکل میرے پاس سو سرخ اونٹ اور سو گندمی اونٹ ہیں، اس طرح اس نے اونٹوں کے مختلف رنگ، غلاموں کی تعداد اور گھوڑوں کے اصطبل گنوانا شروع کر دیئے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اونٹوں اور بکریوں کے کھروں سے اپنے آپ کو بچانا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات اتنی مرتبہ دہرائی کہ اس کا رنگ بدل گیا اور وہ کہنے لگا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! اس سے کیا مراد ہے؟

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا، وَرِسْلِهَا قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا نَجْدَتُهَا وَرِسْلُهَا؟ قَالَ: فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا، فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَذِّ مَا كَانَتْ، وَأَكْبَرِهِ، وَأَسْمَنِهِ، وَآشَرِهِ، ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، فَتَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ، وَإِذَا كَانَتْ لَهُ بَقَرٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا، وَرِسْلِهَا، فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَذِّ مَا كَانَتْ، وَأَكْبَرِهِ، وَأَسْمَنِهِ، وَآشَرِهِ، ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، فَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا، وَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ حَتَّى يَرَى سَبِيلَهُ،

آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ نجدت اور رسل میں ان کا حق ادا نہ کرے، ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی نجدت اور رسل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی تنگی اور ان کی فراغی میں تو یقیناً وہ اونٹ بہت موٹے تازے، بہت صحت مند اور شوخ مست حالت میں قیامت کے دن آئیں گے تو اسے ان کے لیے ایک لمبے چوڑے اور چٹیل میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اسے اپنے پاؤں کے ساتھ روندیں گے اور روندتے روندتے جب آخری اونٹ گزر جائے گا تو پھر پہلے کو اس

① صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ ۲۲۹۰، السنن الکبری للبیہقی ۱۳۱۱۴، شرح السنۃ للبغوی ۱۵۶۲

پر لوٹا دیا جائے گا اور یہ سلسلہ اس سارے دن میں جاری رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہو گی اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کر لیا جائے گا تو پھر وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا، اور جس شخص کے پاس گائیں ہوں اور وہ تنگی اور آسانی میں ان کا حق زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا وہ سب قیامت کے دن پہلے سے زیادہ صحت مند حالت میں آئیں گے اور ان کے لئے ایک لمبے چوڑے چٹیل میدان میں لٹا دیا جائے گا تو ان میں سے ہر کھر والی گائے اسے اپنے کھر کے ساتھ اور ہر سینگ والی گائے اسے اپنے سینگ کے ساتھ اسے مارے گی حتی کہ جب مارتے مارتے آخری گائے بھی گذر جائے گی تو پہلی گائے کو اس پر لوٹا دیا جائے گا اور یہ سلسلہ اس سارے دن میں جاری رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور پھر وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا

وَإِذَا كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا، فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَذِّ مَا كَانَتْ، وَأَكْبَرِهِ، وَأَسْمَنِهِ، وَآشَرِهِ، ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، فَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا، وَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا - يَعْنِي لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ، وَلَا عَضْبَاءُ - إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ أُولَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ ،

اگر اس کے پاس بکریاں ہیں تو یہ بکریاں موٹی تازی، بہت صحت مند حالت اور شوخ مست حالت میں قیامت کے دن آئیں گی تو اسے ان کے لیے ایک لمبے چوڑے اور چٹیل میدان میں لٹا دیا جائے گا تو اس میں ہر کھر والی بکری اپنے کھر کے ساتھ اور ہر سینگ والی اپنے سینگ کے ساتھ اسے مارے گی اور ان میں سے کوئی بکری ایسی نہ ہو گی جس کے سینگ نہ ہو یا جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو حتی کہ جب مارتے مارتے آخری بکری بھی گزر جائے گی تو پھر پہلی بکری کو اس پر لوٹا دیا جائے گا اور یہ سلسلہ اس سارے دن میں جاری رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کے برابر ہے حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور پھر وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا۔

فَقَالَ الْعَامِرِيُّ: وَمَا حَقُّ الْإِبِلِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ:أَنْ تُعْطِيَ الْكَرِيمَةَ، وَتَمْنَحَ الْغَزِيرَةَ، وَتُفْقِرَ الظَّهْرَ، وَتُسْقِيَ اللَّبَنَ، وَتُطْرِقَ الْفَحْلَ

عامری نے پوچھا اسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اچھا جانور زکوۃ کے طور پر دو اور دودھ والا جانور بطور تحفہ دو اور ان کی پشت پر سوار کراؤ ان کا دودھ پلاؤ اور جن کو مادہ کے لیے نر کی ضرورت ہو تو انہیں بلا معاوضہ اپنے نر اونٹ دے دو۔ [1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهُ، إِلَّا جُعِلَ صَفَائِحَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَتُكْوَى بِهَا جَبْهَتُهُ وَجَنْبُهُ وَظَهْرُهُ، حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ عِبَادِهِ، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يُرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو اسے تختیوں کی صورت میں تبدیل کر کے جہنم کی آگ میں گرم کر کے ان کے ساتھ اس کی پیشانی، پہلو اور کمر پر داغ لگائے جائیں گے حتی کہ اس دن اللہ تعالیٰ

---

[1] مسند احمد ۱۰۳۵۰

اپنے بندوں کے مابین فیصلہ فرمادے گا جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی، پھر یہ اپنا راستہ دیکھے گا کہ وہ جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف (باقی حدیث اس طرح ہے جو پہلے گزر چکی ہے)۔ [1]

پس اے نبی ﷺ! ایک عالی ظرف انسان کے شایان شان صبر جمیل کرو، یہ کفار و مشرکین لوگ قیامت کو بعید از امکان تصور کرتے ہیں جبکہ اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ ایک وقت مقررہ پر وہ ضرور آکر رہے گی۔ جیسے فرمایا

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ... ⑱ [2]

ترجمہ: جو لوگ اس کے آنے پر ایمان نہیں رکھتے وہ تو اس کے لئے جلدی مچاتے ہیں مگر جو اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یقیناً وہ آنے والی ہے۔

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ⑧ وَ تَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ⑨ وَ لَا يَسْئَلُ

جس دن آسمان مثل تیل کی تلچھٹ کے ہوجائے گا، اور پہاڑ مثل رنگین اون کے ہوجائیں گے، اور کوئی دوست کسی

حَمِيمٌ حَمِيمًا ⑩ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ

دوست کو نہ پوچھے گا، گناہ گار اس دن کے عذاب کے بدلے فدیے میں اپنے بیٹوں کو (حالانکہ) ایک دوسرے کو دکھا دیئے

بِبَنِيهِ ⑪ وَ صَاحِبَتِهِ وَ أَخِيهِ ⑫ وَ فَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ⑬ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۙ

جائیں گے، اپنی بیوی کو، اور اپنے بھائی کو، اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا، اور روئے زمین کے سب لوگوں کو دینا چاہے گا

ثُمَّ يُنْجِيهِ ⑭ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ⑮ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ⑯

تا کہ یہ اسے نجات دلادے، مگر یہ ہرگز نہ ہوگا، یقیناً وہ شعلے والی (آگ) ہے جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے،

تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَ تَوَلَّىٰ ⑰ وَ جَمَعَ فَأَوْعَىٰ ⑱ (المعارج ۸ تا ۱۸)

وہ ہر شخص کو پکارے گی جو پیچھے ہٹتا اور منہ موڑتا ہے اور جمع کر کے سنبھال رکھتا ہے۔

وہ عذاب اس روز ہوگا جس روز آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح بار بار رنگ بدلے گا یا زیتون کے تیل کی تلچھٹ جیسا ہوجائے گا یا پگھلے ہوئے سیسہ کی طرح ہوجائے گا اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون جیسے ہوجائیں گے اور اڑتا غبار بن کر ختم ہوجائیں گے، جیسے فرمایا

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ⑤ [3]

ترجمہ: اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

[1] مسند احمد ۸۹۷۷، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ ۲۲۹۲

[2] الشوریٰ ۱۸

[3] القارعة ۵

اس المناک عذاب کو دیکھ کر ہر شخص کو اپنی نجات کی پڑی ہو گی اور کوئی جگری دوست تعارف اور شناخت کے باوجود اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا حالاں کے ایک دوسرے کو بری حالت میں دیکھ رہے ہوں گے، جیسے فرمایا

فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ (۱)

ترجمہ: آخر کار جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہو گی، اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ... ﴿٣٣﴾ (۲)

ترجمہ: لوگو! بچو اپنے رب کے غضب سے اور ڈرو اس دن سے جبکہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہو گا، فی الواقع اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ (۳)

ترجمہ: پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

اولاد، بیوی، بھائی اور خاندان یہ ساری چیزیں انسان کو نہایت عزیز ہوتی ہیں، لیکن روز قیامت نفسا نفسی کا یہ عالم ہو گا کہ مجرم جس پر عذاب کا استحقاق ثابت ہو چکا ہو گا خواہش کرے گا کہ اس دن کے ہولناک عذاب سے بچنے کے لئے تمام تر محبوب ہستیوں کو یعنی اپنی اولاد کو اپنی بیوی کو اپنے بھائی کو اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور یہ تدبیر اسے عذاب سے نجات دلا دے، باری تعالیٰ نے فرمایا ہر گز نہیں، روز قیامت کسی شخص سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر مجرم کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹ ہو گی جو گوشت پوست کو چاٹ جائے گی اور انسان ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رہ جائے گا، اللہ تعالیٰ جہنم کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اور جہنم دو وجوہ کی بنا پر ہر کٹے کافر کو پکار پکار کر اپنی طرف بلائے گی۔

❁ جس نے دنیا میں اتباع حق سے منہ موڑا اور پیٹھ پھیری۔

❁ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے بجائے جمع کر کے خزانوں میں سینت سینت کر رکھتا تھا۔

جیسے فرمایا

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣٤﴾ (۴)

(۱) عبس ۳۳تا۳۷

(۲) لقمان ۳۳

(۳) المومنون ۱۰۱

(۴) الحاقۃ ۳۴،۳۳

ترجمہ: یہ نہ تو اللہ بزرگ وبرتر پر ایمان لاتا تھا اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔
یعنی یہ شخص نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا تھا، نہ حقوق اللہ ادا کرتا تھا اور نہ ہی حقوق العباد۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَّ إِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ

”بیشک انسان بڑے کچے دل والا بنایا گیا ہے، جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو ہڑ بڑا اٹھتا ہے، اور جب راحت ملتی ہے ت

مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ ﴿٢٣﴾

وبخل کرنے لگتا ہے، مگر وہ نمازی جو اپنی نمازوں پر ہمیشگی کرنے والے ہیں، اور جن کے مالوں میں

حَقٌّ مَّعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّائِلِ وَ الْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾ وَ الَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٦﴾

مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بچنے والوں کا بھی، اور جو انصاف کے دن پر یقین رکھتے ہیں،

وَ الَّذِينَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ﴿٢٧﴾ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿٢٨﴾

اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں،

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٢٩﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ

اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی (حرام سے) حفاظت کرتے ہیں، ہاں ان کی بیویاں اور لونڈیوں کے بارے میں

أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ

جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں، اب جو کوئی اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈے گا تو ایسے لوگ

هُمُ الْعَادُونَ ﴿٣١﴾ وَ الَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٣٢﴾ وَ

حد سے گزر جانے والے ہونگے، جو اپنی امانتوں کا، اور اپنے قول وقرار کا پاس رکھتے ہیں، اور

الَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾ وَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾

جو اپنی گواہیوں پر سیدھے اور قائم رہتے ہیں، جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں،

أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ (المعارج ۱۹تا۳۵)

یہی لوگ جنتوں میں عزت والے ہونگے۔

انسان بے صبرا، بخیل اور کنجوس ہے:

یہ انسانی سرشت ہے کہ وہ سخت حریص اور بہت جزع وفزع کرنے والا ہے، جب اس پر فقر یا کسی مرض کا حملہ ہوتا ہے یا مال ومتاع، گھر بار اور اولاد میں سے کوئی محبوب چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہونے کے بجائے انتہائی بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے اور جب اسے آسائش پہنچتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے، اور اللہ کا حق بھی ڈکار جاتا ہے،

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول: شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان میں دو وصف بہت برے ہوتے ہیں ایک یہ کہ حریص وبخیل ہونے کے ساتھ ساتھ دل کا کچا ہو، دوسرا یہ کہ اتنا بزدل ہو کہ گویا دل ہی نکل جائے گا۔ (۱)

مگر یہ کمزوریاں ناقابل تغیر وتبدل نہیں ہیں، چنانچہ فرمایا کہ وہ لوگ ان مذموم خصلت سے بچے ہوئے ہیں جو فرض اور نفلی نماز پڑھنے والے ہیں، مگر ایسا نہیں کہ سستی، آرام طلبی یا دینوی مصروفیت یا دلچسپی میں الجھ کر جب وقت چاہا نماز پڑھ لی بلکہ جو اپنی نماز کو پابندی سے ہمیشہ اپنے وقت پر خضوع وخشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں، جیسے فرمایا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ ۲ (۲)

ترجمہ: یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہوں۔

جنہوں نے خود اپنے مالوں میں حاجت مندوں اور محرموں کا ایک حصہ مقرر کر رکھا ہے، جسے وہ ان کا حق سمجھ کر ادا کرتے ہیں جیسے فرمایا

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ ۱۹ (۳)

ترجمہ: اور ان کے مالوں میں حق تھا سائل اور محروم کے لئے۔

اور وہ اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ کے علاوہ بھی خرچ کرتے رہتے ہیں، جو خود کو غیر ذمہ دار اور غیر جواب دہ نہیں سمجھتے بلکہ وہ یقین کامل رکھتے ہیں کہ ایک دن انہیں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، جیسے فرمایا

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَاۗؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ ۱۹ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ ۲۰ (۴)

ترجمہ: اس وقت جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو دیکھو پڑھو میرا نامہ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔

اس لئے اس دن کی تیاری کرتے رہتے ہیں، جو اطاعت اور اعمال صالحہ کے باوجود اللہ کی عظمت وجلالت کے پیش نظر اس کی گرفت سے لرزاں وترساں رہتے ہیں، اور یقین کامل رکھتے ہیں کہ جب تک اللہ کی رحمت ہمیں اپنے دامن میں نہیں ڈھانک لے گی ہمارے یہ اعمال نجات کے لئے کافی نہیں ہوں گے، تاکید کے طور پر فرمایا کہ اللہ کے عذاب سے کسی کو بھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر وقت اس سے ڈرتے

(۱) سنن ابوداودکتاب الجهادبابٌ فِي الْجُرْأَةِ وَالْجُبْنِ ۲۵۱۱، مسند احمد ۸۰۱۰

(۲) المومنون ۱،۲

(۳) الذاریات ۱۹

(۴) الحاقة ۱۹،۲۰

رہنااور اس سے بچاؤ کی ممکنہ تدابیر اختیار کرتے رہنا چاہیے، جو جنسی خواہش کی تکمیل و تسکین کے لئے دو جائز ذرائع بیوی اور اپنی مملوکہ عورتوں کے علاوہ سدومیت (عمل قوم لوط) اور ہر طرح کی شہوت رانی (بیوی کی دبر میں مجامعت، حالت حیض وغیرہ میں مجامعت وغیرہ) اور عریانی سے پرہیز کرتے ہیں، اور جو بیوی اور لونڈی کے علاوہ تلاش کریں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں، جو اللہ اور لوگوں کی سپرد کی ہوئی امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اس میں کچھ خیانت نہیں کرتے اور جو اللہ سے اور لوگوں سے کیے ہوئے عہد و پیمان کی پاسداری کرتے ہیں، اور ان میں کمی بیشی نہیں کرتے اور نہ انہیں چھپاتے ہیں، جیسے فرمایا

...وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ... ﴿۲۸۳﴾ (۱)

ترجمہ: اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے جو تقریر بھی فرماتے اس میں یہ بات ضرور ارشاد فرمایا کرتے تھے خبردار رہو، جس میں امانت نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کا پابند نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: آيَةُ المُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین خصلتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد و پیمان کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (۳)

جو اپنی شہادتوں کو اللہ کی رضا کا حصول سمجھ کر نہ چھپاتے ہیں نہ اس میں کمی بیشی ہی کرتے ہیں چاہے اس کی زد میں ان کے قریبی عزیز یا دوست ہی آجائیں، جیسے فرمایا ...وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ... ﴿۲﴾ (۴)

ترجمہ: اور (اے گواہ بننے والو) گواہی ٹھیک ٹھیک اللہ کے لئے ادا کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ... ﴿۱۳۵﴾ (۵)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! انصاف کے علمبردار اور اللہ واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔

---

(۱) البقرہ ۲۸۳

(۲) شعب الایمان ۴۰۴۵، مسند احمد ۱۲۳۸۳، المعجم الاوسط ۲۶۰۶، السنن الکبری للبیهقی ۱۲۶۹۰، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۰۴۰۱، مسند ابی یعلی ۲۸۶۳، شرح السنة للبغوی ۳۸

(۳) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ عَلَامَةِ المُنَافِقِ ۳۳، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ۲۱۰

(۴) الطلاق ۲

(۵) النساء ۱۳۵

اور جو دنیاوی مصروفیات میں الجھ کر اپنی نمازوں سے غافل نہیں ہوجاتے بلکہ ان کے دل مسجدوں میں اٹکے رہتے ہیں، ادھر اذان کی آواز کان میں پڑی اور محبوب بیویوں، اولادوں اور کاروبار سب کچھ چھوڑ کر رب کی بارگاہ میں حاضری کے لئے چل پڑے، ان اوصاف کے لوگ اکرام وتکریم کے ساتھ جنت کے سرسبز وشاداب باغوں اور لازوال نعمتوں میں رہیں گے۔

انہی اوصاف کے حامل لوگوں کے بارے میں ایک مقام پر فرمایا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝٣ وَالَّذِيْنَ
هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝٤ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝٥ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ
غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝٦ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۗءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝٧ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝٨
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٩ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ۝١١ (١)

ترجمہ: یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں، لغویات سے دور رہتے ہیں، زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں، البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں، اپنی امانتوں اور اپنے عہد وپیمان کا پاس رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ وہ وارث ہیں جو میراث میں فردوس پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝٣٦ۙ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ

پس کافروں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ تیری طرف دوڑتے آتے ہیں، دائیں اور بائیں سے گروہ کے

عِزِيْنَ ۝٣٧ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۝٣٨ۙ

گروہ، کیا ان میں سے ہر ایک کی توقع یہ ہے کہ وہ نعمتوں والی جنت میں داخل کیا جائے گا؟

كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٣٩ (المعارج ٣٦تا٣٩)

(ایسا) ہرگز نہ ہوگا، ہم نے انہیں اس (چیز) سے پیدا کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں.

اللہ تعالیٰ نے کفار کی فریب خوردگی بیان کرتے ہوئے فرمایا پس اے نبی ﷺ! کیا بات ہے کہ یہ منکرین ہر طرف سے گروہ در گروہ آپ کی مجلس میں دوڑے چلے آرہے ہیں؟ اور آپ کی دعوت وتبلیغ اور تلاوت قرآن سن کر عمل کرنے کے بجائے ان کا مذاق اڑاتے، آوازے کستے اور ٹولیوں میں بٹ کر دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر مسلمان جنت میں گئے تو ہم ان سے پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے اور وہاں اسی طرح مزے کریں گے جس طرح دنیا میں کر رہے ہیں، اور محمد ﷺ پر ایمان لانے والے اسی طرح خستہ حال رہیں گے جس طرح آج دنیا میں ہیں، جیسے

(١) المومنون ١تا١١

فرمایا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو بتلاؤ۔

اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کَالۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَکُمۡ ۟ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ ﴿۳۶﴾ اَمۡ لَکُمۡ کِتٰبٌ فِیۡہِ تَدۡرُسُوۡنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَکُمۡ فِیۡہِ لَمَا تَخَیَّرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ اَمۡ لَکُمۡ اَیۡمَانٌ عَلَیۡنَا بَالِغَۃٌ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ اِنَّ لَکُمۡ لَمَا تَحۡکُمُوۡنَ ﴿۳۹﴾ سَلۡہُمۡ اَیُّہُمۡ بِذٰلِکَ زَعِیۡمٌ ﴿۴۰﴾ اَمۡ لَہُمۡ شُرَکَآءُ ۚ فَلۡیَاۡتُوۡا بِشُرَکَآئِہِمۡ اِنۡ کَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ ﴿۴۱﴾ [۱]

ترجمہ: کیا ہم فرمانبرداروں کا حال مجرموں کا سا کر دیں؟ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تم کیسے حکم لگاتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو کہ تمہارے لئے ضرور وہاں وہی کچھ ہے جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو؟ یا پھر کیا تمہارے لئے روز قیامت تک ہم پر کچھ عہد و پیمان ثابت ہیں کہ تمہیں وہی کچھ ملے گا جس کا تم حکم لگاؤ، ان سے پوچھو تم میں سے کون اس کا ضامن ہے؟ یا پھر ان کے ٹھیرائے ہوئے کچھ شریک ہیں (جنہوں نے اس کا ذمہ لیا ہو) یہ بات ہے تو لائیں اپنے ان شریکوں کو اگر یہ سچے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس زعم باطل کی تردید فرمائی کہ کیا ان میں سے ہر ایک یہ لالچ رکھتا ہے کہ وہ بغیر حساب کتاب نعمت بھری جنت میں داخل کر دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں، یہ کس طرح ممکن ہے کہ مومن اور کافر دونوں جنت میں داخل کر دیئے جائیں، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے اور اطاعت گزاروں اور اس کی تکذیب کرنے والوں دونوں کو اخروی نعمتیں ملیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، ہم نے انسان کو پہلے سڑی ہوئی مٹی سے اور پھر بدبودار پانی کے ایک حقیر قطرے سے پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا

اَلَمۡ نَخۡلُقۡکُّمۡ مِّنۡ مَّآءٍ مَّہِیۡنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلۡنٰہُ فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ﴿۲۱﴾ [۲]

ترجمہ: کیا ہم نے ایک حقیر پانی سے تمہیں پیدا نہیں کیا اور ایک مقررہ مدت تک اسے ایک محفوظ جگہ ٹھہرائے رکھا؟۔

فَلۡیَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ یَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَیۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ [۳]

ترجمہ: پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

تو کیا انسان کو اللہ کے مقابلے میں تکبر زیب دیتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کرتا ہے۔

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَ الۡمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰۤی اَنۡ نُّبَدِّلَ

پس مجھے قسم ہے مشرقوں اور مغربوں کے رب کی (کہ) ہم یقیناً قادر ہیں، اس پر ان کے عوض ان سے

خَیۡرًا مِّنۡہُمۡ ۙ وَ مَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِیۡنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرۡہُمۡ یَخُوۡضُوۡا وَ یَلۡعَبُوۡا

اچھے لوگ لے آئیں گے اور ہم عاجز نہیں ہیں، پس تو انہیں جھگڑتا کھیلتا چھوڑ دے،

[۱] القلم ۳۵ تا ۴۱

[۲] المرسلات ۲۱،۲۰

[۳] الطارق ۵ تا ۷

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِىْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے، جس دن یہ قبروں سے

سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

دوڑتے ہوئے نکلیں گے، گویا کہ وہ کسی جگہ کی طرف تیز تیز جا رہے ہیں، ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہونگیں،

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِىْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ (المعارج ۴۰تا۴۴)

ان پر ذلت چھارہی ہوگی، یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

کیونکہ زمین اللہ کے حکم سے ایک خاص رفتار سے گردش کھارہی ہے اس لئے سورج ہر روز ایک نئے زاویے سے طلوع ہوتا ہے اور نئے زاویے میں مغرب میں غروب ہوتا ہے، اس لحاظ سے مشرق بھی بہت ہیں اور مغرب بھی، چنانچہ ایک مقام پر فرمایا

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ ﴿۵﴾ (۱)

ترجمہ: وہ جو زمین اور آسمانوں کا اور تمام ان چیزوں کا مالک ہے جو زمین و آسمان میں ہیں اور سارے مشرقوں کا مالک۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۚ ﴿۱۷﴾ (۲)

ترجمہ: دونوں مشرق اور دونوں مغرب، سب کا مالک و پروردگار وہی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھا کر فرمایا بات وہ نہیں ہے جو انہوں نے سمجھ رکھی ہے کہ حساب و کتاب ہو گا نہ حشر و نشر، کیا یہ نہیں جانتے کہ ہم مشرقوں اور مغربوں کے مالک ہیں، پوری زمین ہمارے قبضہ قدرت میں ہے، اور ہم اس پر پوری طرح قادر ہیں کہ کفار و مشرکین کو جب چاہیں عذاب نازل کر کے فسانہ بنا دیں اور ان کے بدلے ایسے لوگ پیدا کر دیں جو ہمارے مطیع اور فرمانبردار ہوں اور ہماری نافرمانیوں سے رکے رہنے والے ہوں، جیسے فرمایا

...وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ (۳)

ترجمہ: اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

جب ہم دنیا میں ایسا کر سکتے ہیں تو روز قیامت ان کو دوبارہ ان کی قبروں سے زندہ کر دینا ہمارے لئے کیا مشکل ہے، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْـىِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ (۴)

(۱) الصافات ۵

(۲) الرحمٰن ۱۷

(۳) محمد ۳۸

(۴) الاحقاف ۳۳

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس اللہ نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے اور ان کے بناتے ہوئے وہ نہ تھکا، وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟ کیوں نہیں، یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

ایک جگہ کفار کے گمان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا

أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ۝٣ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ۝٤ (۱)

ترجمہ: کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے؟ کیوں نہیں؟ ہم تو اس کی انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے پر قادر ہیں۔

ایک مقام پر یوں فرمایا

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝٦٠ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝٦١ (۲)

ترجمہ: ہم نے تمہارے درمیان موت کو تقسیم کیا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری شکلیں بدل دیں اور کسی ایسی شکل میں تمہیں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔

لہٰذا انہیں اپنی لایعنی بحثوں میں پھنسے اور دنیا کی دلفریبیوں میں مگن رہنے دو یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن کو پہنچ جائیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے، جب یہ صور کی آواز سن کر اپنی قبروں سے برق رفتاری سے نکل آئیں گے اور پکارنے والے کی آواز کی طرف کر اس طرح دوڑے جا رہے ہوں گے جیسے طلوع شمس کے وقت اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف انہیں بوسہ دینے کے لئے دوڑ رہے ہوں، مرنے والے انسان کو ملک الموت اور اس کے ساتھی فرشتوں کا طرز عمل دیکھ کر اپنی اگلی منزل کا اندازہ ہو جاتا ہے، پھر قبر میں منکر نکیر کے سوال جواب بھی انجام بتلا دینے کے لئے کافی ہوتے ہیں، اس لئے جب مجرمین اپنی قبروں سے نکلیں گے تو انہیں خوب معلوم ہو گا کہ ان کے کالے کرتوتوں کے باعث ان کا انجام کیا ہونے والا ہے، اس لئے ان کی نگاہیں ذلت سے جھکی ہوئی ہوں گی، خوف کے مارے ان کے چہرے سیاہ پڑے ہوں گے، وہ دن ہے جس کا رسولوں اور آسمانی کتابوں کے ذریعے ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

مضامین سورۃ ق:

پوری سورۃ کا بنیادی مضمون آخرت ہے کیونکہ اہل مکہ کو اس بات پر بڑا اچنبھا تھا کہ مرنے کے بعد جب ابتدائے آفرینش سے قیامت تک مرنے والے تمام انسانوں کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو کر منتشر ہو چکی ہوں گی سب لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے ان کے اعمال کا حساب کیا جائے گا اور اسے جزا و سزا دی جائے گی، یہ سب کچھ ان کے لئے محال اور بعید از امکان تھا، ان شکوک و شبہات کے ازالے کے لئے قرآن مجید کی عظمت کی قسم کھا کر بڑے مختصر طریقے سے خوبصورت چھوٹے چھوٹے مگر فصاحت و بلاغت سے بھرپور فقروں میں آخرت کا امکان اور اس کے وقوع پر دلائل دیے اور ساتھ ہی لوگوں کو متنبہ کیا کہ حیات بعد الموت کو خواہ بعید از عقل تصور کرو یا اس حقیقت کو ہی جھٹلا دو لیکن یہ

(۱) القیامۃ ۴،۳

(۲) الواقعہ ۶۱،۶۰

قطعی اٹل حقیقت ہے کہ تمہارے جسم کا ایک ایک ذرہ جو زمین میں منتشر ہوتا ہے اللہ کو اس کے بارے میں خوب معلوم ہے کہ انسان کے اجزاء کہاں کہاں منتشر ہوئے اور اب ان کا وجود کہاں ہے، ان منتشر ذرات کو دوبارہ جمع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کلمہ کن ہی کافی ہے، نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری رگ جاں سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے، وہ براہ راست تمہارے قول و فعل اور تمہارے شعور، تحت الشعور اور لاشعور میں اٹھنے والے وسوسوں کو دیکھ رہا ہے اور اس براہ راست علم کے علاوہ اس نے دو فرشتے بھی مقرر کر رکھے ہیں جو تمہارے منہ سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ اور تمہاری حرکات و سکنات کے ریکارڈ کو محفوظ کر رہے ہیں، جب موت آئے گی تو وہ انسان کے اعمال نامہ کو لپیٹ دیں گے، پھر میدان محشر میں تمہارے اعمال کا سارا ریکارڈ تمہارے ہاتھوں میں تھما دیا جائے گا اور ہر انسان کو اپنے اعمال کا حساب اور جواب دینا ہوگا، بعث بعد الموت کی دلیل میں فرمایا کہ نباتات پر غور و تدبر کرو، اللہ کے حکم سے جیسے ہی بارش ہوتی ہے زمین سرسبز ہو جاتی ہے، وہ سب نباتات گھاس اور جڑی بوٹیاں جن کا وجود ظاہری طور پر ختم ہو چکا ہوتا ہے بارش کے بعد نئے سرے سے زندگی کی بہار دکھانے لگتی ہیں، اسی طرح موت کے بعد جب صور اسرافیل پھونکا جائے گا تو سبھی انسان زندہ ہو جائیں گے اور جو پردہ آج مادی کدورت کے باعث تمہاری عقل پر پڑ گیا ہے وہ ہٹ جائے گا اور اس وقت تمہیں یہ احساس ہوگا کہ دنیا میں ہماری زندگی یوں ہی بیکار یا کھیل تماشے کے طور پر نہ تھی، جزاء و سزا، جنت و دوزخ اور عذاب و ثواب کا تذکرہ کر کے فرمایا کہ اگر اسی طرح تم حق کو ماننے کی بجائے بغض و عناد کا شکار رہے تو قیامت کے روز اسی جہنم کا ایندھن بنائے جاؤ گے جسے آج تم فسانہ عجائب سمجھ رہے ہو، اس سورۃ میں تسبیح اور صبر کا خصوصی حکم ہے جبکہ انبیاء کی تکذیب اور گمراہی کے انجام کا بھی ذکر کیا گیا ہے، اقوام سابقہ میں سے اصحاب الایکہ، اصحاب الرس، قوم عاد و ثمود، قوم لوط اور فرعون کا ذکر عبرت کے لئے ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ ۚ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ۚ﴿۱﴾ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ

ق ! بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے، بلکہ انہیں تعجب معلوم ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آگاہ کرنے والا آیا

فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ۚ﴿۲﴾ ءَاِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِکَ

تو کافروں نے کہا کہ یہ ایک عجیب چیز ہے، کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے پھر

رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ ﴿۳﴾ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ مِنۡہُمۡ ۚ وَ عِنۡدَنَا

یہ واپسی دور (از عقل) ہے، زمین جو کچھ ان میں سے گھٹاتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس سب

کِتٰبٌ حَفِیۡظٌ ﴿۴﴾ بَلۡ کَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَہُمۡ فَہُمۡ فِیۡۤ اَمۡرٍ مَّرِیۡجٍ ﴿۵﴾ (ق ا تا ۵)

یاد رکھنے والی کتاب ہے، بلکہ انہوں نے سچی بات کو جھوٹ کہا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچ چکی پس وہ الجھاؤ میں پڑ گئے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن جس کی فصاحت کامل ترین، جس کے الفاظ عمدہ ترین اور جس کے معانی عام اور حسین ترین ہیں، قرآن کریم جو بہت نفع پہنچانے والا اور بے پایاں برکات کا حامل ہے کی قسم کھا کر فرمایا کہ محمد ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور تم ضرور قیامت والے دن اٹھائے جاؤ گے، مگر محمد مصطفی ﷺ کو جھٹلانے والے اس بات پر حیرت کرتے ہیں کہ ان ہی کی طرح کا ایک بشر جو ان ہی کی قوم وبرادری کا ہے، ان ہی کی زبان بولتا ہے، جس کی زندگی، سیرت وکردار اور گفتار سے بچپن سے ادھیڑ عمر تک یہ خوب آشنا ہیں اللہ کی طرف سے بشیر ونذیر بن کر ان میں مبعوث کر دیا گیا ہے، جیسے فرمایا

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ [1]

ترجمہ: کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے ایک آدمی پر وحی بھیجی کہ (غفلت میں پڑے ہوئے) لوگوں کو چونکا دے اور جو مان لیں ان کو خوشخبری دیدے کہ ان کے رب کے پاس سچی عزت وسرفرازی ہے؟ (اس پر) منکرین نے کہا کہ یہ شخص تو کھلا جادوگر ہے۔

جب اس نے لوگوں کو گمراہی سے نکالنے کے لئے واضح دلائل وبراہین کے ساتھ اس عارضی دنیا کی حقیقت اور دائمی حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا کے بارے میں خبردار کیا تو آخرت کے منکرین نے اپنی عقل وفہم سے نہیں بلکہ تعصّبات اور کفر وعناد سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جو ہر چیز پر قادر اور ہر لحاظ سے کامل ہے کو جھٹلایا اور کہا کہ بھلا ابتدائے آفرینش سے قیامت تک مرنے والے تمام انسانوں کے منتشر اجزا کو اسی ہیئت وترکیب میں جمع کرنا اور نیا وجود بخشنا کس طرح ممکن ہے، کفار کے اس شبہے کے ازالہ کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے جو اپنے کامل اور وسیع علم کے ذریعے سے براہ راست جانتا ہے کہ ہر انسان کا ہر منتشر ذرہ زمین میں کہاں اور کس حال میں ہے، اس کے علاوہ ان منتشر ذرات کا باقاعدہ ریکارڈ لوح محفوظ جو کہ ہر قسم کے تغیر وتبدل سے محفوظ ہے میں بھی درج ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلَهُ: قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ، يَقُولُ: مَا تَأْكُلُ الْأَرْضُ مِنْ لُحُومِهِمْ وَأَبْشَارِهِمْ وَعِظَامِهِمْ وَأَشْعَارِهِمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ "زمین جو کچھ ان میں سے گھٹاتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے۔" کی تفسیر میں روایت ہے ہم جانتے ہیں کہ زمین ان کے گوشت، جسموں، ہڈیوں اور بالوں کو کھا رہی ہے۔ [2]

اس لئے اللہ کے لئے ان تمام اجزا کو جمع کر کے انہیں دوبارہ زندہ کر دینا قطعاً مشکل کام نہیں ہے، مگر ان لوگوں نے اس حقیقت کے واضح دلائل وبراہین پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کے بجائے بلا تامل جھوٹ قرار دے دیا اور اپنے غلط موقف میں الجھ کر حقیقت بیان کرنے والے کو اپنی فاسد رائے کے تقاضے کے مطابق شاعر، کاہن، مجنون اور جادوگر کہنے لگے، کبھی ان پر اپنی بڑائی قائم کرنے کا بہتان لگانے لگے اور کبھی اللہ کی نازل کردہ کتاب کو انسانی کلام سمجھ کر جھٹلانے لگے۔

---

[1] یونس ۲

[2] تفسیر طبری ۳۲۸؍۲۲

اَفَلَمۡ یَنۡظُرُوۡۤا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ کَیۡفَ بَنَیۡنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا

کیا انہوں نے آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے اور زینت دی ہے، اس میں

مِنۡ فُرُوۡجٍ ﴿۶﴾ وَ الۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَ اَلۡقَیۡنَا فِیۡهَا رَوَاسِیَ وَ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ

کوئی شگاف نہیں، اور زمین کو ہم نے بچھا دیا ہے اور اس میں ہم نے پہاڑ ڈال دیئے ہیں اور اس میں ہم نے

کُلِّ زَوۡجٍۭ بَهِیۡجٍ ﴿۷﴾ تَبۡصِرَةً وَّ ذِکۡرٰی لِکُلِّ عَبۡدٍ مُّنِیۡبٍ ﴿۸﴾ (ق ۶ تا ۸)

قسم قسم کی خوشنما چیزیں اگا دیں ہیں تاکہ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے بینائی اور دانائی کا ذریعہ ہو۔

اللہ کے محیر العقول شاہکار:

اللہ تعالیٰ نے منکرین کو آیات آفاقیہ میں غور و تدبر کرنے کی دعوت دی کہ کیا یہ لوگ اللہ کا تخلیق کیا ہوا یہ وسیع و عریض عالم بالا نہیں دیکھتے جو ان پر بغیر کسی ستون کے ایک چھتری کی طرح چھایا ہوا ہے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِیۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ... ﴿۲﴾ [۱]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ... ﴿۱۰﴾ [۲]

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔

جس کے نیچے دن کو انسانی معاشی ضروریات کے لئے سورج چمکتا ہے، اور رات کو آرام کرنے کے لئے چاند اور سیاروں اور بے حد و حساب ستاروں سے آراستہ کیا ہے، جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور چلتے چلتے غائب ہو جاتے ہیں، جس میں لاکھوں کہکشاں ہیں مگر اس حیرت انگیز وسعت کے باوجود یہ عظیم الشان نظام کائنات ایسا مسلسل اور مستحکم ہے کہ اس میں کبھی کسی جگہ کوئی خلل واقع نہیں ہوا، جیسے فرمایا

الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیۡرٌ ﴿۴﴾ [۳]

ترجمہ: جس نے تہ بہ تہ سات آسمان بنائے، تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

جب اس وسیع نظام میں تم کوئی فرق و تفاوت نہیں دیکھتے تو کیا اللہ کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ تمہارے امتحان کی مہلت ختم ہو جانے کے بعد تم سے اعمال کا حساب لینے کے لئے تمہیں دوبارہ زندہ کرے، اور کیا یہ لوگ اس ہموار اور کشادہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اسے کیسے

[۱] الرعد ۲

[۲] لقمان ۱۰

[۳] الملک ۳، ۴

بچھایا ہے، اس میں رنگا رنگ کے چھوٹے بڑے پہاڑ جمائے ہیں تا کہ یہ ہل نہ سکے، جیسے فرمایا

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ ... ﴿١٩﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ جمائے۔

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ... ﴿٣﴾ (۲)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے یہ زمین پھیلا رکھی ہے اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ رکھے ہیں اور دریا بہادیے ہیں۔

اس زمین میں نمو کی قوت رکھی ہے جس سے یہ انسانی وجانوروں کی ضروریات کے لئے انواع و اقسام کی خوش منظر، شاداب اور حسین نباتات، اجناس اور پھلوں کا جوڑا جوڑا اگاتی ہے، جیسے فرمایا

... وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ... ﴿٣﴾ (۳)

ترجمہ: اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٩﴾ (۴)

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

اگر ان لوگوں کے دلوں میں حقیقت حال معلوم کرنے کی کچھ بھی لگن ہو تو آسمان وزمین کی تخلیق، اس کے اندر بڑی بڑی مخلوق اور بے مثال نظام پر غور وفکر کر کے حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں کہ اللہ ہی واحد، یکتا اور بے نیاز ہے، جس کی کوئی بیوی ہے نہ بیٹا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے، یہ وہ ہستی ہے جس کے سوا کوئی عبادت، تذلل اور محبت کے لائق نہیں اور رسول اللہ ﷺ جو پیغام لے کر مبعوث ہوئے ہیں وہ سچ ہے اس لئے ہمیں آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِ ﴿٩﴾ وَ النَّخْلَ

اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا اور اس سے باغات اور کٹنے والے کھیت کے غلے پیدا کئے اور کھجوروں کے

بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ﴿١٠﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَ اَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً

بلند وبالا درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ ہیں بندوں کی روزی کے لیے، اور ہم نے پانی سے

مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿١١﴾ (ق۹تا۱۱)

مردہ شہر کو زندہ کر دیا اسی طرح (قبروں سے) نکلنا۔

(۱) الحجر۱۹

(۲) الرعد۳

(۳) الرعد۳

(۴) الذاریات۴۹

اور اللہ وحدہ لاشریک آسمان سے بارش کا بابرکت پانی نازل فرماتا ہے جس سے دریا رواں دواں ہو جاتے ہیں، اس پانی سے یکا یک مردہ زمین زندہ ہو کر لہلہانے لگتی ہے اور طرح طرح کے پھل مثلاً انگور، انار، لیموں اور سیب وغیرہ اور اجناس مثلاً گیہوں، مکی، جوار، باجرہ، دالیں اور چاول وغیرہ پیدا کرتی ہے جن کو کاٹ کر آئندہ ضروریات کے لئے ذخیرہ کیا جاتا ہے، اسی زمین میں اللہ نے بلند و بالا کھجوروں کے درخت پیدا کر دیے جو تہ بہ تہ گابھے میں سے گچھوں کی صورت میں بھرپور میوے لاتی اور لدی رہتی ہے، یہ اللہ کی نشانی ہے کہ جس طرح اللہ بارش سے مردہ زمین کو زندہ اور شاداب کر کے اتنی اعلیٰ درجے کی نباتی زندگی پیدا کر دیتا ہے اسی طرح قیامت والے دن اللہ تعالیٰ انسانوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے قبروں سے زندہ کر کے نکال لائیں گے، جیسے فرمایا

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ (۱)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کے پیدا کرنے کی بہ نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ (۲)

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس اللہ نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے ہیں اور ان کو بناتے ہوئے جو نہ تھکا وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟ کیوں نہیں، یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ (۳)

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین سونی پڑی ہوئی ہے، پھر جونہی کہ ہم نے اس پر پانی برسایا یکایک وہ بھبک اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے، یقیناً جو اللہ اس مری ہوئی زمین کو جلا اٹھاتا ہے وہ مردوں کو بھی زندگی بخشنے والا ہے، یقیناً وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ

ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور رس والوں نے اور ثمود نے اور عاد نے اور فرعون نے اور

اِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ

برادران لوط نے اور ایکہ والوں نے اور تبع کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی، سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا

فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ

پس میرا وعدہ عذاب ان پر صادق آگیا، کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے؟ بلکہ یہ لوگ

(۱) المومن ۵۷

(۲) الاحقاف ۳۳

(۳) حم السجدۃ ۳۹

لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ﴿۱۵﴾ (ق ۱۲ تا ۱۵)

نئی پیدائش کی طرف سے شک میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو سماوی اور ارضی آیات کے ذریعے نصیحت کرنے کے بعد عذاب سے ڈرایا کہ ان سے پہلے گزری ہوئی قوم نوح علیہ السلام ،اصحاب الرس، قوم عاد وثمود، قوم فرعون، قوم لوط، ایکہ والے (قوم شعیب علیہ السلام) اور قوم تبع (قوم سبا) نے بھی دعوت توحید، رسولوں کی رسالت، حیات بعد الموت اور جزاوسزا کو جھٹلایا تھا جس سے وہ شدید اخلاقی بگاڑ میں مبتلا ہو کر رہے اور آخر کار ان کے کفر، سرکشی اور مخالفت حق کی پاداش میں اللہ نے قوم نوح کو پانی میں غرق کر کے، قوم عاد وثمود کو ایک سخت چنگھاڑ کے ذریعہ سے، قوم لوط کو زمین میں دھنسا کر ان کے نجس وجود سے دنیا کو پاک کر دیا، جیسے فرمایا

فَكُلًّا اَخَذۡنَا بِذَنۡۢبِهٖ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَخَذَتۡهُ الصَّيۡحَةُ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۰﴾ [1]

ترجمہ: آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، اور کسی کو غرق کر دیا اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

تم لوگ ان قوموں سے بہتر نہیں ہو تو کیا تم بھی اپنے لئے یہی عبرت ناک انجام پسند کرتے ہو؟ اگر یہ انجام پسند نہیں کرتے تو تکذیب کا راستہ چھوڑ کر سید کونین محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور حیات بعد الموت پر ایمان لے آؤ، آخرت کے حق میں عقلی استدلال فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات اور اس کے اندر خشکی وتری میں جو مخلوقات ہیں کو پہلی بار پیدا کر کے یا اس وسیع وعریض نظام کائنات کو چلاتے ہوئے تھک گیا ہے یا اس کی قدرت کمزور پڑ گئی ہے کہ وہ قیامت والے دن تخلیق جدید نہیں کر سکتا، معاملہ ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ مخلوقات کو پیدا کرنے سے نہ پہلے عاجز تھا اور نہ اب ہے بلکہ جنوں، انسانوں کی تخلیق جدید اور دوسرے عالم کو ایک نئے نظام کے ساتھ تخلیق کرنا آسان تر ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيۡ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِ ۔۔ ﴿۲۷﴾ [2]

ترجمہ: وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے، پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔

اَوَلَمۡ يَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلۡقَهٗ ؕ قَالَ مَنۡ يُّحۡيِ الۡعِظَامَ وَهِيَ رَمِيۡمٌ ﴿۷۸﴾ قُلۡ يُحۡيِيۡهَا الَّذِيۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيۡمُۨ ﴿۷۹﴾ [3]

ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا؟ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے

[1] العنکبوت ۴۰

[2] الروم ۲۷

[3] یٰسین ۷۷ تا ۷۹

اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے، کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟ اس سے کہو انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْىِۦَ الْمَوْتٰى ۚ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ [۱]

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس خدا نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے ہیں اور ان کو بناتے ہوئے جو نہ تھکا وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟ کیوں نہیں، یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِىْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْىِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ [۲]

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین سونی پڑی ہوئی ہے، پھر جونہی کہ ہم نے اس پر پانی برسایا یکا یک وہ بھبک اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے، یقیناً جو خدا اس مری ہوئی زمین کو جلا اٹھاتا ہے وہ مردوں کو بھی زندگی بخشنے والا ہے، یقیناً وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللَّهُ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي، كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الأَحَدُ الصَّمَدُ، لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفْئًا أَحَدٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہیں تھا، مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں تھا، مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ نہیں پیدا کروں گا حالانکہ میرے لئے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں، اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میرے کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔ [۳]

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ

اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں، جس وقت دو لینے والے جا لیتے ہیں ایک دائیں طرف

---

[۱] الاحقاف ۳۳

[۲] حم السجدة ۳۹

[۳] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سُورَةُ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ۴۹۷۴، صحیح ابن حبان ۲۶۷

وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (ق۱۶تا۱۸)

اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے (انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پا تا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔

آخرت کے دلائل وبراہین کے بعد منکرین آخرت کو فرمایا تم چاہے اس حقیقت کو تسلیم کرو یا نہ کرو مگر تمہارے انکار کے باوجود یہ واقعہ پیش ہو کر رہے گا، ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہماری قدرت وعلم نے انسان کا اس طرح احاطہ کیا ہوا ہے کہ ہم اس کے شعور، تحت الشعور اور لاشعور میں ابھرنے والے وسوسوں کو بھی براہ راست جانتے ہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے دل میں گزرنے والے خیالات کو معاف فرمادیا ہے یعنی ان پر گرفت نہیں فرمائے گا جب تک وہ زبان سے ان کا اظہار یا ان پر عمل نہ کرے۔ [1]

اس کے علاوہ اتمام حجت کے طور پر ہم نے دو بلند مرتبہ فرشتے (کراماً کاتبین) بھی ہر انسان کے ساتھ مامور کر دیئے ہیں جو اس کی زبان سے نکلے ہوئے ہر نیک وبد اعمال واقوال کو مستعدی کے ساتھ نازک ترین تفصیلات کے ساتھ نوٹ کر کے اس کا نامہ اعمال تیار کر رہے ہیں ،جیسے فرمایا

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ [2]

ترجمہ: ہرگز نہیں، بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم لوگ جزا وسزا کو جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں، ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا عَلَيْهِ سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَكَانَ عَلْقَمَةُ يَقُولُ:كَمْ مِنْ كَلَامٍ قَدْ مَنَعَنِيهِ حَدِيثُ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ

بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی ایک ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کے بارے میں اسے یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ بات یہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک وہ پہنچی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس کے لیے اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے، اور انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی ایک ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کے بارے میں اسے یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ یہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک وہ پہنچی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس کے

[1] صحیح بخاری کتاب العتق بَابُ الخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ فِي العَتَاقَةِ وَالطَّلاَقِ وَنَحْوِهِ، وَلاَ عَتَاقَةَ إِلَّا لِوَجْهِ اللهِ۲۵۲۸

[2] الانفطار۹تا۱۲

لیے اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے، علقمہ فرمایا کرتے تھے کہ کتنی ہی ایسی باتیں ہیں جن سے مجھے حدیث بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا۔ [1]

دائیں جانب کا فرشتہ نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں جانب والا فرشتہ برائیاں لکھتا ہے، جب انسان فوت ہوتا ہے تو یہ دفتر لپیٹ دیتے ہیں اور روز قیامت اللہ کی بارگاہ میں ان کی کارگزاریوں کے ناقابل انکار دستاویزی ثبوت پیش کر کے گواہی دیں گے۔

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۞

اور موت کی بے ہوشی حق لے کر پہنچی، یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا،

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۞ (ق ۱۹،۲۰)

اور صور پھونک دیا جائے گا وعدہ عذاب کا دن یہی ہے۔

آخر ایک وقت مقررہ پر موت اپنی سکرات کا عالم لے کر آ پہنچے گی جس سے تم بدکتے اور دور بھاگتے تھے مگر اس وقت تم کسی طرح اس سے نجات نہیں پا سکو گے، اس وقت تمہاری آنکھوں سے غفلت کے پردے ہٹ جائیں گے، ہر منظر صاف اور روز روشن کی طرح عیاں ہو گا جس سے تمہارا شک دور ہو جائے گا جس میں تم آج مبتلا ہو اور اپنی روگردانی پر جمے ہوئے ہو، اور تمہیں یقین آ جائے گا کہ حیات بعد الموت اور آخرت برحق ہے، اس وقت دوسرا عالم صاف طور پر نظر آنے لگے گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس میں تم نیک بخت کی حیثیت سے داخل ہو رہے ہو یا بد بخت کی حیثیت سے،

أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ: فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي المَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ، يَقُولُ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی غشی طاری ہونے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے پیالے میں ہاتھ ڈال اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے اور فرماتے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بلاشبہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ [2]

پھر ایک مقررہ دن کو اسرافیل علیہ السلام جو صور کو منہ سے لگائے گردن جھکا کر اللہ کے حکم کے منتظر ہیں اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ التَقَمَ صَاحِبُ القَرْنِ القَرْنَ وَحَنَى جَبْهَتَهُ وَأَصْغَى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ فَقَالَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ: (فَكَيْفَ نَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ؟) قَالَ: قُولُوا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ (فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیسے پرسکون ہو جاؤں جبکہ سینگ والے (فرشتے) نے سینگ منہ میں لے لیا ہے، اپنی پیشانی کو جھکا دیا ہے اور کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے حکم دیا جائے پھر وہ (صور میں) پھونک دے! آپ کے ساتھیوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کیسے کہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہو ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے صحابہ رضی اللہ عنہم

[1] مسند احمد ۱۵۸۵۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابٌ فِي قِلَّةِ الكَلَامِ ۲۳۱۹، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ ۳۹۶۹

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۴۹، وکتاب الرقاق بَابُ سَكَرَاتِ المَوْتِ ۶۵۱۰

نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ [1]

پہلی قوسین والا جملہ جامع ترمذی میں، دوسری قوسین والے الفاظ معجم شیوخ ابی بکر الاسماعیلی میں اور باقی حدیث مسند احمد کے مطابق ہے۔

جس سے تمام جن وانس اپنی قبروں سے اسی جسم وجان کے ساتھ زندہ ہو کر میدان محشر میں اپنے اعمال کی جزا کے لئے جمع ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

...وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ [2]

ترجمہ: اور صور پھونکا جائے گا اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ [3]

ترجمہ: پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکا یک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ [4]

ترجمہ: جس روز صور میں پھونک ماردی جائے گی، تم فوج در فوج نکل آ ؤ گے۔

اور منکرین آخرت سے کہا جائے گا یہ ہے وہ دن جس کا تجھے خوف دلایا جاتا تھا مگر تو اس کے لیے کوئی تیاری نہ کرتا تھا، اس دن ظالموں کو عذاب دیا جائے گا اور مومنوں کو ثواب عطا کیا جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔

وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

اور ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک لانے والا ہو گا اور ایک گواہی دینے والا، یقیناً تو اس سے غفلت میں تھا

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَ قَالَ

لیکن ہم نے تیرے سامنے سے پردہ ہٹا دیا پس آج تیری نگاہ بہت تیز ہے، اس کا ہم نشین (فرشتہ) کہے گا

قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

یہ حاضر ہے جو کہ میرے پاس تھا، ڈال دو جہنم میں ہر کافر سرکش کو جو نیک کام سے روکنے والا حد سے گزر جانے والا اور شک

مُّرِيْبِ ﴿۲۵﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ (ق ۲۱ تا ۲۶)

کرنے والا تھا، جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنا لیا تھا پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔

[1] جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَاب وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ ۳۲۴۳، المعجم في أسامي شيوخ أبي بكر الإسماعيلي ۸۷، مسند احمد ۳۰۰۸ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

[2] الکہف ۹۹

[3] یٰسین ۵۱

[4] النبا ۱۸

دو فرشتے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی اور اس کے اعمال کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے ہر ظالم کو مرقد سے اٹھتے ہی گرفتار کر لیں گے اور پھر انہیں جانوروں کی طرح ہانک کر میدان محشر میں لائیں گے اور اللہ مالک یوم الدین کی عدالت میں پہنچ کر نامہ اعمال پیش کر کے عرض کریں گے یہ شخص جو ہماری سپردگی میں تھا سرکار کی پیشی میں حاضر ہے،

عَنْ يَحْيَى بْنِ رَافِعٍ، مَوْلًى لِثَقِيفٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ {سَائِقٌ وَشَهِيدٌ}قَالَ: سَائِقٌ يَسُوقُهَا إِلَى اللهِ ، وَشَاهِدٌ يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِمَا عَمِلَتْ

ثقیف کے مولیٰ یحییٰ بن رافع سے روایت ہے میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا انہوں نے اسی آیت کریمہ ”اس کے ساتھ ایک لانے والا ہوگا اور ایک گواہی دینے والا۔“ کی تلاوت فرمائی انہوں نے فرمایا کہ ایک چلانے والا اسے اللہ کی طرف چلا کر لے جائے گا اور دوسرا اس کے اعمال کے بارے میں گواہی دے گا۔ (۱)

اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج ہم نے اس پردے کو ہٹا دیا ہے جس نے تیرے دل کو ڈھانپ رکھا تھا جس کی بنا پر تو اپنی روگردانی پر جما ہوا تھا مگر آج تیری نگاہیں بڑی تیز ہیں اور تم میدان محشر کے احوال اور مختلف قسم کے عذاب اور سزاؤں کو دیکھ رہے ہو جیسے فرمایا

اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَاَبۡصِرۡ ۙ يَوۡمَ يَاۡتُوۡنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوۡنَ الۡيَوۡمَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۝۳۸ (۲)

ترجمہ: جب وہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے اس روز تو ان کے کان بھی خوب سن رہے ہوں گے اور ان کی آنکھیں بھی خوب دیکھتی ہوں گے مگر آج یہ ظالم کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

وَلَوۡ تَرٰٓى اِذِ الۡمُجۡرِمُوۡنَ نَاكِسُوۡا رُءُوۡسِهِمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ رَبَّنَاۤ اَبۡصَرۡنَا وَسَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ ۝۱۲ (۳)

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہونگے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تا کہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس فرد عمل اور اعمال کی گواہی دینے والے فرشتے کی گواہی کی روشنی میں عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد فیصلہ فرمائے گا کہ یہ شخص جو خود تو دعوت حق کی تکذیب کرنے والا تھا ہی مگر اس کے ساتھ اپنا مال اور اپنی ساری صلاحتیں وقابلیتیں اور اثر رسوخ اس کام میں صرف کرتا تھا کہ کس طرح دعوت حق کو پھیلنے سے روکا جائے، ایسے ظالم کو جو اپنے ذاتی مفاد و اغراض اور دلی خواہشات کی خاطر سب کچھ کر گزرنے کے لئے تیار تھا، جو حرام طریقوں سے مال سمیٹتا اور حرام راستوں میں ہی صرف کرتا تھا، جو لوگوں کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے سے نہ چوکتا تھا اور اس کی زبان کسی حد کی پابند تھی اور نہ اس کے ہاتھ کسی ظلم وزیادتی سے رکتے تھے، جس کے نزدیک اللہ کی ذات وصفات

(۱) تفسیر طبری ۲۲، ۳۴۸

(۲) مریم ۳۸

(۳) السجدۃ ۱۲

،اختیار وحقوق،رسالت ،ملائکہ ،وحی، کتابیں اور آخرت الغرض دین کی سب صداقتیں مشکوک تھیں،اور یہی شک اور وسوسہ وہ اللہ کے دوسرے بندوں میں بھی پھیلا تا پھرتا تھا اور اللہ وحدہ لاشریک کی ذات وصفات،افعال اور حقوق میں دوسرے خودساختہ معبودوں کو شریک ٹھہراتا تھا جو کسی نفع ونقصان،زندگی اور موت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے تھے اور فرشتوں کو حکم فرمائے گا تم دونوں اس ظالم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے سخت ترین عذاب میں پھینک دو،جس میں نہ یہ جی سکے گا نہ مرسکے گا،جیسے فرمایا

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾ (١)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾ (٢)

ترجمہ:جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کرلے گا،اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بدبخت جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَتَكَلَّمُ يَقُولُ: وُكِّلْتُ الْيَوْمَ بِثَلَاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ، وَبِمَنْ جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِمَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، فَيَنْطَوِي عَلَيْهِمْ فَيَقْذِفُهُمْ فِي غَمَرَاتِ جَهَنَّمَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ سے ایک گردن نکلے گی جو گفتگو کررہی ہوگی اور کہے گی کہ مجھے تین آدمیوں پر مسلط کردیا گیا ہے،ہر جابر سرکش پر،ہر اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور (بندگان الٰہی) کی عبادت کرے،اور جو ناحق کسی انسان کو قتل کرے،یہ آگ ان کو سمیٹ کر جہنم کی ہولناکیوں میں گرادے گی۔ (٣)

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَيْتُهٗ وَ لٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٢٧﴾

اس کا ہم نشین (شیطان) کہے گا اے ہمارے رب ! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود ہی دور دراز کی گمراہی میں تھا،

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾

حق تعالیٰ فرمائے گا بس میرے سامنے جھگڑے کی بات مت کرو، میں تو پہلے ہی تمہاری طرف وعید (وعدہ عذاب) بھیج چکا تھا،

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾ (ق ۲۷تا۲۹)

میرے ہاں بات بدلتی نہیں نہ میں اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں۔

وہ شخص اپنی گمراہی کا ذمہ دار اپنے شیطان ساتھی کو ٹھہراتے ہوئے کہے گا اے میرے رب!تیری نصیحت میرے پاس آچکی تھی مگر اس ظالم نے جو ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑا ہوا تھا مجھے گمراہ کرکے چھوڑا اس لئے سزا کا مستحق یہ ہے،اور اس کا شیطان ساتھی اس سے بری الذمہ ہوتے

(١) طه ۷۴

(٢) الاعلی ۱۰تا۱۳

(٣) مسند احمد ۱۱۳۵۴

ہوئے اور اس کے گناہ کا اسی کو ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے نہیں بہکایا تھا بلکہ یہ خود ہی نیکی سے نفور اور گمراہی پر فریفتہ تھا اس لئے تیری پاکیزہ دعوت اسے پسند نہ آئی اور اپنے اختیار سے ہی گمراہ ہو کر حق سے دور ہو گیا تھا، مجھے اس پر کوئی زور یا اختیار نہ تھا کہ زبردستی اسے سرکش بنا دیتا، میں نے بغیر کسی دلیل و برہان کے اسے اپنی طرف دعوت دی اور یہ فوراً میری ترغیبات پر پھسلتا چلا گیا اگر یہ تیرا مخلص بندہ ہوتا تو میرے بہکاوے میں ہی نہ آتا، جیسے فرمایا

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ [1]

ترجمہ: اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پورا نہ کیا، میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تمہیں دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبّیک کہا اب مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری، اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذّمہ ہوں، ایسے ظالموں کے لیے تو درد ناک سزا یقینی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی آپس کی خصومت کا جواب دیتے ہوئے فرمائے گا جن وانس پر حجت قائم کرنے کے لئے میرے رسول کھلی نشانیاں، واضح دلائل اور روشن براہین لے کر آئے تھے اور انہوں نے میری وعیدوں سے تمہیں آگاہ کر دیا تھا کہ تم میں جو بہکائے گا وہ کیا سزا پائے گا اور جو بہکے گا اسے کیا خمیازہ بھگتنا پڑے گا، میری تنبیہ کے باوجود جب تم دونوں اپنے اپنے حصے کا جرم کرنے سے باز نہ آئے تو اب یہاں عدالت انصاف میں لڑنے جھگڑنے سے کیا حاصل، اب تو تم دونوں کو سزا ملنی ہی ہے، آج جزا کا دن ہے اور میں تم دونوں کو جہنم میں پھینک دینے کا جو حکم دے چکا ہوں وہ اب بدلہ نہیں جا سکتا، میں اپنے بندوں پر سرے سے کوئی ظلم نہیں کرتا کہ بغیر جرم کے جو انہوں نے نہ کیا ہو اور بغیر گناہ کے جس کا صدور ان سے نہ ہوا ہو میں ان کو عذاب دے دوں؟ بلکہ وہ اچھا یا برا جو عمل کرتے ہیں اسی کی ٹھیک ٹھیک جزا و سزا دیتا ہوں، ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جاتا ہے نہ ان کی نیکیوں میں کمی کی جاتی ہے۔

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾

جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کیا تو بھر چکی ؟ وہ جواب دے گی کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے ؟

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾

اور جنت پرہیز گاروں کے لیے بالکل قریب کر دی جائے گی ذرا بھی دور نہ ہو گی یہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لیے

---

[1] ابراہیم ۲۲

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ﴿۳۳﴾ اِۨدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ

جو رجوع کرنے والا اور پابندی کرنے والا ہو، جو رحمان کا غائبانہ خوف رکھتا ہو اور توجہ والا دل لایا ہو، تم اس جنت میں سلامتی کے ساتھ

ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾

داخل ہوجاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے، یہ وہاں جو چاہیں انہیں ملے گا (بلکہ) ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے،

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا

اور اس سے پہلے بھی ہم بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے طاقت میں زیادہ تھیں

فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى

وہ شہروں میں ڈھونڈتے ہی رہ گئے کہ کوئی بھاگنے کا ٹھکانا ہے، اس میں ہر صاحب دل کے لیے عبرت

لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ (ق ۳۰ تا ۳۷)

ہے اور اس کے لیے جو دل متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو۔

متکبروں کا ٹھکانا:

مجرموں کو جہنم میں ٹھونس ٹھونس کر بھر دیا جائے گا کہ اب اس میں مزید گنجائش نہ ہو گی، جیسے فرمایا

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ [1]

ترجمہ: (جواب میں ارشاد ہو گا) اگر ہم چاہتے تو پہلے ہی ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے مگر میری وہ بات پوری ہو گئی جو میں نے کہی تھی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ جہنم کو زبان عطا فرما کر اس سے پوچھے گا کیا تو بھر گئی یا ابھی کچھ گنجائش ہے؟ مجرموں پر جہنم کا غیض وغضب پوری طرح بھڑکا ہوا ہو گا اور وہ عرض کرے گی اے میرے رب! اگرچہ میں بھر گئی ہوں مگر آج سب مجرموں کو میرے اندر ڈال دے کوئی مجرم چھوٹنے نہ پائے،

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ، فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَتَقُولُ: قَطْ قَطْ، بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ، وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتَّى يُنْشِئَ اللهُ لَهَا خَلْقًا، فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس میں رکھ دے گا تب وہ سمٹ کر ایک میں ایک راہ جائے گی اور کہنے لگے گی، تیری عزت اور کرم کی قسم، بس بس، اور جبکہ

[1] السجدہ ۱۳

جنت میں ابھی خالی جگہ باقی رہ جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نئی مخلوق پیدا فرمائے گا اور وہ وہاں آباد ہو گی۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الجَنَّةُ: مَا لِي لاَ يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ، قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ: فَلاَ تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ، فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلاَ يَظْلِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الجَنَّةُ: فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ آپس میں جھگڑا کریں گی، دوزخ کہے گی کہ میں متکبر اور ظالم لوگوں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہوں اور جنت کہے گی کہ مجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھ میں صرف کمزور اور حقیر لوگ داخل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا رحمت کروں گا اور جہنم سے فرمائے گا کہ تو عذاب ہے میں تیرے ذریعہ سے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دوں گا، اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے بھرنے کی ایک حد مقرر ہے، لیکن دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس، اس وقت دوزخ بھر جائے گی اور ایک حصہ دوسرے حصہ سے مل کر سمٹ جائے گا اور اللہ بزرگ و برتر اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک دوسری مخلوق پیدا کرے گا۔ (۲)

اور پرہیز گاروں کے لئے نعمتوں سے بھری وسیع و عریض جنت کو اتنا قریب کر دیا جائے گا کہ جنتیوں کو اس میں داخل ہونے کے لئے کوئی مسافت طے نہیں کرنی پڑے گی بلکہ جیسے ہی ان کے حق میں فیصلہ ہو گا انہیں فی الفور اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہر اس شخص کے لیے جس نے نافرمانی اور خواہشات نفس کی پیروی کا راستہ چھوڑ کر اطاعت اور اللہ کی رضا جوئی کا راستہ اختیار کیا اور جو اس کی مقرر کردہ حدود اور اس کے فرائض کو پورا کرنے والا تھا، جو تنہائی، خلوت میں بھی بے دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بھی قیامت کے دن اللہ کے عرش کا سایہ پائے گا جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (اللہ کی محبت یا خوف سے بے ساختہ) اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (۳)

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیربَابُ قَوْلِهِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ۴۸۴۸،وکتاب التوحیدبَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ العَزِيزُ الحَكِيمُ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ العِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ، وَلِلَّهِ العِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ، وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللهِ وَصِفَاتِهِ ۷۳۸۴،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ۷۱۷۹،السنن الکبری للنسائی ۷۶۷۸، مسنداحمد۱۳۴۵۷

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ۴۸۵۰

(۳) صحیح بخاری کتاب الاذان بابُ مَنْ جَلَسَ فِي المَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ وَفَضْلِ المَسَاجِدِ ۶۶۰،صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ

اور جو اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کی نگہداشت کرنے والا تھا، حکم ہو گا جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ، جب جنتی اندر داخل ہو رہے ہوں گے تو جنت میں ہر طرف سے فرشتے انہیں مرحبا کہیں گے اور کہیں گے جنت کی دائمی نعمتوں اور مسرتوں میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ، جہاں کبھی موت نہیں، جہاں سے کبھی نکالے جانے کا خطرہ نہیں، جہاں کوئی رنج و غم نہیں اور محنت و مشقت نہیں ہے اور جنتی اللہ کا شکر بجالائیں گے جس نے اپنی رحمت اور فضل و کرم سے انہیں جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچایا ہے، وہاں ان کے لئے وہ سب کچھ ہو گا جس کی وہ چاہت کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کے ثواب کو بڑھاتا ہی رہے گا۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ [1]

ترجمہ: جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید فضل، ان کے چہروں پر روسیاہی اور ذلت نہ چھائے گی، وہ جنت کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ انہیں نعمتوں پر نعمتیں عطا فرماتا جائے گا اور اللہ ان سے پوچھے گا کہ اور کونسی نعمت چاہیے؟ جنتی عرض کریں گے اے ہمارے رب! اور کچھ نہیں چاہیے، اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے میری زیارت تو ابھی تک کی ہی نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو اپنی زیارت کرائے گا تو جنتیوں کو جنت کی ہر چیز ہیچ محسوس ہو گی، ہم ان سے پہلے بہت سی دعوت حق کی تکذیب کرنے والی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان لوگوں سے طاقت و قوت اور اسباب و وسائل میں زیادہ تھیں اور تجارت و کاروبار کے لیے انہوں نے دنیا کے ملکوں کو چھان مارا تھا، انہوں نے بھی مضبوط قلعے اور بلند عمارتیں تعمیر کی تھیں، انواع و اقسام کے باغات لگائے، نہریں نکالیں، کھیت اگائے اور زمین کو خوب آباد کیا مگر جب وقت مقررہ پر ان کے عقائد و اعمال کے سبب اللہ کا عذاب نازل ہوا تو پھر وہ اس عذاب سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہ پا سکے؟ اس تاریخ میں عبرت کا سبق ہے ہر اس شخص کے لیے جو حقائق پر غور و تدبر کرتا ہو یا جو تباہ شدہ اقوام سے عبرت حاصل کرے۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ

یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کو (صرف) چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں تکان نے چھوا

لُّغُوْبٍ ۞٣٨ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

تک نہیں، پس یہ جو کچھ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں اور اپنے رب کی تسبیح تعریف کے ساتھ بیان کریں، سورج نکلنے سے پہلے بھی

وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ۞٣٩ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۞٤٠ (ق٣٨تا٤٠)

اور سورج غروب ہونے سے پہلے بھی اور رات کے کسی وقت بھی تسبیح کریں اور نماز کے بعد بھی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ وسیع و عریض تہہ بہ تہہ سات آسمان، جیسے فرمایا

فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ ٢٣٨١، مسند احمد ٩٦٦٥،صحيح ابن حبان ٤٤٨٦،السنن الكبرى للنسائى ٥٨٩٠،شرح السنة للبغوى ٤٧٠

[1] یونس٢٦

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ... ۝٣ [1]

ترجمہ: جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝١٥ [2]

ترجمہ: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بر تہ بنائے۔

اور اس کے نیچے دہکتا سورج پیدا کیا، جیسے فرمایا

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝١٣ [3]

ترجمہ: اور ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا۔

ٹھنڈی اور میٹھی روشنی والا چاند، انگنت چمکتے ستارے بنائے، جیسے فرمایا

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨ الْكَوَاكِبِ ۝٦ [4]

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ... ۝٥ [5]

ترجمہ: ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے۔

بے شمار کہکشاؤں کے جھرمٹ، یہ ہموار اور کشادہ زمین اور اس میں پیوست رنگارنگ پہاڑ، جیسے فرمایا

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝٢٧ [6]

ترجمہ: پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

یہ بہتے دریا، پانی کا بے بہا ذخیرہ سمندر، یہ لاتعداد بحر و بر کی مخلوقات اور ان سب کا ایک مربوط نظام صرف چھ دنوں (اتوار سے جمعہ تک) میں پیدا کر دی ہیں، اور اتنی بڑی بڑی مخلوقات کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نہ تھک گیا اور نہ ہی اسے لاغری لاحق ہوئی نہ لاچاری،

وَقَالَ قَتَادَةُ: قَالَتِ الْيَهُودُ -عَلَيْهِمْ لِعَائِنُ اللهِ-: خَلَقَ اللّٰهُ السموات وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ، ثُمَّ اسْتَرَاحَ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ، وَهُوَ يَوْمُ السَّبْتِ، وَهُمْ يُسَمُّونَهُ يَوْمَ الرَّاحَةِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَكْذِيبَهُمْ فِيمَا قَالُوهُ وَتَأَوَّلُوهُ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہودیوں کا کہنا تھا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے ''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔'' اور پھر ساتویں

---

[1] الملک ٣

[2] نوح ١٥

[3] النبا ١٣

[4] الصافات ٦

[5] الملک ٥

[6] فاطر ٢٧

دن یعنی ہفتے کے دن آرام کیا، اور اسے وہ آرام کے دن سے موسوم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا اور ہمیں کوئی تھکان لاحق نہ ہوئی۔ [۱]

پس جو اللہ اپنی قدرت عظیم سے اتنی بڑی مخلوقات کو وجود میں لا سکتا ہے اس کے لئے جن وانس اور ایک نئی کائنات کو ایک نئے نظام کے ساتھ پیدا کر دینا کیا مشکل ہے، جیسے فرمایا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۳ [۲]

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں کو یہ سجھائی نہیں دیتا کہ جس خدا نے یہ زمین اور آسمان پیدا کیے ہیں اور ان کو بناتے ہوئے جو نہ تھکا، وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟ کیوں نہیں، یقیناً وہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۷ [۳]

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو پیدا کرنے کی نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاۗءُ ۭ بَنٰىهَا ۝۲۷ [۴]

ترجمہ: کیا تم لوگوں کی تخلیق زیادہ سخت کام ہے یا آسمان کی؟ اللہ نے اس کو بنایا؟۔

اگر یہ منکرین حق حیات بعد الموت اور اعمال کے حساب کتاب کا مذاق اڑاتے ہیں، آپ پر جو جلیل القدر کتاب نازل ہوئی ہے اس کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کی مذمت کرتے ہیں، آپ ان کو نظر انداز کر کے طلوع آفتاب سے پہلے (فجر) غروب آفتاب سے پہلے (ظہر وعصر) رات کے وقت (مغرب وعشا) میں اپنے رب کی حمد وتسبیح بیان کریں، کیونکہ اللہ کا ذکر نفس کو سکون عطا کرتا اور صبر کو آسان بنا دیتا ہے،

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرَ إِلَى القَمَرِ لَيْلَةً يَعْنِي البَدْرَ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هَذَا القَمَرَ، لاَ تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ

جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر اٹھائی جبکہ چودھویں کی رات تھی اور چاند خوب چمک رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے رب کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو اب

[۱] تفسیر طبری ۳۷۶؍۲۲، تفسیر ابن کثیر ۴۰۹؍۷

[۲] الاحقاف ۳۳

[۳] المومن ۵۷

[۴] النازعات ۲۷

دیکھ رہے ہو، اور اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی زحمت بھی نہیں ہوگی، پس اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے والی نماز (فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز (عصر) سے تمہیں کوئی چیز روک نہ سکے تو ایسا ضرور کرو، پھر آپ ﷺ نے آیت ''اور اپنے رب کی تسبیح تعریف کے ساتھ بیان کریں، سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج غروب ہونے سے پہلے بھی۔ کی تلاوت فرمائی۔ [1]

اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی نوافل اور ذکر اذکار کریں اور رات کے آخری پہر (تہجد) میں بھی اللہ کی تسبیح کریں، یہ زیادتی خاص آپ کے لئے ہے، آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرنے والا ہے جیسے فرمایا

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾ [2]

ترجمہ: اور رات کو تہجد پڑھو یہ تمہارے لئے نفل ہے بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کر دے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَى، وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ،فَقَالَ:وَمَا ذَاكَ؟قَالُوا: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَيُعْتِقُونَ وَلَا نُعْتِقُ، فَقَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ؟ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ غریب مہاجرین نے حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مال دار لوگ تو بلند درجے اور ہمیشگی والی نعمتیں لوٹ لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا وہ ہماری طرح نمازیں بھی پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے بھی رکھتے ہیں، مگر مال و دولت کی وجہ سے انہیں ہم پر فوقیت حاصل ہے کہ اس کی وجہ سے وہ حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں، صدقہ کرتے ہیں، غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم محتاجی کی وجہ سے ان کاموں کو نہیں کر سکتے، ان کی گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جسے اگر تم کرو تو تم دوسرے لوگوں سے بازی لے جاؤ گے بجز ان کے جو وہی عمل کریں جو تم کرو گے؟

قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولُ اللهِ ، قَالَ: تُسَبِّحُونَ، وَتُكَبِّرُونَ، وَتَحْمَدُونَ، دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً،فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوا مِثْلَهُ،فَقَالَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ذَلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ضرور بتلایئے، فرمایا وہ عمل یہ ہے کہ تم ہر نماز کے بعد ۳۳،۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو، کچھ عرصہ کے بعد پھر مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے مال دار

[1] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ العَصْرِ ۵۵۴، صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِما۱۴۳۴،سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الرُّؤْيَةِ ۴۷۲۹،جامع ترمذی ابواب الجنة بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى۲۵۵۱،سنن ابن ماجه كتاب السنة بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۷۷، مسند احمد ۱۹۱۹۰

[2] بنی اسرائیل۷۹

بھائیوں نے یہ بات بھی سن لی ہے اور وہ بھی یہی عمل کرنے لگے ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطاء فرمادے۔ (۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَرَّةٍ يَقُولُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ عِنْدَ انْصِرَافِهِ: سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر جب پلٹتے تھے تو میں نے آپ کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا ہے آپ کا رب بڑی عظمت والا اور ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام خوبیاں اللہ ہی کیلئے ہیں جو تمام عالم کا پروردکار ہے۔ (۲)

وَ اسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ

”اور سن رکھیں کہ جس دن ایک پکارنے والا قریب ہی جگہ سے پکارے گا، جس روز

الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ اِلَيْنَا

اس تند تیز چیخ کو یقین کے ساتھ سن لیں گے یہ دن ہوگا نکلنے کا ،ہم ہی جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری

الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ

ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، جس دن زمین پھٹ جائے گی اور یہ دوڑتے ہوئے (نکل پڑیں گے)، یہ جمع کر لینا ہم

عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

پر بہت ہی آسان ہے، یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں ہم بخوبی جانتے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں،

بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾ (ق ۴۱ تا ۴۵)

تو آپ قرآن کے ذریعے انہیں سمجھاتے رہیں جو میرے وعید (ڈراوے کے وعدوں) سے ڈرتے ہیں۔

اسرافیل علیہ السلام جو صور کو منہ سے لگائے حکم الٰہی کے منتظر کھڑے ہیں، جس دن اپنے رب کے حکم سے نفخۂ ثانیہ پھونکیں گے تو اس ہولناک اور خوف ناک آواز سے زمین پھٹ جائے گی، اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے گا جس سے آنکھ کے جھپکنے میں مخلوقات کے بدن اگنے لگیں گے جس طرح کیچڑ میں پڑا ہوا دانہ بارش سے اگ جاتا ہے،

(۱) صحیح بخاری کتاب الاذن بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ۸۴۳،وکتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ۶۳۲۹ ،صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۴۷

(۲) مصنف ابن ابی شیبة ۳۰۹۷

قَالَ قَتَادَةُ: كُنَّا نُحَدِّثُ أَنَّهُ يُنَادِي مِنْ صَخْرَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ الْكَلْبِيُّ: وَهِيَ أَقْرَبُ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ بِاثْنَيْ عَشَرَ مِيلًا .يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا لِلْحِسَابِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ بِحَيْثُ يَصِلُ النِّدَاءُ إِلَى كُلِّ فَرْدٍ مِنْ أَفْرَادِ أَهْلِ الْمَحْشَرِ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں بیت المقدس کی چٹان سے صور پھونکا جائے گا،بقول کلبی یہ آسمان سے قریب ترین تقریباًبارہ میل تک کافاصلہ ہے۔اے لوگو! حساب وکتاب کے لیے چلے آؤ، یہ آواز ہر فرد اس طرح سنے گا جیسے اس کے قریب سے ہی آواز آرہی ہے۔

وَهُوَ إِسْرَافِيلُ أَوْ جِبْرِيلُ ، وَقِيلَ: إِسْرَافِيلُ يَنْفُخُ، وَجِبْرِيلُ يُنَادِي أَهْلَ الْمَحْشَرِ، وَيَقُولُ: هَلُمُّوا لِلْحِسَابِ،قَالَ مُقَاتِلٌ: هُوَ إِسْرَافِيلُ يُنَادِي بِالْحَشْرِ فَيَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا لِلْحِسَابِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ

یہ پکارنے والااسرافیل فرشتہ ہوگایاجبرائیل، یہ بھی کہاجاتاہے کہ اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور جبرائیل اہل محشر میں آواز لگائیں گے اور کہیں گے اپنے اعمال کے حساب کتاب کے لئے جمع ہوجاؤ، مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسرافیل علیہ السلام میدان حشر میں جمع کرنے کے لئے قریب سے پکاریں گے اور کہیں گے اے لوگو! اپنے اعمال کے حساب کے لئے جمع ہوجاؤ۔ [1]

ابتداپیداکرنا،پھرلوٹانااور تمام خلائق کوایک جگہ لوٹالانایہ ہمارے لیے بہت آسان ہے،چنانچہ صور کےآواز پراولین وآخرین جن وانس اپنے دنیاوی جسم وجان کے ساتھ زندہ ہوکر اپنی قبروں سے نکل آئیں گے،

أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ:عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ، وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامیں اولاد آدم کاسردار ہوں، اور پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی،اور میں سب سے پہلے میں سفارش کروں گااور میری سفارش ہی سب سے پہلے قبول ہوگی۔ [2]

اور نداگانےوالافرشتہ کی پکار ہوگی مردو اٹھواللہ مالک یوم الدین کے حضور عدالت اور فیصلے کے لئے حاضر ہوجاؤ،تمام جن وانس پکارنے والے کی آواز پرلبیک کہتے ہوئے اپنے اعمال کی جزا کے لئے میدان محشر کی طرف تیز تیز دوڑ پڑیں گے،

مُسْرِعِينَ إِلَى الْمُنَادِي الَّذِي نَادَاهُمْ ذلِكَ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چنانچہ لوگ اس آواز دینے والے کی طرف دوڑیں گے جس نے آواز دی ہوگی۔ [3]

جیسے فرمایا

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۝۵۲ [4]

---

[1] فتح القدير۵؍۹۲

[2] صحيح مسلم كتاب الفضائل بَابُ تَفْضِيلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَمِيعِ الْخَلَائِقِ ۵۹۴۰،سنن ابوداودكتاب السنة بَابٌ فِي التَّخْيِيرِ بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۴۶۷۳، مسنداحمد۱۰۹۷۲، مصنف ابن ابی شيبة ۳۱۷۲۸،شرح السنة للبغوى ۳۶۲۵

[3] فتح القدير۵؍۹۲

[4] بنی اسرائيل ۵۲

ترجمہ: جس روز وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں نکل آؤ گے اور تمہارا گمان اس وقت یہ ہو گا کہ بس تھوڑی دیر ہی اس حالت میں پڑے رہے ہیں۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ (۱)

ترجمہ: اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکاتے وہ عمل میں آجاتا ہے۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ (۲)

ترجمہ: انسانوں کو پیدا کرنا اور پھر دوبارہ جلا اٹھانا تو (اس کے لیے) بس ایسا ہے جیسے ایک متنفس کو (پیدا کرنا اور جلا اٹھانا) حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اس وقت منکرین آخرت اس امر حق کی پکار سن کر جسے وہ دنیا میں تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے، اور جس کی خبر دینے والے پیغمبروں کا وہ مذاق اڑاتے تھے ایمان لے آئیں گے کہ آخرت اور حیات بعد الموت برحق ہے، جس کی ہمیں خبر دی جاتی تھی اور ہم اسے بعید از عقل و امکان قرار دیتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ کفار آخرت کی جوابدہی سے بے خوف ہو کر اسلام اور آپ کے خلاف جو دل آزار باتیں کرتے ہیں، فقرے کستے ہیں، مذاق اڑاتے ہیں ان کی قطعاً پرواہ نہ کریں اور اپنی ذمہ داری کو احسن انداز سے پورا کرتے رہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ (۳)

ترجمہ: ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ تم پر بناتے ہیں ان سے تمہارے دل کو سخت کوفت ہوتی ہے (اس کا علاج یہ ہے کہ) اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، اس کی جناب میں سجدہ بجالاؤ اور اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے۔

آپ کی دعوت و تذکیر سے وہی نصیحت حاصل کرے گا جو اللہ سے اور اس کی وعیدوں سے ڈرتا اور اس کے وعدوں پر یقین رکھتا ہو گا،

كَانَ قَتَادَةُ يَقُولُ: اللهُمَّ، اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَخَافُ وَعِيدَكَ، وَيَرْجُو مَوْعُودَكَ، يَا بَارُّ، يَا رَحِيمُ

قتادہ رحمہ اللہ یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! ہمیں اپنے ان بندوں میں سے بنادے جو تیری وعید سے ڈرتے اور تیرے وعدے کی امید رکھتے ہیں اے احسان کرنے والے! اے رحم فرمانے والے۔ (۴)

اور کفار کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو جبار بنا کر نہیں بھیجا کہ اگر تم اسلام کی حقانیت جاننے کے باوجود محض بغض وہٹ دھرمی سے اسلام قبول نہ کرنا چاہو تو وہ زبردستی تمہیں اسلام میں داخل کریں۔

---

(۱) القمر ۵۰

(۲) لقمان ۲۸

(۳) الحجر ۹۷ تا ۹۹

(۴) تفسیر ابن کثیر ۴۱۲/۷، تفسیر القرطبی ۲۹/۱۷

...اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ [1]

ترجمہ: تم تو محض ڈرانے والے ہوں اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے۔

آپ ﷺ کی ذمہ داری بس اتنی ہے کہ وہ اللہ کا کلام بہترین انداز میں تم لوگوں تک پہنچا کر حقیقت کو واضح کر دیں تا کہ یہ ہوش میں آ کر شیطان کے طاغوتی شکنجے سے نکل کر راہ ہدایت پر گامزن ہو جائیں، اگر اب بھی یہ نہیں مانتے تو ہم براہ راست بھی ان لوگوں کے اعمال جانتے ہیں اور ہمارے معزز کاتبین بھی ٹھیک ٹھیک اعمال نامہ تیار کر رہے ہیں ہم ان سے اچھی طرح نمٹ لیں گے، ایک وقت مقررہ پر انہیں یقیناً اپنے اعمال کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا، جیسے فرمایا

...فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ [2]

ترجمہ: بہر حال تمہارا کام صرف پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

ثوبان رضی اللہ عنہ مولی رسول اللہ ﷺ

وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللهِ

ثوبان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ [3]

ثوبان رضی اللہ عنہ کے حسب نسب کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہے کہ ان کے والد کا نام

جحدر ويقال بجدد وهو من أهل اليمن من حمير

جحدر یا بجدد تھا اور وہ یمن کے مشہور حمیری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

یہ خاندان تخت و تاج اور طبل وعلم کا مالک رہا تھا معلوم نہیں کیا افتاد پڑی کہ ثوبان رضی اللہ عنہ کو غیروں کی غلامی اختیار کرنی پڑی، اسی حالت میں وہ بارگاہ رسالت میں پہنچ گئے،

أصابة السبي فأعتقه رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقال له يا ثوبان إن شئت أتلحق بمن أنت منه فعلت فأنت منهم إن شئت وأن تثبت فأنت منا أهل البيت

رسول ﷺ نے ان کے چہرے پر شرافت ونجابت کے آثار دیکھے تو رسول اللہ ﷺ کا دریائے کرم جوش میں آ گیا آپ ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا (ہوسکتا ہے کسی نے انہیں رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کوئی غلام یا کنیز نہیں خریدی) اور فرمایا اگر چاہو تو اپنے خاندان میں چلے جاؤ اور اگر میرے ساتھ رہنا پسند کرو تو میرے گھر والوں میں تمہارا شمار ہو گا۔ [4]

ثوبان رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے فطرت سعید عطا فرمائی تھی انہوں نے اپنے خاندان اور وطن پر بارگاہ نبوی کو ترجیح دی اور برضا و رغبت

[1] الرعد ۷

[2] الرعد ۴۰

[3] تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۱/۱۶۸

[4] تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۱/۱۷۰

رسول اللہ ﷺ کی غلامی اختیار کرنے کے لیے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کی خدمت میں رہوں گا،

فثبت عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولم يزل معه سفرًا وحضرًا إِلَى حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور جس دن سے وہ سید الامم ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہوئے خلوت وجلوت اور سفر وحضر ہر حالت میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور وفات تک برابر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے میں اس سے ملتی جلتی روایت اس طرح بیان کی ہے

أن رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دعا لأهله، فقلت: أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ ، فقال في الثالثة: نعم ما لم تقم على باب سدة أو تأتي أميرا تسأله

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اہل بیت کے لیے دعا فرمائی، میں بھی بارگاہ رسالت میں حاضر تھا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں بھی اہل بیت میں سے ہوں؟ میں نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں، جب تک تم کسی امیر کے پاس سائل بن کر نہ جاؤ یا کسی دروازے کی چوکھٹ پر نہ جاؤ، چنانچہ ثوبان رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد عمر بھر کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کیا۔ [2]

انہیں رسول اللہ ﷺ سے اس قدر عقیدت اور محبت تھی کہ کسی کے منہ سے اے اللہ کے رسول ﷺ! کے بجائے اے محمد ﷺ! سننا بھی گوارا نہ تھا۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ حَبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ ، فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً، كَادَ أَنْ يُصْرَعَ مِنْهَا فَقَالَ: لِمَ تَدْفَعُنِي؟فَقُلْتُ: أَوَلَا تَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي

ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں ایک دن آپ ﷺ مدینہ منورہ میں کسی جگہ تشریف فرما تھے اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی کھڑا تھا کہ ایک یہودی عالم نے آکر السلام علیک اے محمد (ﷺ) کہا مجھے یہودی عالم کے انداز تخاطب پر سخت غصہ آیا اور میں اس کو اس زور سے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا، اس نے سنبھل کر پوچھا تم نے مجھے کیوں دھکا دیا ہے؟ میں نے اسے کہا تو نے اے اللہ کے رسول ﷺ کیوں نہیں کہا؟ یہودی عالم بولا اس میں کیا گناہ تھا کہ میں نے ان کا خاندانی نام لیا، رسول اللہ ﷺ نے بڑی نرمی سے

---

[1] اسد الغابة ۴۸۰/۱، ابن سعد ۴۰۰/۷

[2] الإصابة في تمييز الصحابة ۵۲۸/۱، التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفة ۲۳۲/۱

فرمایاہاں میرا خاندانی نام محمد ہے۔ (1)

ثوبان رضی اللہ عنہ نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی تعمیل نہایت مستعدی سے کرتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو بھی حرز جان بنا لیتے تھے اور اپنی ذاتی زندگی میں بھی اس پر عمل کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَضْمَنُ لِي خَصْلَةً فَأَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ، فَقَالَ ثَوْبَانُ: أَنَا، قَالَ:لَا تَسْأَلْ أَحَدًا شَيْئًاقَالَ: فَكَانَ ثَوْبَانُ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَيَذْهَبُ الرَّجُلُ يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ فَمَا يَأْخُذُهُ مِنْهُ حَتَّى يُنِيخَ بَعِيرَهُ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيَأْخُذُهُ.

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھے ایک بات کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں، ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے کبھی کوئی سوال نہ کرنا، ارباب سیر کا بیان ہے کہ ثوبان رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر اپنے اس عہد کی شدت سے پابندی کی یہاں تک کہ اگر سواری کی حالت میں کوڑا ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر جاتا تو خود سواری سے اتر کر اسے اٹھاتے تھے اور کسی دوسرے کو اس کام کے لیے ہرگز نہ کہتے تھے۔ (2)

اور سنن ابو داود میں یہ روایت ثوبان رضی اللہ عنہ سے اس طرح ہے

وَكَانَ ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ يَكْفُلُ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَأَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟ فَقَالَ ثَوْبَانُ: أَنَا، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دوں؟ ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اس کی ضمانت دیتا ہوں، چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہ مانگا کرتے تھے۔ (3)

ثوبان رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ دوسرے بھی سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی غلامی کی نسبت سے احترام کریں۔

قَالَ: شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ: مَرِضَ ثَوْبَانُ بِحِمْصَ وَعَلَيْهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قُرْطٍ الْأَزْدِيُّ، فَلَمْ يَعُدْهُ فَدَخَلَ عَلَى ثَوْبَانَ رَجُلٌ مِنَ الْكَلَاعِيِّينَ عَائِدًا. فَقَالَ لَهُ ثَوْبَانُ: أَتَكْتُبُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: اكْتُبْ. فَكَتَبَ لِلْأَمِيرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرْطٍ مِنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ لِمُوسَى وعِيسَى مَوْلًى بِحَضْرَتِكَ لَعُدْتَهُ، ثُمَّ طَوَى الْكِتَابَ وَقَالَ لَهُ: أَتُبَلِّغُهُ إِيَّاهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ بِكِتَابِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى ابْنِ قُرْطٍ، فَلَمَّا قَرَأَهُ قَامَ فَزِعًا فَقَالَ النَّاسُ: مَا

---

(1) سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني ۱/۳۰۰،معرفة الصحابة لابی نعیم ۱/۵۰۲

(2) سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني ۱/۲۹۹

(3) سنن ابوداودكِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ ۱۶۴۳

شَأْنُهُ أَحَدَثَ أَمْرٌ، فَأَتَى ثَوْبَانَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ، فَعَادَهُ وَجَلَسَ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ ثَوْبَانُ بِرِدَائِهِ وَقَالَ: اجْلِسْ حَتَّى أُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ:لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا

شریح بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک مرتبہ شہر حمص میں ثوبان رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اس زمانے میں حمص کے گورنر عبد اللہ بن قرط ازدی رضی اللہ عنہ تھے وہ ثوبان رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے نہیں آئے، اسی دوران کلاعیین کا ایک آدمی ثوبان رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آیا تو انہوں نے اس سے پوچھا کیا تم لکھنا جانتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا لکھو، چنانچہ اس نے گورنر حمص عبد اللہ بن قرط ازدی کے نام خط لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان کی طرف سے امابعد! اگر تمہارے علاقے میں موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی غلام ہوتا تو تم اس کی عیادت کو ضرور جاتے، پھر خط لپیٹ کر فرمایا کیا تم یہ خط انہیں پہنچا دو گے؟ اس نے حامی بھر لی اور وہ خط لے جا کر عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا، وہ خط پڑھتے ہی گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے لوگ جسے دیکھ کر حیرانگی سے کہنے لگے کہ انہیں کیا ہوا؟ کوئی عجیب واقعہ پیش آیا ہے؟ وہ وہاں سے سیدھے ثوبان رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے گھر میں داخل ہوئے ان کی عیادت کی اور تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ کھڑے ہوئے، ثوبان رضی اللہ عنہ نے ان کی چادر پکڑ کر فرمایا بیٹھ جایئے تا کہ میں آپ کو ایک حدیث سنادوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں ضرور داخل ہوں گے جن کا کوئی حساب ہوگا اور نہ عذاب اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار افراد مزید ہوں گے۔ (١)

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتْ {الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ} (٢)

قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ. فَقَالَ: بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَدْ نَزَلَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَا نَزَلَ، فَلَوْ أَنَّا عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ اتَّخَذْنَاهُ فَقَالَ:أَفْضَلُهُ لِسَانًا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً مُؤْمِنَةً تُعِينُهُ عَلَى إِيمَانِهِ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آیت "جو لوگ چاندی اور سونے کو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔" نازل ہوئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہم رکاب تھے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یہ آیت صرف سونے چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے کاش! ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ کونسا مال بہتر ہے (یعنی سونے چاندی کے سوا جن کا حکم اس آیت سے معلوم ہو گیا ہے) تو اسی کو جمع کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا بہترین مال اللہ کا ذکر کرنے والی زبان ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا دل ہے اور وہ مومن بیوی ہے جو شوہر کے دین و ایمان کی مددگار ہے۔ (٣)

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَائِدُ الْمَرِيضِ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو بہشت کی میوہ خوری میں رہتا ہے

(١) مسند احمد ٢٢٤١٨

(٢) التوبة: 34

(٣) مسند احمد ٢٢٣٩٢، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ ٣٠٩٤

(یعنی بہشت کی میوہ خوری کا اہل ہو جاتا ہے) جب تک وہ عیادت سے واپس نہ آئے۔ [۱]

أن توفي رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فخرج إِلَى الشام، فنزل إِلَى الرملة، وابتنى بها دارًا، وابتنى بمصر دارًا، وبحمص دارًاوشهد فتح مصر ومات بها سنة أربع وخمسين في خلافة معاوية

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد (غالباً عہد فاروقی میں) وہ شام چلے گئے اور رملہ میں سکونت اختیار کر لی، امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو مصر کی مہم پر مامور فرمایا تو ثوبان رضی اللہ عنہ مصر جانے والے مجاہدین میں شامل ہو گئے اور وہاں کئی معرکوں میں داد شجاعت دی، مصر سے واپس آ کر حمص میں گھر بنالیا اور وہیں مستقل اقامت اختیار کر لی اور ۵۴ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حمص میں وفات پائی۔ [۲]

مضامین سورۃ الذاریات:

زمانہ قدیم سے ہی موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں مختلف نظریات اس دنیا میں موجود رہے مثلاً۔

❁ بعض لوگ موت کے بعد کی زندگی کے صریحاً منکر ہیں ان کا نظریہ یہ ہے کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں۔

❁ کچھ قوموں نے اس عقیدے کو اپنایا کہ موت کے بعد زندگی ہو گی اور اس میں انسانی اعمال کی وجہ سے اسے ایک اور شکل دے دی جائے گی، اگر انسان نیک ہے تو کسی اچھے اور خوبصورت روپ میں دوبارہ اس کا ظہور ہو گا اور اگر انسان بدکردار و گناہ گار ہو گا تو دوسرا جنم کسی مکروہ اور بدصورت مخلوق کی صورت میں ہو گا، اس کو نظریہ تناسخ بھی کہا جاتا ہے۔

❁ فلسفی لوگ حیات بعد الموت کے تو قائل تھے مگر اس حد تک کہ جزا و سزا کے بعد انسانی وجود کو پھر فنا کر دیا جائے گا۔

❁ اور بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ موت کے بعد زندگی تو ہے مگر اس میں جزا و سزا نام کی کوئی چیز نہیں۔

یہ مختلف اور متضاد آراء و نظریات عقل انسانی کی اپنی پیداوار تھے جس میں غلطی کا امکان غالب ہے، آخرت سے متعلق مختلف آراء کی تردید کر کے حقیقت حال کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ قیاس کی بنیاد پر نظریات و اعتقاد کا بنانا قوموں کے لئے تباہ کن ہوتا ہے، اس جہالت اور غفلت سے نکالنے کے لئے پہلے موت کے بعد کی زندگی پر بطور شاہد نظام کائنات کی مختلف کیفیات کو پیش کیا مثلاً ہوا، بارش اور مخلوقات جس میں انسان کا اپنا وجود بھی شامل ہے، زمین و آسمان کی پیدائش اور مختلف چیزوں کی ساخت وغیرہ، اس کے بعد فرمایا کہ یہ سارا نظام مکافات عمل یعنی ہر اچھائی یا برائی کے بدلے کا متقاضی ہے جس کے لئے ایک وقت کا تعین لازم امر ہے اور اس آخرت کے وقوع کے بعد انسان کی ساری دنیاوی زندگی کے بدلے کے طور پر آخرت کی ساری زندگی ہو گی، عقیدہ آخرت کی وضاحت کے بعد عقیدہ توحید مختصر اور پرکشش انداز میں بیان فرمایا اور بتایا کہ انسان کی تخلیق کا تو اصل مقصد غیر اللہ کی بندگی نہیں بلکہ اپنے خالق، مالک اور رازق کی عبادت کرنا ہے، انسان کا حقیقی معبود وہ قادر و قیوم ذات ہے جو بناوٹی معبودوں کی طرح محتاج نہیں بلکہ اپنی تمام مخلوقات کا رازق ہے اور ساری کائنات کا نظام اسی کی قدرت کے

[۱] صحیح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ فَضْلِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ ۶۵۵۱، مسند احمد ۲۲۴۴۵

[۲] الإصابة في تمييز الصحابة ۵۲۸/۱، معجم الصحابة للبغوی ۱۴۱/۱

باعث چل رہا ہے،ان دونوں عقیدوں کی تشریح کے بعد یہ فرمایا کہ ہم نے انہی عقائد سے روشناس کرانے کے لئے انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری کیا تھا تا کہ بھولا بھٹکا انسان راہ راست کو پہچان لے اور اپنے رب کی رضا کے حصول کی راہ پر چل نکلے، جن لوگوں نے ان قدسی نفس بندوں کی دعوت پر لبیک کہا وہ کامیاب وکامران ہوئے اور جنہوں نے مخالفت کی ان کو عذاب کی چکی میں پسنا پڑا، آخر سورۃ میں رسول اللہ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی کہ ان لوگوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کی طرف قطعاً توجہ نہ کریں بلکہ اپنے دعوت وتذکیر کے کام کو آگے بڑھاتے چلے جائیں، وہ ظالم جو اپنی سرکشی پر قائم ہیں تو ان سے پہلے اسی روش پر چلنے والے اپنے حصے کا عذاب پا چکے ہیں اور ان کے حصے کا عذاب تیار ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ﴿۴﴾

قسم ہے بکھیرنے والیوں کی اڑا کر، پھر اٹھانے والیاں بوجھ کو، پھر چلنے والی نرمی سے، پھر کام کو تقسیم کرنے والیاں، یق

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّ اِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾ (الذاریات ۱تا۶)

ین مانو کہ تم سے جو وعدے کئے جاتے ہیں (سب) سچے ہیں اور بیشک انصاف ہونے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق کے مقابلہ میں کفار مکہ اپنی ضد، ہٹ دھرمی اور جاہلانہ غرور کی بنا پر زور وشور سے تکذیب واستہزاء اور جھوٹے الزامات سے کام لے رہے تھے، مگر ابھی ظلم وستم کی چکی چلنا شروع نہیں ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کو مختلف انداز سے توحید کے پرزور دلائل اور آخرت کی جزاوسزا کی طرف خبردار کرنے کا سلسلہ جاری تھا تا کہ وہ اپنے خودساختہ آبائی دین کی قیاسات ورسومات کی حقیقت کو جانیں اور ایک تباہ کن حماقت سے نکل کر اعمال کی جوابدہی کے لئے تیار ہو جائیں، چنانچہ اس سورہ میں ایک بار پھر بڑے مدلل انداز میں عقیدہ توحید اور آخرت کو موضوع بنایا گیا کہ اے کفروشرک اور فسق وفجور میں غرق لوگو! خواب غفلت سے نکل آؤ، زمین کی ساخت ، آسمانوں کی تخلیق، دن اور رات کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا، ایک عظیم الشان ضابطہ کے مطابق گرد آلود اور سبک رفتار ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا سمندروں سے کھاری پانی کو اٹھانا اور پھر روائے زمین کے مختلف حصوں میں پھیل کر ایک خاص اندازے سے آسمان سے میٹھے پانی کا برسنا، بارش کے پانی سے مردہ زمینوں کا زندہ ہو کر مختلف انواع کی نباتات اور پھلوں کا پیدا کرنا، سمندروں اور دریاؤں میں کشتیوں کا چلنا، اللہ کے حکم سے فرشتوں کا کائنات وآخرت کے مختلف امور کو سرانجام دینے پر مقرر ہونا ان کی جو حدود مقرر کر دی گئی ہیں وہ ان سے تجاوز کر سکتا ہے نہ ان میں کچھ کمی کر سکتا ہے، تمام مخلوقات کو جوڑوں کی شکل میں تخلیق کرنا وغیرہ قیامت کے وقوع پر دلیل ہے کہ کائنات کے اس عظیم الشان نظام کو جو صدیوں سے بے عیب طریقہ پر کام کر رہا ہے بے مقصد تخلیق نہیں کر دیا گیا بلکہ اس نظام میں ہر چیز مبنی برحقیقت ہے، جب سب کچھ بامقصد ہے تو انسان جس کو عقل وشعور عطا کیا گیا ہے، نیکی وبدی کی تمیز اور اللہ کی بے شمار مخلوقات پر تصرف کے اختیارات دیئے گئے ہیں اس کو ایسے ہی لایعنی طریقے سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ جو چاہے کرتا پھرے اور اس کے اعمال کی باز پرس نہ ہو، اس کا محاسبہ نہ ہو، ایسا ہرگز نہیں

ہے جو ذات اس کائنات کے نظام کو جو بظاہر نہایت مشکل اور اسباب عادیہ کے خلاف ہے چلا رہی ہے وہی ذات قیامت والے دن تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے، اے کفر و شرک اور فسق و فجور میں غرق غافل لوگو! خبردار ہو جاؤ جزائے اعمال کی وعید یقیناً سچی ہے ،اللہ کے حکم سے ایک وقت مقررہ پر قیامت برپا ہو کر رہے گی، پھر تم اپنی قبروں سے جسم و جان کے ساتھ دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو گے جہاں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کے مطابق تمہارا محاسبہ فرمائے گا، اگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو تمہارا اٹھکانہ جنت ہو گی جس میں تم آرام و سکون سے رب کی نعمتوں سے استفادہ کرو گے، اور اگر تعصّبات اور غرور وہٹ دھرمی میں مبتلا ہو کر اس حقیقت سے انکار کرو گے تو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلتے رہو گے جہاں تمہاری آہ و پکار پر کوئی توجہ نہیں کی جائے گی۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝۷ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝۸

قسم ہے راہوں والے آسمان کی! یقیناً تم مختلف بات میں پڑے ہوئے ہو،

يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝۹ (الذاریات ۷ تا ۹)

اس سے وہی باز رکھا جاتا ہے جو پھیر دیا گیا ہو۔

اور قسم ہے بغیر ستونوں کے بلند و بالا، وسیع و عریض، مضبوط و مستحکم اور اپنے اپنے مدار میں تیرتے چاند، سورج، سیاروں، روشن ستاروں اور لاکھوں کہکشاؤں سے مزین آسمان کی، پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والو! آخرت کے بارے میں تمہارے اقوال ایک دوسرے سے مختلف اور مضطرب ہیں، تمہارا کسی بات پر اجتماع نہیں، تم میں کوئی تو قیامت کی بالکل نفی کر دیتا ہے اور کوئی شک و شبہ کا اظہار کرتا ہے، ایک طرف تو تم اللہ کے خالق اور رازق ہونے کا اعتراف کرتے ہو اور دوسری طرف غیر اللہ کو اس کا شریک گردانتے ہو، اسی طرح تم لوگ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر، کبھی شاعر، کبھی کاہن اور کبھی کذاب ٹھہراتے ہو، تمہارا کسی ایک بات پر متفق نہ ہونا تمہارا باطل پر ہونا ثابت کرتا ہے ،جیسے فرمایا

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝۸۲ [۱]

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی۔

مگر عقیدہ آخرت سے وہی شخص گمراہ ہوتا ہے جو یقینی دلائل و براہین سے منہ موڑتا ہے، جیسے فرمایا

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝۱۶۱ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝۱۶۲ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝۱۶۳ [۲]

ترجمہ: پس تم اور تمہارے یہ معبود اللہ سے کسی کو پھیر نہیں سکتے مگر صرف اس کو جو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسنے والا ہو۔

---

[۱] النساء ۸۲

[۲] الصافات ۱۶۱ تا ۱۶۳

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۭ﴿۱۲﴾

بے سند باتیں کرنے والے غارت کر دیئے گئے، جو غفلت میں ہیں اور بھولے ہوئے ہیں پوچھتے ہیں کہ یوم جزا کب ہوگا؟

يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ہاں یہ وہ دن ہے کہ یہ آگ پر تپائے جائیں گے، اپنی فتنہ پردازی کا مزہ چکھو یہی ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے،

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۙ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ

بیشک تقویٰ والے لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہونگے، ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطا فرمایا اسے لے رہے ہوں گے،

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۭ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ بِالْاَسْحَارِ

وہ تو اس سے پہلے ہی نیکوکار تھے، وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور صبح کے وقت

هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ (الذاریات ۱۰تا۱۹)

استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں مانگنے والوں اور سوال سے بچنے والوں کا حق تھا۔

تباہ وبرباد ہوئے مشرکین جو کفر وجہالت میں غرق اور ضلالت کی موجوں میں گھرے ہوئے ہیں اور قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے محض ظن وتخمین سے رائے قائم کر کے آپ ﷺ اور آخرت کے بارے میں بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں، وہ علم یا یقین یا دلائل حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ حیات بعد الموت کو بعید از امکان سمجھتے ہوئے، اللہ کی وعید کو طعن اور استہزاء کے طور پر پوچھتے ہیں کہ آخر یہ روز جزاء کب آئے گا؟ جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ [1]

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہوگی؟ کہو اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اپنے وقت پر وہی ظاہر کرے گا آسمانوں اور زمین میں وہ بڑا سخت وقت ہو گا وہ تم پر اچانک آجائے گا یہ لوگ اس کے متعلق تم سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تم اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہو کہو اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے مگر اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔

يَسْـَٔــلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ [2]

ترجمہ: لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی کہو اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے تمہیں کیا خبر شاید کہ وہ قریب ہی آلگی ہو۔

[1] الاعراف ۱۸۷

[2] الاحزاب ۶۳

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ گھڑی کب آ کر ٹھیرے گی؟۔

اے نبی ﷺ! انہیں خبردار کریں کہ یہ وہ دن ہے جس دن انہیں ان کے خبث ظاہر و خبث باطن کے سبب سے جہنم میں پھینک کر سونے کی طرح تپایا جائے گا،

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَوْلَهُ: {يُفْتَنُونَ} قَالَ: كَمَا يُفْتَنُ الذَّهَبُ فِي النَّارِ

مجاہد رحمہ اللہ "تپائے جائیں گے۔" کے بارے میں کہتے ہیں اس طرح جیسے سونے کو آگ میں گرمایا جاتا ہے۔ ⁽²⁾

اور ان سے کہا جائے گا اب دردناک عذاب کا مزہ چکھو، یہ عذاب جس میں تم ڈال دیئے گئے ہو یہ اس فتنے کے اثرات ہیں جس میں تم مبتلا ہوئے جس نے تمہیں کفر اور گمراہی میں دھکیل دیا تھا، پھر اور زیادہ حقارت کے لئے ان سے بطور ڈانٹ ڈپٹ کے کہا جائے گا یہ وہی عذاب ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے پس اب مختلف انواع کی عقوبتوں، سزاؤں، زنجیروں، بیڑیوں، اللہ کی ناراضگی اور عذاب کا مزہ چکھو، البتہ وہ لوگ جو اللہ اور اللہ کی منزل کتابوں، رسولوں اور آخرت پر ایمان لائے اور اخروی کامیابی کے لیے اعمال صالحہ اختیار کیے وہ اس روز جنت کے مختلف انواع کے درختوں اور میوؤں پر مشتمل باغوں اور انواع و اقسام کے رواں دواں چشموں میں ہوں گے، جو نعمتیں ان کا رب انہیں عطا فرمائے گا اسے پسندیدگی سے لپک لپک کر قبول کر رہے ہوں گے، دنیا میں یہ لوگ پرہیزگار تھے، جیسے فرمایا

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے ہیں۔

وہ راتوں کو عیش و عشرت اور فسق و فجور میں نہیں گزار دیتے تھے بلکہ رات کا اچھا خاصا حصہ اپنے رب کی یاد میں کھڑے تلاوت کرتے، نوافل پڑھتے، آہ و زاری اور عبادت میں گزارتے تھے،

قَالَ ابْنُ عباس: لم تكن تَمْضِي عَلَيْهِمْ لَيْلَةٌ إِلَّا يَأْخُذُونَ مِنْهَا وَلَوْ شَيْئًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی رات نہ ہوتی تھی جس میں اللہ کی عبادت نہ کرتے ہوں خواہ تھوڑے سے وقت ہی کے لیے کیوں نہ ہو۔ ⁽⁴⁾

وَقَالَ قَتَادَةُ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: قَلَّ لَيْلَةٌ تَأْتِي عَلَيْهِمْ لَا يُصَلُّونَ فِيهَا لِلَّهِ، عَزَّ وَجَلَّ، إِمَّا مِنْ أَوَّلِهَا وَإِمَّا مِنْ أَوْسَطِهَا

قتادہ رحمہ اللہ نے مطرف بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ کم راتیں ہی ایسی ہوں گی جن میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے نماز نہ پڑھی ہو، خواہ

(1) النازعات ۴۲

(2) تفسیر طبری ۲۲/۴۰۴

(3) الحاقة ۲۴

(4) تفسیر طبری ۲۲/۴۰۷

رات کے ابتدائی حصے میں پڑھی ہو یا درمیانی حصے میں۔ [1]

عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِهِ: {كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ} قَالَ: قَلِيلٌ مَا يَرْقُدُونَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ لَا يَتَهَجَّدُونَ

مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ''وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔'' کے بارے میں کہتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ کم راتیں ایسی ہوں گی جن میں وہ صبح تک سور ہے ہوں اور انہوں نے تہجد نہ پڑھی ہو۔ [2]

وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: {كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ} كَابَدُوا قِيَامَ اللَّيْلِ، فَلَا يَنَامُونَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا أَقَلَّهُ، وَنَشِطُوا فَمَدُّوا إِلَى السَّحَرِ حَتَّى كَانَ الِاسْتِغْفَارُ بِسَحَرٍ

حسن بصری رحمہ اللہ آیت کریمہ ''وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں انہوں نے قیام اللیل کو اپنا معمول بنالیا تھا جس کی وجہ سے وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے ان کا قیام سپیدہ سحر نمودار ہونے تک طویل ہو جاتا تھا حتی کہ بوقت سحر وہ استغفار کرتے تھے۔ [3]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ، وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، وَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

قیام اللیل کی تاکید میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ دوڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور مشہور ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا تا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں، جب میری نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر پڑی تو میں بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر پہلی مرتبہ یہ بات فرمائی کہاے لوگو آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نماز پڑھا کرو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ [4]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرْفَةً يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ: لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لِمَنْ أَلَانَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ لِلَّهِ قَائِمًا وَالنَّاسُ نِيَامٌ

---

[1] تفسیر طبری ۲۲/۴۰۷

[2] تفسیر طبری ۲۲/۴۰۸

[3] تفسیر ابن کثیر ۷/۴۱۷

[4] جامع ترمذی ابواب صفة القيامة باب ۱۵۱۴، ح ۲۴۸۵، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوات بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ ۱۳۳۴، مسند احمد ۲۳۷۸۴، شعب الایمان ۳۰۹۰

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جنت میں کچھ ایسے بالاخانے ہوں گے جن کے اندر سے باہر کا منظر دیکھا جا سکے گا اور باہر سے اندر کا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کن کے لیے ہوں گے؟ فرمایا اس کے لیے جو نرم کلام کرے اور کھانا کھلائے اور اللہ کے لیے قیام میں رات بسر کر دے جبکہ (دوسرے) لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ [1]

پھر وہی رات کے پچھلے پہروں میں جو قبولیت دعا کے بہترین اوقات میں سے ہے اللہ غفور و رحیم سے اپنے گناہوں، لغزشوں اور کوتاہیوں پر گڑگڑا کر توبہ و استغفار کرتے تھے، جیسے فرمایا

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ [2]

ترجمہ: یہ وہ لوگ صبر کرنے والے ہیں، راستباز ہیں، فرماں بردار اور فیاض ہیں اور رات کے آخری گھڑیوں میں اللہ سے مغفرت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ اسْمُهُ كُلَّ لَيْلَةٍ، حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہر رات جب رات کا آخری حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ندا دیتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش چاہے میں اسے بخش دوں؟ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ [3] اور ان کے پاکیزہ مالوں میں سائل اور ان ضرورت مند لوگوں کے لیے حصہ مقرر تھا جو سوال سے اجتناب کرتے تھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ، فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، قَالُوا، فَمَا الْمِسْكِينُ؟ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ، فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ لوگ نہیں جو گھومتا رہتا ہے اور لوگوں کے گرد رہتا ہے اور ایک لقمہ یا ایک دو کھجور لے کر لوٹ جاتا ہے، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر مسکین کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ ہے

---

[1] مسند احمد ۶۶۱۵

[2] آل عمران ۱۷

[3] صحیح بخاری کتاب التهجد بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ۱۱۴۵، صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرين بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ، وَالْإِجَابَةِ فِيهِ ۱۷۷۲، سنن ابوداود کتاب التطوع بَابُ أَيِّ اللَّيْلِ أَفْضَلُ؟ ۱۳۱۵، جامع ترمذی ابواب الدعوات بِبَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ ۳۴۹۸، مسند احمد ۷۵۹۲، السنن الکبری للنسائی ۱۰۲۴۰، سنن الدارمی ۱۵۲۰، السنن الکبری للبیہقی ۴۶۵۲، مصنف عبدالرزاق ۲۱۰۶، شرح السنة للبغوی ۹۴۸

جس کو اتنا خرچ نہیں ملتا جو اس کی ضرورت بشری کی کفایت کرتا ہو اور نہ لوگ اسے مسکین جانتے ہیں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہے۔ (۱)

وَ فِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور یقین والوں کے لیے تو زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو

وَ فِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَ الْاَرْضِ

، اور تمہاری روزی اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے، آسمانوں اور زمین کے پروردگار کی قسم!

اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ (الذاریات۲۰تا۲۳)

کہ یہ بالکل برحق ہے ایسا ہی جیسے کہ تم باتیں کرتے ہو۔

ایمان لانے والوں کے لیے اس وسیع وہموار زمین میں اللہ کی وحدانیت ،الوہیت اور اس کی قدرتوں کی بے شمار نشانیاں بکھری پڑی ہیں جو اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک اور بے نیاز ہے ،اس نے مخلوق کو کھیل تماشے کے طور پر بے فائدہ پیدا نہیں کر دیا، جیسے فرمایا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاۗءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ (۲)

ترجمہ:ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان میں ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے۔

اور اگر تمہیں اپنے اردگرد اللہ کی نشانیاں نظر نہیں آتیں تو خود اپنے وجود ہی میں دیکھ لو کہ کس طرح ہم نے تمہیں نطفہ سے بتدریج مکمل کر کے ماں کے پیٹ سے پیدا کیا، جیسے فرمایا

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ (۳)

ترجمہ:لعنت ہو انسان پر کیسا سخت منکر حق ہے یہ، کس چیز سے اللہ نے اسے پیدا کیا ہے؟ نطفہ کی ایک بوند سے اللہ نے اسے پیدا کیا پھر اس کی تقدیر مقرر کی۔

کس طرح تمہارے جوڑوں کو مضبوط کیا اور متناسب بنایا، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الزکاة بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى لاَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا۱۴۷۹،صحیح مسلم کتاب الزکاة بَابُ الْمِسْكِينِ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ۲۳۹۳

(۲) الانبیاء۱۶

(۳) عبس۱۷تا۱۹

رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ (١)

ترجمہ: اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے نک سک سے درست کیا، تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ (٢)

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکا جاتا ہے؟ پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اس کے اعضا درست کیے۔

کیا کیا جسمانی قوتیں اور عقل وفہم کی صلاحیتیں تمہیں بخشیں، حق وباطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت عطا کیں، مافی الضمیر کا اظہار کرنے کے لیے بولنے کی صلاحیت بخشی، اور تمہارے اندر احساسات وجذبات، میلانات اور رجحانات رکھے، تمہارے اندر پھیپھڑوں سے ہوا کو کھینچنے اور باہر نکالنے، دل کے دھڑکنے، دیکھنے، سننے، کھانے، چکھنے، پینے، جسم سے پانی اور غیر ضروری عناصر خارج کرنے، گردوں کا پیچیدہ خود کار نظام رکھا، پھر کیا تم تفکر و تدبر نہیں کرتے کہ جو قادر مطلق یہ سب کام کر سکتا ہے وہ تمہیں دوبارہ زندہ کر کے اعمال کی جزا نہیں دے سکتا،

قَالَ قَتَادَةُ: مَنْ تَفَكَّرَ فِي خَلْقِ نَفْسِهِ عَرَفَ أَنَّهُ إِنَّمَا خُلِقَ وَلُيِّنَتْ مَفَاصِلُهُ لِلْعِبَادَةِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کی تخلیق کے بارے میں غور کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اسے عبادت ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور اسی مقصود کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے جوڑوں کو لچکدار بنایا گیا ہے۔ (٣)

تمہارا رزق بھی آسمان ہی میں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آسمان سے بارش برساتا ہے جس سے مردہ زمین زندہ ہو کر لہلہانے لگتی ہے اور اس میں سے تمہارا رزق پیدا ہوتا ہے اور انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت بھی آسمان میں ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے، پس آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم! جس طرح تمہیں اپنے نطق لسان میں کوئی شک نہیں اسی طرح تمہیں قیامت کے آنے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کی جزا وسزا میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ

کیا تجھے ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی خبر بھی پہنچی ہے ؟ وہ جب ان کے ہاں آئے تو سلام کیا،

قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾

ابراہیم نے جواب سلام دیا (اور کہا یہ تو) اجنبی لوگ ہیں، پھر (چپ چاپ جلدی جلدی) اپنے گھر والوں کی طرف گئے

---

(١) الانفطار ٦ تا ٨

(٢) القیامۃ ٣٦ تا ٣٨

(٣) الهداية إلى بلوغ النهاية في علم معاني القرآن وتفسيره ٧٠٨٨/١١، الدر المنثور ٦١٩/٧، صفوة التفاسير ٢٣٥/٣

فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

اور ایک فربہ بچھڑے (کا گوشت) لائے اور اسے ان کے پاس رکھا اور کہا آپ کھاتے کیوں نہیں؟ پھر تو دل ہی دل میں

خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ

ان سے خوف زدہ ہو گئے، انہوں نے کہا آپ خوف نہ کیجئے اور انہوں نے اس (حضرت ابراہیم) کو ایک علم والے لڑکے

عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا

کی بشارت دی، پس ان کی بیوی آگے بڑھی اور حیرت میں آ کر اپنے منہ پر مار کر کہا کہ میں تو بڑھیا ہوں اور ساتھ ہی بانجھ،

كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾ (الذاریات ۲۴تا۳۰)

انہوں نے کہاہاں تیرے پروردگار نے اسی طرح فرمایا ہے، بیشک وہ حکیم وعلیم ہے۔

مہمان اور میز بان:

اے نبی ﷺ! ہم تمہیں ابراہیم کے معزز مہمانوں کا قصہ بتاتے ہیں، جب وہ لوط علیہ السلام کی قوم کے پاس جانے سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک بیٹے کی خوش خبری لے کر اس کے ہاں پہنچے تو انہوں کہا آپ کو سلام ہے، ابراہیم علیہ السلام نے کہا آپ لوگوں کو بھی سلام ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ [1]

ترجمہ: اور جب کوئی احترام کے ساتھ تمہیں سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر طریقہ کے ساتھ جواب دو یا کم از کم اسی طرح، اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اور اپنے دل میں خیال کرنے لگے کہ اس علاقے میں اس شان اور اس وضع قطع کے لوگ نظر نہیں آئے، ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے اس لیے ان چند اجنبیوں کو بٹھا کر خاموشی سے ان کے کھانے کا بندوبست کرنے کے لیے اپنے گھر والوں کے پاس چلے گئے اور جلد ہی ایک بھنا ہوا موٹا تازہ بچھڑا لا کر مہمانوں کے آگے پیش کیا مگر کھانا سامنے ہونے کے باوجود ان اجنبیوں نے کھانے کی طرف کوئی رغبت ظاہر نہیں کی ، جب کافی دیر ہو گئی اور کھانا بھی ٹھنڈا ہونے لگا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا آپ حضرات کھانا کیوں تناول نہیں فرما رہے؟ پھر وہ اپنے دل میں ان سے ڈرا کہ شاید یہ لوگ کسی برے ارادے سے آئے ہیں، ابراہیم علیہ السلام کے چہرے پر خوف کے اثرات دیکھ کر فرشتوں نے خود کو ظاہر کیا اور کہا اے ابراہیم علیہ السلام! خوف زدہ نہ ہوں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ

[1] النساء۸۶

اَیۡدِیَهُمۡ لَا تَصِلُ اِلَیۡهِ نَكِرَهُمۡ وَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِیۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰی قَوۡمِ لُوۡطٍ ؕ ﴿۷۰﴾ [1]

ترجمہ: اور دیکھو، ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لیے ہوئے پہنچے کہا تم پر سلام ہو، ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا تم پر بھی سلام ہو، پھر کچھ دیر نہ گزری کہ ابراہیم علیہ السلام ایک بھنا ہوا بچھڑا (ان کی ضیافت کے لیے) لے آیا مگر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے پر نہیں بڑھتے تو وہ ان سے مشتبہ ہو گیا اور دل میں ان سے خوف محسوس کرنے لگا، انہوں نے کہا ڈرو نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

اور انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ ہم تو تمہیں ایک ذی علم لڑکے کی پیدائش کی خوش خبری سنانے کے لیے نازل ہوئے ہیں، ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ جو مہمانوں کی تواضع کے لیے قریب ہی کھڑی ہوئی تھیں، فرشتوں کی زبانی یہ عظیم خبر سن کر کچھ دیر کے لیے تو ہکابکارہ گئیں اور جب اوسان بحال ہوئے تو چیختی ہوئی آگے بڑھی اور عورتوں کی عادت کے مطابق تعجب سے اس نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہنے لگی کیا میں بچہ جنوں گی جبکہ میں بوڑھی پھونس ہو چکی ہوں اور اس کے ساتھ بانجھ بھی ہوں، جیسے فرمایا

وَامۡرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتۡ فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ ۙ وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ یَعۡقُوۡبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتۡ یٰوَیۡلَتٰۤی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوۡزٌ وَّهٰذَا بَعۡلِیۡ شَیۡخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ﴿۷۲﴾ [2]

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام کی بیوی بھی کھڑی ہوئی تھی وہ یہ سن کر ہنس دی، پھر ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خوش خبری دی، وہ بولی ہائے میری کم بختی! کیا اب میرے ہاں اولاد ہوگی جبکہ میں (نوے سال کی) بڑھیا پھونس ہو گئی اور میرے میاں بھی بوڑھے ہو چکے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

یعنی مانع حمل میں تین چیزوں کا ذکر کیا کہ ایک تو میں نوے سال کی بوڑھی پھونس ہو چکی ہوں کہ جس عمر میں عورتیں بچہ پیدا نہیں کر سکتیں، دوسری یہ کہ میں بانجھ بھی ہوں اور بانجھ عورت کیونکر بچہ پیدا کر سکتی ہے اور تیسرا یہ کہ میرا خاوند بھی سو سال کا بوڑھا ہو چکا ہے، فرشتوں نے کہا یہ عظیم خوش خبری ہم اپنی طرف سے نہیں دے رہے بلکہ تیرے رب نے ہی یہ عظیم خبر دے کر ہمیں نازل کیا ہے، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے اور تم جس عزت و کرامت کے مستحق ہو وہ خوب جانتا ہے۔

قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ اَیُّهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوۡۤا اِنَّاۤ

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اللہ کے بھیجے ہوئے (فرشتو!) تمہارا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم

اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰی قَوۡمٍ مُّجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرۡسِلَ عَلَیۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ طِیۡنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً

گناہ گار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر مٹی کے کنکر برسائیں جو تیرے رب کی طرف سے نشان زدہ ہیں

[1] ہود ۶۹، ۷۰

[2] ہود ۷۱، ۷۲

عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ

ان حد سے گزر جانے والوں کے لئے، پس جتنے ایمان دار وہاں تھے ہم نے انہیں نکال لیا اور ہم نے وہاں

بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَا اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ (الذاریات ۳۱ تا ۳۷)

مسلمانوں کا صرف ایک ہی گھر پایا، اور ہم نے ان کے لیے جو دردناک عذاب کا ڈر رکھتے ہیں ایک (کامل) علامت چھوڑی۔

جب ابراہیم علیہ السلام کو تسلی ہوگئی تو انہوں نے فرشتوں سے کہا اے فرستادگان الٰہی! تمہیں کیا مہم درپیش ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا اللہ رب العالمین نے ہمیں شرک وضلالت اور فسق وفجور میں حد سے تجاوز کرنے والی ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا ہے تاکہ ہم اس پر رب کی طرف سے پکی ہوئی مٹی کے نشان زدہ پتھر برسا کر صفحہ ہستی سے مٹا کر عبرت کا نشان بنا دیں، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس بستی میں تو لوط علیہ السلام بھی ہیں، جیسے فرمایا

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ (۱)

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے کہا وہاں تو لوط علیہ السلام موجود ہے، انہوں نے کہا ہم خوب جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے ہم اسے اور اس کی بیوی کے سوا اس کے باقی گھر والوں کو بچا لیں گے، اس کی بیوی پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔

پھر ہم نے اپنی سنت کے مطابق عذاب سے پہلے ان سب لوگوں کو نکال لیا جو اس بستی میں مومن تھے اور وہاں ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کی دو بیٹیوں کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا، جیسے فرمایا

وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۣ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ (۲)

ترجمہ: انہوں نے کہا نہ ڈرو اور نہ رنج کرو ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچا لیں گے سوائے تمہاری بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ (۳)

ترجمہ: آخر کار ہم نے اسے اور اس کے سب اہل وعیال کو بچا لیا۔

...اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ (۴)

ترجمہ: صرف لوط کے گھر والے اس سے محفوظ رہے ان کو ہم نے اپنے فضل سے رات کے پچھلے پہر بچا کر نکال دیا۔

(۱) العنکبوت ۳۲

(۲) العنکبوت ۳۳

(۳) الشعراء ۱۷۰

(۴) القمر ۳۴

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ [۱]

ترجمہ: آخر کار ہم نے لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو بچالیا بجز اس کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی۔

جب لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ہمراہ بخیر وعافیت اس سرزمین سے جو زلزلوں کے اس علاقہ کے انتہائی حساس حصہ پر ہے نکل گئے تو صبح کے آثار ہوتے ہی زلزلے کی ہولناک آواز نے انہیں آدبوچا، یہ عظیم زلزلہ زمین کے ایک سو نوے میٹر کے فاصلے تک پھٹنے سے پیش آیا جس سے خوبیدہ آتش فشاں ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ پڑا اس دھماکہ کے ساتھ، بجلی، قدرتی گیس، آتش زدگی، اور پکے ہوئے کنکر پتھر بھی اس تباہی میں شامل تھے جس نے پوری ہی بستی کو الٹ پلٹ کر زیروزبر، تہ وبالا کر دیا اس دوران خوابیدہ آتش فشاں سے بے شمار مواد بہہ نکلا، خوفناک زلزلے اور آتش فشاں کے پھٹنے کے دھماکے سے یہ زمین بحیرہ روم سے چار سو میٹر نیچے چلی گئی اور پانی اوپر ابھر آیا اور ایک جھیل بن گئی جس کی گہرائی چار سو میٹر ہے، اس جھیل کی تہہ بحیرہ روم کی سطح سے آٹھ سو میٹر نیچے ہے جو زمین میں سب سے نچلا مقام ہے جبکہ سطح سمندر سے نیچے دوسرے علاقے زیادہ سے زیادہ سو میٹر نیچے ہیں اس جھیل کی تہہ قشر ارض کی گہرائیوں میں واقع ہے۔ پھر جو لوگ اس زلزلہ سے بچ گئے ان پر نامزد کئے ہوئے پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کا انتہائی خطرناک مینہ برسایا اور پوری قوم کو لوط علیہ السلام کی بیوی سمیت ہلاک کر دیا اور رہتی دنیا تک نشان عبرت بنا دیا تاکہ رہتی دنیا تک لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رب کی طرف سے تنبیہ نہ ماننے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے، اللہ کے بنیادی قانون عدل وانصاف کو توڑنے کا انجام کیا ہوتا ہے، ہے کوئی جو گزشتہ اقوام کے عبرت انگیز واقعہ کی طرح اس واقعہ سے بھی عبرت حاصل کرے اور ہر طرف سے منہ موڑ کر رب کی طرف پلٹ آئے، محققین نے ان بستیوں کے تباہ شدہ آثار بحر میت کے ساحل پر ہویدا کر دئے ہیں جو زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ کے بندو! ابلیس کے دھوکے میں رہ کر اس فانی دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں مت گم ہو جاؤ ورنہ تمہارا حشر ہم سے مختلف نہیں ہو گا۔

وَ فِيْ مُوْسٰۤى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾

موسیٰ (علیہ السلام کے قصے) میں (بھی ہماری طرف سے تنبیہ ہے) کہ ہم نے فرعون کی طرف کھلی دلیل دے کر بھیجا،

فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَ قَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ

س اس نے اپنے بل بوتے پر منہ موڑا اور کہنے لگا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے، بالآخر ہم نے

وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَ هُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ (الذاریات ۳۸تا۴۰)

اسے اور اس کے لشکروں کو اپنے عذاب میں پکڑ کر دریا میں ڈال دیا، وہ تھا ملامت کے قابل۔

اور تمہارے لئے موسیٰ کے قصے میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی ہے، جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو روشن دلائل اور واضح برہان کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تو وہ دعوت حق کو جاننے کے باوجود اپنی قوت اور لشکروں کے بل بوتے پر غرور میں

---

[۱] الاعراف ۸۳

مبتلا ہو گیا، جیسے فرمایا

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ... ﴿۱۴﴾ [1]

ترجمہ: انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالاں کہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ... ﴿۱۰۲﴾ [2]

ترجمہ: موسیٰ نے جواب دیا تھا کہ تو خوب جانتا ہے کہ یہ نشانیاں آسمانوں اور زمین کے رب کے سوا کسی اور نے نہیں اتاری ہیں۔

اور معجزات کو دیکھ کر بولا یہ جادو گر ہے اور کبھی انہیں مجنون کہنے لگا، آخر کار ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دینے کے بعد ہم نے اس متکبر شخص اور اس کے لاؤ لشکر کو اپنی گرفت میں لیا اور سب کو ایک ساتھ سمندر میں غرق کر دیا اور شوکت وسطوت کا حامل فرعون اور اس کے ظالم سردار رہتی دنیا تک ملامت زدہ ہو کر رہ گئے، اور ان ظالموں کے غرق ہونے کے بعد کوئی آنکھ ان پر رونے والی نہ تھی، جیسے فرمایا

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ [3]

ترجمہ: پھر نہ آسمان ان پر رویا نہ زمین اور ذرا سی مہلت بھی ان کو نہ دی گئی۔

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾

اسی طرح عادیوں میں بھی (ہماری طرف سے تنبیہ ہے) جب کہ ہم نے ان پر خیر و برکت سے خالی آندھی بھیجی،

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ (الذاریات ۴۱،۴۲)

وہ جس چیز پر گرتی تھی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح (چورا چورا) کر دیتی تھی۔

اور تمہارے لئے معروف قبیلہ عاد کے عبرت ناک انجام میں بھی ہماری کامل قوت وقدرت کی ایک نشانی ہے، جب انہوں نے اپنے پیغمبر ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو ان کے ظلم وتکبر کے سبب ایک وقت مقررہ پر ہم نے ان پر بطور عذاب ایک ایسی خشک اور نہایت تند و تیز ہوا بھیج دی جو سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل ان پر چلتی رہی اور وہ جس چیز پر بھی وہ گزر گئی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح کر کے رکھ دیا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد پروا ہواؤں سے کی گئی ہے، اور عادی پچھوا (مغربی) ہواؤں سے ہلاک ہوئے۔ [4]

---

[1] النمل ۱۴

[2] بنی اسرائیل ۱۰۲

[3] الدخان ۲۹

[4] صحیح بخاری کتاب الاستسقاء بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا ۱۰۳۵، وکتاب بدء الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشُرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۳۲۰۶، وکتاب الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا

وَ فِیْ ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۴۳﴾

اور ثمود (کے قصے) میں بھی (عبرت) ہے، جب ان سے کہا گیا کہ تم کچھ دنوں تک فائدہ اٹھالو،

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾

لیکن انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی جس پر ان کے دیکھتے دیکھتے (تیز تند) کڑاکے نے ہلاک کر دیا،

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ وَّ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ ﴿۴۵﴾ (الذاریات ۴۳تا۴۵)

پس نہ تو کھڑے ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے۔

اور تمہارے لئے قوم ثمود میں بھی عبرت کی ایک نشانی ہے جب صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت حق پہنچائی مگر انہوں نے راہ ہدایت کے بجائے ضلالت کو پسند کیا۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی... ﴿۱۷﴾ [1]

ترجمہ: رہے ثمود تو ان کے سامنے ہم نے راہ راست پیش کی مگر انہوں نے راستہ دیکھنے کے بجائے اندھا بنا رہنا ہی پسند کیا۔

پھر انہوں نے معجزہ کا مطالبہ کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے ایک اونٹنی کو ظاہر کر دیا اور صالح علیہ السلام نے انہیں متنبہ کر دیا کہ کسی برے ارادے سے اس اونٹنی کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو جائے گا مگر اس تنبیہ پر بھی انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی اور اونٹنی کو قتل کر دیا، چنانچہ صالح علیہ السلام نے انہیں متنبہ کر دیا کہ صرف تین دن اس دنیا میں اور عیش و آرام کے مزے لوٹ لو اس کے بعد اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو جائے گا، جیسے فرمایا

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ [2]

ترجمہ: پھر انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اس پر صالح نے ان کو خبردار کر دیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں اور رہ بس لو یہ ایسی میعاد ہے جو جھوٹی نہ ثابت ہو گی۔

آخر کار تین دن کے بعد صبح کے وقت اچانک ایک تیز و تند کڑاکے کے ساتھ ایک شدید زلزلہ نے انہیں آلیا، جیسے فرمایا

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ [3]

بِرِيحٍ صَرْصَرٍ ۳۳۴۳، وکتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ ۴۱۰۵، صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ بَابٌ فِي رِيحِ الصَّبَا وَالدَّبُورِ ۲۰۸۷، مسنداحمد ۱۹۵۵، السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۰۳، السنن الکبری للبیہقی ۶۴۸۴، مصنف ابن ابی شیبة ۳۱۶۴۶، مسندابویعلی ۲۵۶۳، شرح السنة للبغوی ۱۱۴۹

[1] حم السجدة ۱۷

[2] هود ۶۵

[3] الاعراف ۷۸

ترجمہ: آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝۵ [1]

ترجمہ: تو ثمود ایک سخت حادثہ سے ہلاک کیے گئے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝۳۱ [2]

ترجمہ: ہم نے ان پر بس ایک دھما کہ چھوڑا اور وہ باڑے والے کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہ گئے۔

وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۴۶ وَ السَّمَآءَ

اور نوح (علیہ السلام) کی قوم کا بھی اس سے پہلے (یہی حال ہو چکا تھا) وہ بھی بڑے نافرمان تھے، آسمان کو ہم نے

بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝۴۷ وَ الْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝۴۸

(اپنے) ہاتھوں سے بنایا اور یقیناً ہم کشادگی کرنے والے ہیں، اور زمین کو ہم نے فرش بنا دیا پس ہم بہت ہی اچھے بچھانے والے

وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۴۹ (الذاریات ۴۶ تا ۴۹)

ہیں، ہر چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اور قوم عاد و ثمود اور قوم فرعون سے پہلے ہم نے نوح علیہ السلام کی قوم کو دعوت حق کی تکذیب اور سرکشی کے نتیجے میں پانی میں غرق کر کے ہلاک کیا کیونکہ وہ بھی بڑے نافرمان لوگ تھے، آخرت کے حق میں تاریخی دلائل پیش کرنے کے بعد آفاقی دلائل پیش کیے کہ ستونوں کے بغیر بلند و بالا آسمان کو ہم نے اپنی عظیم قدرت و قوت کے ساتھ بڑی مہارت کے ساتھ بنایا ہے اور ہم اس کو مزید وسیع کرنے کی طاقت و قدرت رکھتے ہیں، اور اس وسیع و عریض فرش کی طرح ہموار زمین کو بھی ہم نے اپنی حکمت اور رحمت سے تمہاری اور دوسری مخلوقات کی ضرورت کے لیے بچھایا ہے اور اپنی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم بڑے اچھے ہموار کرنے والے ہیں، اور ہم نے جن و انس، حیوانات، بحر و بر کی مخلوقات اور جمادات و نباتات وغیرہ کی افزائش کے لیے جوڑے جوڑے بنائے ہیں، یعنی نر اور مادہ دو اصناف پیدا کیں، اسی طرح ہر چیز کی ضد جیسے آسمان و زمین، روشنی اور اندھیرا، خشکی اور تری، چاند اور سورج، میٹھا اور کڑوا، رات اور دن، خیر اور شر، زندگی اور موت، ایمان اور کفر، جنت و دوزخ اور دنیا کے مقابل آخرت پیدا کی ہے شاید کہ تم غور و تدبر کرو کہ اس عظیم الشان کائنات کو تخلیق کرنے اور اسے ایک نظام کا پابند کرنے والا اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے، جس کی کسی تخلیق اور امر میں کوئی ساجھی یا شریک نہیں اور ایک وقت مقررہ پر تم نے اپنے خالق کی بارگاہ میں پیش ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔

---

[1] الحاقۃ ۵

[2] القمر ۳۱

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۰ۚ

پس تم اللہ کی طرف دوڑ بھاگ (یعنی رجوع) کرو، یقیناً میں تمہیں اس کی طرف سے صاف صاف تنبیہ کرنے والا ہوں

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۱ۚ (الذاریات ۵۱،۵۰)

اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہراؤ، بیشک میں تمہیں اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔

پس کفر و معصیت سے تائب ہو کر فوراً اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھک جاؤ اور تم اپنی تمام تر توجہ کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ ہی کو بناؤ، جس کا کوئی شریک نہیں، جس کا کوئی ہمسر نہیں، اپنے تمام کاموں میں اسی کی ذات پر اعتماد کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع میں ہی امن و سکون ،مسرت، دنیا و آخرت کی سعادت اور فوز و فلاح پوشیدہ ہیں، لوگو! میں تو اللہ غفور و رحیم کی طرف سے تمہیں صاف صاف آگاہ کر دینے والا ہوں ،خبردار اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی کو شریک یا ہمسر نہ ٹھہراؤ، اپنی مشکلات اور پریشانیوں میں اس کو چھوڑ کر کسی کو پکارا نہ کرو، اللہ ہی اپنی مخلوقات کا رزاق ہے لہٰذا اپنا رزق اپنے رب سے مانگو جو دینے کی قدرت رکھتا ہے جس کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں، اس کے سوا کوئی دینے کی قدرت نہیں رکھتا، اگر تم نے دعوت حق کی تکذیب کی اور غیر اللہ کو اس کا شریک ٹھہرا دیا تو جنت کی لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں سے محروم ہو جاؤ گے اور پھر تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا، جیسے فرمایا

۔۔۔اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۷۲ [1]

ترجمہ: جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اس پر اللہ نے جنّت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنّم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ

اس طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس جو بھی رسول آیا انہوں نے کہہ دیا کہ یا تو یہ جادوگر ہے

اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝۵۲ۚ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝۵۳ۚ

یا دیوانہ ہے، کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے گئے ہیں، (نہیں) بلکہ یہ سب کے سب سرکش ہیں،

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝۵۴ۡ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۵ (الذاریات ۵۲ تا ۵۵)

تو آپ ان سے منہ پھیر لیں آپ پر کوئی ملامت نہیں، اور نصیحت کرتے رہیں یقیناً یہ نصیحت ایمانداروں کو نفع دے گی۔

وعظ و نصیحت میں صبر و ضبط کی اہمیت:

اے نبی ﷺ! یہ لوگ جو آپ کو القابات دے رہے ہیں پہلی بار ایسا نہیں ہو رہا، آپ سے پہلی قوموں نے بھی اپنے نبیوں کو ساحر اور مجنون کے خطاب دیئے ہیں، جیسے نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا

---

[1] المائدۃ ۷۲

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ﴿٩﴾ (۱)

ترجمہ: ان سے پہلے نوح کی قوم جھٹلا چکی ہے، ان لوگوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بری طرح اسے جھڑکا گیا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٢٥﴾ (۲)

ترجمہ: کچھ نہیں، بس اس آدمی کو ذرا جنون لاحق ہو گیا ہے، کچھ مدت اور دیکھ لو (شاید افاقہ ہو جائے)۔

قوم ھود نے اپنے رسول کو کہا

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ... ﴿٥٤﴾ (۳)

ترجمہ: ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تجھ پر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔

قوم ثمود نے اپنے رسول کو کہا

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ (۴)

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے، تو ہم جیسے ایک انسان کے سوا اور کیا ہے۔ لا کوئی نشانی اگر تو سچا ہے۔

فرعون نے بھی رسول کے بارے میں یہی کہا تھا

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾ (۵)

ترجمہ: فرعون نے (حاضرین سے) کہا تمہارے یہ رسول صاحب جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں بالکل ہی پاگل معلوم ہوتے ہیں۔

کفار و مشرکین کا یہ قول سلسلہ بہ سلسلہ یونہی چلا آ رہا ہے جیسے آپس میں ایک دوسرے کو وصیت کر کے جاتے ہوں، سچ تو یہ ہے کہ سرکشی اور سر تابی میں ان سب کے دل متشابہ ہیں اور ان کے طور و اطوار بھی ملتے جلتے ہیں، جیسے ایک مقام پر فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۗ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿١١٨﴾ (۶)

ترجمہ: نادان کہتے ہیں کہ اللہ خود ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی ہمارے پاس کیوں نہیں آتی؟ ایسی ہی باتیں اِن سے پہلے لوگ بھی کیا کرتے تھے، ان سب (اگلے پچھلے گمراہوں) کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں، یقین لانے والوں کے لیے تو ہم نشانیاں صاف صاف نمایاں کر

---

(۱) القمر ۹

(۲) المومنون ۲۵

(۳) ھود ۵۴

(۴) الشعراء ۱۵۴، ۱۵۳

(۵) الشعراء ۲۷

(۶) البقرة ۱۱۸

چکے ہیں۔

لہذا آپ ان اعراض کرنے والوں اور جھٹلانے والوں سے روگردانی کرلیں اور اپنے معاملات پر توجہ مرکوز رکھیں، ان کے گناہوں بداعمالیوں پر آپ کو کوئی ملامت نہیں، آپ کے ذمے تو صرف پہنچا دینا ہے جو آپ نے معقول طریقے سے پورا کر دیا ہے، اور دعوت عام کا سلسلہ جاری رکھیں بلاشبہ نصیحت مومنین کو جو رب پر یقین رکھتے ہیں، جو رب کے وعدوں پر یقین کامل رکھتے ہیں، جو رب کے احکامات پر بغیر کسی چوں وچراں عمل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، جو آخرت کے حساب کتاب کے خوف سے لرزاں بداندا ں رہتے ہیں، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ (۶۰) [1]

ترجمہ: اور جن کا حال یہ ہے کہ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

جو رب کی خوشنودگی حاصل کرنے کے لئے اپنے مالوں میں سے سائل اور محروم پر خرچ کرتے رہتے ہیں، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ (۲۴) [2]

ترجمہ: جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک مقرر حق ہے۔

جو راتوں کو کم ہی سوتے ہیں اور بے چین ہو کر بستروں سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور رب کے حضور اپنے گناہوں اور لغزشوں کی معافی چاہتے ہیں، اور ان لوگوں کو بھی فائدہ دیتی ہے جو ایمان قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جن کی بابت اللہ کے علم میں ہے کہ وہ ایمان لائیں گے، جیسے فرمایا

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ (۹) سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝ (۱۰) [3]

ترجمہ: لہذا تم نصیحت کرو اگر نصیحت نافع ہو جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کرلے گا۔

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (۵۶) مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں، نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں

وَّ مَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ (۵۷) اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ (۵۸)

اور نہ میری یہ چاہت ہے کہ مجھے کھلائیں، اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے،

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ (۵۹)

پس جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں بھی ان کے ساتھیوں کے حصہ کے مثل حصہ ملے گا، لہذا وہ مجھ سے جلدی طلب نہ کریں،

---

[1] المومنون ۶۰

[2] المعارج ۲۴

[3] الاعلی ۹،۱۰

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝۶۰ (الذاریات ۵۶،۶۰)

پس خرابی ہے منکروں کو ان کے اس دن کی جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں۔

انسانوں اور جنوں کو مقصد زندگی کی یاددہانی کرائی گئی کہ میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ مجھے معبود برحق تسلیم کریں اور میری بندگی واطاعت کریں، یعنی انسان کی پہلی ترجیح رزق کمانا نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت وعبادت ہے، میری اطاعت وعبادت سے میرا یہ مقصود نہیں کہ میں ان سے کوئی رزق چاہتا ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کما کر کھلائیں، یعنی اللہ عزوجل اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی بھی لحاظ سے کسی کا محتاج ہو بلکہ رزق کے سارے خزانے تو اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں، زمین وآسمان میں کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے نہ ہو، جیسے فرمایا

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶ [۱]

ترجمہ: زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمّے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۰ [۲]

ترجمہ: کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تمہارا رازق بھی وہی ہے، وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

اگر میری اطاعت وعبادت کریں گے تو خود ان کا ہی فائدہ ہے اللہ تو بڑی قوت والا اور قدرتوں کا مالک ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي :قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ابْنَ آدَمَ، تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي، أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى، وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِلَّا تَفْعَلْ، مَلَأْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا، وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم! اپنے آپ کو میری عبادت کے لیے فارغ کر لے میں تیرے سینے کو بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور کر دوں گا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرا سینہ مشاغل سے بھر دوں گا اور تیرا فقر بھی دور نہیں کروں گا۔ [۳]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو کفر وشرک کے سبب ان کو عذاب کا حصہ ملا تھا اسی طرح ان ظالموں کو ان کے کفر وشرک اور بداعمالیوں کے سبب عذاب کا حصہ ملے گا جو خالق ومالک اور رازق حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کر رہے ہیں، جو حیات بعد الموت اور روز جزا کے منکر ہیں اور اپنے آپ کو دنیا میں غیر ذمہ دار سمجھ رہے ہیں اور انبیاء کی دعوت کو جھٹلا رہے ہیں، ایک وقت مقررہ پر اللہ مالک یوم الدین انہیں عذاب جہنم میں داخل کرے گا اس لئے یہ لوگ اس دردناک عذاب کے لئے جلدی نہ کریں، کافروں کے لئے قیامت کا دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو باعث ہلاکت ہے، وہ المناک دن جس میں ان کو مختلف قسم کے عذاب، سزاؤں، بیڑیوں کی وعید سنائی گئی ہے

[۱] ھود۶

[۲] العنکبوت۶۰

[۳] مسند احمد۸۶۹۶

،اس دن وہ بے یار ومددگار ہوں گے اور ان کو اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔

مضامین سورۃ نوح:

اہل مکہ کو تمثیلی زبان میں سمجھایا گیا کہ نوح علیہ السلام نے بھی تبلیغ کا آغاز اسی قوم کے مصائب ومشکلات کے دور میں کیا تھا جیسا کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت ہے، اگر تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاؤ گے تو تمہارا انجام قوم نوح سے مختلف نہیں ہوگا، اس سورۃ میں مرحلہ وار نوح علیہ السلام کا ذکر ہے۔

❁ منصب رسالت کی ذمہ داری۔

❁ دعوت حق کا آغاز اور اس کا طریقہ کار۔

❁ اس کے بعد عرصہ دراز تک حق کے خلاف قوم کا مزاحمت کرنا، ضد اور ہٹ دھرمی۔

❁ جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی سرکشی، ضد اور ہٹ دھرمی کی انتہا کو دیکھا کہ وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو چھوڑنے پر کسی طرح بھی تیار نہیں تو آپ اپنی قوم سے مایوس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ [1]

ترجمہ: اور نوح نے کہا میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ، اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا بدکار اور سخت کافر ہی ہوگا۔

❁ اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی تیار کرنے کا حکم فرمایا، جب کشتی تیار ہوگئی تو قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگیا تو کشتی پر سوار چند اہل ایمان کے سوا ساری قوم کو جس میں نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی شامل تھا غرقاب کر کے جہنم رسید کر دیا گیا اور ان کے معبود، سواع ،یغوث، یعوق اور نسر انہیں اس عذاب سے بچانے کے لیے نہ آئے۔

اس سورہ میں سارے واقعات کا اجمالی خاکہ ہے جبکہ تفصیلات متفرق مقامات پر جستہ جستہ موجود ہیں، عام لوگوں کے مقابلے میں انبیاء اور رسل کو جو حوصلہ اور جو دل گردہ عطا ہوتا ہے وہ عام مثالوں میں نظر نہیں آتا، نوح علیہ السلام صدیوں تک نہایت حوصلے اور محبت سے اپنی قوم کی اصلاح کے لئے انہیں سمجھاتے رہے، آخر وہ وقت بھی آ گیا جب وہ اپنی قوم کی ضد، سرکشی اور ہٹ دھرمی سے ناامید ہو گئے اور ان کی زبان سے بد دعا کے الفاظ نکل ہی گئے، اب نبی کی بد دعا کیسے ٹل سکتی تھی؟ آخر قوم نوح کو غرقاب کر دیا گیا اور رہتی دنیا تک اس کے انجام کو عبرت بنا دیا گیا، اس سورۃ میں واقعات کی تفصیل نہایت عبرت انگیز ہے۔

---

[1] نوح ۲۶،۲۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرۡ قَوۡمَکَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَہُمۡ

یقیناً ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈرا دو (اور خبردار کر دو) اس سے پہلے کہ ان کے

عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اتَّقُوۡہُ

پاس دردناک عذاب آجائے، (نوح علیہ السلام) نے) کہا اے میری قوم! میں تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں کہ تم

وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۳﴾ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَ یُؤَخِّرۡکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ

اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو، تو وہ خود تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک چھوڑ دے گا،

اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴﴾ (نوح ۱ تا ۴)

یقیناً اللہ کا وعدہ جب آجاتا ہے تو موخر نہیں ہوتا کاش کہ تمہیں سمجھ ہوتی۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کے مقابلہ میں کفار مکہ کی مخالفت اچھی خاصی شدت اختیار کر چکی تھی، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کفار مکہ کو متنبہ فرمایا کہ تم لوگ محمد ﷺ کے ساتھ وہی رویہ اختیار کر رہے ہو جو نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم نے اختیار کیا تھا اور اگر تم اس رویے سے باز نہ آئے تو تمہیں بھی وہی انجام دیکھنا پڑے گا جو ان کی قوم نے دیکھا تھا انہوں نے اپنی قوم کو سمجھایا تھا کہ اے میری قوم! جس طرح مجھ سے قبل اللہ انسانوں میں سے اپنے منتخب کردہ رسول بھیجتا رہا ہے اس طرح اس کائنات کے رب نے اپنی رحمت سے اپنا پیغام تم لوگوں تک پہنچانے کے لئے اس عظیم اور مقدس منصب کے لئے تم میں سے مجھ پر رحم فرما کر منتخب کیا ہے اور حقیقی علم و حکمت اور بصیرت سے نوازا ہے، میں صرف ایک انسان ہوں تمہاری قوم و برادری سے میرا تعلق ہے، میں وہی زبان بولتا ہوں جو تم بولتے ہو تا کہ اللہ کے احکام تم اچھی طرح سمجھ سکو، میرے اخلاق، افکار و اعمال اور فکر و بصیرت سے بھی تم لوگ خوب واقف ہو، میرے اندر نہ کوئی ربوبیت ہے اور نہ ہی الوہیت اور نہ ہی میرے ہاتھ میں کوئی قدرت یا اختیار ہے البتہ میں اپنے رب کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم لوگ نہیں جانتے، میں اپنی خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کرتا میں جو بات بھی کرتا ہوں حق ہی کرتا ہوں، میرے پاس رب کی طرف سے اس کے مقبول فرشتے وحی لے کر آتے ہیں میں تو اس رب کا ترجمان اور امانت دار رسول ہوں، اپنے دل کی رضا سے میری کامل اور غیر مشروط پیروی و اطاعت اختیار کرو میں اذن خداوندی سے جو کہتا ہوں اس کی تعمیل میں چوں چرا نہ کرو خواہ اس کی مصلحت تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، مجھ پر بھروسہ، اعتماد اور یقین کرو تا کہ میں اللہ کی ذات و صفات، اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت اسکے احکام و مرضیات ابدی سعادت سے بہرہ مند ہونے کے طریقے، موت کے بعد یقینی حقیقتوں کی کیفیت بتاؤں جو کوئی اور نہیں بتلا سکتا اور تمہیں جھوٹے خداؤں کی بندگی سے نجات دلاؤں، تم لوگوں نے اللہ کی حدود کو پامال کیا ہوا ہے تمہیں دھکیل کر ان حدود کے اندر لاؤں اور جو اس حد سے گرا دیئے گئے ہیں انہیں ابھار کر اس حد تک اٹھالاؤں، اور تم سب کو ایک

ایسے عادلانہ نظام زندگی کا پابند بناؤں جس میں کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا عبد ہو نہ معبود بلکہ سب اللہ کے بندے بن جائیں میرے سامنے میرے رب کی طرف سے ایک روشن، صاف، ہموار اور سیدھی شاہراہ ہے جس پر کوئی ڈر وخوف خطرہ نہیں، کوئی ڈاکو لٹیرا نہیں، بھول بھلیاں نہیں، میں تم لوگوں کو خیر وعافیت سے منزل مقصود پر پہنچادوں گا جس پر رب کی رضا، خوشنودگی اور رحمتیں ہوں گی، لہٰذا ادھر ادھر مت دیکھو، وقت برباد نہ کرو، بقیہ زندگی کے ان چند لمحوں کو غنیمت جانو اور فائدہ اٹھاؤ اور اگر تم لوگ روگردانی اور انکار کرتے ہو تو میرا کام رب کے احکامات پوری امانت ودیانت کے ساتھ پہنچادینا ہے میں تم پر داروغہ نہیں ہوں ہاں اس رب نے تمہاری سانسیں گن رکھی ہیں تمہاری طبعی زندگی کی مہلت چند گھڑیاں ہیں جب آخری ساعت آجائے گی تو پھر چاہے تم ایمان لے بھی آؤ تو وہ تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے گا تمہارا ایمان معتبر نہ ہوگا تمہیں معاف نہیں کیا جائے گا، کاش کہ تم میری باتوں پر غور وفکر کرو مگر قوم نے ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّ نَهَارًا ۝۵ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ

(نوح علیہ السلام) نے) کہا اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے مگر میرے بلانے

اِلَّا فِرَارًا ۝۶ وَ اِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

سے یہ لوگ اور زیادہ بھاگنے لگے، میں نے جب کبھی انہیں تیری بخشش کے لیے بلایا انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں

وَ اسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝۷ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝۸

ڈال لیں اور اپنے کپڑوں کو اوڑھ لیا اور اڑ گئے اور پھر بڑا تکبر کیا، پھر میں نے انہیں با آواز بلند بلایا،

ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝۹ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

بیشک میں نے ان سے اعلانیہ بھی کہا اور چپکے چپکے بھی، اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو)

اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝۱۰ (نوح ۵ تا ۱۰)

وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔

نوح علیہ السلام سے کنی کترانا:

نوح علیہ السلام کی قوم نے وعظ ونصیحت، خلوص ومحبت، ہر دلیل ومنطق، رب کی ہر نشانی کا انکار ہی کیا، پرکاہ برابر بھی اسے اہمیت نہ دی، تمام تر وعظ ونصیحت کے باوجود تکذیب کا راستہ نہ چھوڑا، چند روزہ فانی زندگی، اولاد، مال ومتاع اور دنیاوی حیثیت پر تکیہ کرتے ہوئے تکبر وغرور پر اڑے ہی رہے، نوح علیہ السلام کی بات سننا تو درکنار وہ ان کی شکل دیکھنا تک گوارا نہ کرتے، انہیں سرراہ دیکھتے تو دور ہی سے راستہ بدل لیتے، پھر بھی اگر کہیں سامنا ہو بھی جاتا تو کام کا بہانہ کر دیتے یا منہ چھپا کر نکل جاتے دور دور رہتے، نوح علیہ السلام نے ہر محفل، اجتماعات، مجلسوں میں کھلے عام دعوت دی، ایک ایک کو گھروں میں فرداً فرداً، علیحدہ علیحدہ، چپکے چپکے، رات ودن منت ولجاحت، پیار ومحبت اور دردِ دل سے نصیحت کرتے کہ

ایمان واطاعت کا راستہ اپنالو، اپنے رب سے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگ لو، اس کی رضا کے طریقوں پر چلو مگر جو قوم سچ حق صحیح بات جاننا ہی نہ چاہے اور آگ کے شعلوں اندھیروں میں گم ہوجانا چاہے تو اسکو دوزخ کا ایندھن بننے سے کون بچا سکتا ہے؟ چنانچہ قوم نوح علیہ السلام اللہ کے رسول کے مقابلے میں سرگرم ہی رہی، شیطان مردود کو ہی اپنا ہادی وملجا سمجھ کر اس کے دلفریب جال میں الجھ کر آنکھیں بند کر کے خوابوں اور خیالوں میں بدمست رہی، اپنے معبودوں پر تکیہ کرتے ہوئے نتائج وعواقب سے بے بہرہ ہو کر مالک حقیقی اللہ وحدہ لاشریک خالق کائنات کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا (اور اگر آج ہم بھی اپنے آپ کو قرآن وسنت کے ترازو میں تولیں تو ہماری کیفیت بھی اس قوم سے مختلف نہیں)

يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ

وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا، اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں

جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾

باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے حالانکہ اس

وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿١٤﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿١٥﴾

نے تمہیں طرح طرح سے پیدا کیا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے کس طرح سات آسمان پیدا کر دیئے

وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

ہیں اور ان میں چاند کو خوب جگمگاتا بنایا اور سورج کو روشن چراغ بنایا ہے، اور تم کو زمین سے ایک (خاص اہتمام سے)

نَبَاتًا ﴿١٧﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿١٨﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

اگایا ہے، پھر تمہیں اسی میں لوٹا لے جائے گا، اور (ایک خاص طریقہ) سے پھر نکالے گا، اور تمہارے لیے زمین کو

بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ (نوح ۱۱تا۲۰)

اللہ تعالیٰ نے فرش بنا دیا ہے تا کہ تم اس کی کشادہ راہوں میں چلو پھرو۔

دوسرا انداز:

تبلیغ کرتے ایک عرصہ گزر گیا مگر قوم کے دلوں میں گداز، ڈر وخوف پیدا نہ ہوا تو نوح علیہ السلام نے انسانی فطرت کے مطابق دوسرا طریقہ اختیار کیا اور قوم کو ثواب وجزا کی ترغیب دینی شروع کی، کہا اے میری قوم کے لوگو! تم دیکھتے ہو میرا رب جہاں چاہتا ہے بارش برسا دیتا ہے، جس بارش سے تمہارے کھیت کھلیان لہلہا اٹھتے ہیں جس کی نباتات کو تمہارے چوپائے چرتے ہیں اور ان میں دودھ بنتا ہے، پھر آلائشوں اور خون کے اندر سے مفید دودھ کی دھاریں نکلتی ہیں جو پینے والوں کے لئے نہایت لذیذ اور قوت بخش غذا کا کام دیتا ہے اور جہاں چاہتا ہے

بارشوں کو روک دیتا ہے تمہاری معاش کا انحصار اسی بارش پر ہے لہٰذا رب وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ اور مغفرت چاہو پھر وہ مزید بارشیں برسائے گا اور نہریں نکال دے گا جس سے تمہاری فصلیں، اجناس جو تمہاری معیشت کا سب سے جامع عنصر اور ذخیرہ کرنے کی چیزوں میں سب سے زیادہ اہم ہے، سبزیاں اور ترکاریاں اور پھل خوب ہوں گی تمہارے مویشی فربہ ہوں گے دودھ وافر مقدار میں ملے گا دریا پانی سے بھر جائیں گے جس میں تمہاری کشتیاں باربرداری کے لئے چلتی ہیں، میرا رب تمہارے زور باز و اولاد میں مزید اضافہ کر دے گا، اس سے تمہاری افرادی قوت اور معاشی حیثیت اور بڑھ کر مضبوط ہو جائے گی ارد گرد تمہاری عزت میں اضافہ ہو گا اور دھاک بیٹھ جائے گی کبھی اپنی ساخت پر غور کرو تم دوسرے جانداروں سے کتنے منفرد ہو کہ اس نے تمہیں پہلے مٹی سے پھر غلیظ پانی کی ایک بوند سے ماں کے پیٹ کے تین اندھیروں میں خوبصورت انداز سے جیسی چاہی شکل بنائی جو ایک دوسرے سے نہیں ملتیں، جیسے فرمایا

...يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے، یہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے، بادشاہی اسی کی ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے پھر تم کدھر سے پھرائے جا رہے ہو؟۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۤ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ (۲)

ترجمہ: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا، پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا... ۝ (۳)

ترجمہ: اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہارے جوڑے بنا دیے (یعنی مرد اور عورت)۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا... ۝ (۴)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے۔

تمہیں قوت گویائی بخشی اور تمہارے اوپر اپنی مخلوق کٹورے کی مانند سات تہہ در تہہ آسمان بنائے، جیسے فرمایا

(۱) الزمر ۶

(۲) المومنون ۱۲ تا ۱۴

(۳) فاطر ۱۱

(۴) المومن ۶۷

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ... ﴿۳﴾ [۱]

ترجمہ: جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے۔

تم اس محفوظ چھت سے باہر بھی نہیں نکل سکتے، جیسے فرمایا

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ [۲]

ترجمہ: اے گروہ جنات وانسان! اگر تم میں آسمانوں اور زمین میں کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو! بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔

تمہاری ضرورت کے لئے سورج کو مسخر کر دیا جس کی روشنی میں تم معاش تلاش کرتے ہو جس کی روشنی اور گرمی میں تمہاری فصلیں نشو ونما پاتی ہیں رات کو تمہارے سکون کے لئے بنایا جس میں چاند کی ہلکی ٹھنڈی میٹھی روشنی میں آرام کرتے ہو، جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا ... ﴿۵﴾ [۳]

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی۔

تمہارے لئے تمہاری کاروباری وتمدنی ضرورت کے لئے بڑے بڑے کشادہ راستے بنا دیئے تا کہ تم آسانی کے ساتھ سفر کر سکو، جیسے فرمایا

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا ... ﴿۵۳﴾ [۴]

ترجمہ: وہی جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے۔

وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ [۵]

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تا کہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے اور اس میں کشادہ راہیں بنا دیں شاید کہ لوگ اپنا راستہ معلوم کر لیں۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ (الزخرف ۱۰)

ترجمہ: جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہاری خاطر راستے بنا دیے تا کہ تم اپنی منزل مقصود کی راہ پا سکو۔

رات کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم پر نیند مسلط فرما دیتا ہے جس میں تمہیں کچھ علم نہیں ہوتا کہ کیا کر رہے ہو ایسے ہی اللہ تم پر موت طاری کر دے گا پھر وہ ضرور بالضرور جب وہ چاہے گا تمہیں مٹی سے نکال کر جسم وجان کے ساتھ زندہ کر کے یکا یک اپنے حضور لا کھڑا کرے گا اور تمہارے

---

[۱] الملک ۳

[۲] الرحمٰن ۳۳

[۳] یونس ۵

[۴] طٰہٰ ۵۳

[۵] الانبیاء ۳۱

اعمال کامحاسبہ اور باز پرس کرے گااور اس کے مطابق ہی تمہیں جنت جس میں اسکے انعامات ہی انعامات ہیں داخل کرے گا یا اس جہنم کا باسی بنائے گا جو اسکا عذاب ہے جو بہت ہی بر اٹھکانا ہے، وہاں تم روؤ گے اور گڑ گڑا کر اس دنیا میں واپس آنے کی گزارش کرو گے مگر وقت گزر چکا ہو گا، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ (۱)

ترجمہ: کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے (اس وقت یہ کہہ رہے ہونگے) اے ہمارے رب! ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تا کہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔۔

لہٰذا اس مہلت سے فائدہ اٹھالو اور اس پر ایمان لے آؤ اس ایک اکیلے کو اپنا معبود مان لو اور کامل اطاعت کرو جس طرح اس کی عظمت کا حق ہے اس سے ڈرو اور نقصان اٹھانے والوں میں نہ رہو، دنیا کے چھوٹے چھوٹے رئیسوں اور سرداروں کے بارے میں تو تم یہ سمجھتے ہو کہ انکے وقار کے خلاف کوئی حرکت کرنا خطرناک ہے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق تم یہ توقع نہیں رکھتے کہ وہ بھی کوئی باوقار ہستی ہو گا اور تمہارے اعمال کا محاسبہ کرے گا مگر سرداران قوم غرور اور تمکنت کے ساتھ سر جھٹک کر چلے جاتے۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ

نوح (علیہ السلام) نے کہا اے میرے پروردگار! ان لوگوں نے میری تو نافرمانی کی اور ایسوں کی فرماں برداری کی

مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًاۚ﴿۲۱﴾ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًاۚ﴿۲۲﴾ وَ قَالُوْا

جن کے مال و اولاد نے (یقیناً) نقصان ہی میں بڑھایا ہے، اور ان لوگوں نے بڑا سخت فریب کیا اور کہا انہوں نے

لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا١ۙ۬ وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًاۚ﴿۲۳﴾

کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو (چھوڑنا)

وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا١ۚ۬ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ (نوح ۲۱ تا ۲۴)

اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا (الٰہی) تو ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا۔

معبودان باطلہ پر اصرار:

نوح علیہ السلام کہتے جن معبودوں کی پوجا، پرستش تم کرتے ہو انکی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے، چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے بڑوں نے سن رکھے ہیں، جیسے فرمایا

(۱) السجدۃ ۱۲

اِنْ هِیَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ... ﴿۲۳﴾ (۱)

ترجمہ: دراصل یہ کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیئے ہیں اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ انہوں نے کچھ بھی تخلیق نہیں کیا اور نہ ہی ان کے قبضہ قدرت میں کچھ ہے، سوچو تو سہی، کیا تم لوگوں کے پاس اپنے معبودوں کی حقانیت کی کوئی دلیل ہے یہ تو خود اپنا اچھا برا بھی نہیں جانتے، جیسے فرمایا

... قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ... ﴿۱۶﴾ (۲)

ترجمہ: پھر ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے اسے چھوڑ کر ایسے معبودوں کو اپنا کارساز ٹھہرالیا جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟۔

کیا یہ سن، بول یا دیکھ سکتے ہیں، کیا یہ تمہاری رہنمائی کر سکتے ہیں، تمہاری مدد کو پہنچ سکتے ہیں، زندگی یا موت دے سکتے ہیں، بیماری سے شفا دے سکتے ہیں یا کوئی ایسا کام سند کے ساتھ بتاو جو یہ کر سکتے ہوں اب قوم کے پاس کیا دلیل ہوتی، کیا جواب ہوتا، وہ لاجواب ہوجاتے، کوئی جواب نہ بن پڑتا مگر اپنی ہٹ دھرمی، ضد نہ چھوڑتے، نوح علیہ السلام نے پشت در پشت قوم کے اجتماعی طرز عمل کو دیکھ کر نہ صرف یہ اندازہ فرمالیا کہ ان کے اندر قبول حق کی کوئی صلاحیت باقی نہیں رہی ہے بلکہ یہ رائے بھی قائم کرلی کہ آئندہ ان کی نسلوں سے نیک اور ایمان دار آدمیوں کے اٹھنے کی توقع نہیں ہے، قوم کے سرداروں اور مندروں کے پنڈتوں نے اپنے جعلی معبودوں کی کارفرمائی کے بڑے لمبے شاخ در شاخ سلسلے قائم کر رکھے ہیں جس کے گورکھ دھندے سے پوری قوم کے ذہن ماؤف ہیں اب انکی قوم ایمان کی دولت سے بہرہ مند نہ ہوگی، سونے پہ سہاگہ یہ کہ رب نے ایسے لوگوں کو مزید بھٹکانے کے لئے وافر مال و مویشی اور کثرت سے اولادیں دے دی ہیں تو انہوں نے ایک لمبا عرصہ صبر کے بعد جب وہ بالکل مایوس ہو گئے اپنے رب سے التجا کی اے میرے رب! تو جانتا ہے میں نے تیرا پیغام پہنچانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا کسی قسم کی ملامت اور زدوکوب کی پرواہ نہیں کی مگر مجھے اور تیری دعوت حق کو ٹھکرادیا گیا ہے، میری قوم نے میرے بجائے اپنے بڑوں اور اصحاب ثروت ہی کی پیروی کی جن کے مال و اولاد نے انہیں دنیا اور آخرت کے خسارے میں بڑھایا ہے میں اپنی قوم سے مایوس اور ناامید ہو گیا ہوں لہذا اب تو بھی ان ظالموں کو گمراہی کے سوا کسی چیز میں ترقی نہ دے، میری قوم کے ان سرکش سرداروں نے لوگوں کو سختی سے کہا ہے کہ نوح علیہ السلام کی دیوانگی کی باتیں سن کر اپنے ان معبودوں ود، سواعاً، یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت کرنا ہرگز ہرگز ترک نہ کرو جن کو ہمارے بزرگ صدیوں سے پوجتے چلے آئے ہیں بھلا وہ ایسے ہی گئے گذرے تھے اور انکو کوئی سمجھ نہیں تھی، اگر نوح علیہ السلام کے طریقے پر چلو گے تو راستے سے بھٹک جاؤ گے اور کہیں کے نہ رہو گے۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾

یہ لوگ بہ سبب اپنے گناہوں کے ڈبو دیئے گئے اور جہنم میں پہنچا دیئے گئے اور اللہ کے سوا اپنا کوئی مددگار انہوں نہیں پایا،

(۱) النجم ۲۳

(۲) الرعد ۱۶

وَ قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ دَیَّارًا ﴿۲۶﴾

اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے پالنے والے! تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے سہنے والا نہ چھوڑ،

اِنَّکَ اِنۡ تَذَرۡہُمۡ یُضِلُّوۡا عِبَادَکَ وَ لَا یَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا

اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو (یقیناً) یہ تیرے (اور) بندوں کو (بھی) گمراہ کر دیں گے اور یہ فاجروں

کَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا

اور ڈھیٹ کافروں ہی کو جنم دیں گے، اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے ماں باپ اور جو بھی ایماندار ہو کر میرے

وَّ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ (نوح ۲۵تا۲۸)

گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور کل ایماندار عورتوں کو بخش دے اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی بات میں نہ بڑھا۔

رب کے حضور التجا:

اپنے گناہوں کی کثرت، سرکشی، کفر پر اصرار اور اپنے رسول کی مخالفت کی بنا پر وہ پانی میں غرق کیے گئے اور پھر جہنم کی ہولناک آگ میں جھونک دیے گئے، پھر انہوں نے اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مددگار، فریادرس اور پناہ دینے والا نہ پایا، اور نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! ان کافروں میں سے کسی ایک کو بھی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو زندہ چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا بدکار اور سخت کافر ہی ہوگا، اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

مضامین سورۃ الشّمس:

اس سورۃ میں دو مضامین بیان کیے گئے ہیں۔

❁ سورج کی چمک، چاند کی ٹھنڈک، دن کی روشنی، رات کی تاریکی، آسمان کی بلندی اور خوبصورتی اور زمین کی ہموار سطح اور جسم انسانی کے اعتدال کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کو واضح فرمایا، نیز یہ کہ اسی وحدہ لاشریک ذات نے انسانی فطرت کو نیکی و بدی کا شعور الہام کیا ہے اور خیر و شر کے امتیاز کی صلاحیت بخشی ہے، اب تمیز، ارادے اور فیصلے کی صلاحیت اور عمل کے اختیار کے بعد اگر کوئی انسان کفر، شرک اور برے اخلاق سے خود کو پاک کر لے تو یہ اس کی عظیم کامیابی ہوگی اور جو غفلت اختیار کرے اور فسق و فجور پر اصرار کرے تو یہ اس کے لیے بہت بڑے نقصان کا سودا ہے۔

❁ قوم ثمود کے ذکر میں رسول کی عظمت و اہمیت کو واضح کر کے فرمایا کہ نبی کی بے چوں و چرا اطاعت ہی اخروی فلاح کی ضامن ہے، دنیا کے کسی چھوٹے بڑے انسان کا خود ساختہ فلسفہ خیر و شر رضائے الٰہی کی بنیاد نہیں بن سکتا، اسی طرح اگر کوئی قوم نبی کی مخالفت پر کمربستہ ہوتی ہے تو ہمیشہ کی طرح اس کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا، کیونکہ اس وقت مکہ میں قوم ثمود جیسے حالات تھے، چنانچہ اسی تذکرے میں سرداران

قریش کو تنبیہ کی گئی کہ جو قوم قوم ثمود کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مخالفت کرے گی اس کو بھی نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا ۝۱ وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳

قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی، قسم ہے چاند کی جب اس کے پیچھے آئے، قسم ہے دن کی جب سورج کو نمایاں کرے،

وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴ وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا ۝۵ وَ الْاَرْضِ وَ مَا طَحٰىهَا ۝۶

قسم ہے رات کی جب اسے ڈھانپ لے، قسم ہے آسمان کی اور اس کے بنانے کی، قسم ہے زمین کی اور اسے ہموار کرنے کی،

وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۝۸

قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی، پھر سمجھ دی اسکو بدکاری سے اور بچ کر چلنے کی

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ (الشمس ۱تا۱۰)

جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا، اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوگا

سورج اور اس کی دھوپ کی قسم! اور چاند کی قسم! جبکہ وہ سورج ڈھلنے کے بعد رات کو طلوع ہوتا ہے، اور دن کی قسم! جبکہ وہ تاریکی کو دور کرے، جیسے فرمایا

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى [۱]

ترجمہ: اور دن کی (قسم) جبکہ وہ روشن ہو۔

اور رات کی قسم! جب سورج افق سے نیچے اتر جائے اور ہر سمت اندھیرا چھا جائے، جیسے فرمایا

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝۱۶ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝۱۷ [۲]

ترجمہ: پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں شفق کی، اور رات کی اور جو کچھ وہ سمیٹ لیتی ہے۔

آسمان کی اور اللہ رب العالمین کی قسم! جس نے آسمان کو زمین پر بغیر ستونوں کے کھڑا کیا، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ... ۝۲ [۳]

---

[۱] اللیل ۲

[۲] الانشقاق ۱۷، ۱۶

[۳] الرعد ۲

ترجمہ:وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ... ⑩ [1]

ترجمہ:اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔

اور زمین اور اللہ رب کائنات کی قسم! جس نے زمین کو ہموار فرش کی طرح پھیلایا اور وسعت عطا کی، جیسے فرمایا

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ [2]

ترجمہ:زمین کو ہم نے بچھایا ہے اور ہم بڑے اچھے ہموار کرنے والے ہیں۔

وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ [3]

ترجمہ: اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟۔

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ [4]

ترجمہ:اس کے بعد زمین کو اس نے بچھایا۔

اور اس خالق کائنات کی قسم! جس نے انسان کو موزوں ترین جسم، کئی قسم کے بہترین حواس، زندگی بسر کرنے کے لئے قوت عقل وفکر، قوت استدلال واستنباط، قوت خیال، قوت حافظہ، قوت تمیز، قوت فیصلہ، قوت ارادی اور دوسری بے شمار ذہنی قوتیں عطا فرمائیں، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ [5]

ترجمہ:اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے نک سک سے درست کیا، تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟۔

اور سیدھی فطرت پر پیدا کیا، جیسے فرمایا

... فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ... ﴿۳۰﴾ [6]

ترجمہ: قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، كَانَ يُحَدِّثُ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُ البَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ

[1] لقمان۱۰

[2] الذاریات۴۸

[3] الغاشیۃ۲۰

[4] النازعات۳۰

[5] الانفطار۶تا۸

[6] الروم۳۰

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو یوں بیان فرمایا ہے کہ کوئی بچہ ایسا نہیں ہے جو فطرت کے سوا کسی اور چیز پر پیدا ہوتا ہو، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے جانور کے پیٹ سے پورا کا پورا صحیح وسالم بچہ پیدا ہوتا ہے کیا تم ان میں کسی کا کان کٹا ہوا پاتے ہو؟۔ [1]

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ، مِمَّا عَلَّمَنِي فِي يَوْمِي هَذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عِبَادِي حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَأَضَلَّتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ،

عیاض بن حمار سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس نے آج جو باتیں مجھے سکھائی ہیں اور تم ان سے ناواقف ہو، میں تمہیں وہ باتیں سکھاؤں، (چنانچہ میرے رب نے فرمایا ہے کہ) ہر وہ مال جو میں نے اپنے بندوں کو ہبہ کر دیا ہے وہ حلال ہے، اور میں نے اپنے تمام بندوں کو حنیف (سب سے یکسو ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہونے والا) بنایا ہے، لیکن پھر شیاطین ان کے پاس آ کر انہیں ان کے دین سے بہکا دیتے ہیں،

وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا، ثُمَّ إِنَّ اللهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ، عَجَمِيَّهُمْ وَعَرَبِيَّهُمْ، إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ، تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانًا

اور میں نے جو چیزیں ان کے لئے حلال کی ہیں انہوں نے وہ چیزیں ان پر حرام کی ہیں، اور انہوں نے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرائیں جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری، پھر اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر فرمائی تو سوائے اہل کتاب کے چند باقی ماندہ لوگوں کے وہ سب ہی عرب وعجم سے ناراض ہوا اور فرمایا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ کو بھیجا تا کہ آپ کو آزماؤں اور آپ کے ذریعے دوسروں کو آزماؤں، اور میں نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی جسے پانی نہیں دھو سکتا اور جسے آپ خواب اور بیداری دونوں میں تلاوت کریں گے،

ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ إِذًا يَثْلَغُوا رَأْسِي، فَيَدَعُوهُ خُبْزَةً. فَقَالَ: اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوكَ، فَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ، وَأَنْفِقْ عَلَيْهِمْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ، وَابْعَثْ جُنْدًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ، وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ،

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ قریش کو جلا دوں، میں نے عرض کیا کہ پروردگار! وہ تو میرے سر کو کھائی ہوئی روٹی بنا دیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم انہیں میدان میں آنے کی دعوت دینا جیسے وہ تمہیں دعوت دیں گے، پھر تم ان سے جہاد کرنا ہم تمہارے ساتھ ہوں گے، تم اپنے

---

[1] صحیح بخاری کتاب اکجنائز:بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ ۱۳۵۸،صحیح مسلم کتاب القدر بَابُ مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ ۶۷۵۵،مسنداحمد۷۱۸۱

مجاہدین پر خرچ کرنا تم پر خرچ کیا جائے گا اور اپنا لشکر روانہ کرنا ہم اس کے ساتھ پانچ گنا لشکر مزید روانہ کر دیں گے اور اپنے مطیعین کو لے کر نافرمانوں سے قتال کرنا،

وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى، وَمُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ فَقِيرٌ، وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: الضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ، الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا - أَوْ تُبَعَاءَ، شَكَّ يَحْيَى - لَا يَبْتَغُونَ أَهْلًا، وَلَا مَالًا، وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ - وَإِنْ دَقَّ - إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ وَالْكَذِبَ، وَالشِّنْظِيرَ الْفَاحِشَ

اور اہل جنت تین طرح کے ہوں گے، ایک وہ منصف بادشاہ جو صدقہ وخیرات کرتا ہو اور نیکی کے کاموں کی توفیق اسے ملی ہوئی ہو، دوسرا وہ مہربان آدمی جو ہر قریبی رشتہ دار اور مسلمان کے لئے نرم دل ہو اور تیسرا وہ فقیر جو سوال کرنے سے بچے اور خود صدقہ کرے، اور اہل جہنم پانچ طرح کے لوگ ہوں گے، وہ کمزور آدمی جس کے پاس مال و دولت نہ ہو اور وہ تم میں تابع شمار ہوتا ہو، جو اہل خانہ اور مال کے حصول کے لئے محنت بھی نہ کرتا ہو، وہ خائن جس کی خیانت کسی سے ڈھکی چھپی نہ ہو، اور وہ معمولی چیزوں میں بھی خیانت کرے، اور وہ آدمی جو صبح و شام صرف تمہیں تمہارے اہل خانہ اور مال کے متعلق دھوکہ دیتا رہتا ہو، نیز نبی کریم ﷺ نے بخل، کذب اور بیہودہ گوئی کا بھی تذکرہ فرمایا۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کو واضح فرمایا کہ خالق کائنات نے پیدائشی طور پر انسان کی عقل و شعور میں تقوی اور فجور، خیر اور شر، نیکی اور بدی دونوں کے میلانات، رجحانات اور محرکات ودیعت کر دیے، جیسے فرمایا

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ [2]

ترجمہ: اور ہم نے اس کو خیر وشر کے دونوں نمایاں راستے دکھا دیے۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ [3]

ترجمہ: ہم نے اس کو راستہ دکھا دیا خواہ شاکر بن کر رہے یا کافر۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا، قَالَ: عَلَّمَهَا الطَّاعَةَ وَالْمَعْصِيَةَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت ''پھر سمجھ دی اس کو بدکاری سے اور بچ کر چلنے کی۔'' کے معنی یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے خیر اور شر کو واضح فرما دیا ہے۔ [4]

پھر واضح ہدایت کے لئے انبیاء اور کتابوں کا سلسلہ جاری فرمایا تا کہ لوگ نیکی کو اپنائیں اور برائی سے اجتناب کریں، ایک مقام پر نفس

---

[1] مسند احمد ۱۷۴۸۴، صحیح مسلم کتاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ ۷۲۰۷

[2] البلد ۱۰

[3] الدھر ۳

[4] تفسیر طبری ۴۵۴/۲۴

لوامہ (یعنی ضمیر) کا ذکر فرمایا جو انسان کو برائی پر ملامت کرتا ہے۔

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ [۱]

ترجمہ: اور نہیں میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝۱۴ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِيْرَهٗ ۝۱۵ [۲]

ترجمہ: بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خوب جانتا ہے چاہے وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے۔

عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فِيهِ وَيَتَكَادَحُونَ فِيهِ، أَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ، وَمَضَى عَلَيْهِمْ مِنْ قَدَرٍ قَدْ سَبَقَ، أَوْ فِيمَا يَسْتَقْبِلُونَ، مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَأُكِّدَتْ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةُ؟ قُلْتُ: بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَهَلْ يَكُونُ ذَلِكَ ظُلْمًا؟ قَالَ: فَفَزِعْتُ مِنْهُ فَزَعًا شَدِيدًا، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: لَيْسَ شَيْءٌ إِلَّا وَهُوَ خَلْقُهُ، وَمِلْكُ يَدِهِ، {**لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ**} [۳]. قَالَ: شَدَّدَكَ اللَّهُ، إِنَّمَا سَأَلْتُكَ، أَظُنُّهُ أَنَا، لِأَخْبُرَ عَقْلَكَ.

ابو اسود دیلی سے روایت ہے مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے پوچھا یہ بتائیے کہ لوگ جو کوشش اور عمل کرتے ہیں کیا یہ کوئی ایسی چیز ہے جس کا پہلے سے فیصلہ کر دیا گیا ہے اور سابقہ تقدیر کے مطابق اسے لکھ دیا گیا ہے یا یہ جو عمل کرتے ہیں ان کا تعلق ان امور سے ہے جنہیں لے کر ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے ہیں اور ان پر حجت تمام کر دی گئی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ وہ چیز ہے جس کا ان کے بارے میں پہلے سے فیصلہ کر دیا گیا ہے، تو انہوں نے کہا کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ میں یہ بات سن کر بہت زیادہ گھبرا گیا اور میں نے کہا کہ ہر چیز اللہ کی مخلوق اور اس کے ہاتھ کی ملکیت ہے، ''وہ جو کام بھی کرے اس سے پوچھا نہیں جا سکتا جبکہ بندوں سے پوچھا جائے گا۔'' انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سیدھے رستے پر قائم رکھے، میں نے آپ کی عقل کا اندازہ لگانے کے لیے یہ سوال پوچھا تھا،

إِنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ أَوْ جُهَيْنَةَ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فِيهِ وَيَتَكَادَحُونَ: أَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ، وَمَضَى عَلَيْهِمْ مِنْ قَدَرٍ سَبَقَ، أَوْ فِيمَا يَسْتَقْبِلُونَ، مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأُكِّدَتْ بِهِ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةُ؟ قَالَ:فِي شَيْءٍ قَدْ قُضِيَ عَلَيْهِمْ قَالَ: فَفِيمَ نَعْمَلُ؟ قَالَ: مَنْ كَانَ اللَّهُ خَلَقَهُ لِإِحْدَى الْمَنْزِلَتَيْنِ يُهَيِّئُهُ لَهَا، وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ: {**وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا**} [۴]

خاندان مزینہ یا جہینہ کے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور عرض کی تھی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فرمائیں کہ لوگ جو کوشش اور عمل کرتے ہیں کیا یہ کوئی ایسی چیز ہے جس کا پہلے سے فیصلہ کر دیا گیا ہے؟ اور سابقہ تقدیر کے مطابق اسے لکھ دیا گیا ہے، یا یہ

[۱] القیامة۲

[۲] القیامة ۱۴، ۱۵

[۳] الأنبیاء: ۲۳

[۴] الشمس: ۸

جو عمل کرتے ہیں ان کا تعلق ان امور سے ہے جنہیں لے کر ان کے نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ ان پر حجت تمام کر دی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ یہ وہ چیز ہے جس کا ان کے بارے میں پہلے سے فیصلہ کر دیا گیا ہے، اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! تو پھر ہم عمل کیوں کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے دو مرتبوں میں سے کسی ایک کے لیے پیدا کیا ہو تو وہ اسے اس کے لیے تیار فرما دیتا ہے، اور کتاب اللہ میں اس بات کی اس طرح تصدیق بھی موجود ہے ''اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا، پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی۔'' [1]

ایک غلط فہمی کے ازالے کے لئے فرمایا کہ فضیلت وعظمت کا معیار مال و دولت کی نمود اور شاہ خرچی کر کے لوگوں سے داد وصول کرنا نہیں ہے اصل معیار فضیلت تقویٰ اور پرہیز گاری ہے، چنانچہ ان نمایاں ترین اور متضاد چیزوں کی قسمیں کھا کر فرمایا جو شخص اپنے نفس کو فجور یعنی شرک، معصیت اور اخلاقی آلائشوں سے پاک کرے اور اس کو ابھار کر تقویٰ کی بلندی پر لے جائے وہ اخروی فوز وفلاح سے ہمکنار ہو گا اس کو بہترین انداز سے خوش آمدید اور لاجواب انعامات سے نواز اجائے گا، جیسے فرمایا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ [2]

ترجمہ: فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔

اور جو شخص اپنے نفس کے اندر پائی جانے والی نیکی کے رجحانات کو ابھارنے اور نشو ونما دینے کے بجائے ان کو دبا دے، اس کو بہکا کر برائی کے رجحانات کی طرف لے جائے وہ خسارہ پانے والے لوگوں میں شامل ہو کر عذاب جہنم کا مستحق ہو گا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ {وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا} [3] وَقَفَ، ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا وَخَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب ان آیات کی تلاوت فرماتے وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا، پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی، اور یہ دعا کرتے اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کی پرہیز گاری عطا فرما تو ہی اس کا دوست اور کارساز ہے اور اسے بہتر پاک فرمانے والا ہے۔ [4]

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ، الْقَبْرِ اللهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے عاجز ہونے اور سستی اور بزدلی اور بخل اور

[1] تفسیر طبری ۲۴؍۴۵۵

[2] الاعلیٰ ۱۵،۱۴

[3] الشمس: ۸

[4] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۱۹۱

بڑھاپے اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا کر اور اسے پاکیزہ بنا، آپ ہی پاکیزہ بنانے والوں میں سے بہتر ہیں اور تو ہی کارساز اور مولیٰ ہے، اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع دینے والا نہ ہو اور ایسے دل سے جو ڈرنے والا نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر ہونے والا نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول ہونے والی نہ ہو۔ (۱)

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿١١﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کی باعث جھٹلایا، جب ان میں کا بڑا بد بخت کھڑا ہوا، انہیں اللہ کے رسول نے فرما دیا تھا کہا

نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿١٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا

للہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی (باری کی حفاظت کرو) ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں،

فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿١٤﴾

پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی اور پھر ہلاکت کو عام کر دیا اور اس بستی کو برابر کر دیا،

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿١٥﴾ (الشمس ۱۱ تا ۱۵)

وہ نہیں ڈرتا اس کے تباہ کن انجام سے۔

ایک تاریخی نظیر پیش کرنے کے لئے صالح علیہ السلام کی تباہ شدہ قوم ثمود کا ذکر فرمایا جن کے آثار مکہ مکرمہ سے قریب ترین شمالی حجاز میں موجود تھے اور اہل مکہ شام کی طرف اپنے تجارتی سفروں میں ہمیشہ گزرتے رہتے تھے جس کی وجہ سے اس قوم کی تباہی کا چرچا عام تھا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے قوم ثمود کی ہدایت ورہنمائی کے لئے صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا مگر قوم نے اپنی سرکشی وطغیانی میں دعوت حق کو جھٹلایا اور اس فجور کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے جس میں وہ مبتلا ہو چکے تھے، صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا اگر تم سچے ہو تو ایسا ایسا معجزہ ہمارے سامنے پیش کرو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک حاملہ اونٹنی کی شکل میں معجزہ دکھا دیا، صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا یہ اللہ کی اونٹنی ہے یہ جہاں چاہے زمین میں چرتی رہے گی اور ایک دن سارا پانی اس کے لئے مخصوص ہوگا اور دوسرا دن تم سب کے لئے اور تمہارے جانوروں کے لئے مخصوص ہوگا، یاد رکھنا اگر تم نے اس کو کسی برے ارادے سے ہاتھ لگایا تو تم پر اللہ کا سخت عذاب نازل ہو جائے گا، اپنا من مانا اور حیران کن معجزہ دیکھ کر اور پانی کی بندش پر قوم کچھ دن تو صبر کرتی رہی مگر وہ زیادہ دن یہ بندش برداشت نہ کر سکے آخر انہوں نے اپنے سب سے شریر اور سرکش سردار قدار بن سالف کو پکارا کہ وہ اس اونٹنی کا کانٹا نکال دے، اور وہ بد بخت اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہو کر اس کام کا ذمہ لے کر کھڑا ہو گیا، صالح علیہ السلام نے اسے سختی سے تنبیہ کی کہ خبردار! اللہ کی اس کامل نشانی کو ہاتھ مت لگانا اور اس کی پانی پینے کی باری میں مزاحم نہ ہونا ورنہ اللہ کا دردناک عذاب نازل ہو کر رہے گا مگر قوم اپنی سرکشی وطغیانی میں اتنی آگے نکل چکی تھی کہ انہوں نے صالح علیہ السلام کی

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الذکروالدعائ بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ مَا عُمِلَ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ يُعْمَلْ ۶۹۰۶، مسند احمد ۱۹۳۰۸، سنن الکبری للنسائی ۷۸۱۶، شرح السنة للبغوی ۱۳۵۸

تنبیہ کو کوئی اہمیت نہ دی اور اللہ کی اس نشانی کو مار ڈالا، جیسے فرمایا

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ [۱]

ترجمہ: آخر کار ان لوگوں نے اپنے آدمی کو پکارا اور اس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ النَّاقَةَ، وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَهَافَقَالَ:إِذْ انْبَعَثَ أَشْقَاهَاانْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَارِمٌ، عَزِيزٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ، مِثْلُ ابْنِ زَمْعَةَ

عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اور اس میں اونٹنی اور اس کی کونچیں کاٹنے والے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جب اس کا سب سے بڑا بدبخت اٹھا، اس (اونٹنی) کو مارنے کے لیے ایک شخص اٹھا جو بدخلق، زور آور اور ابوزمعہ کی طرح اپنی قوم میں بڑا طاقتور تھا۔ [۲]

اور اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر صالح علیہ السلام سے کہا اب لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے رہتے تھے، جیسے فرمایا

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۷۷﴾ [۳]

ترجمہ: پھر انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا اور پورے تمرد کے ساتھ اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کر گزرے اور صالح علیہ السلام سے کہہ دیا کہ لے آ وہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو واقعی پیغمبروں میں سے ہے۔

صالح علیہ السلام نے کہا تین دن اپنے گھروں میں خوب موج مستیاں کر لو پھر اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا، جیسے فرمایا

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿۶۵﴾ [۴]

ترجمہ: اس پر صالح علیہ السلام نے ان کو خبردار کر دیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں اور رہ بس لو، یہ ایسی معیاد ہے جو جھوٹی ثابت نہ ہو گی۔

چنانچہ وقت مقررہ پر اللہ کا عذاب ایک چنگھاڑ اور نیچے سے زلزلہ کی شکل میں نازل ہوا اور پوری کی پوری قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا، جیسے فرمایا

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿۷۸﴾ [۵]

ترجمہ: آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

---

[۱] القمر ۲۹

[۲] مسند احمد ۱۶۲۲۳، صحیح بخاری کِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۴۹۴۲، صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ ۷۱۹۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَاب وَمِنْ سُورَةِ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۳۳۴۳، السنن الکبری للنسائی ۱۱۶۱۱، تفسیر طبری ۴۵۹/۲۴

[۳] الاعراف ۷۷

[۴] ہود ۶۵

[۵] الاعراف ۷۸

قَالَ قَتَادَةُ: بَلَغَنَا أَنَّ أُحَيْمِرَ ثَمُودَ لَمْ يَعْقِرِ النَّاقَةَ حَتَّى تَابَعَهُ صَغِيرُهُمْ وَكَبِيرُهُمْ وَذَكَرُهُمْ وَأُنْثَاهُمْ، فَلَمَّا اشْتَرَكَ الْقَوْمُ فِي عَقْرِهَا دَمْدَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ بِذُنُوبِهِمْ فَسَوَّاهَا

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ثمود کے اس سردار نے اس وقت تک اونٹنی کی کونچیں نہیں کاٹیں جب تک اس قوم کے چھوٹوں بڑوں، مردوں اور عورتوں نے اس کی بیعت نہیں کر لی، اس طرح جب ساری قوم اونٹنی کی کونچیں کاٹنے میں شریک ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس گناہ کی پاداش میں ان پر تباہی ڈال کر سب کا صفایا کر دیا۔ [1]

یاد رکھو، اللہ تعالیٰ کا اقتدار سب سے بالاتر ہے، اگر وہ قوم ثمود کی طرح کسی اور قوم یا شخص کو نیست و نابود کر دے تو اسے اس امر کا کوئی خوف نہیں ہوتا کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔

مہجع رضی اللہ عنہ بن صالح مولی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

ويقال إنّه من أَهْل اليمن أصابه سبيٌ فَمَنّ عليه عُمَر بْن الخطاب

یہ یمن کے کسی گاؤں کے رہنے والے تھے ایک دفعہ لٹیروں نے گاؤں پر چھاپہ مارا اور انہیں پکڑ کر مکہ مکرمہ لے آئے، یہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے خرید کر آزاد کر دیا۔ [2]

قَالَ ابْن إِسْحَاق: هُوَ من اليمن وَقَالَ ابْن هشام: هُوَ من عك أصابه سباء

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ یمن سے تعلق رکھتے تھے، اور ابن ہشام کہتے ہیں یہ اصحاب سبا کی باقیات میں سے تھے۔ [3]

اللہ تعالیٰ نے انہیں فطرت سعید سے نوازا تھا قیام مکہ کے دوران میں ان کے کانوں میں دعوت توحید کی آواز پڑی تو انہوں نے اس کے قبول کرنے میں ایک لمحہ بھی توقف نہ کیا اور ہر قسم کے نتائج و عواقب سے بے پرواہ ہو کر بلا کشان اسلام کی صف میں شامل ہو گئے،

وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ

تیرہ بعد بعثت میں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت کا اذن دیا تو وہ بھی دوسرے صحابہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ [4]

دو ہجری میں غزوہ بدر پیش آیا تو مہجع بن صالح رضی اللہ عنہ بھی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے یوں ان کو اصحاب بدر میں ایک ہونے کا شرف حاصل ہوا،

وَجَاءَ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ فَنَاوَشَ الْمُسْلِمِينَ فَثَبَتَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى صَفِّهِمْ وَلَمْ يَزُولُوا وَشَدَّ عَلَيْهِمْ عَامِرُ بْنُ الْحَضْرَمِيِّ وَنَشَبَتِ الْحَرْبُ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِهْجَعٌ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَتَلَهُ عَامِرُ بْنُ الْحَضْرَمِيِّ

[1] تفسیر طبری ۲۴/۴۶۰

[2] ابن سعد ۳/۲۹۹

[3] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۴/۱۴۸۶

[4] ابن سعد ۳/۲۹۹

عمیر بن وھب نے مسلمانوں کی صفوں کو منتشر کرنے کی کوشش کی مگر مجاہدین اسلام اپنی صفوں پر ڈٹے رہے اور منتشر نہ ہوئے اس پر عامر بن حضرمی نے بھی حملہ کیا اور جنگ چھڑ گئی، مسلمانوں میں سے سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مہجع رضی اللہ عنہ نکلے اور نہایت بہادری سے نبرد آزما ہوئے لیکن بالآخر عامر بن حضرمی نے انہیں تیر مار کر قتل کر دیا۔ ①

بعد تعديل الصفوف كان أَوَّل من خرج مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِهْجَعُ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فقتله عَامِرِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ بسهم أرسله إليه،فقيل: إنه أَوَّل من يدعى من شهداء هذه الأمة، وإنه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال يومئذ: مهجع سيد الشهداء

ایک روایت میں ہے صفوں کی درستگی کے بعد سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مِہْجَعُ نے میدان کارزار میں اپنی صفوں سے آگے بڑھ کر مبارزت طلب کی، دشمن کی طرف سے قریش کا نامی جنگجو عامر بن حضرمی مقابلے کے لیے نکلا، مہجع رضی اللہ عنہ نے نہایت بہادری سے نبرد آزما ہوئے لیکن بالآخر عامر نے انہیں تیر مار کر قتل کر دیا، کہا جاتا ہے اس امت میں وہ سب سے پہلے شہید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہجع رضی اللہ عنہ سید الشہداہیں ②

ثُمَّ بَعَثَ إِلَى عَامِرِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ

پھر عامر بن حضرمی کو بھیجا۔ ③

فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ خَرَجَ إِلَيْهِ مَهْجَعُ مَوْلَى عُمَرَ، فَقَتَلَهُ عَامِرٌ

سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام مہجح رضی اللہ عنہ مقابلے کے لیے نکلے مگر عامر نے انہیں قتل کر دیا۔ ④

مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فقتله عامر بن الحضرمي بسهم أرسله إليه

بعض دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام م مہجح رضی اللہ عنہ جس وقت مشرکین کے خلاف مصروف پیکار تھے عامر بن حضرمی نے ان کی طرف تیر پھینکا جو ان کے لیے تیر قضا ثابت ہوا۔ ⑤

أَوَّلُ مَنِ اسْتُشْهِدَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ بَدْرٍ مِهْجَعِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

ابن سعد کا بیان ہے غزوہ بدر میں سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام م مہجح رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ⑥

---

① ابن سعد ٢/١٢
② نهاية الإيجاز في سيرة ساكن الحجاز ١/٢٢٦
③ ابن ہشام ١/٦٢٣
④ مغازی واقدی ١/٦٤
⑤ السيرة الحلبية ٢/٢٢١
⑥ ابن سعد ٣/٢٩٩

وَكَانَ أَوَّلُ قَتِيلٍ قُتِلَ مِنَ الْأَنْصَارِ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ، وَيُقَالُ قَتَلَهُ حَبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةَ

یہ بھی کہا جاتا ہے انصار میں سے سب سے پہلے حارثہ بن سراقہ شہید ہوئے، یہ بھی کہا جاتا ہے انہیں حبان بن العرقہ نے قتل کیا تھا۔ (۱)

لَا عَقِبَ لَهُ

انہوں نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ (۲)

مضامین سورۃ اللیل:

سورہ الشمس کے مضامین کی ایک جھلک اس سورہ میں بھی نظر آتی ہے، سورہ کا آغاز رات کی تاریکی، دن کے اجالے اور مخلوقات کی مختلف انواع کی تذکیر و تانیث کے ذکر کے ساتھ ہے یعنی جس طرح رات دن میں اختلاف ہے اسی طرح انسانی زندگی اپنے عمل و کردار کے اعتبار سے دو مختلف زاویوں میں منقسم ہے۔

❁ کردار کے پہلے رخ کا ذکر ہوا کہ انسان مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر اس کی رضا کے لئے خرچ کرے، اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو، نیکی اور خیر کی راہ کو سمجھنے اور اس پر چلنے والوں کی معاونت کرے، ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ خیر کی راہ پر چلنا آسان کر دیتا ہے۔

انسانی کردار کا دوسرا رخ یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت پر کمر بستہ ہو، ہر خیر کے کام میں رکاوٹ پیدا کرے تو ایسے لوگوں کا انجام پہلے طبقے کے لوگوں سے بالکل مختلف ہوگا، ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ شر اور تباہی کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

انسانوں کی مجموعی کیفیت کا ذکر ہے کہ یہ مال و دولت کے معاملے میں بڑے حریص ہیں، اس مال و دولت کے حصول کے لئے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ انسان کو قبر میں خالی ہاتھ ہی جانا ہے اور اس وقت دنیا کی یہ دولت قطعاً کسی کام نہ آئے گی۔

❁ دوسرا مضمون یہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی دراصل ایک امتحان ہے، اس مقصد کے لئے انسان کو پیدائشی طور پر عقل و شعور سے بہرہ ور کیا گیا اور پھر اس کی مزید راہنمائی کے لئے آسمانی تعلیمات اور انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا تا کہ یہ انسان اپنی منزل کے لئے صحیح راہ کا تعین کر لے، نیز یہ کہ دنیا و آخرت دونوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، انسان اللہ تعالیٰ سے جو چیز طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہی عطا فرما دیتے ہیں، البتہ اس کی تعلیمات اور اس کے بھیجے ہوئے انبیاء کو جھٹلانے والوں کے لئے شعلہ مارتی اور بھڑکنے والی آگ ہے اور اس آگ سے ایماندار، خدا ترس اور مال کو بے غرض اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے بچ جائیں گے، ان آخری آیات کے بارے میں مفسرین کی یہ رائے ہے کہ یہ آیات سید ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں نازل ہوئیں اور قرآن کریم نے آپ کو الاتقی کے لقب سے ملقب کیا، نیز یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس قدر نعمتیں اتاریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

---

(۱) ابن سعد ۲/۱۲

(۲) ابن سعد ۳/۲۹۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ الَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ﴿۱﴾ وَ النَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ﴿۲﴾ وَ مَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰۤی ۙ﴿۳﴾

قسم ہے رات کی جب چھا جائے، اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو، اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر مادہ کو پیدا کیا،

اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی ۙ﴿۵﴾

یقیناً تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے)

وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۸﴾

اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اسکو آسان راستے کی سہولت دیں گے، لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی

وَ کَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ﴿۱۰﴾ وَ مَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُ

اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کردیں گے، اس کا

مَالُہٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ؕ﴿۱۱﴾ (الیل ۱تا۱۱)

مال اسے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔

قسم ہے رات کی جبکہ وہ افق پر چھا جائے، اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو اور خالق کائنات کی جس نے نر و مادہ پیدا کیا، جیسے فرمایا

وَّ خَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا ۙ﴿۸﴾ [1]

ترجمہ: اور تمہیں (مردوں اور عورتوں کے) جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا۔

انسانوں کی طرح اس نے پھلوں کے بھی جوڑے پیدا کیے ہیں۔

۔۔۔وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیۡہَا زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ۔۔۔ [2]

ترجمہ: اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔

صرف انسانوں اور پھلوں کے ہی نہیں بلکہ ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں۔

وَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ [3]

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

---

[1] النبا ۸

[2] الرعد ۳

[3] الذاریات ۴۹

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح نر اور مادہ، دن اور رات، اندھیرا اور اجالا ایک دوسرے سے مختلف اور ہر دو کے آثار و نتائج باہم متضاد ہیں، اسی طرح تم لوگ جن مقاصد میں اپنی کوششیں صرف کر رہے ہو وہ بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے مختلف اور اپنے نتائج کے اعتبار سے متضاد ہیں، جس نے اللہ کے عطا کیے ہوئے پاکیزہ مال کو جمع کرنے کے بجائے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے مستحقین پر خرچ کیا، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، اللہ کے احکام و فرائض کو پورا کرنے اور فسق و فجور، جرائم اور بدکاریوں سے بچنے کی کوشش کی اور کفر و شرک اور دہریت کو چھوڑ کر توحید، آخرت اور رسالت کو حق مانا، اس کو ہم دنیا میں امن و سکون اور قدر و منزلت عطا کریں گے، اس کے لئے گناہ کرنا مشکل اور نیکی کرنا آسان بنا دیں گے، یعنی ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو اس راستے پر چلنے کی توفیق و تائید ملے گی، جیسے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ... ﴿۹۷﴾ [1]

ترجمہ: جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔

ایک مقام پر یوں فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ [2]

ترجمہ: یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمان ان کے لیے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا۔

ایک مقام پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا اجر و ثواب یوں بیان فرمایا

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ [3]

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں، اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے، وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

ایک مقام پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال یوں فرمائی،

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ [4]

ترجمہ: بخلاف اس کے جو لوگ اپنے مال محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے دل کے پورے ثبات و قرار کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سطح مرتفع پر ایک باغ ہو، اگر زور کی بارش ہو جائے تو دوگنا پھل لائے اور اگر زور کی بارش نہ بھی ہو تو ایک ہلکی پھوار ہی اس کے لئے کافی ہو جائے، تم جو کچھ کرتے ہو، سب اللہ کی نظر میں ہے۔

[1] النحل ۹۷

[2] مریم ۹۶

[3] البقرۃ ۲۶۱

[4] البقرۃ ۲۶۵

عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُعْتِقُ عَلَى الْإِسْلَامِ بِمَكَّةَ ،فَكَانَ يُعْتِقُ عَجَائِزَ وَنِسَاءً إِذَا أَسْلَمْنَ ،فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ: أَيْ بُنَيَّ، أَرَاكَ تَعْتِقُ أُنَاسًا ضُعَفَاءَ، فَلَوْ أَنَّكَ تَعْتِقُ رِجَالًا جُلَداء يَقُومُونَ مَعَكَ وَيَمْنَعُونَكَ وَيَدْفَعُونَ عَنْكَ؟!فَقَالَ: أَيْ أَبت، إِنَّمَا أُرِيدُ -أَظُنُّهُ قَالَ مَا عِنْدَ اللهِ، قَالَ: فَحَدَّثَنِي بعض أهل بيتي أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ فِيهِ:
{فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ} [1]

عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں اسلام لانے والے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیتے تھے، آپ خاص طور پر بوڑھوں اور عورتوں کو جب وہ مسلمان ہوتے آزاد کیا کرتے تھے، آپ کے والد نے کہا اے بیٹا! میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرتے ہو اگر تم قوی وصحت مند لوگوں کو آزاد کرو تو وہ تمہارے ساتھ کھڑے ہوں گے تمہاری حفاظت کریں گے اور دشمن کو تم سے دور ہٹائیں گے؟ آپ نے جواب دیا اباجان! میں تو اس ثواب کا طلب گار ہوں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، عامر کہتے ہیں کہ مجھے میرے بعض اہل خانہ نے بتایا کہ یہ آیات انہی کے بارے میں یہ آیت ''جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے) اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔'' نازل کی گئی ہیں۔ [2]

اور جس نے بخل کیا اور اللہ کے عطا کیے ہوئے مال کو اس کی رضا کے لئے خرچ کرنے کے بجائے مادی فائدوں ہی کو اپنی ساری تگ ودو اور محنت وکوشش کا مقصود بنالیا، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کی، اللہ کے نازل کردہ احکام وفرائض کو تسلیم نہ کیا اور دنیا کی رنگینیوں میں مست ہو کر اور آخرت سے بے خوف ہو کر فسق وفجور اور گناہوں میں ڈوبا رہا، اس سے بھلائی کے راستے پر چلنے کی توفیق سلب کر لیں گے، برائی کے تمام دروازے اس کے لئے کھول دیے جائیں گے، بدی کرنا اس کے لئے آسان اور نیکی کرنے کا خیال ہی اس کے لئے سوہان روح ہوگا، جیسے فرمایا

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ... ﴿۱۲۵﴾ [3]

ترجمہ: پس (یہ حقیقت ہے کہ) جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا بھینچتا ہے کہ (اسلام کا تصور کرتے ہی) اسے یوں محسوس ہونے لگتا ہے جیسے اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔

ایک مقام پر یوں فرمایا

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ [4]

ترجمہ: ہم اسی طرح ان کے دلوں اور نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اس (کتاب) پر ایمان نہیں لائے تھے، ہم انہیں ان

---

[1] اللیل: ٦

[2] تفسیر طبری ۱۷/۴۷۲، ۲۴

[3] الانعام ۱۲۵

[4] الانعام ۱۱۰

کی سرکشی ہی میں بھٹکنے کے لئے چھوڑے دیتے ہیں۔

ایک مقام پر یوں فرمایا

...وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿٤٥﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿٤٦﴾ (۱)

ترجمہ: بے شک نماز ایک سخت مشکل کام ہے مگر فرماں بردار بندوں کے لئے مشکل نہیں جو سمجھتے ہیں کہ آخر کار انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ ایک مقام پر منافقین کے بارے میں یوں فرمایا

...وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿٥٤﴾ (۲)

ترجمہ: وہ نماز کی طرف آتے بھی ہیں تو کسمساتے ہوئے آتے ہیں اور راہ اللہ میں خرچ کرتے بھی ہیں تو بادل ناخواستہ خرچ کرتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یوں فرمایا

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ مَغْرَمًا ... ﴿٩٨﴾ (۳)

ترجمہ: ان بدویوں میں ایسے ایسے لوگ موجود ہیں جو راہ اللہ میں کچھ خرچ کرتے ہیں تو اسے اپنے اوپر زبردستی کی چٹی سمجھتے ہیں۔

عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام، قَالَ:كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيعِ الغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَجَلَسَ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِالْمِخْصَرَةِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللهُ مَكَانَهَا مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً، أَوْ سَعِيدَةً

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے بقیع غرقد میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے، تو ہم بھی آپ کے گرد و پیش بیٹھ گئے آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک جھکا لیا اور سوچ میں ڈوبے چھڑی کے ساتھ زمین کو کریدنے لگے پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا تم میں سے کوئی ایک شخص یا کوئی ایک جاندار بھی نہیں مگر جنت دوزخ میں اس کی جگہ لکھ دی گئی ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ بدبخت ہے یا سعادت مند،

فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَفَلَا نَمْكُثُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ لَيَكُونَنَّ إِلَى السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشِّقْوَةِ لَيَكُونَنَّ إِلَى الشِّقْوَةِ؟فَقَالَ:اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ: أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِلسَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشِّقْوَةِ، فَيُيَسَّرُونَ لِلشِّقْوَةِ ، ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ: {فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ، وَأَمَّا مَن بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ}(۴)

تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تو کیا ہم اپنی اس کتاب پر توکل کر کے عمل کرنا چھوڑ نہ دیں؟ جو اہل سعادت میں

(۱) البقرۃ ۴۶

(۲) التوبۃ ۵۴

(۳) التوبۃ ۹۸

(۴) اللیل: 6

سے ہو گا وہ عنقریب اہل سعادت کی طرف چلا جائے گا اور جو بد بخت ہو گا وہ عنقریب اہل شقاوت کی طرف چلا جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا عمل کرتے رہو ہر ایک توفیق دیا گیا ہے، نیک بختوں کو سعادت کے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے اور بد بختوں کو بد بختوں والے اعمال کی توفیق ملتی ہے، پھر اللہ کے نبی ﷺ نے آپ نے یہی آیتیں ''جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے) اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اسکو آسان راستے کی سہولت دیں گے، لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔'' تلاوت فرمائیں۔ [۱]

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ، أَنَّ أَبَاهُ، سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ، وَهُوَ يَقُولُ:قُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَعْمَلُ عَلَى مَا فُرِغَ مِنْهُ أَوْ عَلَى أَمْرٍ مُؤْتَنَفٍ؟قَالَ:بَلْ عَلَى أَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ: كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم عمل اس بنیاد پر کرتے ہیں جس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے یا نئی بنیاد پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس بنیاد پر جس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر عمل کرنا کیوں ہے؟ سید الامم ﷺ نے فرمایا ہر ایک کو اس عمل کی توفیق دے دی جائے گی جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ [۲]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ مَا نَعْمَلُ فِيهِ أَقَدْ فُرِغَ مِنْهُ، أَوْ فِي شَيْءٍ مُبْتَدَإٍ، أَوْ أَمْرٍ مُبْتَدَعٍ؟فَقَالَ عُمَرُ: أَلا نَتَّكِلُ؟ قَالَ:فِيمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، فَقَالَ:اعْمَلْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاءِ فَيَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ بتائیں کہ ہم جو عمل کرتے ہیں کیا یہ اس بنیاد پر ہے جس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے یا یہ کوئی نیا کام ہے یا یہ نو ایجاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس بنیاد پر ہے جس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے، اے ابن خطاب! عمل کرتے رہو ہر ایک کو توفیق دے دی جائے گی، اگر کوئی اہل سعادت میں سے ہوا تو وہ سعادت کے کام کرے گا اور جو اہل شقاوت میں سے ہوا تو وہ شقاوت کے عمل کرتا رہے گا۔ [۳]

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَعْمَلُ لِأَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ أَمْ لِأَمْرٍ نَأْتَنِفُهُ؟ قَالَ: لِأَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ،فَقَالَ سُرَاقَةُ: فَفِيمَ الْعَمَلُ إِذًا؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ عَامِلٍ مُيَسَّرٌ لِعَمَلِهِ

---

[۱] سنن ابوداودكتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۶۹۴،صحيح بخارى كتاب التفسيرسورة والليل اذايغشى بَابُ قَوْلِهِ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ۴۹۴۵،مسنداحمد۱۱۱۰،صحيح ابن حبان ۳۳۴، السنن الكبرى للنسائى ۱۱۶۱۴،مسندابى يعلى ۵۸۲

[۲] مسنداحمد۱۹۹/۱

[۳] مسنداحمد۱۹۶

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم ایک ایسے امر کے لیے عمل کریں جس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے یا ایک ایسے امر کے لیے جیسے ہم نئے طور پر سرانجام دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے امر کے لیے جس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے، تو سراقہ نے عرض کی تو پھر عمل کیوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر عمل کرنے والے کو اس عمل کی توفیق دے دی جاتی ہے۔ (۱)

اور یہ مال جس کے حصول کے لئے وہ جائز و ناجائز اور حلال و حرام ہر طریقہ اختیار کرتا ہے، جس مال کے غرور نے اسے سرکش بنا دیا ہے، جس کی بنا پر وہ اللہ تعالیٰ سے بے نیاز بنا رہا اور اس میں بخل کرتا رہا، جب وہ مر جائے گا اور خالی ہاتھ قبر میں جائے گا اور جہنم کے گڑھے میں جا گرے گا تو دنیا کی یہ دولت قطعاً اس کے کچھ کام نہ آئے گی۔ جیسے فرمایا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔۔۔ ﴿۱۸۰﴾ (۲)

ترجمہ: جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے، نہیں! یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴿۱۲﴾ وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَ الْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾

بیشک راہ دکھا دینا ہمارا ذمہ ہے اور ہمارے ہی ہاتھ آخرت اور دنیا ہے، میں نے تو تمہیں شعلہ مارتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِيْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ (الیل ۱۲ تا ۱۶)

جس میں صرف وہی بد بخت داخل ہوگا جس نے جھٹلایا اور (اس کی پیروی سے) منہ پھیر لیا۔

دنیا کی زندگی دراصل ایک امتحان کے سوا کچھ نہیں ہے، جیسے فرمایا

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ (۳)

ترجمہ: اے قوم! یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے ہمیشہ کے قیام کی جگہ آخرت ہی ہے۔

اس دنیا میں زندگی گزارنے کے دو راستے ہیں، ایک جرنیلی راستہ تو وہ ہے جو سیدھا رب کی طرف جاتا ہے، جس پر چلنے میں کوئی اونچ نیچ نہیں، کسی لٹیرے سے لٹنے کا کوئی خطرہ نہیں اور اس کے ساتھ بے شمار ٹیڑھے راستے ہیں جو رب کی رحمت سے دور اور ظلمتوں کے قریب لے جاتے ہیں، اس لئے صراط مستقیم کو واضح کرنے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے خود لے لیا، چنانچہ فرمایا راہ راست یعنی حلال و حرام، خیر و شر اور ہدایت و ضلالت کو واضح کرنے کا ذمہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو اس نے پورا کر دیا ہے، اس سلسلہ میں اس نے انسان کو پیدائشی طور پر عقل

(۱) مسند احمد ۱۴۶۰۰

(۲) آل عمران ۱۸۰

(۳) المومن ۳۹

وشعور سے بہرہ ور کیا، اور پھر اس کی مزید رہنمائی کے لئے آسمانی تعلیمات اور انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا ہے، جیسے فرمایا

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ... ﴿٩﴾ (۱)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جبکہ راستے ٹیڑھے بھی موجود ہیں۔

اصل حقیقت یہی ہے کہ اللہ ہی دنیا و آخرت کا مالک ہے، وہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کرتا ہے، جو انسان اللہ تعالیٰ سے دنیا طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے تحت اس کو دنیا عطا فرما دیتا ہے اور جو آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کا عطا کرنا بھی اللہ کے اختیار میں ہے، جیسے فرمایا

... وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٥﴾ (۲)

ترجمہ: جو شخص ثواب دنیا کے ارادہ سے کام کرے گا اس کو ہم دنیا ہی میں سے دیں گے اور جو ثواب آخرت کے ارادہ سے کام کرے گا اس کو ہم آخرت میں سے دیں گے، اور شکر کرنے والوں کو ہم ان کی جزا ضرور عطا کریں گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ (۳)

ترجمہ: جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھاتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں سے دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

پس اللہ نے تمہیں دونوں راستے بتلا کر جہنم کی آگ سے ہوشیار کر دیا ہے لہذا اس کے دردناک اور رسواکن عذاب سے بچنے کی کوشش کرو،

عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَخْطُبُ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْطُبُ يَقُولُ: أَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ، أَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ، حَتَّى لَوْ أَنَّ رَجُلًا كَانَ بِالسُّوقِ، لَسَمِعَهُ مِنْ مَقَامِي هَذَا، قَالَ: حَتَّى وَقَعَتْ خَمِيصَةٌ كَانَتْ عَلَى عَاتِقِهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ

سماک بن حرب سے مروی ہے میں نے نعمان رضی اللہ عنہ کو چادر اوڑھے ہوئے خطاب کے دوران یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرما رہے تھے لوگو میں تمہیں جہنم کی آگ سے ڈرا چکا، لوگو! میں تمہیں جہنم کی آگ سے ڈرا رہا ہوں، اگر کوئی شخص اتنی اتنی مسافت پر ہوتا تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو سن لیتا حتی کہ یہ فرماتے فرماتے وہ چادر جو آپ کے کندھے مبارک پر تھی کندھے سے سرک کر آپ کے قدموں کے پاس گر گئی۔ (۴)

النُّعْمَانَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ القِيَامَةِ لَرَجُلٌ، تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِي مِنْهَا دِمَاغُهُ

(۱) النحل ۹

(۲) آل عمران ۱۴۵

(۳) الشوریٰ ۲۰

(۴) مسند احمد ۱۸۳۹۸

اور جہنم کے سب سے ہلکے عذاب کے بارے میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی قیامت کے دن وہ ہوگا جس کے دونوں قدموں کے نیچے دو انگارے رکھ دیے جائیں گے جن کی حرارت سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا۔ ①

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ، يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِ الْمِرْجَلُ، مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا

ایک اور روایت میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی وہ ہوگا جس کی دونوں جوتیاں اور دونوں تسمے آگ کے ہوں گے جن سے اس کا دماغ اس طرح ابل رہا ہوگا جس طرح ہنڈیا جوش کھا رہی ہو، باوجود یکہ سب سے ہلکے عذاب والا یہی ہے لیکن اس کے خیال میں اس سے زیادہ عذاب والا اور کوئی نہ ہوگا۔ ②

جو بد بخت اللہ کی نازل کردہ پاکیزہ تعلیمات اور اس کے مبعوث کیے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلائے گا اور اس سے منہ موڑے گا اسے جہنم کی شعلہ مارتی اور بھڑکنے والی آگ میں داخل کیا جائے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیران ہو کر پوچھا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ فرمایا جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ ③

وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾

اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیز گار ہوگا، جو پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے کسی کا اس پر کوئی

وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾

احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا چاہنے کے لیے،

وَ لَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾ (الیل ۱۷تا۲۱)

یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضامند ہو جائے گا۔

① صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ ۶۵۶۱ ،جامع ترمذی ابواب الجهنم باب ۱۵۴۷،ح ۲۶۰۴،مسنداحمد۱۸۳۹۰،مصنف عبدالرزاق ۱۸۴۴۷،مستدرک حاکم۸۷۳۲

② صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا۵۱۷ ،مصنف ابن ابی شیبة۳۴۱۳۲

③ صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۷۲۸۰، مسنداحمد۸۷۲۸

اور اس دردناک عذاب کی جگہ جہنم سے وہی دور کر کے وہی جنت میں داخل کیا جائے گا جو نہایت متقی اور پرہیز گار ہوگا جو ریاکاری، شہرت یا کسی کا احسان اتارنے یا کسی کو زیر احسان کرنے یا کسی اور دینوی فائدے کے لئے نہیں بلکہ اخلاص سے اللہ کی رضاو خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہوگا، جو شخص ان صفات عالیہ سے متصف ہوگا اللہ تعالیٰ اسے جنت کی نعمتیں اور عزت و شرف عطا فرمائے گا جس سے وہ راضی ہو جائے گا، اکثر مفسرین کہتے ہیں یہ آیتیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ، نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَاقَالَ:نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے، جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا جو روزہ دار ہوگا اسے باب ریان سے بلایا جائے گا، اور جو زکوۃ ادا کرنے والا ہوگا اسے زکوۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا، اس پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے۔[1]

مضامین سورۃ القلم:

اللہ کی طرف سے پے در پے سورتیں نازل ہو رہیں تھیں جن میں مشرکین کے اعتراضات کے مختلف پہلوؤں سے مدلل جوابات دیئے جا رہے تھے مگر مشرکین اپنی جگہ سے ہٹنے کو تیار نہ تھے، بلکہ نصیحت حاصل کرنے کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکین کی مخالفت اچھی خاصی شدت اختیار کر چکی تھی کہ یہ سورۃ نازل ہوئی جس میں پھر مخالفین کے اعتراضات وشبہات کے جواب دیئے گئے، سورۃ کا آغاز قسمیہ کلمات سے ہے، اس سورۃ کے تین مضامین کچھ اس طرح ہیں۔

❁ مخالفین مکہ کے شبہات کا ازالہ: کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ اور مجنون کہتے تھے، اس کے بارے میں فرمایا کہ جو کلام آپ پیش کر رہے ہیں وہ اخلاق و کردار کی قدروں کا امین ہے اور یہ لوگ عنقریب آگاہ ہوں گے کہ مجنون کون ہے اور فرزانہ کون؟ لہٰذا مخالفت

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابٌ الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ۱۸۹۷،صحیح مسلم کتاب الزکاۃ بَابُ مَنْ جَمَعَ الصَّدَقَةَ، وَأَعْمَالَ الْبِرِّ۱۰۲۷

کا جو طوفان تمہارے خلاف اٹھایا جارہا ہے اس کا دباؤ ہرگز قبول نہ کرو، دراصل یہ ساری باتیں کی ہی اس لیے جارہی ہیں کہ تم کسی نہ کسی طرح دب کر ان سے مصالحت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ، خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اخلاق و مناقب بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے مخالفین کی اخلاقی پستی، کمینگی اور کج فکری بھی بیان کی گئی ہے، فرمایا کہ تم میں ایک ایسا شخص (ولید بن مغیرہ) بھی ہے جو زیادہ قسمیں کھانے والا، بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھ جانے والا، گناہ گار، گردن کش پھر ساتھ ہی بے نسب بھی ہے، اسی طرح محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاکیزہ کردار اور اخلاق حسنہ کے تم خود شاہد اور گواہ ہو۔

❁ مخالفین مکہ کو نصیحت: یمن کے قریب واقع ایک باغ والوں کی مثال بیان فرمائی جس کا مالک اس کی پیداوار میں سے غرباء پر خرچ کیا کرتا تھا اور اللہ کے حکم سے باغ بھی پوری پیداوار دیتا تھا لیکن اس کے مرنے کے بعد جب اس کی اولاد اس باغ کی وارث بنی تو وہ ساری نعمتوں کے مل جانے کے باوجود ناقدری و ناشکری کرتے تھے، ان میں سے ایک شخص نے جب ان کو نصیحت کی تو انہوں نے اس نصیحت کو نہ مانا جب سب کچھ تباہ و برباد ہو گیا تو اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں، اس مثال کے بعد اہل مکہ کو تنبیہ کی کہ مجرموں اور فرماں برداروں کا انجام ایک سا نہ ہوگا بلکہ وہ لوگ جن کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا جاتا ہے اور وہ انکار کر رہے ہیں، قیامت کے روز اگر یہ میدان حشر میں سجدہ ریز بھی ہونا چاہیں گے تو سجدہ ریز نہ ہو سکیں گے اور ان کو ذلت و خواری کے انجام سے دوچار ہونا پڑے گا، قرآن کو جھٹلا کر وہ اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے اور قیامت کے دن ان کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

❁ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اہل ایمان کو صبر و استقامت کی تلقین: سورۃ کے آخر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اہل ایمان کو فرمایا کہ دین حق کی راہ میں اہل اسلام مصائب و مشکلات کو صبر و استقامت سے برداشت کریں، ان کا مرتبہ اللہ کے ہاں کس قدر بلند ہوگا، صبر و استقامت کی تلقین کے لیے یونس عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ بھی اشارۃً مذکور ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَ اِنَّ لَكَ

ن، قسم ہے قلم کی اور اس کی جو کچھ وہ (فرشتے) لکھتے ہیں، تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے، اور بیشک تیرے لیے

لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (القلم ۱تا۴)

بے انتہاء اجر ہے، اور بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔

عَنْ أَبِي حَفْصَةَ، قَالَ: قَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ، إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " إِنَّ

أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ قَالَ: رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ " يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا فَلَيْسَ مِنِّي

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے ابوحفصہ سے مروی ہے اپنے بیٹے سے کہا میرے بیٹے! تو اس وقت ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو چکا ہے، یہ تم سے رہ نہیں سکتا تھا اور جو حاصل نہیں ہوا ہے وہ مل نہیں سکتا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا پھر اس سے فرمایا کہ لکھو، اس نے کہا اے میرے رب! کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قیامت قائم ہونے تک ہر ہر چیز کی تقدیر لکھ، اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اس (اعتقاد و یقین کے بغیر) مر گیا تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔ [۱]

اور کتاب کی قسم کھا کر ان عیوب کے بارے میں جو آپ کے دشمن آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں برات فرمائی کہ نبوت سے پہلے اہل مکہ آپ کو صادق و امین جانتے تھے، آپ کی دیانت و امانت اور کامل عقل و فراست عمدہ رائے پر اعتماد رکھتے تھے مگر جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو پہلی تباہ شدہ اقوام کی طرح وہ آپ پر دیوانہ ہونے کی تہمت لگانے لگے، جیسے فرمایا

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝٦ [۲]

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص جس پر یہ ذکر نازل ہوا ہے تو یقیناً دیوانہ ہے۔

حالانکہ جس اعلیٰ درجہ کے فصیح و بلیغ کلام (قرآن) کی وجہ سے مشرکین آپ کو مجنون کہہ رہے ہیں وہی بلند پایہ مضامین پر مشتمل پاکیزہ کلام ہی اس الزام کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے، اس کے علاوہ منکرین حق کے جھوٹ کی تردید کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ کا کوئی شخص آپ کے پسندیدہ بلند اخلاق، بہترین خصلتیں اور پاکیزہ عادتیں یعنی تہذیب و شائستگی، نرمی و شفقت، امانت و صداقت، حلم و کرم اور دیگر خوبیوں سے ناواقف نہیں ہے بلکہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ آپ نہایت صحیح الدماغ اور سلیم الفطرت ہیں، آپ کے ذہن اور مزاج غایت درجہ متوازن ہیں،

سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَتْ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ:أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ:فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ

سعید بن ہشام نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے مومنوں کی ماں رضی اللہ عنہا! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں بتلائیں، تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ انہوں نے کہا ہاں پڑھا ہے، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق وہی تھا جس کا قرآن میں حکم ہے۔ [۳]

---

[۱] سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ۴۷۰۰ ،مسنداحمد۲۲۷۰۵، مسند البزار ۲۶۸۷، السنن الكبرى للبيهقى ۲۰۸۷۵

[۲] الحجر۶

[۳] صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ۱۷۳۹،سنن ابوداودكتاب التطوع بَابٌ فِي

عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ بَنِي سُوَاءَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ {إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ} [۱]؟

اور قیس بن وہب سے مروی ہے بنو سواد کے ایک شخص نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں پوچھا، انہوں نے پوچھا کیا تو نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو۔ [۲]

أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ وَلاَ: لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلاَ: أَلَّا صَنَعْتَ

انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی لیکن کسی دن اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی فرمایا کہ کیوں تو نے ایسا کیا اور نہ یہ فرمایا کہ کیوں تو نے ایسا نہیں کیا۔ [۳]

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کی طرح ہیں۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿۱۹۹﴾ [۴]

ترجمہ: اے نبی درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ... ﴿۱۵۹﴾ [۵]

ترجمہ: (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ [۶]

ترجمہ: دیکھو تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ

صَلَاةِ اللَّيْلِ ۱۳۴۲، مسند احمد ۲۴۲۶۹، صحیح ابن حبان ۲۵۵۱، سنن دارمی ۱۵۱۶، السنن الکبری للبیہقی ۴۸۱۰

[۱] القلم: ۴

[۲] مسند احمد ۲۴۸۰۰، مصنف ابن ابی شیبة ۳۶۲۸۱

[۳] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ حُسْنِ الخُلُقِ وَالسَّخَاءِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ البُخْلِ ۶۰۳۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب حسن خلقه صلی اللہ علیہ وسلم ۶۰۱۱، شرح السنة للبغوی ۳۶۶۵

[۴] الاعراف ۱۹۹

[۵] آل عمران ۱۵۹

[۶] التوبة ۱۲۸

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تو صرف صالح اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ (۱)

اس لئے آپ ان کے الزامات اور تہمتوں پر دھیان دیئے بغیر دین حق کی تبلیغ کے لئے کوششیں کرتے رہیں، فریضہ نبوت کی ادائیگی میں جتنی زیادہ اذیت ناک الزامات و تہمات اور تکلیفیں آپ برداشت کر رہے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ اس پر آپ کو کبھی نہ ختم ہونے والا بے حد وحساب اجر عطا فرمائے گا، جیسے فرمایا

...عَطَآءً غَيۡرَ مَجۡذُوذٍ ﴿١٠٨﴾ (۲)

ترجمہ: ایسی بخشش ان کو ملے گی جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔

...فَلَهُمۡ أَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُونٍ ﴿٦﴾ (۳)

ترجمہ: ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔

فَسَتُبۡصِرُ وَ يُبۡصِرُونَ ﴿٥﴾ بِأَييِّكُمُ الۡمَفۡتُونُ ﴿٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعۡلَمُ بِمَنۡ

پس اب تو بھی دیکھ لے گا اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون فتنہ میں پڑا ہوا ہے، بیشک تیرا رب اپنی راہ سے

ضَلَّ عَنۡ سَبِيلِهِۦ وَهُوَ أَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِينَ ﴿٧﴾ (القلم ۵ تا ۷)

بہکنے والوں کو خوب جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں کو بھی بخوبی جانتا ہے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! بہت جلد (روز محشر) جب سارے پردے اٹھ جائیں گے اور حق واضح ہو جائے گا تو آپ اور آپ کے مخالفین و منکرین جان جائیں گے کہ بہکا ہوا، گمراہ، دیوانہ اور شر پسند کون ہے، جیسے فرمایا

سَيَعۡلَمُونَ غَدًا مَّنِ الۡكَذَّابُ الۡأَشِرُ ﴿٢٦﴾ (۴)

ترجمہ: (ہم نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ) انہیں کل ہی معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون پرلے درجے کا جھوٹا اور بر خود غلط ہے۔

...وَإِنَّآ أَوۡ إِيَّاكُمۡ لَعَلَىٰ هُدًى أَوۡ فِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ (۵)

ترجمہ: اب لامحالہ ہم میں اور تم میں سے کوئی ایک ہی ہدایت پر ہے یا کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔

تم میں سے بہکنے والے اور راہ راست والے سب اللہ تعالیٰ پر ظاہر ہیں اسے خوب معلوم ہے کہ راہ راست سے کس کا قدم پھسل گیا ہے اور کون سیدھے راستے پر چل رہے ہیں۔

---

(۱) مسند احمد ۸۹۵۲

(۲) ہود ۱۰۸

(۳) التین ۶

(۴) القمر ۲۶

(۵) سبا ۲۴

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ

پس تو جھٹلانے والوں کی نہ مان، وہ چاہتے ہیں کہ تو ذرا ڈھیلا ہو تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں، اور تو کسی ایسے شخص کا بھی کہنا نہ ماننا جو

مَّهِيْنٍ ۝۱۰ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲

زیادہ قسمیں کھانے والا، بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھ جانے والا گنہگار، گ

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝۱۳ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ۝۱۴ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ

ردن کش پھر ساتھ ہی بے نسب ہو، اس کی سرکشی صرف اس لیے ہے کہ وہ مال والا اور بیٹوں والا ہے، جب اس کے سامنے

اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝۱۶ (القلم ۸ تا ۱۶)

ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے یہ تو اگلوں کے قصے ہیں، ہم بھی اس کی سونڈ (ناک) پر داغ دیں گے۔

جب قریش کی اسلام کی دعوت روکنے کی ہر کوشش ناکام ہوگئی تو انہوں نے کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر سید الانام ﷺ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ ﷺ ان کے معبودوں اور ان کے دین کے بارے میں خاموش ہو جائیں تو وہ بھی آپ کے بارے میں خاموش رہیں گے لہذا فرمایا گیا کہ اے نبی ﷺ! یہ منکرین حق جو خواہشات نفس کی اطاعت کرتے ہیں، جیسے فرمایا

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۳ [1]

ترجمہ: پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟ اللہ کے بعد اب اور کون ہے جو اسے ہدایت دے؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے؟۔

آپ پر الزامات، تہمات وغیرہ لگا کر اور اہل ایمان کو تکالیف پہنچا کر آپ کو دباؤ میں لانا چاہتے ہیں تا کہ آپ ان کی گمراہیوں کی رعایت کر کے اپنے دین میں کچھ ترمیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو یہ بھی آپ کے ساتھ مصالحت کر کے مخالفت میں کچھ نرمی اختیار کر لیں، لیکن باطل کے ساتھ مداہنت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ باطل پرست اپنی باطل پرستی کو چھوڑنے میں ڈھیلے ہو جائیں گے، اس لئے حق میں مداہنت حکمت تبلیغ اور کار نبوت کے لئے سخت نقصان دہ ہے، کافروں کی اخلاقی پستیوں کا ذکر کیا گیا جن کی خاطر پیغمبر کو مداہنت کرنے سے روکا گیا کہ آپ اس حقیر، ذلیل اور گھٹیا آدمی (ابوجہل سے پہلے قریش کا رئیس ولید بن مغیرہ جس کے نسب کا اٹھارہ سال بعد پتہ چلا، یا اسود بن عبد یغوث زہری یا اخنس بن شریق ثقفی جو بنوزہرہ کا حلیف تھا) سے ہرگز نہ دبیں، جو جھوٹا ہے اور اپنے جھوٹ کو سچا ثابت کرنے کے لئے بہت قسمیں کھانے والا ہے ،جو لوگوں کی بہت زیادہ عیب چینی کرتا ہے اور غیبت و استہزا کے ذریعے سے طعنہ زنی کرتا ہے، جو لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے، عداوت

---

[1] الجاثیۃ ۲۳

اور بغض پیدا کرنے کی غرض سے لگائی بجھائی کرتا پھرتا ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ المَدِينَةِ، أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ:بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ الآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ».

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے (وہاں) آپ نے دو شخصوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب کیا جا رہا تھا، سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں، پھر آپ نے فرمایا ان میں سے ایک شخص پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ (۱)

عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنِمُّ الْحَدِيثَ،فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ

ابو وائل سے مروی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ فلاں شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کھاتا ہے) انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔ (۲)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ:الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا، ذُكِرَ اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ قَالَ:أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ الْمَشَّاءُونَ بِالنَّمِيمَةِ، الْمُفْسِدُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ، الْبَاغُونَ لِلْبُرَآءِ الْعَنَتَ

اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے بھلا شخص کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیں، فرمایا وہ کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے، پھر فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے برا شخص کون ہے؟ سب سے بدتر شخص وہ ہے جو چغل خور ہو، دوستوں میں فساد ڈلوانے والا ہو، پاک صاف لوگوں پر تہمت لگانے والا ہو۔ (۳)

سخت بخیل اور کنجوس آدمی ہے اور کسی کو پھوٹی کوڑی دینے کا بھی روادار نہیں، ہر نیک کام میں روڑے اٹکاتا ہے اور لوگوں کو دین حق پر آنے سے

(۱) صحیح بخاری کتاب الوضوء بَابٌ مِنَ الكَبَائِرِ أَنْ لاَ يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهِ۲۱۶ ،صحیح مسلم كتاب بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الِاسْتِبْرَاءِ مِنْهُ۶۷۷،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ الِاسْتِبْرَاءِ مِنَ الْبَوْلِ ۲۰،مسنداحمد۱۹۸۰،صحیح ابن خزيمة۵۵،صحیح ابن حبان ۳۱۲۸،السنن الكبرى للنسائی ۲۲۰۶،سنن دارمی ۷۲۲،مصنف ابن ابی شیبة ۱۳۰۴،مسندابی یعلی ۲۰۶۲،شرح السنة للبغوی ۱۸۳

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ۲۹۰، مسنداحمد۲۳۳۲۵

(۳) مسنداحمد۲۷۵۹۹ ، المعجم الکبیر للطبرانی ۴۲۳

روکتا ہے، جو ہٹا کٹا اور بہت کھانے پینے والا ہے اور اس کے ساتھ بد خلق، جھگڑالو اور سفاک ہے اور اپنے شر کی وجہ سے معروف و مشہور ہے،

حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الخُزَاعِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الجَنَّةِ؟كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ،أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ، جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں جنتی آدمی کے متعلق نہ بتادوں؟ وہ دیکھنے میں گراپڑا عاجز وضعیف ہے (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پوری کر دیتا ہے، اور کیا میں تمہیں جہنمی لوگوں کے متعلق نہ بتادوں؟ ہر بدخو، بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا (اہل دوزخ میں سے ہے)۔ [1]

كُلُّ جَوَّاظٍ جَعْظَرِيٍّ مُسْتَكْبِرٍ

وکیع کی روایت میں ہر کنجوس اور مال جمع کرنے والا، سخت خو، متکبر ہے کے الفاظ ہیں۔ [2]

اور جب حق اس کے پاس آیا تو اس نے اسے ٹھکرا دیا اور کہتا ہے کہ یہ تو اگلے وقتوں کے قصے اور افسانے ہیں جن میں سچ اور جھوٹ دونوں ممکن ہیں، جو بہت مال و اولاد کی وجہ سے مغرور ہو گیا ہے اور ہماری نعمتوں کے گن گانے کے بجائے کفران نعمت کرتا ہے اور اپنے آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا ہے، ہم دنیا اور آخرت میں اس کو ایسا ذلیل وخوار کریں گے کہ ابد تک یہ عار اس کا پیچھا نہ چھوڑے گا، جیسے فرمایا

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ [3]

ترجمہ: چھوڑ دو مجھے اور اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا، بہت سا مال اس کو دیا، اس کے ساتھ حاضر رہنے والے بیٹے دیے، اور اس کے لیے ریاست کی راہ ہموار کی، پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں، ہرگز نہیں، وہ ہماری آیات سے عناد رکھتا ہے، میں تو اسے عنقریب ایک کٹھن چڑھائی چڑھاؤں گا، اس نے سوچا اور کچھ بات بنانے کی کوشش کی، تو اللہ کی مار اس پر، کیسی بات بنانے کی کوشش کی، ہاں، اللہ کی مار اس پر، کیسی بات بنانے کی کوشش کی، پھر (لوگوں کی طرف) دیکھا پھر پیشانی سکیڑی اور منہ بنایا پھر پلٹا اور تکبر میں پڑ گیا آخر کار بولا کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک جادو جو پہلے سے چلا آ رہا ہے، یہ تو ایک انسانی کلام ہے، عنقریب میں اسے دوزخ میں جھونک دوں گا اور تم کیا جانو کہ کیا

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ نٓ والقلم بَابُ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ ۴۹۱۸،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ۷۱۸۷ ، المعجم الکبیرللطبرانی ۳۲۵۸،شعب الایمان۷۸۲۴، مسنداحمد۱۸۷۳۰، شرح السنة للبغوی ۳۵۹۳

[2] مسنداحمد۱۸۷۲۸

[3] المدثر۱۱تا۳۰

ہے وہ دوزخ؟ نہ باقی رکھے نہ چھوڑے، کھال جھلس دینے والی، انیس (۱۹) کارکن اس پر مقرر ہیں۔

إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا

بیشک ہم نے انہیں اسی طرح آزمالیا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا جبکہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی

مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ

اس باغ کے پھل اتار لیں گے، اور انشاء اللہ نہ کہا، پس اس پر تیرے رب کی جانب سے ایک بلا چاروں طرف گھوم گئی

وَ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ أَنِ اغْدُوْا عَلٰى

اور یہ سو رہے تھے، پس وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی، اب صبح ہوتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں اگر تمہیں

حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ (القلم ۱۷ تا ۲۳)

پھل اتارنے ہیں تو اپنی کھیتی پر سویرے سویرے ہی چل پڑو، پھر جب یہ چپکے چپکے یہ باتیں کرتے ہوئے چلے۔

زمین وآسمان کے خزانوں کا مالک خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک ہے جس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں، وہ فراخ دست اور غنی ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی، بے مقصد اور بے نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ ہر فعل کے پیچھے اعلیٰ درجے کی دانائی وحکمت اور اعلیٰ درجے کی مقصدیت کام کر رہی ہوتی ہے وہ اپنے دونوں مبارک ہاتھوں سے ان گنت خزانوں سے اپنی حکمت ومشیت کے تحت کسی پر انعام واکرام کی بارش کرتا ہے اور اگر کسی کو محروم رکھتا ہے اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں بار بار اپنے بندوں کو ہر موقعہ پر احسان کی تلقین کرتا ہے یعنی ضرورت مندوں اور رشتہ داروں کی مالی امداد کرنا، کسی کو مصیبت سے نجات دلانا، کسی کے حق کو خوبی اور سخاوت سے ادا کرنا، کسی کے حق کو نہ صرف پورا کرنا بلکہ اس سے کچھ زیادہ ادا کرنا یا کسی سے اپنا حق وصول کرتے ہوئے رعایت کرنا یا اس کو بالکل چھوڑ دینا، اسی طرح اگر جائیداد کی تقسیم کے وقت میراث سے محروم عزیز رشتہ دار اور مساکین جمع ہو جائیں، روزے کے فدیہ اور قسموں کے کفارے کے طور پر مسکینوں کو کھانا کھلانا ہو، فصلوں اور پھلوں کی کٹائی کے وقت مساکین کا حصہ ہو، زکواۃ، خیرات اور صدقات وغیرہ دینے کے لئے اس کی ترغیب دیتا ہے کہ اے میرے بندو! اپنا بہترین مال میرے نام پر میری محبت میں میرے دیئے ہوئے مال واسباب میں سے مسکین، یتیم، فقیر، سائل، ضرورت مند، محتاج، خاک نشین، مسافر، قیدی، غلام بندوں پر ان کو متکبرانہ انداز یا طالب شہرت اغنیاء کی طرح تن کر، جھڑک کر احسان کرتے ہوئے نہیں بلکہ ان کا حق سمجھ کر ان پر خرچ کرو، ان سے نرمی اور عزت کا سلوک کرو اور ساتھ ہی ان پر خرچ کرنے کے لئے ایک دوسرے کو اکساؤ تا کہ مال صرف امیروں میں ہی نہ گردش کرتا رہے بلکہ یہ محرومین تک پہنچے، اور یہ اس کی شان کریمی ہے کہ اگر اس کے بخشے ہوئے مال کو اس کی راہ میں خلوص نیت کیساتھ بغیر کسی ذاتی غرض سے خرچ کیا جائے تو وہ اسے اپنے اوپر قرض قرار دیتا ہے کہ اے میرے بندو! یہ تمہارا خرچ کیا ہوا مال میرے اوپر قرض حسنہ ہو گا جو ضائع نہیں جائے گا یہ میرا وعدہ ہے کہ میں اسے بڑھاتا ہی رہوں گا اور تمہارے مال میں برکت ڈالوں گا اور جتنا تم نے دیا ہو گا بڑھا کر اس دنیا میں کم سے کم دس گنا اور آخرت میں جہاں کوئی کرنسی نہیں ہو گی جبکہ تجھے وہاں شدید ضرورت ہو گی کم سے کم ستر گنا دوں

گا اور اس پر اپنی طرف سے بہترین اجر بھی عطا فرماؤں گا، جیسے فرمایا

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۲۶۱ [۱]

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک دانا بویا جائے اور اس کے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے، وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

یہی تیرے ہاتھ کا دیا ہوا وہاں تیرے کام آئے گا باقی تیری تمام دولت یہیں اس دنیا میں ہی رہ جائے گی، کفن کی جیب نہیں ہوتی پس تو خالی ہاتھ، خالی دامن اور خالی جیب ہمارے حضور پیش ہو گا اور ہمارے بخشے ہوئے مال و اسباب کا حساب دے گا کہ ان کو تم نے کیسے حاصل کیا تھا اور کس راستے پر خرچ کیا، مگر انسان اتنے بڑے فائدے کے باوجود جس میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں کہ اللہ کے وعدے سے سچا وعدہ کس کا ہو سکتا ہے اپنے ہاتھ کی کمائی کو دوسروں پر خرچ کرنے میں بڑا بخیل واقع ہوا ہے جس کا نتیجہ مال میں بے برکتی، فصلوں کی بیماریاں کی وجہ سے پیداوار میں نقصانات، پھلوں کے نقصانات وغیرہ ہوتا ہے اور اگر اللہ کی مشیت اس کی مقتضی ہو تو بخل کرنے والوں کو وہ اس دنیا میں ایسا عذاب دیتا ہے کہ اس کا سب کچھ مٹ کر رہتا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے تا کہ بندہ رب سے ڈرے اور اس کے فرمان کے مطابق مال جائز ذرائع سے حاصل کرے اور جن پر خرچ کرنے کو کہا گیا ہے ان پر دل کھول کر خرچ کرے، اور اے میرے بندو! اگر تم ایسا نہیں کرو گے اور مال و اسباب کی محبت میں اس پر سانپ بن کر بیٹھے رہو گے اور گن گن کر جمع کرو گے تو روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں پر دوسرے جرائم کے علاوہ ایک شق یہ بھی نافذ ہو گی کہ وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دیتے تھے اور نہ خود ہی انہیں کھانا کھلاتے تھے، جیسے فرمایا

وَلَا يَحُضُّ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۳۴ [۲]

ترجمہ: اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔

وَلَا تَحٰۗضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۱۸ [۳]

ترجمہ: اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اکساتے۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۳ [۴]

ترجمہ: اور مسکین کا کھانا دینے پر نہیں اکساتا۔

فیصلے کے بعد اللہ کے نافرمان، سرکش باغی جب جہنم میں ہوں گے تو فرشتوں کے پوچھنے پر اپنا جرم بیان کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، جیسے فرمایا

---

[۱] البقرۃ ۲۶۱

[۲] الحاقۃ ۳۴

[۳] الفجر ۱۸

[۴] الماعون ۳

عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ [1]

ترجمہ: وہاں وہ مجرموں سے پوچھیں گے تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے، اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

ذیل کا واقعہ بھی اسی بخل کی نوعیت کا ہے جس میں کچھ اہل کتاب نے مال کی محبت میں (جیسے وہ ان کے ساتھ جائے گا) معمولی سا حصہ مساکین کو نہ دینے کے لئے، ان کا حق روکنے کے لئے اللہ کی ناشکری کرتے ہوئے چال چلی مگر اللہ کی چال کے آگے بھلا کس کی چال کامیاب ہو سکتی ہے، انہوں نے تھوڑا سا بچانے کے لئے چال چلی اللہ نے ان کی پوری فصل ہی برباد کر دی پھر وہ اپنی اس حرکت پر بڑے نادم ہوئے۔

جن لوگوں کا واقعہ بیان ہو رہا ہے مفسرین کہتے ہیں یہ لوگ اہل کتاب اور حبشہ کے رہنے والے تھے اپنے والد کی وفات کے بعد یہ باغ ان کو ورثہ میں ملا تھا جس میں طرح طرح کے میوہ جات کے درخت تھے اور خوب پھل دیتے تھے ان کا والد بڑا نیک بندہ تھا اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ اپنی اس باغ کی آمدنی کو تین حصوں میں تقسیم کرتا تھا ایک حصہ اس باغ پر، ایک حصہ اپنے بیوی بچوں پر اور ایک حصہ اللہ کے نام پر یتیموں محتاجوں مسکینوں پر خرچ کر دیتا تھا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ،فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ ، فَانْتَهَى إِلَى الْحَرَّةِ، فَإِذَا هِيَ فِي أَذْنَابِ شِرَاجٍ، وَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ، قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَفَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص کسی بیابان اور ویران جگہ پر تھا کہ اسی دوران اس نے ایک بادل میں آواز سنی فلاں کے باغ کو سیراب کرو اس آواز پر وہ بادل ایک جانب چلا گیا اور اس کا پانی ایک پتھریلی جگہ پر جا کر برس گیا، وہ آدمی اس جگہ پہنچا تو وہاں کچھ نالیوں کے سرے دکھائی دیئے ان میں سے ایک نالی ایسی تھی جس میں وہ سارا پانی جمع ہو گیا، وہ آدمی پانی کے پیچھے چلتا گیا چلتے چلتے وہ ایک آدمی کے پاس پہنچا جو اپنے باغ میں کھڑا بیلچے سے پانی کو باغ کی طرف پھیر رہا ہے،

فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللهِ، مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ، بِالِاسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللهِ، لِمَ سَأَلْتَنِي عَنِ اسْمِي؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَاؤُهُ يَقُولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا؟قَالَ: أَمَّا إِذَا قُلْتَ هَذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا خَرَجَ مِنْهَافَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ،وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثَهُ،وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ

اس شخص نے اس باغ والے سے کہا اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس آدمی نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سے سنا تھا، اب اس باغ والے نے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! تو نے میرا نام کس لئے پوچھا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس بدلی میں جس کا پانی آرہا ہے غیبی آواز سنی تھی کسی کہنے والے نے تمہارا نام لے کر کہا تھا کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر دے تو آخر تم اس باغ میں کیا کرتے ہو (جو اللہ کے ہاں اتنے مقرب ہو) اس نے کہا کہ جب تم نے یہ بات کہی ہے تو مجھے بتانا ہی پڑے گا میں اس باغ کی پیداوار کو دیکھتا ہوں اس کی کل

---

[1] المدثر ۴۱ تا ۴۴

پیداوار میں سے ایک تہائی (غریبوں، مسکینوں، یتیموں کو) صدقہ کر دیتا ہوں، ایک تہائی میں اور میرے اہل و عیال کھا پی لیتے ہیں اور ایک تہائی دوبارہ اسی باغ میں استعمال کر لیتا ہوں۔ (۱)

جب وہ فوت ہو گیا اور باغ بچوں کے قبضہ میں آ گیا تو انہوں نے باپ کے عملوں سے سبقت کرنے کی بجائے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارا والد ہر سال اس باغ کی کافی آمدنی غریب غربا پر خرچ کر دیتا تھا یہ اس کا کوئی اچھا طریقہ کار نہ تھا تم خود سوچو ہمارے تو اپنے اخراجات ہی بمشکل پورے ہوتے ہیں ہم اس کی آمدنی میں سے مساکین اور سائلین کو کس طرح دیں اگر ہم اتنی ڈھیر ساری رقم ان فقیروں مسکینوں اور یتیموں وغیرہ پر خرچ نہ کریں تو ہمارا گزارہ اچھی طرح ہو سکتا ہے، اور ہم بہت اچھے طریقے سے رہ سکتے ہیں، تمام بچے شیطان کی اس دلفریب چال میں آ گئے اور انہوں نے کسی یتیم و مسکین، محرومین کو کچھ نہ دینے کا فیصلہ کر لیا حالانکہ یہ باغ اللہ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے نوازا تھا مگر وہ بخیلی پر تل گئے، اللہ کو تو ایسے لوگ پسند ہی نہیں ہیں جو خود بھی کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کرتے ہیں، انہوں نے اپنی کنجوسی سے یہ نہ سوچا کہ یہ بخیلی ان کے حق میں مضر ثابت ہو سکتی ہے اور وہ رزق دینے والا ان کے ہر عمل سے باخبر ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقَى مُؤْمِنًا شَرْبَةً عَلَى ظَمَأٍ، سَقَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا ثَوْبًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مومن نے کسی پیاسے مومن کو ایک گھونٹ پانی پلایا اللہ تعالیٰ اسے قیامت والے دن رحیق مختوم پلائے گا اور جس نے کسی بھوکے مومن کو کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جس نے کسی ننگے مومن کو لباس پہنایا اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ (۲)

انہیں اپنی قدرت و اختیار پر ایسا بھروسہ، زعم تھا کہ ان لوگوں نے آپس میں قسمیں کھا کر بے تکلف کہہ دیا کہ کل صبح سے پہلے ہی پہلے ہم رات کے وقت ہی پھل اتار لیں گے اور پھل و میوے خود ہی لے آئیں گے تاکہ فقیروں مسکینوں اور سائلوں کو پتہ ہی نہ چلے جو وہ آ کر کھڑے ہوں اور ہمیں انہیں کچھ دینا پڑ جائے، اپنی اس تدبیر کی کامیابی پر انہیں بڑا غرور تھا اور اس خوشی میں اللہ جو سمیع و بصیر ہے اس کو بھی بھول گئے اور ان کی زبان سے ان شاء اللہ تک نہ نکلا، یعنی انہوں نے اپنی تدبیروں ہی کو سب کچھ سمجھ لیا تھا اور اللہ کی مشیت و ارادے سے بالکل ہی آنکھیں بند کر لی تھیں، رب کریم کو ان کی یہ حرکت کہ محرومین ان کے مال سے کچھ نہ لے سکیں بڑی ناگوار گزری چنانچہ رات ہی رات میں قبل اس کے کہ وہ اپنے باغ میں پہنچیں آسمانی آفت نے ان کے سارے ہرے بھرے، پھلوں سے لدے باغ کو خاکستر کر دیا اور وہ ایسے ہو گیا جیسے سیاہ رات اور کٹی ہوئی کھیتی،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قوله: كَالصَّرِيمِ قال: مثل اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ

(۱) مسند احمد ۷۹۴۱، صحیح ابن حبان ۳۳۵۵، السنن الکبری للبیہقی ۷۵۱۲، صحیح مسلم کتاب الزهد باب فضل الانفاق علی المساکین وابن السبیل ۷۴۷۳

(۲) مسند احمد ۱۱۱۰۱، سنن ابوداود کتاب الزکوٰۃ بَابٌ فِي فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ ۱۶۸۲، السنن الکبری للبیہقی ۷۸۰۵

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کالصَرِیم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ باغ کا منظر اس طرح ہو گیا جیسے سیاہ رات۔ [۱]

وَقَالَ الثَّوْرِيُّ، وَالسُّدِّيُّ: مِثْلَ الزَّرْعِ إِذَا حُصِد، أَيْ هَشِيمًا يَبَسًا

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور سدی فرماتے ہیں کہ وہ کٹی ہوئی کھیتی کی مانند ہو گیا یعنی چورا چورا اور خشک ہو گیا۔ [۲]

رب کائنات فرماتا ہے

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ [۳]

ترجمہ: دنیا کی زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں خوب گھنی ہو گئی پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں یکا یک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں، اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں۔

اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

کہ آج کے دن کوئی مسکین تمہارے پاس نہ آنے پائے اور لپکے ہوئے صبح صبح گئے (سمجھ رہے تھے) کہ ہم قابو پا گئے،

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾

جب انہوں نے باغ دیکھا تو کہنے لگے یقیناً ہم راستہ بھول گئے ہیں، نہیں نہیں ہماری قسمت پھوٹ گئی، ان سب میں جو بہتر تھا

قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ

اس نے کہا میں تم سے نہ کہتا تھا کہ تم اللہ کی پاکیزگی کیوں نہیں بیان کرتے، تو سب کہنے لگے ہمارا رب پاک ہے

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ

بیشک ہم ہی ظالم تھے، پھر ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں ملامت کرنے لگے، کہنے لگے ہائے افسوس!

اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾

[۱] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۳۶۶/۱۰، تفسیر طبری ۵۴۴/۲۳

[۲] تفسیر ابن کثیر ۱۹۶/۸

[۳] یونس ۲۴

یقیناً ہم سرکش تھے، کیا عجب ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر بدلہ دے، ہم تو اب اپنے رب سے ہی آرزو رکھتے ہیں

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ (القلم ۲۴ تا ۳۳)

یوں ہی آفت آتی ہے اور آخرت کی آفت بہت ہی بڑی ہے، کاش انہیں سمجھ ہوتی۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكُمْ وَالْمَعَاصِي إِنَّ الْعَبْدَ لَيُذْنِبُ الذَّنْبَ فَيُحْرَمُ بِهِ رِزْقًا كان هي لَهُ ثُمَّ تَلَا فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِنْ رَبِّكَ [1] الآيتين.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو گناہوں سے بچو، جب انسان گناہ پر گناہ کیے جاتا ہے تو گناہوں کی شامت کی وجہ سے انسان اس روزی سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے جو اس کے لئے تیار کر دی گئی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو آیات کی تلاوت فرمائی۔ [2]

صبح کے وقت حسب پروگرام یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے کہ اگر پھل توڑنے کا ارادہ ہے تو اب کچھ دیر نہ لگاؤ اور سویرے ہی چل پڑو چنانچہ اب یہ اکٹھے ہو کر قوت وشدت، پختہ ارادے اور مساکین پر غیظ وغضب کا اظہار کرتے ہوئے چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے تاکہ کوئی سن نہ لے اور غریب غربا کو پتہ نہ چل جائے اور خفیہ ہدایات دیتے ہوئے کہ دیکھو ہوشیار رہو کوئی مسکین بھنک پا کر کہیں آج نہ آجائے جس طرح ہمارے باپ کے زمانے میں آیا کرتے تھے اور اپنا حصہ لے جاتے تھے، اور اگر کوئی آ بھی جائے تو ہر گز کسی فقیر کو باغ میں گھسنے نہ دینا ایسی باتیں کرتے ہوئے وہ باغ کی طرف چلے کہ اب ہم پھلوں پر قابض ہیں اور ابھی اتار کر لے آئیں گے مگر جب وہ باغ پر پہنچے تو ہک دک رہ گئے کہ وہ ہرا بھرا لہلہاتا ہوا باغ جس میں میووں سے لدے ہوئے درخت اور پکے ہوئے پھل تھے سب کے سب غارت وبرباد ہو چکے ہیں اور سارا باغ جس کے نشے میں وہ بدمست تھے میووں سمیت جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا ہے، پہلے تو انہیں یقین ہی نہ آیا کہ وہ صحیح جگہ پر پہنچے ہیں بلکہ راہ بھول کر کہیں اور جگہ آ گئے ہیں مگر جب ارد گرد دیکھا تو یقین آ گیا کہ نہیں آئے تو صحیح جگہ پر ہیں یہ آفت زدہ اور تباہ شدہ باغ تو ہمارا ہی باغ ہے اور واقعی یہ ہماری بدقسمتی ہے ان کا ایک بھائی جو عدل وانصاف، بھلائی اور بہتری والا تھا بولا دیکھو میں تو تمہیں پہلے ہی کہتا تھا کہ ان شاء اللہ کہو اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرو، بھائی کی بات سن کر وہ کہنے لگے ہمارا رب پاک ہے بیشک ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے ہم نے اپنے باپ کے طرز عمل کے خلاف قدم اٹھا کر غلطی کا ارتکاب کیا ہے تب ان کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ اللہ نے ہمارے طرز عمل کی پاداش میں ایسا کر دیا ہے جس کی سزا اللہ نے ہمیں دی ہے، اب وہ عذاب کے بعد اطاعت کرنے لگے، سزا کے بعد اپنی تقصیر کو ماننے لگے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ ہم نے بہت برا کیا کہ مسکینوں کا حق مارنا چاہا، کوئی شک نہیں ہماری سرکشی حد سے بڑھ گئی اس وجہ سے اللہ کا عذاب آیا پھر انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ اب اگر اللہ نے ہمیں مال دیا تو وہ اپنے باپ کی طرح اس میں غربا ومساکین کا حق ادا کریں گے اس لئے ندامت اور توبہ کے ساتھ رب سے امیدیں وابستہ کیں کہ شاید ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر بدلہ

[1] القلم: ۱۹

[2] تفسیر القرطبی ۱۸/۲۴۴

دے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت کرے، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال میں بخل کرے، یتیموں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کے حق کو ادا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے کفران نعمت کرے تو اسے اس طرح کے عذاب سے دوچار کر دیا جاتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے، کاش یہ لوگ اس کو جانتے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتِ ٱلنَّعِيمِ ﴿٣٤﴾ أَفَنَجْعَلُ ٱلْمُسْلِمِينَ كَٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾

پرہیز گاروں کے لیے ان کے رب کے پاس نعمتوں والی جنتیں ہیں، کیا ہم مسلمانوں کو مثل گناہ گاروں کے کر دیں گے،

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ لَكُمْ كِتَٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾

تمہیں کیا ہوگیا کیسے فیصلے کر رہے ہو ؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟

إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَكُمْ أَيْمَٰنٌ عَلَيْنَا بَٰلِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ

کہ اس میں تمہاری من مانی باتیں ہوں؟ یا تم نے ہم سے کچھ قسمیں لی ہیں؟ جو قیامت تک باقی رہیں کہ

إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ

تمہارے لیے وہ سب ہے جو تم اپنی طرف سے مقرر کرلو، ان سے پوچھو تو کہ ان میں سے کون اس بات کا

زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَأْتُوا۟ بِشُرَكَآئِهِمْ إِن كَانُوا۟ صَٰدِقِينَ ﴿٤١﴾ (القلم ۳۴تا۴۱)

ذمہ دار (اور دعویدار) ہے کیا ان کے کوئی شریک ہیں؟ تو چاہیے کہ اپنے اپنے شریکوں کو لے آئیں اگر یہ سچے ہیں۔

یقیناً خدا ترس لوگوں کے لئے ان کے رب کے ہاں انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتیں ہیں، اور اہل مکہ کو تنبیہ فرمائی جو اول تو یوم الحساب کو تسلیم ہی نہ کرتے تھے اور تسلیم کر بھی لیتے تو کہتے تھے کہ جس نے آج ہمیں مال و دولت اور دیگر نعمتیں دے رکھی ہیں اگر قیامت ہوئی تو وہاں بھی ہم مسلمانوں سے بہتر ہی ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب دنیا کا کوئی بادشاہ امن پسند شہری اور ایک مجرم کے ساتھ یکساں سلوک نہیں کرتا تو کیا اللہ احکم الحاکمین ایسا کرے گا؟ تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے تم کیسے حکم لگاتے ہو؟ ہرگز نہیں، یہ بات اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کے خلاف ہے کہ وہ تم جیسے مجرموں اور اہل تقویٰ میں تمیز نہ کرے اور ان دونوں کا انجام ایک سا کر دے، کیا ان کے پاس اللہ کی نازل کردہ کوئی کتاب ہے جس میں وہی کچھ لکھا ہوا ہے جو ان کی چاہت ہے یعنی وہ جنت میں جائیں گے اور انہیں ہر وہ چیز حاصل ہو گی جو وہ منتخب کریں گے اور طلب کریں گے، یا تم میں سے کون آگے بڑھ کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے رہتی دنیا تک کے لئے کوئی پکا عہد و پیمان لیا ہوا ہے کہ جو یہ کہہ رہے ہیں وہی ہو گا اور ان کی بے جا اور غلط خواہشات پوری ہو کر ہی رہیں گی؟ ان سے ذرا پوچھو تو کہ اس بات کا ضامن کون ہے اور کس کے ذمے یہ کفالت ہے کہ وہ قیامت والے دن ان کے لئے وہی کچھ فیصلہ کروائے گا جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے فرمائے گا، جب ان کے پاس کوئی الہامی کتاب ہے نہ نجات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے کوئی عہد و پیمان ہے تو کیا اپنے باطل معبودوں کو جن

کو انہوں نے شریک ٹھہرا رکھا ہے، جو ان کے معاون و مددگار ہیں وہ ان کی مدد کر کے ان کو اچھا مقام دلوا دیں گے؟ اگر ان کے شریک ایسے ہیں تو اپنی سچائی کے لئے پیش کر دو تا کہ ان کی صداقت واضح ہو جائے، جب تم کچھ بھی پیش نہیں کر سکتے تو آخر تمہیں یہ غلط فہمی کہاں سے لاحق ہو گئی کہ تم فرمانبرداروں کے ساتھ انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنت میں پہنچ جاؤ گے؟

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کے لیے بلائے جائیں گے تو (سجدہ) نہ کر سکیں گے، نگاہیں نیچی ہوں گی

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَ قَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَ هُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

ان پر ذلت و خواری چھا رہی ہو گی، حالانکہ یہ سجدے کے لیے (اس وقت بھی) بلائے جاتے تھے جبکہ صحیح سالم تھے،

فَذَرْنِيْ وَ مَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾

پس مجھے اور اس کلام کو جھٹلانے والے کو چھوڑ دے، ہم انہیں اس طرح آہستہ آہستہ کھینچیں گے کہ انہیں معلوم بھی نہ ہو گا

وَ اُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ (القلم ۴۲ تا ۴۵)

اور میں انہیں ڈھیل دونگا، بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

دنیا میں جن لوگوں کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا جاتا ہے اور وہ صحیح و سالم ہوتے ہوئے انکار کر رہے ہیں، مگر میدان محشر میں عبادت کرنے والوں کو اور نہ کرنے والوں کو سجدہ کرنے کے لئے بلایا جائے گا، اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے والے تو سجدہ میں گر جائیں گے مگر یہ لوگ اگر سجدہ ریز ہونا بھی چاہیں گے تو نہ ہو سکیں گے، ان کی کمر تختہ ہو جائے گی اور یہ پیٹھ کے بل چت گر پڑیں گے، اور ذلت و پشیمانی سے ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی اور تمام خلقت کے سامنے ان کو ذلت و خواری کے انجام سے دوچار ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن ان کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہو گا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، فَيَبْقَى كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ، فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہمارا رب اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھائے گا تو ہر مومن مرد و عورت اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے، اور صرف وہ باقی رہ جائے گا جو دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے لیے سجدہ کیا کرتا تھا وہ جب سجدہ کرنا چاہے گا تو اس کی پشت ایک سخت تختے کی طرح ہو جائے گی۔[۱]

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا جَمَعَ اللَّهُ الْعِبَادَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، نَادَى مُنَادٍ:

---

[۱] صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ ۴۹۱۹، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ ۴۵۴

لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ، فَيَلْحَقُ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ، وَيَبْقَى النَّاسُ عَلَى حَالِهِمْ، فَيَأْتِيهِمْ فَيَقُولُ: مَا بَالُ النَّاسِ ذَهَبُوا وَأَنْتُمْ هَا هُنَا؟ فَيَقُولُونَ: نَنْتَظِرُ إِلَهَنَا، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَهُ؟ فَيَقُولُونَ: إِذَا تَعَرَّفَ إِلَيْنَا، عَرَفْنَاهُ، فَيَكْشِفُ لَهُمْ عَنْ سَاقِهِ فَيَقَعُونَ سُجُودًا، فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى {يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ} [۱] يَبْقَى كُلُّ مُنَافِقٍ فَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ يَقُودُهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب اللہ تعالیٰ بندوں کو ایک جگہ پر اکٹھا کرے گا تو منادی کرنے والا آواز دے گا ہر کوئی اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ مل جائے، تمام لوگ اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ مل جائیں گے جبکہ کچھ لوگ اپنی سابقہ حالت پر کھڑے رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور پوچھے گا کیا وجہ ہے لوگ چلے گئے ہیں اور تم یہیں کھڑے ہو؟ وہ کہیں گے ہم اپنے معبود کا انتظار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا تم اپنے معبود کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے اگر وہ ہمیں اپنا تعارف کروا دے تو ہم پہچان لیں گے، اتنے میں اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھائے گا وہ سجدہ میں گر پڑیں گے، اللہ تعالیٰ کے اس قول جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کے لئے بلائیں جائیں گے تو (سجدہ) نہ کر سکیں گے کا یہی مصداق ہے، منافق کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے اور سجدہ نہیں کر سکیں گے پھر اللہ تعالیٰ جنت کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے گا۔ [۲]

انسان فطری طور پر بہت جلد باز اور عام حالات میں جلد گھبرا جانے والا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنے بے شمار فضائل کے باوجود انسان ہی تھے وہ بھی بعض موقعوں پر مشکلات و مصائب کو سامنے دیکھ کر گھبرا سکتے تھے، صبر و استقامت کی تلقین سے ان کے دلوں کو مزید مضبوط اور حوصلہ مند بنانے کے لئے فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان منکرین کا معاملہ جو منزل کلام الٰہی کو جھٹلا رہے ہیں، اس کے پاکیزہ مضامین کو پرانے وقتوں کے قصے اور افسانے قرار دے رہے ہیں، اس کی ہدایت کو خود ساختہ قرار دے رہے ہیں، کفر و شرک کی طغیانی میں بدمست ہو کر جھوٹے الزامات اور تہمات لگا رہے ہیں ہم پر چھوڑ دو، ان سے نمٹنا ہمارا کام ہے، ہم تو ان کی رسی دراز کر رہے ہیں، اس خفیہ تدبیر میں ہم ان پر تمام چیزوں کے دروازے کھول دیں گے، انہیں صحت، بہت اولاد اور دنیاوی مال و اسباب کی فراوانی اور کامیابیوں سے بہرہ مند کر کے دھوکے میں مبتلا کر دیں گے، جیسے فرمایا

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۵۵ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۶ [۳]

ترجمہ: کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال و اولاد سے مدد دیے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں، اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے۔

جس سے یہ سمجھیں گے کہ یہ جو کچھ عمل کر رہے ہیں صحیح کر رہے ہیں، اس طرح یہ حق دشمنی اور ظلم و طغیان میں زیادہ سے زیادہ بدمست ہوتے جائیں گے، پھر ناگہانی ہم انہیں اپنی گرفت میں لے لیں گے، پھر ان کی ساری امیدیں منقطع ہو جائیں گے اور انہیں ہم سے بچانے والا کوئی نہ

[۱] القلم: 42

[۲] سنن الدارمی ۲۸۴۵

[۳] المومنون ۵۶،۵۵

ہوگا، جیسے فرمایا

فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُكِّرُوۡا بِهٖ فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَبۡوَابَ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوۡا بِمَاۤ اُوۡتُوۡۤا اَخَذۡنٰهُمۡ بَغۡتَةً فَاِذَا هُمۡ مُّبۡلِسُوۡنَ ﴿۴۴﴾ [1]

ترجمہ: پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیے، یہاں تک کہ جب وہ ان بخششوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس تھے۔

بیشک دشمنوں کے خلاف تیرے رب کی تدبیر بڑی مضبوط اور طاقت ور ہوتی ہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: {وَكَذٰلِكَ أَخۡذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الۡقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخۡذَهٗۤ أَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ} [2]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیے رکھتا ہے حتی کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے، فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔ [3]

اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ اَجۡرًا فَهُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ ﴿۴۶﴾ اَمۡ عِنۡدَهُمُ الۡغَيۡبُ فَهُمۡ يَكۡتُبُوۡنَ ﴿۴۷﴾

کیا تو ان سے کوئی اجرت چاہتا ہے جس کے تاوان سے یہ دبے جاتے ہوں، یا کیا ان کے پاس علم غیب ہے جسے وہ لکھتے ہوں،

فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنۡ كَصَاحِبِ الۡحُوۡتِ ۘ اِذۡ نَادٰى وَهُوَ مَكۡظُوۡمٌ ؕ ﴿۴۸﴾

بس تو اپنے رب کے حکم کا صبر سے (انتظار کر) اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جا جب کہ اس نے غم کی حالت میں دعا کی، اگر

لَوۡلَاۤ اَنۡ تَدٰرَكَهٗ نِعۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ مَذۡمُوۡمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ

اسے اس کے رب کی نعمت نہ پا لیتی تو یقیناً وہ برے حالوں میں چٹیل میدان میں ڈال دیا جاتا، اسے اس کے رب نے

فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۵۰﴾ (القلم ۴۶ تا ۵۰)

پھر نوازا اور اسے نیک کاروں میں کر دیا۔

[1] الانعام ۴۴

[2] هود: ۱۰۲

[3] صحیح بخاری کِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ القُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۴۶۸۶، صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۸۱، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ هُودٍ ۳۱۱۰، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ الْعُقُوبَاتِ ۴۰۱۸

اے نبی ﷺ! کیا آپ ان سے اس بے لوث عالمگیر ہدایت پر ان مخالفین سے کچھ مال ومتاع یا کوئی منصب طلب کر رہے ہیں جس کے تاوان سے یہ دبے جا رہے ہیں اور دعوت حق پر ایمان نہیں لا رہے؟ کیا ان لوگوں نے غیب کے پیچھے جھانک کر دیکھ لیا ہے کہ وہ حق پر ہیں اور یہ رسول فی الواقع اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر نہیں ہے، اور جو حقائق آپ بیان کر رہے ہیں وہ بھی غلط ہیں اس لئے اس کو جھٹلانے میں اتنی شدت برت رہے ہیں، نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ یہ لوگ محض اپنے تعصبات اور بغض وعناد پر اڑے ہوئے ہیں، نبی اکرم ﷺ اور دین کے داعی کے لئے حکم فرمایا گیا کہ اے پیغمبر ﷺ! آپ اپنا فریضہ رسالت ادا کرتے رہیں، وہ وقت ابھی دور نہیں جب اللہ تعالیٰ تمہاری فتح ونصرت اور تمہارے ان مخالفین کی شکست کا فیصلہ فرما دے گا، اس وقت تک جو مصائب ومشکلات بھی اس دین کی تبلیغ میں پیش آئیں انہیں صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کرتے چلے جائیں اور مچھلی والے (یونس بن متی علیہ السلام) کی طرح نہ ہو جائیں جنہوں نے اپنی قوم کی روش تکذیب کو دیکھتے ہوئے بے صبری سے کام لیا اور اللہ رب العزت کے فیصلے کے بغیر ہی از خود اپنی قوم کو چھوڑ کر ترشیش (جہاں آجکل تیونس آباد ہے) جانے کی کوشش کی اور سمندر پر جا کر ایک کشتی میں سوار ہو گئے، جس کشتی میں آپ سوار ہوئے وہ پہلے ہی سواریوں اور سامانوں سے اپنی گنجائش سے زیادہ بھری ہوئی تھی، کشتی ابھی کچھ دور یا فاہی پہنچی تھی کہ سمندر میں چاروں طرف سے موجیں اٹھیں اور سخت طوفان آ گیا جس سے کشتی سمندر کی موجوں میں گھر گئی اور کھڑی ہو گئی، سب مسافروں کو کشتی ڈوبنے کا یقین اور اپنی موت نظر آنے لگی چنانچہ کشتی کا وزن کم کرنے کے لئے ایک آدھ آدمی کو کشتی سے سمندر میں پھینکنے کی تجویز سامنے آئی تاکہ کشتی میں سوار باقی انسانوں کی جانیں بچ جائیں، لیکن یہ قربانی دینے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا اس لئے کشتی میں تین مرتبہ قرعہ اندازی کرنی پڑی، جس میں ہر مرتبہ یونس علیہ السلام کا نام آیا اور وہ مغلوبین میں سے ہو گئے، چنانچہ یونس علیہ السلام نے طوعاً وکرہاً اپنے آپ کو بھاگے ہوئے غلام کی طرح سمندر کی موجوں کے سپرد کر دیا، ادھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بڑی مچھلی (غالباً وہیل مچھلی) نے آپ علیہ السلام کو ثابت ہی نگل لیا اور سمندر میں پھرنے لگی، جیسے فرمایا

فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿١٤٢﴾ [1]

ترجمہ: آخر کار تو مچھلی نے اسے نگل لیا اور وہ ملامت زدہ تھا۔

یونس علیہ السلام غم اور ندامت کے عالم میں متعدد اندھیروں میں (یعنی رات کا اندھیرا، سمندر کا اندھیرا، اور مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا) میں گھیر گئے، یونس علیہ السلام انسان ہی تھے اور کوئی بھی انسان اس پر قادر نہیں ہو سکتا کہ ہر وقت اس بلند ترین معیار کمال پر قائم رہے جو مومن کے لئے مقرر کیا گیا ہے، بسا اوقات کسی نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ واشرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے لیکن جونہی اسے اپنی معمولی سی بھی غلطی یا کوتاہی کا احساس ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے احساس کرا دیا جاتا ہے کہ اس کا قدم مطلوبہ معیار سے نیچے جا رہا ہے تو وہ فوراً رب کے حضور توبہ کرتا ہے اور اپنی غلطی کی اصلاح کرنے میں اسے ایک لمحہ کے لئے تامل نہیں ہوتا، چنانچہ یونس علیہ السلام جو فراغی، کشادگی اور امن وامان کی حالت میں رب کی بڑی پاکیزگی بیان کرنے والے تھے، انہوں نے مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں میں بھی رب کی عظمت وپاکیزگی، اپنے قصور وار ہونے کا اعتراف کر کے رب کے حضور توبہ کی تسبیح پڑھنی شروع کر دی، جیسے فرمایا

[1] الصافات ۱۴۲

...فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ [1]

ترجمہ: آخر کو اس نے تاریکیوں میں سے پکارا نہیں ہے کوئی الہ مگر تو، پاک ہے تیری ذات، بیشک میں نے قصور کیا۔

کہ میں نے جلد بازی میں تیرے حکم کا انتظار نہیں کیا اور دل میں حسن ظن کا گمان کر کے وہاں سے چل دیا اللہ تعالیٰ جو دکھی دلوں اور اپنے محبوب بندوں کی پکار کو سنتا ہے نے ان اندھیروں میں یونس علیہ السلام کی فریاد کو سنا اور اپنا فضل خاص فرما کر انہیں اندھیروں سے نجات عطا فرمائی اور زندہ سلامت مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال لائے، جیسے فرمایا

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُــْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ [2]

ترجمہ: تب ہم نے اس کی دعا قبول کی اور غم سے اس کو نجات بخشی، اور اسی طرح ہم مومنوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤٤﴾ [3]

ترجمہ: اب اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو روز قیامت تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتا۔

اگر اس کے رب کی مہربانی ان کی یاوری نہ کرتی تو وہ ہر قسم کی نباتات سے خالی چٹیل میدان میں ڈال دیے جاتے اور وہ برے حال میں ہوتے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ دیا اور ان کو اس حال میں پھینک دیا گیا کہ وہ ممدوح تھے، اور ان کی یہ حالت پہلی حالت سے بہتر ہوگئی، پس اس کے رب نے اسے برگزیدہ فرمالیا اور اسے صالح بندوں میں شامل کر دیا،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص میرے متعلق یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ [4]

وَ اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ يَقُوْلُوْنَ

اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں، جب کبھی قرآن سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ تو ضرور د

اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾ (القلم ۵۲،۵۱)

یوانہ ہے، درحقیقت یہ (قرآن) تو تمام جہان والوں کے لیے سراسر نصیحت ہے۔

---

[1] الانبیاء ۸۷

[2] الانبیاء ۸۸

[3] الصافات ۱۴۴، ۱۴۳

[4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیا بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۳۴۱۶، ۳۴۱۲، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي ذِكْرِ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۵۹ علیہ السلام، سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي التَّخْيِيرِ بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۴۶۶۹، مسند احمد ۳۲۵۲، مسند ابی یعلی ۵۲۷۸

اے نبی ﷺ! لوگوں کو آپ سے دور رکھنے اور آپ کو دلی اذیت پہنچانے کے لئے آپ کو کبھی مجنون کبھی شاعر کبھی جادوگر کہتے ہیں، اور جب یہ منکرین حق کلام الٰہی کو سنتے ہیں تو گھور گھور کر حسد، کینہ اور غیظ وغضب کی نظروں سے دیکھتے ہیں گویا تمہیں نظروں ہی نظروں میں کھا جائیں گے، اگر اللہ کی حمایت و حفاظت نہ ہوتی تو آپ ان کفار کی حاسدانہ نظروں کا شکار ہو جاتے اور یہ تجھے تبلیغ رسالت سے پھیر دیتے، جیسے فرمایا

وَاِنۡ كَادُوۡا لَيَفۡتِنُوۡنَكَ عَنِ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ لِتَفۡتَرِىَ عَلَيۡنَا غَيۡرَهٗ ‌ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوۡكَ خَلِيۡلًا ۝٧٣ [1]

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) ان لوگوں نے اس کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی کہ تمہیں فتنے میں ڈال کر اس وحی سے پھیر دیں جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے تاکہ تم ہمارے نام پر اپنی طرف سے کوئی بات گھڑو اگر تم ایسا کرتے تو وہ ضرور تمہیں اپنا دوست بنا لیتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا نظر حق ہے اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت کرنے والی ہوتی تو نظر کر جاتی، جب تم سے غسل کرایا جائے تو غسل کر لیا کرو۔[2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ، وَيَقُولُ: إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لاَمَّةٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کے ساتھ پناہ دیتے تھے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے۔[3] عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: مَرَّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ بِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَهُوَ يَغْتَسِلُ فَقَالَ: لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ، وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ فَمَا لَبِثَ أَنْ لُبِطَ بِهِ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ: أَدْرِكْ سَهْلًا صَرِيعًا، قَالَ مَنْ تَتَّهِمُونَ بِهِ قَالُوا عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ، قَالَ: عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ، فَلْيَدْعُ لَهُ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَأَمَرَ عَامِرًا أَنْ يَتَوَضَّأَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَرُكْبَتَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَصُبَّ عَلَيْهِ قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: وَأَمَرَهُ أَنْ يَكْفَأَ الْإِنَاءَ مِنْ خَلْفِهِ

ابوامامہ بن سہل بن حنیف فرماتے ہیں میرے والد سہل بن حنیف نہا رہے تھے، عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان کے قریب سے گزرے تو فرمایا میں

---

[1] بنی اسرائیل ۷۳

[2] صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَالرُّقَى ۲۱۸۸،جامع ترمذی ابواب الطب بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ العَيْنَ حَقٌّ وَالغَسْلُ لَهَا ۲۰۶۲،صحیح ابن حبان ۶۱۰۷،السنن الکبری للبیہقی ۱۹۶۱۴،مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۳۵۹۷

[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیا باب ۱۰ ح۳۳۷۱،سنن ابوداودکتاب السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْقُرْآنِ ۴۷۳۷،مسنداحمد ۲۱۱۲،مستدرک حاکم ۴۷۸۱، صحیح ابن حبان ۱۰۱۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۳۵۷۷،مصنف عبدالرزاق ۷۹۸۷،شرح السنۃ للبغوی ۱۴۱۷

نے آج تک ایسا آدمی نہ دیکھا پردہ دار لڑکی کا بدن بھی تو ایسا نہیں ہوتا، عامر بن ربیعہ کا یہ کہنا تھا کہ کچھ ہی دیر میں سہل بن حنیف بیہوش ہو کر گر پڑے، لوگ ان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ان کی خبر لیجئے یہ تو بیہوش ہو گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کس کے متعلق خیال ہے کہ (اسکی نظر لگی ہے؟) لوگوں نے کہا ہاں عامر بن ربیعہ پر ہمیں شک ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی کیوں اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے، جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی ایسی چیز کو دیکھے جو اسے اچھی لگے تو اسے چاہئے کہ اس کے لئے برکت کی دعا کرے، پھر آپ نے پانی منگوایا اور عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا وضو کریں، انہوں نے چہرہ دھویا اور کہنیوں تک ہاتھ دھوئے اور دونوں گھٹنے دھوئے اور ازار کے اندر (ستر) کا حصہ دھویا، آپ ﷺ نے یہ دھوون سہل پر ڈالنے کا حکم فرمایا سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ معمر نے کہا کہ امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سہل رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان پر پانی انڈیلنے کا حکم فرمایا۔[1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الجَانِّ وَعَيْنِ الإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جنات کی اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے، جب سورۃ معوذتین نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں لے لیا اور سب کو چھوڑ دیا۔[2]

یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جن، انسانوں کو ایذا دینے اور تکلیف پہنچانے کے لیے ان پر غلبہ و تسلط حاصل کر سکتے ہیں لہذا انسانوں کو چاہیے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجائیں کرتے رہا کریں تاکہ وہ خبیث و شریر جنوں کی شرارتوں سے محفوظ رہیں، یہ بھی ثابت ہوا کہ نظر بد، برحق ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی انسان ہی کی نظر لگے بلکہ جنات کی نظر بھی لگ سکتی ہے، معوذتین میں ہر قسم کے شر سے پناہ موجود ہے لہذا یہ جامع ہیں ان کی موجودگی میں دوسری معوذات کی ضرورت نہیں اگرچہ ان کے پڑھنے کی ممانعت بھی نہیں ،نظر بد کا اثر صرف انسان پر نہیں بلکہ بسا اوقات جمادات پر بھی اس کا ایسا شدید اثر ہوتا ہے جو دواؤں وغیرہ سے ختم نہیں ہوتا بلکہ معوذات کی ضرورت پڑتی ہے، اس اثر کی عقلی توجیہ نہ بھی کی جا سکے تو بھی اس کا انکار ممکن نہیں، اس دنیا میں سب کچھ عقل کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ بہت سے مسائل میں انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے، علوم جواب دے جاتے ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ جِبْرِيلَ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ؟ فَقَالَ:نَعَمْ قَالَ:بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ! کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ کے نام سے ہر اس چیز کے شر سے جو آپ ﷺ کو تکلیف دینے والی ہو اور ہر نفس یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر

---

[1] سنن ابن ماجه كتاب الطب بَابُ الْعَيْنِ ۳۵۰۹

[2] جامع ترمذی كتاب الطب بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقْيَةِ بِالمُعَوِّذَتَيْنِ ۲۰۵۸،سنن نسائی كتاب الاستعاذة الِاسْتِعَاذَةُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ۵۴۹۶،سنن ابن ماجه كتاب الطب بَابُ الْعَيْنِ۳۵۱۱،شرح السنة للبغوى۱۲۱۲

سے میں آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں اللہ آپ ﷺ کو شفا دے گا میں اللہ کے نام سے آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔ (۱)

بعض روایت میں کچھ الفاظ کا ہیر پھیر بھی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: العَيْنُ حَقٌّ» وَنَهَى عَنِ الوَشْمِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا یقیناً نظر کا لگ جانا برحق ہے اور جسم گودھوانے سے منع فرمایا۔ (۲)

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ العَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ القَدَرَ لَسَبَقَتْهُ العَيْنُ.

عبید بن رفاعہ سے مروی ہے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! جعفر کے بچوں کو نظر لگ جایا کرتی ہے تو کیا میں کچھ دم کرا لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت کر جانے والی ہوتی تو وہ نظر تھی۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ العَيْنِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ نظر بد لگ جانے پر معوذتین سے دم کر لیا جائے۔ (۴)

حالانکہ یہ قرآن عظیم اور ذکر حکیم جہان والوں کی ہدایت ور ہنمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے تو پھر اس کو لانے والا اور بیان کرنے والا دیوانہ کس طرح ہوسکتا ہے۔

مضامین سورۃ الفجر:

آخرت کی جزا وسزا کو مختلف چیزوں سے مدلل کیا گیا ہے، صبح کے اجالے (ذی الحجہ کی) دس راتوں، اور جفت اور طاق کی اور رات کی جبکہ وہ رخصت ہو رہی ہو کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ اس نظام کی بابت کہا گیا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت کے لئے کھلے دلائل ہیں، تاریخ الامم کی طرف متوجہ فرمایا اور بتایا کہ تم سے قبل قوم عاد، ثمود اور فرعون نے بھی یہی طریق اپنایا تھا کہ وہ اہل ایمان کو سسک سسک کر مارنے کے لیے زمین میں کیلوں سے گاڑ دیتے تھے، ان اقوام نے دعوت حق کا راستہ روکنے کے لیے تم سے بھی بڑھ کر زمین پر فساد برپا کیا تھا مگر کیا وہ حق کی آواز کو دبا سکے؟ کیا وہ اہل ایمان کو ختم کر سکے؟ ہرگز نہیں، بلکہ ایک وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا اللہ کے ان دشمنوں پر برس پڑا اور اس نے ان اقوام کی جڑیں تک اکھاڑ پھینکیں اور آج دنیا میں کوئی شخص ان کے ذکر خیر کے لئے موجود نہیں ہے، انسانی

(۱) صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَالرُّقَى ۵۷۰۰،شرح السنة للبغوی ۱۴۱۸،مسندابی یعلی ۱۰۶۶

(۲) صحیح بخاری کتاب الطب بَابٌ العَيْنُ حَقٌّ ۵۷۴۰،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَالرُّقَى ۵۷۰۱،سنن ابن ماجه کتاب الطب بَابُ الْعَيْنُ ۳۵۰۷،مسنداحمد ۴۲۴۵،صحیح ابن حبان ۵۵۰۳،شرح السنة للبغوی ۳۱۹۰

(۳) جامع ترمذی کتاب الطب بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ العَيْنِ ۲۰۵۹،سنن ابن ماجه کتاب الطب بَابُ الْعَيْنُ ۳۵۱۰،مسنداحمد ۲۷۴۷۰،شرح السنة للبغوی ۳۲۴۳،السنن الکبری للبیہقی ۱۹۵۸۷

(۴) صحیح بخاری کتاب الطب بَابُ رُقْيَةِ العَيْنِ ۵۷۳۸،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ اسْتِحْبَابِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ وَالْحُمَةِ وَالنَّظْرَةِ ۵۷۲۰،سنن ابن ماجه کتاب الطب بَابُ الْعَيْنُ ۳۵۱۲

فطرت کے ایک پہلو کا ذکر کیا کہ جب اس پر نعمتوں کی بارش ہوتی ہے تو یہ اس کو اپنا استحقاق سمجھتا ہے اور جب آفت ومصیبت آتی ہے تو رونا پیٹنا شروع کر دیتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ انسان مادی اشیاء کی کثرت وقلت کو عزت و قار کا سبب سمجھتا ہے، یتیم کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی کا ذکر کیا گیا کہ انسان اس قدر حریص اور لالچی ہے کہ اپنے خاندان کے کسی فرد کی موت سے عبرت حاصل کرنے کے بجائے اس کے بے کس ورثاء کے مال پر قبضہ جمالیتا ہے اور اپنی موت سے بے پرواہ ہوجاتا ہے، یہ مال ودولت کی حرص وہوس مال ملنے پر اور زیادہ بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی جس کو قبر کی مٹی ہی ختم کرسکتی ہے، آخرت کے محاسبے کے ضمن میں فرمایا کہ جب محاسبہ ہوگا تو اس وقت انسان دو قسموں میں تقسیم ہوجائیں گے شقی لوگ اللہ کے غضب کے حقدار ہوں گے اور حسرت ویاس سے ہاتھ ملیں گے مگر اس وقت اس کی حسرت وندامت ان کے لئے بے سود ہوگی اس دن اللہ کے دشمنوں کو عذاب سے کوئی نہ چھڑا سکے گا اور نیکوکار بندوں کو جنہوں نے دنیا میں یقین کامل کے ساتھ حق کو قبول کیا تھا اور اعمال صالحہ اختیار کیے تھے اللہ تعالیٰ اپنی رضا وخوشنودی کی نوید سنائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وَ الۡفَجۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَیَالٍ عَشۡرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّ الشَّفۡعِ وَ الۡوَتۡرِ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ ۚ﴿۴﴾

قسم ہے فجر کی! اور دس راتوں کی! جفت اور طاق کی! اور رات جب وہ چلنے لگے،

هَلۡ فِیۡ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیۡ حِجۡرٍ ؕ﴿۵﴾ (الفجر ا تا ۵)

کیا ان میں عقلمند کے واسطے کافی قسم ہے۔

اہل مکہ عقیدہ آخرت کے منکر تھے جبکہ آخرت کا انکار ہر قوم کو بگاڑنے اور بالآخر تباہی کے غار میں دھکیل دینے کا موجب ہوتا ہے اس لئے نبوت کے ابتدائی سالوں میں لوگوں کے ذہنوں میں اس عقیدے کو راسخ کرنے اور جوابدہی کا خوف پیدا کرنے کے لئے پے در پے ایسی سورتیں نازل ہوئیں جن میں مختلف پرزور دلائل کے ساتھ قیامت، حیات بعد الموت اور جزاوسزا کو ثابت کیا گیا، رسول اللہ ﷺ بھی ان کو قائل کرنے کے لئے مسلسل تبلیغ وتلقین فرمارہے تھے مگر اہل مکہ اس عقیدے کو سختی سے جھٹلا اور مذاق اڑا رہے تھے، جیسے فرمایا

بَلۡ قَالُوۡا مِثۡلَ مَا قَالَ الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوۡۤا ءَاِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۸۲﴾ [1]

ترجمہ: مگر یہ لوگ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان کے پیش رو کہہ چکے ہیں، یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہوجائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟۔

وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا ءَاِذَا کُنَّا تُرٰبًا وَّ اٰبَآؤُنَاۤ اَئِنَّا لَمُخۡرَجُوۡنَ ﴿۶۷﴾ [2]

[1] المومنون ۸۲،۸۱

[2] النمل ۶۷

ترجمہ: یہ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو ہمیں واقعی قبروں سے نکالا جائے گا؟۔

وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿١٦﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿١٧﴾ (۱)

ترجمہ: کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اسے ٹھٹھوں میں اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو صریح جادو ہے، بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر چکے ہوں اور مٹی بن جائیں اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں اس وقت ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کیے جائیں؟ اور کیا ہمارے اگلے وقتوں کے آبا و اجداد بھی اٹھائے جائیں گے؟۔

وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ (۲)

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟۔

چنانچہ اس سورت میں پو پھٹنے کے وقت کی قسم! کیونکہ فجر کے وقت ایک نہایت فضیلت اور عظمت والی نماز واقع ہوتی ہے، اور وہ اس کی اہل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قسم کھائے، اور ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتوں کی قسم! کیونکہ اس عشرے میں وقوف ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مغفرت سے نوازتا ہے جس سے شیطان غمگین ہوتا ہے، شیطان جس قدر حقیر اور دھتکارا ہوا عرفہ کے دن ہوتا ہے اتنا حقیر اور دھتکارا ہوا کبھی نہیں دیکھا گیا، کیونکہ اس روز وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فرشتوں اور اس کی طرف سے رحمت کو اترتے دیکھتا ہے،

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ

اس عشرے کی فضیلت کے بارے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کوئی نیک عمل کسی دن میں اس قدر پسندیدہ نہیں ہے جتنا کہ ان دنوں میں پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے، یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، مگر جو شخص اپنی جان و مال لے کر نکلا ہو اور پھر کچھ بھی ساتھ لے کر نہ پلٹا (یعنی سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا)۔ (۳)

یا اس سے مراد رمضان کی آخری دس فضیلت والی راتیں ہیں، کیونکہ اس میں ایک طاق رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے

(۱) الصافات ۱۴تا۱۷

(۲) الواقعة ۴۷،۴۸

(۳) صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ فَضْلِ العَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ۹۶۹، سنن ابوداودکتاب الصیام بَابٌ فِي صَوْمِ الْعَشْرِ ۲۴۳۸، مسند احمد ۱۹۶۸، مسندالبزار ۵۰۰۰، صحیح ابن خزیمة ۲۸۶۵، صحیح ابن حبان ۳۲۴، سنن دارمی ۱۸۱۴، السنن الکبری للبیھقی ۸۳۹۲، مصنف ابن ابی شیبة ۱۹۵۴۰، مصنف عبدالرزاق ۸۱۲۱، شرح السنة للبغوی ۱۱۲۵

،جیسے فرمایا

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۞ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۞ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۞ [1]

ترجمہ: ہم نے اس(قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔

اور جفت اور طاق یعنی تغیر ایام کی قسم،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رِوَايَةً، قَالَ: لِلَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا، مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا، لاَ يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الجَنَّةَ ، وَهُوَ وَتْرٌ يُحِبُّ الوَتْرَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایک کم ایک سو نام ہیں جو شخص بھی انہیں یاد کرلے گا جنت میں جائے گا اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ [2]

اور رات کی تاریکی جب خاتمے پر آ لگی ہو، جیسے فرمایا

وَالَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ۙ ۞ وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ ۞ [3]

ترجمہ: اور رات کی جبکہ وہ رخصت ہوئی اور صبح کی جبکہ اس نے سانس لی۔

یہ قسمیں کھا کر سامعین سے سوال کیا گیا کہ جس بات کا تم انکار کر رہے ہو اس کے برحق ہونے کی شہادت دینے کے لئے یہ چیزیں کافی نہیں ہیں؟ اللہ کے قائم کیے ہوئے اس حکیمانہ نظام کو دیکھنے کے بعد بھی کیا اس امر کی شہادت دینے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ یہ بے نظیر نظام جس اللہ نے قائم کیا ہے اس کی قدرت سے یہ بعید نہیں ہے کہ وہ آخرت برپا کر دے اور اس کی حکمت و دانائی کا یہ تقاضا ہے کہ انسان سے اس کے اعمال کی باز پرس کرے۔

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۞ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ ۞ الَّتِىۡ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا، ستونوں والے ارم کے ساتھ جس کی مانند (کوئی قوم)

لَمۡ يُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِى الۡبِلَادِ ۞ وَثَمُوۡدَ الَّذِيۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ۞

ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی، اور ثمودیوں کے ساتھ جنہوں نے وادی میں بڑے بڑے پتھر تراشے تھے،

وَفِرۡعَوۡنَ ذِى الۡاَوۡتَادِ ۞ الَّذِيۡنَ طَغَوۡا فِى الۡبِلَادِ ۞ فَاَكۡثَرُوۡا فِيۡهَا الۡفَسَادَ ۞

اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا ،ان سبھوں نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا اور بہت فساد مچا رکھا تھا،

[1] القدر ۱ تا ۳

[2] صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابٌ لِلَّهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ ۶۴۱۰، صحیح مسلم کتاب الذکروالدعاء بَابٌ فِي أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى وَفَضْلِ مَنْ أَحْصَاهَا ۶۸۰۹، مسند احمد ۸۱۴۶، مسندابی یعلی ۶۲۷۷

[3] التکویر ۱۷، ۱۸

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ (الفجر ۶ تا ۱۴)

آخر تیرے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسایا یقیناً تیرا رب گھات میں ہے۔

جزاوسزا پر شب و روز کے نظام سے استدلال کرنے کے بعد اب اس کے ایک یقینی حقیقت ہونے پر انسانی تاریخ سے استدلال کرتے کیا گیا کہ یہ کائنات کسی اندھے بہرے قانون فطرت پر نہیں چل رہی ہے بلکہ ایک حکمت والا رب اسے چلارہا ہے، اللہ کی سلطنت میں صرف قانون فطرت ہی کارفرما نہیں بلکہ ایک قانون اخلاق بھی ہے جس کا لازمی تقاضا مکافات عمل اور جزاوسزا ہے، بطور مثال تین قوموں کا ذکر فرمایا، قوم عاد اولیٰ یا عاد ارم کے بارے میں فرمایا کہ ان کا تمدن بڑا شاندار تھا، اونچے اونچے ستونوں کی بلند وبالا عمارتیں تعمیر کرنا ان کی خصوصیت تھی ، جیسا کہ ہود علیہ السلام نے ان سے فرمایا تھا

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ [1]

ترجمہ: یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لاحاصل ایک یادگار عمارت بناڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔

قوم عاد اپنے زمانے کی ایک بے نظیر قوم تھے، اپنی قوت اور شان وشوکت کے اعتبار سے کوئی قوم اس وقت دنیا میں ان کے مقابلے کی نہ تھی، جیسے فرمایا

...وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً... [2]

ترجمہ: اور تمہیں خوب تنومند کیا۔

اس مادی ترقی اور دراز قامتی وجسمانی زور آوری نے ان کو سخت متکبر بنادیا تھا اور انہیں اپنی طاقت کا بڑا گھمنڈ تھا، جیسے فرمایا

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً... ﴿۱۵﴾ [3]

ترجمہ: عاد کا حال یہ تھا کہ وہ زمین میں کسی حق کے بغیر بڑے بن بیٹھے اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور آور۔

ان کا سیاسی نظام چند بڑے بڑے جباروں کے ہاتھ میں تھا جن کے آگے کوئی دم نہ مار سکتا تھا، جیسے فرمایا

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ [4]

ترجمہ: اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو۔

قوم عاد کے بعد سب سے زیادہ مشہور ومعروف قوم ثمود کا ذکر فرمایا جس کی آبادی چار پانچ لاکھ سے کم نہ تھی اور ان کے قصے اہل عرب میں زبان

[1] الشعراء ۱۲۸،۱۲۹

[2] الاعراف ۶۹

[3] حم السجدة ۱۵

[4] الشعراء ۱۳۰

زدعام تھے، فرمایا وہ قوم بھی تمدنی طور پر اتنی ترقی یافتہ تھی کہ وادی القریٰ کے میدانوں میں عمارتیں تعمیر کرنے کے ساتھ ساتھ پہاڑوں کو تراش تراش کر بڑی مہارت کے ساتھ ان کے اندر بڑی بڑی عالی شان عمارتیں بناتے تھے، جیسے فرمایا

وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ (۱)

ترجمہ: تم پہاڑ کھود کھود کر فخریہ ان میں عمارتیں بناتے ہو۔

پھر تیسری قوم فرعون کا ذکر فرمایا جس کے پاس مصر کی وسیع حکومت تھی، سلطنت کو قائم اور لوگوں پر رعب و دبدبہ رکھنے کے لئے اس کے پاس لشکروں کی کثرت تھی، مال و دولت کی فراوانی تھی، لاکھوں بنی اسرائیل اس کی غلامی میں تھے جس سے اس میں غرور و تکبر بھر گیا اور وہ اپنی سرکشی میں اتنا آگے بڑھا کہ خود کو رب اعلیٰ کہنے لگا، جیسے فرمایا

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: اور لوگوں کو جمع کر کے اس نے پکار کر کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ (۳)

ترجمہ: فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود مانا تو تجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دوں گا جو قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ (۴)

ترجمہ: اور فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا، ہامان! ذرا اینٹیں پکوا کر میرے لیے ایک اونچی عمارت تو بنوا شاید کہ اس پر چڑھ کر میں موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو دیکھ سکوں، میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

اور میخوں والے فرعون کے ساتھ، جیسے فرمایا

... وَفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ (۵)

ترجمہ: اور میخوں والا فرعون۔

فرعون کو اس لیے میخوں والا کہا گیا کہ وہ لوگوں کو سزا دینے کے لیے ان کے ہاتھوں میں میخیں گڑوا دیتا تھا،

قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ: كَانَتْ لَهٗ أَوْتَادٌ يُعَذِّبُ بِهَا النَّاسَ

---

(۱) الشعراء ۱۴۹

(۲) النازعات ۲۴،۲۳

(۳) الشعراء ۲۹

(۴) القصص ۳۸

(۵) ص ۱۲

مفسرین کہتے ہیں وہ غصے میں لوگوں کے ہاتھوں میں میخیں گڑواکر مرواڈالتا تھا۔ (۱)

وَيُقَالُ: كَانَ فِرْعَوْنُ يُوتِدُ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ فِي أَوْتَادٍ مِنْ حَدِيد يُعَلِّقُهُمْ بِهَا

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ فرعون اپنے مخالفوں کے ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی میخیں گاڑ کر انہیں لٹکادیا کرتا تھا۔ (۲)

اس نے اپنی ملکہ آسیہ کو بھی اسلام قبول کرنے کے جرم میں اسی طرح ہلاک کیا تھا،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي قَوْلِهِ: ذِي الْأَوْتَادِ، قَالَ: وَتَّدَ فِرْعَوْنُ لِامْرَأَتِهِ أَرْبَعَةَ أَوْتَادٍ ثُمَّ جَعَلَ عَلَى ظَهْرِهَا رَحًى عَظِيمَةً حَتَّى مَاتَتْ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما آیت ’’میخوں والا۔‘‘ کے بارے میں کہتے ہیں فرعون نے شدید دھوپ میں اپنی بیوی کو پشت کے بل لٹاکر اس کے ہاتھوں میں چار میخیں گڑوادیں حتی کہ وہ اسی حالت میں مر گئی۔ (۳)

ان تینوں قوموں نے اللہ کی زمین پر بڑی سرکشی کی اور بہت فساد پھیلایا، اللہ نے ان تینوں قوموں کی رشد وہدایت کے لئے ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا تھا مگر انہوں نے ان کی سختی سے تکذیب کی، وہ بھی اللہ کو بھول کر مال ودولت پاکر دنیا کی رنگینیوں میں مگن تھے، انہوں نے بھی عقیدہ آخرت کا مذاق اڑایا تھا، جب وہ اپنی سرکشی میں حد سے گزر گئے تو ایک وقت مقررہ پر اللہ نے ان تینوں سرکش قوموں پر آسمان سے اپنا عذاب نازل فرما کر تباہ وبرباد کر دیا، اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر سخت ہوا کا عذاب نازل کر دیا۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝۶ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷ (۴)

ترجمہ: اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیے گئے، اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح گرے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔

قوم ثمود کو بھی صفحہ ہستی سے مٹادیا گیا

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝۵ (۵)

ترجمہ: تو ثمود بے حد خوفناک (اور اونچی) آواز سے ہلاک کر دیے گئے۔

اور فرعون اور اس کے لشکر کو سمندر میں غرق کر دیا گیا، جیسے فرمایا

---

(۱) فتح القدیر۴۸۵؍۴، تفسیرطبری۱۵۸؍۲۱

(۲) تفسیرطبری۴۰۹؍۲۴

(۳) فتح القدیر۵۳۳؍۵، تفسیر طبری۴۰۹؍۲۴

(۴) الحاقة ۶، ۷

(۵) الحاقة۵

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ [1]

ترجمہ: یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمہارے لیے راستہ بنایا پھر اس میں سے تمہیں بخیریت گزروا دیا، پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو غرقاب کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کے اعمال دیکھ رہا ہے، جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اسے سنبھلنے کی مہلت عطا فرماتا ہے مگر جب وہ حد سے گزرتے ہیں تو اچانک ان پر دردناک عذاب کا کوڑا برسا دیتا ہے

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ

انسان (کا یہ حال ہے) کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے

اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾

مجھے عزت دار بنایا، اور جب وہ اسکو آزماتا ہے اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری توہین کی

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾

(اور ذلیل کیا) ایسا ہرگز نہیں بلکہ (بات یہ ہے) کہ تم (ہی) لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے اور مسکینوں کو کھلانے کی

وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ (الفجر ۱۵ تا ۲۰)

ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے اور (مردوں کی) میراث سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو۔

وسعت رزق کو اکرام نہیں بلکہ امتحان سمجھو:

مگر لوگوں کی اخلاقی حالت یہ ہے کہ جب اس کا رب اس کے امتحان و آزمائش کے لئے اسے مال و دولت کی فراوانی و کشادگی، جاہ و اقتدار اور بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے تو اسے اپنا استحقاق سمجھتا ہے اور غلط فہمی کا شکار ہو کر کہتا ہے کہ اللہ اس پر بہت مہربان ہے، جیسے فرمایا

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ [2]

ترجمہ: کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال و اولاد سے مدد دیے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے۔

اور جب وہ اس کی آزمائش کے لئے اس کا رزق نپا تلا کر دیتا ہے تو صبر و قناعت کے ساتھ راضی برضا رہنے کے بجائے بدگمانی کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے میرے رب نے میری اہانت کی، یعنی انسان مادہ پرستانہ سوچ کے تحت عزت اور ذلت کا معیار مال و دولت اور منصب کے ملنے یا نہ ملنے کو سمجھتا ہے، فرمایا ہرگز نہیں، مال و دولت تو ہم اپنے محبوب بندوں کو بھی دیتے ہیں اور ناپسندیدہ افراد کو بھی، تنگی میں بھی ہم اپنوں

[1] البقرہ ۵۰

[2] المومنون ۵۵،۵۶

اور بیگانوں دونوں کو مبتلا کرتے ہیں، اس لئے عزت وذلت کا معیار مادی اشیاء کی کثرت وقلت نہیں بلکہ اخلاقی بھلائی یا برائی ہے، جاہلیت کے اس معاشرے میں باپ کے مرتے ہی اس کے قریبی رشتہ دار چچا، ماموں، بڑا بھائی اور ہمسائے وغیرہ سب یتیم سے آنکھیں پھیر لیتے تھے ،عورتوں اور بچوں کو ویسے ہی میراث سے محروم رکھا جاتا تھا اس لئے ہر بااثر اور طاقت ور مرنے والے کی میراث کا مالک بن جاتا تھا، چنانچہ فرمایا تمہاری اخلاقی حالت تو یہ ہے کہ تم لوگ یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے بجائے اہانت و بے رحمی کا مظاہرہ کرتے ہو، اور مال کی محبت اور بخیل پن میں حاجت مندوں، فقرا اور مساکین کو خود کھانا کھلاتے ہو اور نہ ہی ایک دوسرے کو اس کی ترغیب دیتے ہو، جیسے فرمایا

فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ [1]

ترجمہ: وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کا کھانا دینے پر نہیں اکساتا۔

دوزخی جہنم میں داخل کا سبب اس طرح بیان کریں گے۔

عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ [2]

ترجمہ: وہاں وہ مجرموں سے پوچھیں گے تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

اور عبرت حاصل کرنے کے بجائے میراث کا مال جو بے کس یتیموں اور مسکینوں کا حق تھا ناجائز طور پر ہڑپ کر جاتے ہو، مال و دولت کی محبت میں تمہیں کوئی فکر نہیں کہ اسے جائز اور حلال طور پر حاصل کیا گیا ہے یا ناجائز اور حرام طور پر، یعنی تم آخرت کے بجائے دنیا کو ترجیح دیتے ہو، جیسے فرمایا

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ [3]

ترجمہ: مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝

یقیناً جب زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی، اور تیرا رب (خود) آجائے گا، اور فرشتے صفیں باندھ کر (آجائیں گے)

وَ جِايْٓءَ يَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝ (الفجر ۲۱ تا ۲۳)

اور جس دن جہنم بھی لائی جائے گی، اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر آج اسکے سمجھنے کا فائدہ کہاں؟۔

تم لوگ سمجھتے ہو کہ دنیا میں جو اچھا یا برا عمل کرتے رہو گے اس کا محاسبہ نہیں ہو گا، جیسے فرمایا

---

[1] الماعون ۲،۳

[2] المدثر ۴۱ تا ۴۴

[3] الاعلی ۱۶،۱۷

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ (۲)

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟۔

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ (۳)

ترجمہ: کیا اس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا؟۔

ایسا ہرگز نہیں ہے، ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہوگی، جیسے فرمایا

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ (۴)

ترجمہ: بے شک فیصلے کا دن ایک مقرر وقت ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کے حکم پر صور پھونکا جائے گا، جیسے فرمایا

فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾ (۵)

ترجمہ: اچھا، جب صور میں پھونک ماری جائے گی۔

جس کی ہیبت ناک آواز سے کائنات کا تمام نظام درہم برہم ہو جائے گا، آسمان پھٹ جائے گا، جیسے فرمایا

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ (۶)

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ (۷)

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا۔

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ (۸)

ترجمہ: اور آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔

(۱) المومنون ۱۱۵

(۲) القیامة ۳۶

(۳) البلد ۵

(۴) النبا ۱۷

(۵) المدثر ۸

(۶) الانشقاق ۱

(۷) الانفطار ۱

(۸) المرسلات ۹

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ اَبۡوَابًا ۝١٩ (۱)

ترجمہ: اور آسمان کھول دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا۔

عالم بالا کا نظام ٹوٹنے سے تمام ستارے اور سیارے جو اپنے مدار پر قائم تھے اپنے مدار سے نکل کر آپس میں ٹکرا کر بے نور ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

وَإِذَا الۡكَوَاكِبُ انۡتَثَرَتۡ ۝٢ (۲)

ترجمہ: اور جب تارے بکھر جائیں گے۔

وَإِذَا النُّجُومُ انۡكَدَرَتۡ ۝٢ (۳)

ترجمہ: اور جب تارے بکھر جائیں گے۔

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتۡ ۝٨ (۴)

ترجمہ: پھر جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔

وَخَسَفَ الۡقَمَرُ ۝٨ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ ۝٩ (۵)

ترجمہ: اور چاند بے نور ہو جائے گا اور چاند سورج ملا کر ایک کر دیے جائیں گے۔

اور زمین جھٹکے پر جھٹکا کھانے لگے گی، جیسے فرمایا

إِذَا زُلۡزِلَتِ الۡأَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۝١ (۶)

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی۔

يَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝٦ تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧ (۷)

ترجمہ: جس روز ہلا مارے گا زلزلے کا جھٹکا اور اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا پڑے گا۔

زمین کی کشش ختم ہونے سے پہاڑ زمین سے نکل کر ہوا میں اڑنے لگیں گے، جیسے فرمایا

---

(۱) النبا ۱۹

(۲) الانفطار ۲

(۳) التکویر ۲

(۴) المرسلات ۸

(۵) القیامۃ ۸، ۹

(۶) الزلزال ۱

(۷) النازعات ۶، ۷

وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ (۱)

ترجمہ: اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٢٠﴾ (۲)

ترجمہ: اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٤﴾ (۳)

ترجمہ: یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر جو بکھرے جا رہے ہیں۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ﴿١٤﴾ (۴)

ترجمہ: پھر جب ایک دفعہ صور میں پھونک مار دی جائے گی اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

یعنی ہوا میں اڑتے ہوئے پہاڑ آپس میں ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور پھر باریک بھربھری ریت کے ٹیلے بن جائیں گے، پھر جو زلزلہ زمین کو ہلا رہا ہوگا اس کی وجہ سے یہ ریت بکھر جائے گی اور ساری زمین ایک ہموار چٹیل میدان بن جائے گی۔

زمین کے جھٹکے پر جھٹکا کھانے سے سمندروں کے نیچے زمین میں شگاف پڑ جائیں گے جس سے زمین کے اندر سے مختلف گیس کا اخراج ہونے لگے گا اور وہ آکسیجن کے ملنے سے بھڑک اٹھے گئیں، جیسے فرمایا

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ (۵)

ترجمہ: اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ (۶)

ترجمہ: اور جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے۔

اس طرح زمین کے سب نشیب و فراز برابر ہو جائیں گے اور وہ ایک ہموار چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی، جیسے فرمایا

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ (۷)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو ایسا ہموار

(۱) التکویر ۳
(۲) النبا ۲۰
(۳) المزمل ۱۴
(۴) الحاقة ۱۴، ۱۳
(۵) الانفطار ۳
(۶) التکویر ۶
(۷) طه ۱۰۵ تا ۱۰۷

چٹیل میدان بنادے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔

الغرض اللہ تعالیٰ پھر ایک نئے قانون کے ساتھ نیا آسمان اور نئی زمین بنائے گا، جیسے فرمایا

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ ①

ترجمہ: ڈراؤانہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو ان کی قبروں سے اسی جسم وجان کے ساتھ زندہ کر کے اعمال کی جزا وسزا کے لئے میدان محشر میں جمع کرے گا، جیسے فرمایا

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ أَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ ②

ترجمہ: جس روز صور میں پھونک ماردی جائے گی تم فوج در فوج نکل آؤ گے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ③

ترجمہ: پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکا یک یہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

...وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ ④

ترجمہ: اور صور پھونکا جائے گا اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

ترازو عدل قائم کر دیا جائے گا، لوگوں کے فیصلے کرنے کے لئے رب کائنات میدان محشر میں جلوہ فرما ہو گا، جیسے فرمایا

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى أَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ ⑤

ترجمہ: فرشتے اس کے اطراف وجوانب میں ہوں گے اور آٹھ فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

ہر آسمان سے مکرم فرشتے نیچے اتریں گے اور خشوع وعاجزی کے ساتھ سر جھکائے الگ الگ صف بنا کر کھڑے ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا... ﴿۳۸﴾ ⑥

ترجمہ: جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے۔

اس طرح سات صفیں ہوں گی جو زمین کو گھیر لیں گی، اس روز جہنم کو خوب بھڑکایا جائے گا، جیسے فرمایا

---

① ابراہیم ۴۸

② النبا ۱۸

③ یٰسین ۵۱

④ الکہف ۹۹

⑤ الحاقۃ ۱۷

⑥ النبا ۳۸

وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ (۱)

ترجمہ:اور جب جہنم دہکائی جائے گی۔

اور پھر اس غیض وغضب سے پھٹتی جہنم کو میدان محشر میں لایا جائے گا، جیسے فرمایا

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ (۲)

ترجمہ:اور وہ دن ہوگا جب ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ﴿٣٦﴾ (۳)

ترجمہ:اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ (۴)

ترجمہ:اور دوزخ بہکے ہوئے لوگوں کے سامنے کھول دی جائے گی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ ،مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن غیض وغضب سے پھٹی جہنم کو جو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ جکڑی ہوئی ہوگی،اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے، گھسیٹ کر میدان محشر میں لوگوں کے سامنے لائی جائے گی۔ (۵)

حَتَّى تَنْصَبَّ عَنْ يَسَارِ الْعَرْشِ، فَلَا يَبْقَى مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ إِلَّا جَثَا لِرُكْبَتَيْهِ يقول: يا ربّ نفسي نفسي

اور اسے عرش کے بائیں جانب کھڑا کر دیا جائے گا پس اسے دیکھ کر تمام مقرب اور انبیاء گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے،اور میرے رب! مجھے بخش دے،اے رب! مجھے بخش دے پکاریں گے۔ (۶)

اپنا نامہ اعمال پڑھ کر اور یہ ہولناک منظر دیکھ کر ہر مجرم اپنے کفر و معاصی پر نادم ہوگا اور اس کو سمجھ آجائے گی کہ اب اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جانے والا ہے، جیسے فرمایا

وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ أَن يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ (۷)

(۱) التکویر ۱۲

(۲) الکہف ۱۰۰

(۳) النازعات ۳۶

(۴) الشعراء ۹۱

(۵) صحیح مسلم کتاب الجنة بَابٌ فِي شِدَّةِ حَرِّ نَارِ جَهَنَّمَ وَبُعْدِ قَعْرِهَا وَمَا تَأْخُذُ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۷۱۶۴ ، جامع ترمذی ابواب صفة جهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّارِ ۲۵۷۳،مستدرک حاکم ۸۷۵۸

(۶) فتح القدیر ۵۳۵/۵

(۷) القیامة ۲۴، ۲۵

ترجمہ: اور کچھ چہرے اداس ہوں گے، اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔

مگر روز جزا میں نصیحت پکڑنے اور اپنی غلطیوں کو سمجھنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

يَقُولُ يٰلَيْتَنِىْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِىْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾

وہ کہے گا کہ کاش میں نے اپنی زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا، پس آج اللہ کے عذاب جیسا عذاب کسی نہ ہوگا،

وَّ لَا يُوْثِقُ وَ ثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ

نہ اس کی قید و بند جیسی کسی کی قید و بند ہوگی،اے اطمینان والی روح! تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل،

رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ﴿٣٠﴾ (الفجر ۲۴تا۳۰)

اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش، پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا۔

حسرت و یاس اور ندامت سے ہاتھ ملتے ہوئے ہر مجرم کہے گا کاش! میں نے دائمی زندگی کے لئے کوئی تیاری کی ہوتی، ایک مقام پر فرمایا

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ [1]

ترجمہ: ظالم انسان اپنے ہاتھ چبائے گا اور کہے گا کاش! میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی، کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٢﴾ [2]

ترجمہ: بعید نہیں کہ ایک وقت وہ آجائے جب وہی لوگ جنہوں نے آج (دعوت اسلام کو قبول کرنے سے) انکار کر دیا ہے، پچھتا پچھتا کر کہیں گے کہ کاش ہم نے سر تسلیم خم کر دیا ہوتا۔

اس دن تمام تر اختیارات صرف اللہ مالک یوم الدین کے پاس ہوں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۖ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿١٩﴾ [3]

ترجمہ: یہ وہ دن ہے جب کسی شخص کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا، فیصلہ اس دن بالکل اللہ کے اختیار میں ہوگا۔

کسی کو اس کی بارگاہ میں دم زنی یا کسی کی سفارش کرنے کی جرات نہیں ہوگی، جیسے فرمایا

[1] الفرقان ۲۷،۲۸

[2] الحجر ۲

[3] الانفطار ۱۹

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ... ﴿۱۰۵﴾ (۱)

ترجمہ: جب وہ آئے گا تو کسی کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگی الا یہ کہ اللہ کی اجازت سے کچھ عرض کرے۔

...مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ... ﴿۲۵۵﴾ (۲)

ترجمہ: کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟۔

ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ مجرموں کو جو دردناک عذاب دے گا ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں اور اس کی قید و بند جیسی کسی کی قید و بند نہ ہوگی ،چنانچہ ایسے لوگوں کو آگ کی زنجیروں میں باندھا جائے گا اور چہروں کے بل گھسیٹتے ہوئے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور اہل ایمان وطاعت کو جو امتحان میں کامیاب ہوں گے کہا جائے گا اے نفس مطمئن! اللہ کے اجر و ثواب اور ان نعمتوں کی طرف چل جو اس نے اپنے بندوں کے لئے جنت میں تیار کی ہیں، تو اللہ تعالیٰ کی عنایات سے خوش ہوا اور اللہ کے نزدیک پسندیدہ ٹھہرا، ایسے نیک فطرت انسانوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رضاو خوشنودی کی نوید سناتے ہوئے فرمائے گا میرے نیک بندوں میں شامل ہو کر نعمتوں بھری جنت میں داخل ہو جاؤ موت کے وقت بھی فرشتے مومنین کو یہی خوش خبری سناتے ہیں۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ (۳)

ترجمہ: ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کر رہے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں سلام ہو تم پر جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے۔

حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ:قُلِ اللهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُكَ نَفْسًا بِكَ مُطْمَئِنَةً، تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ، وَتَرْضَى بِقَضَائِكَ، وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا یہ دعا پڑھا کر، اے میرے رب! میں تجھ سے ایسا نفس طلب کرتا ہوں جو تیری ذات پر اطمینان اور بھروسہ رکھتا ہو، تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو، تیری قضا پر راضی ہو، تیرے دیے ہوئے پر قناعت کرنے والا ہو۔ (۴)

(نفس کی تین کیفیات ہیں۔

النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ:

نفس مطمئنہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ خواہشات کی مخالفت کرتا ہے اور توکل علی اللہ اس کا رزق ہوتا ہے یوں وہ اپنے رب کے دیے پر پوری طرح مطمئن ہوتا ہے اس کی رغبت رب تعالیٰ کا ذکر و شکر اور اس کا اثر مخلوق کی بھلائی ہے۔

(۱) هود۱۰۵

(۲) البقرة۲۵۵

(۳) النحل۳۲

(۴) تفسیرابن کثیر۴۰۱/۸،تاریخ دمشق لابن عساکر ۸۱/۳۵

النَّفْسِ اللَّوَّامَةِ :

نفس لوامہ نفس کی وہ حالت ہے جس میں انسان گناہ کرتا ہے لیکن توبہ سے انہیں دھوتا رہتا ہے،اس کی روح پر گناہوں کا سیاہ پردہ اتنا موٹا نہیں ہوتا کہ ہدایت کی روشنی سے وہ کلی طور پر محروم ہو جائے اس لئے ایسا نفس برائی کو برائی سمجھتا ہے، شیطان مردود کے مکر کو جانتا ہے ہار جائے تو اور بات ہے لیکن وہ شیطان کا مقابلہ بھی خوب کرتا ہے،اس آدمی کا ضمیر زندہ رہتا ہے، نفس اگر برائی کی طرف مائل ہوتا ہے تو روح اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتی ہے،اس کی پہچان یہ ہے کہ گناہ سرزد ہونے کی صورت میں نفس لوامہ کو پریشانی ہوتی ہے اور وہ توبہ کی طرف رجوع کرتا ہے، نفس لوامہ ان شاء اللہ جنت میں جائے گا تاہم عالم برزخ میں زندگی کی کوتاہیوں اور برائیوں کی وجہ سے شرمندہ شرمندہ رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے سورۂ قیامہ میں نفس لوامہ کی قسم کھائی۔

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ (۱)

ترجمہ:اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔

النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ:

یہ وہ نفس ہے جسے جسم کے تقاضوں اور خواہشات نے گھیرا ہوا ہے وہ روح کی آواز کو دباتا ہے اور جسم کو آگے رکھتا ہے یوں اپنے اختیار کے غلط استعمال سے گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے، شیطان اس پر کھلے بندوں بلا روک ٹوک آتا جاتا ہے،اس بدقسمت کا آخری انجام جہنم ہے، شیطان جس نے اپنا کام کر دکھایا اسے دھوکا دے کر عالم برزخ میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے جہاں حقیقت حال معلوم ہونے پر ایسا نفس ہمیشہ کی ذلت اور مایوسی کی آگ میں جلتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر سورۂ یوسف میں فرمایا

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۳ (۲)

ترجمہ:میں کچھ اپنے نفس کی برارت نہیں کر رہا ہوں، نفس تو بدی پر اکساتا ہی ہے الا یہ کہ کسی پر میرے رب کی رحمت ہو، بے شک میرا رب بڑا غفور ورحیم ہے۔

نفس امارہ کی خاص بات یہ ہے کہ وہ پوری طرح خواہشات کا غلام ہوتا ہے ایک کے بعد دوسری خواہش اسے کبھی چین نہیں لینے دیتی۔

مضامین سورۃ الم السجدہ:

اس سورہ میں ان مضامین پر بات کی گئی ہے جو اہل مکہ اور سابقہ اقوام تسلیم نہیں کرتی تھیں یعنی توحید، رسالت اور عقیدہ آخرت۔

اہل مکہ جب بعثت بعد الموت کو ہی نہیں مانتے تھے تو جزا وسزا اور جنت ودوزخ کو کیا مانتے اس سلسلہ میں بتایا گیا کہ یہ سب کچھ افتراء نہیں ہے، ہماری کائنات کی تخلیق پر اور قرآنی حقائق پر غور وتدبر کرو تو خود تمہاری عقل ہی جواب دے دے گی کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو تعلیمات پیش کر رہے ہیں وہ سچ ہیں، آخرت کا ایک نقشہ کھینچا گیا اور ایمان لانے کے نتائج وثمرات کا تذکرہ کیا گیا اور ایمان نہ لانے کے سلسلہ میں سابقہ

(۱) القیامۃ۲

(۲) یوسف ۵۳

امتوں کی برباد شدہ بستیوں کو پیش کیا گیا جنہیں مکہ کے تجارتی کارواں راستوں میں دیکھتے تھے
اور کہا گیا کہ جس عذاب کا تم مطالبہ کر رہے ہو اسے نازل کرنے سے بیشتر تمہیں خبردار کیا جا رہا ہے، اس میں بتایا گیا کہ یہ چند کمزور مسلمان ہمیشہ ایسے ہی نہیں رہیں گے بلکہ یہ تو ایک بڑے انقلاب لانے والوں کا ہراول دستہ ہے، کفار بار بار ایک سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی بتایا گیا کہ اس کا علم صرف رب ہی کو ہے مگر جب وہ قائم ہو جائے گی تو اس وقت تم آرزو کرو گے کہ کاش! ہمیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو ہم ایمان و یقین کے ساتھ اعمال صالحہ کریں اور اپنی نجات کا سامان کر لیں، لیکن ایسا ہرگز نہ ہو گا چونکہ اللہ تعالیٰ کا ازلی فیصلہ یہ ہے کہ زندگی اور اس کی نعمتیں صرف ایک مرتبہ ہی عطا کی جاتی ہیں اور اس زندگی میں عقل مند انسان وہی ہے جو اللہ کا ذکر اور حکم سن کر سر تسلیم خم کر لے اور اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جائے، اس کے علاوہ رب کے حضور قیام و سجدہ، رب کی حمد و ثنا، اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرنے کی عظمت اور فسق و فجور سے بچنے کی تلقین فرمائی گئی، سورۃ کے اختتام پر موسیٰ علیہ السلام کو تورات دیے جانے کا ذکر ہے جو اس بات پر تنبیہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت میں مشابہت پائی جاتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے کرنے والا ہے

الٓمّٓ ۚ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ

ا،ل،م، بلا شبہ اس کتاب کا اتارنا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے، کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے گھڑ لیا ہے،

بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ

(نہیں نہیں) بلکہ یہ تیرے رب تعالیٰ کی طرف سے حق ہے تا کہ آپ انھیں ڈرائیں جنکے پاس آپ سے پہلے

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٣﴾ (السجدۃ ۱ تا ۳)

کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تا کہ وہ راہ راست پر آجائیں۔

ا،ل،م۔ یہ قرآن جھوٹ، جادو، کہانت اور من گھڑت قصے کہانیوں کی کتاب نہیں بلکہ اللہ رب العالمین کی طرف سے تمہارے لئے صحیفہ ہدایت ہے جس میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں ہے، جیسے فرمایا

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ ﴿٢﴾ [1]

ترجمہ: یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

مگر یہ ظالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فرمانروائے کائنات کے نازل کردہ اس پاکیزہ کلام

[1] البقرۃ ۲

کو جو سراسر رحمت وہدایت ہے سید الامم ﷺ نے از خود گھڑ کر اللہ مالک الملک کی طرف منسوب کر دیا ہے؟ ان کے قول کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہر گز نہیں، جب تم اس کلام کو سنتے ہو تو تم لوگوں کے دل اس کے سچ کی گواہی دیتے ہیں، تمہارے مشہور و معروف ادیب و شاعر اور شعلہ بیاں خطیب اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں مگر حق سے گریز کی وجہ سے تم رحمت للعالمین ﷺ پر تہمت لگاتے ہو کہ اس نے اس عظیم الشان کتاب کو خود تصنیف کر لیا ہے، اے نبی ﷺ! یہ تو رب العالمین کی طرف سے تم پر حق نازل ہوا ہے جس کے سامنے سے باطل آسکتا ہے نہ پیچھے سے، جیسے فرمایا

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ [۱]

ترجمہ: باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ چیز ہے۔

تاکہ تو ڈھائی ہزار برس قبل سے نبوت کے فیض سے محروم، اخلاقی پستی، سخت پسماندگی اور غفلت میں پڑی ایک قوم کو خبر دار کر دے جس کے پاس تجھ سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا اور نہ کوئی کتاب نازل ہوئی تھی، جیسے فرمایا

لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أُنذِرَ ءَابَآؤُهُمْ فَهُمْ غَٰفِلُونَ ﴿٦﴾ [۲]

ترجمہ: تاکہ تم خبردار کرو ایک ایسی قوم کو جس کے باپ دادا خبر دار نہ کیے گئے تھے اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

شاید کہ وہ طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر راہ ہدایت پر گامزن ہو جائیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا، پھر عرش پر قائم ہوا،

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ

تمہارے لیے اس کے سوا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں، کیا اس پر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے، وہ آسمان سے لے کر

اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ

زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے، پھر (وہ کام) ایک ایسے دن میں اس کی طرف چڑھ جاتا ہے جس کا اندازہ تمہاری گنتی

اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶﴾ الَّذِیْۤ

کے ایک ہزار سال کے برابر ہے، یہی ہے چھپے کھلے کا جاننے والا، زبردست غالب بہت ہی مہربان، جس نے

اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ﴿۷﴾ ثُمَّ

نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی، پھر اس کی نسل ایک بے وقعت

[۱] حم السجدة ۴۲

[۲] یٰسین ۶

جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِيۡنٍ ۚ‏ ﴿۸﴾ ثُمَّ سَوّٰٮهُ وَنَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ

پانی کے نچوڑ سے چلائی، جسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی،

وَجَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ‏ ﴿۹﴾ (السجدۃ ۴ تا ۹)

اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے، (اس پر بھی) تم بہت ہی تھوڑا احسان مانتے ہو۔

ہر پیغمبر نے اپنے قوم کو یہی دعوت دی کہ اللہ جو تمہارا خالق و مالک ہے، جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق عطا فرماتا ہے، جو زندگی اور موت دیتا ہے کے سوا کوئی معبود، کوئی کارساز، کوئی حاجت روا، پکار کو سننے والا، بگڑی بنانے والا نہیں ہے، جیسے فرمایا

وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۶۳﴾ [1]

ترجمہ: تمہارا الٰہ ایک ہی الٰہ ہے اس رحمٰن اور رحیم کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے۔

اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ... ﴿۲۲﴾ [2]

ترجمہ: تمہارا الٰہ بس ایک ہی الٰہ ہے۔

قُلۡ اِنَّمَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ‏ ﴿۱۰۸﴾ [3]

ترجمہ: ان سے کہو میرے پاس جو وحی آتی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا الٰہ صرف ایک الٰہ ہے، پھر کیا تم سر اطاعت جھکاتے ہو؟۔

جس پر مشرکین کو سخت اعتراض ہوتا تھا کہ خود کو پیغمبر کہنے والا یہ شخص ہمارے دیوتاؤں کی کی معبودیت سے انکار کرتا ہے جن کی ہمارے آباؤاجداد پرستش کرتے چلے آرہے ہیں، جیسے فرمایا

وَعَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ وَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۖ‌ۚ‏ ﴿۴﴾ اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَىۡءٌ عُجَابٌ‏ ﴿۵﴾ [4]

ترجمہ: ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ایک ڈراتے والا خود انہی میں سے آ گیا، منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے، کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بناڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت بھی یہی تھی اور پہلی تباہ شدہ قوموں کی طرح کفار مکہ کا اعتراض بھی یہی تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کا جواب دیا کہ تم لوگ آنکھیں بند کر کے اپنے آباؤاجداد کی اندھی تقلید میں اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے جن ان گنت معبودوں کی پرستش کرتے ہو انہوں نے کیا تخلیق کیا ہے؟ کیا یہ اللہ کی کسی تخلیق میں ساجھے دار تھے؟ اور ان کے اختیار و قدرت میں کیا چیز ہے؟ کچھ بھی نہیں، جب وہ تخلیق میں شامل نہیں، ساجھے دار بھی نہیں اور نہ ہی انہیں کوئی قدرت حاصل ہے تو پھر وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ اللہ وحدہ لاشریک کی

[1] البقرۃ ۱۶۳

[2] النحل ۲۲

[3] الانبیاء ۱۰۸

[4] ص ۴،۵

کمال قدرت اور عجائب صنعت یہ ہے کہ اس نے سات آسمانوں اور سات زمینوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ؀١٢ (١)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کے مانند، ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے (یہ بات تمہیں اس لیے بتائی جارہی ہے) تا کہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

اور اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ؀٥٤ (٢)

ترجمہ: درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا، جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے، سب اس کے فرمان کے تابع ہیں، خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے، بڑا برکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ؀٣ (٣)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر تخت حکومت پر جلوہ گر ہو کر کائنات کا انتظام چلا رہا ہے۔ کوئی شفاعت (سفارش) کرنے والا نہیں ہے الا یہ کہ اس کی اجازت کے بعد شفاعت کرے، یہی اللہ تمہارا رب ہے لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ؀٢ (٤)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں، پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا، اور اس

---

(١) الطلاق ١٢

(٢) الاعراف ٥٤

(٣) یونس ٣

(٤) الرعد ٢

نے آفتاب وماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقت مقرر تک کے لیے چل رہی ہے اور اللہ ہی اس سارے کام کی تدبیر فرما رہا ہے، وہ نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے، شاید کہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ [1]

ترجمہ: وہ رحمان (کائنات کے) تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے، مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو زمین وآسمان کے درمیان ہیں اور جو مٹی کے نیچے ہیں۔

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ [2]

ترجمہ: وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان وزمین کے درمیان ہیں، پھر آپ ہی عرش پر جلوہ فرما ہوا، رحمان، اس کی شان بس کسی جاننے والے سے پوچھو۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ [3]

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا، اس کے علم میں ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے، وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو، جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

اس استوی کی کیفیت کیا ہے اور عرش کی ہیئت کیسی ہے؟ اس کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ کتب احادیث میں اس کی صراحت ملتی ہے کیونکہ یہ چیزیں انسانی عقل وشعور سے ماوراء ہیں اس لئے ان پر اجمالی ایمان کافی ہے، دنیا وآخرت میں اس کے سوا تمہارا کوئی دوست ومددگار نہیں ہے جو تمہارے معاملات میں تمہاری سرپرستی کرے، اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں ازخود آگے بڑھ کر سفارش کرنے والا ہے، پھر اے غیر اللہ کی پرستش کرنے والو! اور اللہ کو چھوڑ کر دوسروں پر توکل رکھنے والو! پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ اللہ وحدہ لاشریک ہی آسمان سے زمین تک دنیا کے تمام امور مثلاً موت وزندگی، صحت ومرض، عطاومنع، غناوفقر، جنگ وصلح، عزت وذلت اپنی تقدیر کے مطابق تدبیریں، انتظام اور تصرفات کرتا ہے اور مقرب فرشتے اس تدبیر کی رؤداد اوپر اس کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اس دن کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے، جیسے فرمایا

[1] طٰہٰ ۵، ۶

[2] الفرقان ۵۹

[3] الحدید ۴

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۴۷ ①

ترجمہ: یہ لوگ عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں، اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا مگر تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے۔

سَاَلَ سَاۗىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝۱ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝۲ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝۳ تَعْرُجُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝۴ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝۵ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝۶ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝۷ ②

ترجمہ: مانگنے والے نے عذاب مانگا ہے (وہ عذاب) جو ضرور واقع ہونے والا ہے، کافروں کے لیے ہے کوئی اسے دفع کرنے والا نہیں، اس اللہ کی طرف سے ہے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے، ملائکہ اور روح اس کے حضور چڑھ کر جاتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، صبر کرو، شائستہ صبر، یہ لوگ اسے دور سمجھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔

اللہ ہی ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے، ہر چیز پر غالب ہے، کوئی اس کو مغلوب نہیں کر سکتا مگر اس کے باوجود وہ اپنی مخلوق پر رحیم و شفیق ہے، اس عظیم الشان کائنات میں اس نے اپنی حکمت و مصلحت سے بے حد و حساب سے چیزیں بنائیں اور جو چیز بھی بنائی خوب ہی بنائی، اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی، یعنی انسانوں کے جد امجد آدم علیہ السلام کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے بنایا،

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۲۸ ③

ترجمہ: پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝۱۴ ④

ترجمہ: انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

اس کی زوجہ حوا کو اس کی بائیں پسلی سے پیدا کیا، جیسے فرمایا

۔۔۔ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا ۔۔۔ ۝۱ ⑤

ترجمہ: اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔

پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے، پھر اس بچہ کو رحم مادر میں نشو و نما دے کر اس کے جسم کے تمام اعضاء و جوارح کو مکمل کر دیا، پھر اس کے اندر اپنی روح پھونکتے ہیں، جس سے انسان کے اندر علم، فکر و شعور، ارادہ، فیصلہ، اختیار اور اس طرح کے

① الحج ۴۷

② المعارج ۱تا۷

③ الحجر ۲۸

④ الرحمٰن ۱۴

⑤ النساء ۱

دوسرے اوصاف پیدا ہو گئے، جب انسان مکمل ہو گیا تو ہم نے انسان کو غور و تدبر کے لئے کان دیے تا کہ تم وہ سننے والی بات کو سنیں، آنکھیں دیں تا کہ دیکھنے والی چیز کو دیکھ سکیں اور دل دیے تا کہ ہر عقل و فہم میں آنے والی بات کو سمجھ سکیں۔

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ؀ [۱]

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں سننے اور دیکھنے کی قوتیں دیں اور سوچنے کو دل دیے مگر تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ؀ [۲]

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیے مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ڮ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ... ؀ [۳]

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے، ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔

مگر اتنے احسانات کے باوجود تم لوگ اللہ کی ذات اور اس کی نعمتوں کا انکار کرتے ہو اور اس وحدہ لاشریک کے شریک بنانے لگتے ہو اور خواہشات کے غلام بن کر نفس کی لذتوں میں غرق ہو جاتے ہو۔

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ بَلْ هُمْ

اور انہوں نے کہا کیا جب ہم زمین میں رل مل جائیں گے کیا پھر نئی پیدائش میں آجائیں گے؟ بلکہ (بات یہ ہے) کہ وہ

بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ؀ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ

لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات کے منکر ہیں، کہہ دیجئے! کہ تمہیں موت کا فرشتہ فوت کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ؀ وَ لَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا

پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے، کاش کہ آپ دیکھتے جب کہ گناہ گار لوگ اپنے

رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا

رب تعالیٰ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے، کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا

[۱] المومنون ۷۸

[۲] الملک ۲۳

[۳] الاعراف ۱۷۹

فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا

اب تو ہمیں واپس لوٹا دے ہم نیک اعمال کریں گے، ہم یقین کرنے والے ہیں، اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت نصیب فرما دیتے،

وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾

لیکن میری بات بالکل حق ہوچکی ہے کہ میں ضرور ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے پر کر دونگا،

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا

اب تم اپنے اس دن کی ملاقات کے فراموش کر دینے کا مزہ چکھو ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا، اور اپنے کئے ہوئے اعمال

عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ (السجدۃ ۱۰ تا ۱۴)

(کی شامت) سے ابدی عذاب کا مزہ چکھو۔

کفار مکہ بھی پہلی قوموں کی طرح حیات بعد الموت کے منکر تھے اور اس بات کو ناممکن سمجھتے ہوئے بڑے تعجب سے کہتے تھے کہ مرنے کے بعد جب ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ مٹی میں رل مل کر مٹی ہو چکا ہو گا تو کیا ہم دوبارہ پیدا کیے جائیں گے؟ جیسے فرمایا

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ... ﴿۵﴾ [۱]

ترجمہ: اب اگر تمہیں تعجّب کرنا ہے تو تعجّب کے قابل لوگوں کا یہ قول ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سروں سے پیدا کیے جائیں گے؟۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ﴿۳﴾ [۲]

ترجمہ: کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک ہو جائیں گے (تو دوبارہ اٹھائے جائیں گے)؟ یہ واپسی تو عقل سے بعید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آخرت پر ان کے لایعنی اعتراض کا جواب فرمایا جب اللہ سات آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے، جس اللہ نے انسان کو پہلی بار بغیر کسی نمونہ کے پیدا کیا تھا تو پھر انہیں دنیاوی جسم و جان کے ساتھ دوبارہ کھڑا کر دینے میں کیا امر مانع ہے، یہ لوگ مردہ زمین کو دیکھتے ہیں جس میں خاک اڑ رہی ہوتی ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اس پر بارش برساتا ہے تو یہی بنجر زمین ہری بھری ہو جاتی ہے، جیسے فرمایا

...وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾ [۳]

ترجمہ: اور آسمان سے پانی برسایا اور زمین میں قسم قسم کی عمدہ چیزیں اگا دیں۔

---

[۱] الرعد ۵

[۲] ق ۳

[۳] لقمان ۱۰

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ (۱)

ترجمہ: اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ یکا یک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دی۔

جب ہم مردہ زمین کو زندہ کر دینے کی قدرت رکھتے ہیں تو پھر انسان کو کیوں زندہ نہیں کر سکتے، حیات بعد الموت کوئی بعید از امکان بات نہیں جو ان کی سمجھ میں نہ آسکتی ہو بلکہ دراصل ان کے خواہش نفس ہے کہ یہ زمین میں جو چاہیں کرتے پھریں اور انہیں اس کا کوئی حساب نہ دینا پڑے اس لئے یہ اس کا انکار کرتے ہیں، اے نبی ﷺ! ان سے کہو تم اس حقیقت کو تسلیم کرو یا نہ کرو مگر ایک وقت مقررہ پر ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) اور اس کے مددگار فرشتے آ کر تمہاری روح قبض کر لیں گے اور یہ مکمل طور پر اس کے قبضے میں رہے گی اور پھر جب اللہ چاہے گا تمہیں تمہاری قبروں سے اسی جسم وجاں کے ساتھ زندہ فرمائے گا اور میدان محشر میں تم اعمال کی جواب دہی کے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے، کاش تم دیکھو وہ وقت جب یہ مجرم اپنے کفر وشرک اور معصیت کی وجہ سے ذلت وندامت کے مارے گردنیں جھکائے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، اس وقت یہ خشوع وخضوع اور انکساری کے ساتھ سرنگوں ہو کر اپنے جرائم کا اقرار کرتے ہوئے التجا کریں گے اے ہمارے رب! دنیا میں ہم حیات بعد الموت اور جزا سزا کی تکذیب کرتے تھے، اب تمام معاملہ ہمارے سامنے واضح ہو گیا ہے اور ہمارے لئے عین الیقین بن گیا ہے اب دنیا میں ہمیں دوبارہ واپس بھیج دے تا کہ ہم ایمان ویقین کے ساتھ عمل صالح اختیار کریں اور نجات کا سامان لے کر آئیں، ہمیں اب یقین کامل ہو گیا ہے کہ رسولوں نے ہمیں سچی دعوت پہنچائی تھی، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۲)

ترجمہ: کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے، اس وقت وہ کہیں گے کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاۗءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ ۝ (۳)

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ اس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ وہ انجام سامنے آجائے جس کی یہ کتاب خبر دے رہی ہے؟ جس روز وہ انجام سامنے آ گیا تو وہی لوگ جنہوں نے پہلے اسے نظر انداز کر دیا تھا کہیں گے واقعی ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے پھر کیا اب ہمیں کچھ سفارشی ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں؟ یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیج دیا جائے تا کہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کر کے دکھائیں۔

لیکن ایسا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ازلی فیصلہ یہ ہے کہ زندگی اور اس کی نعمتیں صرف ایک مرتبہ ہی عطا کی جائیں گی اور اس زندگی میں عقل

(۱) الحج ۵
(۲) الانعام ۲۷
(۳) الاعراف ۵۳

مند انسان وہی ہے جو اللہ کا ذکر اور حکم سن کر سر تسلیم خم کر لے اور اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جائے (جواب میں ارشاد ہو گا) اگر اس طرح حقیقت کا مشاہدہ اور تجربہ کرا کر ہی لوگوں کو ہدایت دینا ہمارے پیش نظر ہوتا تو دنیا کی زندگی میں اتنے بڑے امتحان سے گزار کر تم کو یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی، ہم چاہتے تو دنیا میں ہر نفس کو جبری ہدایت دے دیتے لیکن اس میں امتحان کی گنجائش نہ ہوتی، اور یہ ہماری حکمت کے خلاف ہے، جیسے فرمایا

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ... ﴿٩٩﴾ [۱]

ترجمہ: اگر تیرے رب کی مشیت یہ ہوتی (کہ زمین میں سب مومن و فرماں بردار ہی ہوں) تو سارے اہلِ زمین ایمان لے آئے ہوتے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿١١٨﴾ [۲]

ترجمہ: بے شک تیرا رب اگر چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک گروہ بنا سکتا تھا مگر اب تو وہ مختلف طریقوں ہی پر چلتے رہیں گے۔

تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت جب ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور انسانوں کو بہکانے اور بھٹکانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک کے لئے مہلت مانگی تھی، جیسے فرمایا

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤﴾ [۳]

ترجمہ: بولا، مجھے اس دن تک مہلت دے جب کہ یہ سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿٣٦﴾ [۴]

ترجمہ: اس نے عرض کیا میرے رب، یہ بات ہے تو پھر مجھے اس روز تک کے لیے مہلت دے جب کہ سب انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿٧٩﴾ [۵]

ترجمہ: وہ بولا اے میرے رب یہ بات ہے تو پھر اس وقت تک کے لیے مجھے مہلت دے دے جب یہ لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا

قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿٨٤﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٥﴾ [۶]

ترجمہ: فرمایا تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو ان انسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے۔

[۱] یونس ۹۹

[۲] ہود ۱۱۸

[۳] الاعراف ۱۴

[۴] الحجر ۳۶

[۵] ص ۷۹

[۶] ص ۸۵، ۸۴

اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اور میری وہ بات سچ ثابت ہوگئی جو میں نے کہی تھی کہ میں جہنم کو شیاطین اور شیاطین کے پیرو کار انسانوں کو ایک ساتھ واصل جہنم کر دوں گا، پس دوزخیوں سے بطور سرزنش کہا جائے گا کہ کفر و تکذیب اور اپنے باطل عقائد و بداعمالیوں کے بدلے جہنم کے دائمی عذاب کا مزہ اٹھاؤ، جہاں گرم کھولتا ہوا پانی اور لہو پیپ کے اور کچھ نہ ہو گا، جیسے فرمایا

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَّغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَّكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿٢٩﴾ فَذُوقُوا فَلَنْ نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ [1]

ترجمہ: اس کے اندر کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل کسی چیز کا مزہ وہ نہ چکھیں گے، کچھ ملے گا تو بس گرم پانی اور زخموں کا دھوون (ان کے کرتوتوں) کا بھرپور بدلہ، وہ کسی حساب کی توقع نہ رکھتے تھے اور ہماری آیات کو انہوں نے بالکل جھٹلا دیا تھا اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی اب چکھو مزہ، ہم تمہارے لیے عذاب کے سوا کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہ کریں گے۔

جس طرح تم لوگوں نے دنیا کی رنگینیوں اور نفس کی لذتوں میں ڈوب کر یوم جزا کو فراموش کر دیا تھا اسی طرح ہم نے بھی اب تمہیں فراموش کر دیا ہے، جیسے فرمایا

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَأْوٰكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِينَ ﴿٣٤﴾ [2]

ترجمہ: اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ آج ہم بھی اسی طرح تمہیں بھلائے دیتے ہیں جس طرح تم اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے، تمہارا اٹھکانہ اب دوزخ ہے اور کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے۔

اب اپنے کفر، فسق اور معاصی کی پاداش میں دائمی عذاب کا مزا چکھو۔

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا

ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جنہیں جب کبھی ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں،

وَّسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے، ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں

يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿١٦﴾ (السجدة ١٥،١٦)

اپنے رب کے خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔

---

[1] النبا ۲۴تا۳۰

[2] الجاثیة ۳۴

اہل دانش کی علامات:

ہماری آیات کی وہ لوگ تصدیق کرتے اور اطاعت کرتے ہیں جنہیں قرآن کی آیات سنا کر جب نصیحت کی جاتی ہے تو ذکر الٰہی کی تعظیم اور اس کی سطوت وعذاب سے ڈرتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ جاہلوں اور کافروں کی طرح تکبر نہیں کرتے بلکہ قبول حق اور اطاعت کا راستہ اختیار کرتے ہیں، یہ مومنین دنیا پرستوں کی طرح ساری رات اپنے بستروں پر انھتے نہیں رہتے بلکہ کچھ رات آرام کر کے اٹھتے ہیں اور اپنے رب کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نوافل (تہجد) پڑھتے، توبہ واستغفار، تسبیح وتحمید اور دعاوالحاح وزاری کرتے ہیں،

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَجُلَيْنِ: رَجُلٍ ثَارَ عَنْ وِطَائِهِ وَلِحَافِهِ، مِنْ بَيْنِ أَهْلِهِ وَحَيِّهِ إِلَى صَلَاتِهِ، فَيَقُولُ رَبُّنَا: أَيَا مَلَائِكَتِي، انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي، ثَارَ مِنْ فِرَاشِهِ وَوِطَائِهِ، وَمِنْ بَيْنِ حَيِّهِ وَأَهْلِهِ إِلَى صَلَاتِهِ، رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي، وَرَجُلٍ غَزَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَانْهَزَمُوا، فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْفِرَارِ، وَمَا لَهُ فِي الرُّجُوعِ، فَرَجَعَ حَتَّى أُهْرِيقَ دَمُهُ، رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي، رَجَعَ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَرَهْبَةً مِمَّا عِنْدِي، حَتَّى أُهَرِيقَ دَمُهُ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے رب کو دو قسم کے آدمی بڑے اچھے لگتے ہیں، ایک تو وہ جو اپنے بستر اور لحاف، اپنے اہل خانہ اور محلہ کو چھوڑ کر نماز کے لئے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو دیکھو جو اپنے بستر اور لحاف، اپنے محلے اور اہل خانہ کو چھوڑ کر نماز کے لئے آیا ہے، میرے پاس موجود نعمتوں کے شوق میں اور میرے یہاں موجود سزاء کے خوف سے، اور دوسرا وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلا، لوگ شکست کھا کر بھاگنے لگے اسے معلوم تھا کہ میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے کی کیا سزا ہے اور واپس لوٹ جانے میں کیا ثواب ہے چنانچہ وہ واپس آ کر لڑتا رہا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا اور اس کا یہ عمل بھی صرف میری نعمتوں کے شوق اور میری سزا کے خوف سے تھا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو جو میری نعمتوں کے شوق اور سزا کے خوف سے واپس آ گیا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔ [1]

اور مومنین کا کردار یہ ہے کہ اپنے غفور ورحیم رب کے عتاب وغضب اور مواخذہ عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس کی رحمت اور فضل وکرم کی امید بھی رکھتے ہیں اور اللہ نے انہیں جو تھوڑا یا زیادہ رزق حلال عطا فرمایا ہے اس میں سے حسب استطاعت صدقہ وخیرات کرتے ہیں،

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ:قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُفَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ:لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ

[1] مسند احمد ۳۹۴۹، سنن ابوداود کتاب الجهاد باب فِي الرَّجُلِ يَشْرِي نَفْسَهُ ۲۵۳۶، مسند ابن ابی شیبة ۳۸۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۳۸۳، مستدرک حاکم ۲۵۳۱، صحیح ابن حبان ۲۵۵۷، السنن الکبری للبیهقی ۱۷۹۳۰، مصنف ابن ابی شیبة ۱۹۴۰۲، مسند ابی یعلی ۵۳۶۱

عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟: الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَرَأَ: {تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ} [۱]، حَتَّى بَلَغَ ، {يَعْمَلُونَ} [۲]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، راستے میں چلتے چلتے ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب آ گیا میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایک ایسا عمل بتادیں جو جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے، آپ نے فرمایا تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے، لیکن اس کے لیے بہت آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ اسے آسان بنادے، اور وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بناؤ، اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے نیکی کے دروازوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، اور صدقہ گناہ کو مٹادیتا ہے، اور رات کو آدمی کا نماز ادا کرنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت فرمائی

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ [۳]

ترجمہ: ان کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لئے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔

ثُمَّ قَالَ:أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ وَذُرْوَةِ سَنَامِهِ؟ فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ:رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُثُمَّ قَالَ:أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟ فَقُلْتُ لَهُ: بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ. فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ، فَقَالَ:كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ، أَوْ قَالَ: عَلَى مَنَاخِرِهِمْ، إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟

پھر فرمایا کیا میں تجھے اصل معاملہ، اس کے ستونوں اور اس کے کوہان کی بلندی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا اصل معاملہ تو اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے، اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد فی سبیل اللہ ہے، پھر فرمایا کیا میں تجھے ان سب کے قوام و بنیاد کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا پھر فرمایا اپنی اس زبان کو قابو میں رکھ، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جو گفتگو کرتے ہیں کیا اس پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ رضی اللہ عنہ! تیری ماں تجھے گم پائے یہ زبانوں کی لغو اور لایعنی باتیں ہی تو ہوں گی جو لوگوں

[۱] السجدة: ۱۶

[۲] السجدة: ۱۷

[۳] السجدة۱۷،۱۶

کو اوندھے منہ جہنم میں گرادیں گی۔[1]

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ

کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے،

جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنۡ کَانَ مُؤۡمِنًا کَمَنۡ کَانَ فَاسِقًا ؕ لَا یَسۡتَوٗنَ ﴿۱۸﴾

جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے، کیا جو مومن ہو مثل اس کے ہے جو فاسق ہو ؟ یہ برابر نہیں ہوسکتے،

اَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ جَنّٰتُ الۡمَاۡوٰی ۫

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال بھی کیے ان کے لیے ہیشگی والی جنتیں ہیں،

نُزُلًۢا بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ فَسَقُوۡا فَمَاۡوٰىهُمُ النَّارُ ؕ

مہمانداری ہے ان کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے تھے، لیکن جن لوگوں نے حکم عدولی کی ان کا ٹھکانا دوزخ ہے،

کُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَاۤ اُعِیۡدُوۡا فِیۡهَا وَ قِیۡلَ لَهُمۡ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ

جب کبھی اس سے باہر نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور کہہ دیا جائے گا کہ اپنے جھٹلانے کے بدلے

الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِهٖ تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۲۰﴾ (السجدۃ ۱۷تا۲۰)

آگ کا عذاب چکھو۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے اعمال صالحہ کی جزاء میں ایسی ایسی نعمتوں کو وسیع وعریض جنتوں میں چھپا رکھا گیا ہے جس کی اللہ کے سوا کسی کو خبر نہیں ہے، یہ ایسی عظیم الشان نعمتیں ہوں گی کہ مومنین کی آنکھیں انہیں دیکھ کر ٹھنڈی ہو جائیں گی،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ، مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے صالح اور نیک بندوں کے لئے وہ وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں، کسی کان نے نہیں سنیں، نہ کسی انسان کے وہم وگمان میں ان کا گزر ہوا، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو اس آیت کو پڑھ لو ’’اور جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی

[1] مسند احمد ۲۲۰۱۶، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْإِيمَانِ بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ ۲۶۱۶، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ ۳۹۷۳، السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۳۰

کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔'' (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ، مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے اللہ کی ان نعمتوں سے واقفیت اور آ گاہی تو الگ رہی (ان کا کسی کو گمان وخیال بھی پیدا نہیں ہوا)۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَحْسَبُ حَمَّادٌ أَنَّهُ قَالَ:مَنْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ، لَا تَبْلَى ثِيَابُهُ، وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ، فِي الْجَنَّةِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنت میں داخل ہو گا وہ نازونعم میں ہو گا اور کبھی بدحال نہ ہو گا،اس کے کپڑے کبھی بوسیدہ نہ ہوں گے،اور جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہو گا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا ہو گا۔ (۳)

بھلا کہیں یہ ہوسکتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور معبود واحد مان کر اس قانون کی اطاعت اختیار کرے جو اللہ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے بھیجا ہے،وہ اس شخص کی طرح ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب حقیقی اور وحدہ لاشریک نہیں مانتا بلکہ غیر اللہ کی اطاعت کا رویہ اختیار کرتا ہے؟نہ دنیا میں ان کا طرز فکر وطرز حیات یکساں ہوسکتا ہے اور نہ آخرت میں ان کے ساتھ اللہ کا معاملہ یکساں ہوسکتا ہے،بلکہ ان کے درمیان بڑا فرق وتفاوت ہو گا جیسے فرمایا

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۲۱ (۴)

ترجمہ: کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں گے کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے؟بہت برے حکم ہیں جو یہ لوگ لگاتے ہیں۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝۲۸ (۵)

(۱) صحیح بخاری تفسیرسورة السجده بَابُ قَوْلِهِ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ۴۷۷۹،وکتاب بدئ الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ۳۲۴۴،جامع ترمذی ابواب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ السَّجْدَةِ ۳۱۹۷،مسنداحمد۹۶۴۹، مسندالبزار۹۱۴۳،المعجم الاوسط۱۶۳۷،معجم ابن عساکر۱۱۶۰،صحیح ابن حبان ۳۶۹، شعب الایمان۳۷۷،السنن الکبری للنسائی۱۱۰۱۹،سنن الدارمی۲۸۷۰،مصنف ابن ابی شیبة۳۳۹۹۵،مسندابی یعلی۶۲۷۶،شرح السنة للبغوی۴۳۷۲

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۴۷۸۰،صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا باب صفة الْجَنَّةِ۷۱۳۲،جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ السَّجْدَةِ۳۱۹۷

(۳) صحیح مسلم كتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابٌ فِي دَوَامِ نَعِيمِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۷۱۵۶،مسنداحمد۹۳۹۱

(۴) الجاثیة۲۱

(۵) ص۲۸

ترجمہ: کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں اور ان کو جو زمین میں فساد کرنے والے ہیں یکساں کر دیں؟ کیا متقیوں کو ہم فاجروں جیسا کر دیں؟۔

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰ (۱)

ترجمہ: دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے، جنت میں جانے والے ہی اصل میں کامیاب ہیں۔

مومن اللہ کے مہمان ہوں گے اور اعزاز واکرام کے مستحق اور فاسق و کافر تعزیر وعقوبت کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے جہنم کی آگ میں جھلسیں گے، جیسے فرمایا

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝۸۵ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝۸۶ (۲)

ترجمہ: وہ دن آنے والا ہے جب متقی لوگوں کو ہم مہمانوں کی طرح رحمان کے حضور پیش کریں گے، اور مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے۔

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے عمل صالحہ اختیار کیے ہیں ان کے لئے توضیافت کے طور پر ان کے اعمال کے بدلے میں لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کی قیام گاہیں ہیں، جیسے فرمایا

...وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِھٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ (۳)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں راستہ دکھایا ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ کرتا، ہمارے رب کے بھیجے ہوئے رسول واقعی حق ہی لے کر آئے تھے، اس وقت ندا آئے گی کہ یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمہیں ان کے اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝۶۳ (۴)

ترجمہ: یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اس کو بنائیں گے جو پرہیز گار رہا ہے۔

اور جنھوں نے نافرمانی اور بغاوت کا رویہ اختیار کیا ہے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، جیسے فرمایا

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۷۲ (۵)

ترجمہ: کہا جائے گا داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں، یہاں اب تمہیں ہمیشہ رہنا ہے، بڑا ہی برا ٹھکانا ہے یہ متکبروں کے لیے۔

(۱) الحشر ۲۰

(۲) مریم ۸۶،۸۵

(۳) الاعراف ۴۳

(۴) مریم ۶۳

(۵) الزمر ۷۲

جب کبھی مکذبین جہنم کے عذاب کی شدت اور ہولناکی سے گھبرا کر باہر نکلنا چاہیں گے تو جہنم کے نگران فرشتے انہیں پھر جہنم کی گہرائیوں میں دھکیل دیں گے، جیسے فرمایا

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٢٢﴾ (١)

ترجمہ: اور ان کو خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٧﴾ (٢)

ترجمہ: وہ چاہیں گے کہ دوزخ کی آگ سے نکل بھاگیں مگر نہ نکل سکیں گے اور انہیں قائم رہنے والا عذاب دیا جائے گا۔

قَالَ الفُضَيل بْنُ عِيَاضٍ: وَاللهِ إِنَّ الأَيْدِيَ لَمُوثَقَةٌ، وَإِنَّ الأَرْجل لَمُقَيَّدَةٌ، وَإِنَّ اللهَب لَيَرْفَعُهُمْ وَالْمَلَائِكَة تَقْمَعُهُمْ

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ہاتھ بندھے ہوں گے پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی اور اوپر جہنم کی آگ کے شعلے ہوں گے، فرشتے انہیں ہتھوڑے سے مار رہے ہوں گے۔ (٣)

اور اللہ کی طرف سے ندا آئے گی یا فرشتے کہیں گے کہ چکھو اب اسی آگ کے عذاب کا مزا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے، جیسے فرمایا

...وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾ (٤)

ترجمہ: اور ظالموں سے ہم کہہ دیں گے کہ اب چکھو اس عذاب جہنم کا مزہ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٤﴾ (٥)

ترجمہ: اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٧﴾ (٦)

ترجمہ: پھر یہ جہنم میں جا پڑیں گے، پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

---

(١) الحج ٢٢،٢١

(٢) المائدة ٣٧

(٣) تفسیر ابن کثیر ٦/٣٦٩، تفسیر المراغي ٢١/١١٥، صفوة التفاسير ٢/٤٦٤، التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج ٢١/٢١٢، التفسير الوسيط للقرآن الكريم ٨/١٢٨

(٤) سبا ٤٢

(٥) الطور ١٤

(٦) المطففين ١٧،١٦

وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

بالیقین ہم انھیں قریب کے چھوٹے سے بعض عذاب اس بڑے عذاب کے سوا چکھائیں گے تا کہ وہ لوٹ آئیں،

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے ان سے منہ پھیرلیا،

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ

(یقین مانو) کہ ہم بھی گناہ گار سے انتقام لینے والے ہیں، بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، پس آپ کو ہرگز اس کی ملاقات

وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ

میں شک نہ کرنا چاہیے اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنایا، اور جب ان لوگوں نے صبر کیا

اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾

تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے،

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ (السجدة ۲۱ تا ۲۵)

آپ کا رب ان (سب) کے درمیان ان (تمام) باتوں کا فیصلہ قیامت کے دن کرے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

سرکش کون:

کفر وفسق کی پاداش میں جہنم کے عذاب سے پہلے ہم اسی دنیا میں انہیں نمونے کے طور پر وقتاً فوقتاً چھوٹے عذاب مثلاً دکھ درد اور بیماریوں، المناک حادثات، طوفان، زلزلے اور سیلاب کی تباہ کاریوں، قحط سالیاں، قتل وغارت، فسادات، بڑے پیمانے پر اچانک اموات اور جنگوں وغیرہ کا مزا انہیں چکھاتے رہیں گے شاید کہ یہ کفر وشرک اور معصیت سے تائب ہو کر توحید کی راہ اپنالیں، جیسے فرمایا

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ [1]

ترجمہ: خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے، تا کہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آجائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى، يَقُوْلُ: مَصَائِبُ الدُّنْيَا وَأَسْقَامُهَا وَبَلَاؤُهَا مِمَّا يَبْتَلِي اللهُ بِهَا الْعِبَادَ حَتَّى يَتُوبُوا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آیت کریمہ "بالیقین ہم انہیں قریب کے چھوٹے سے بعض عذاب اس بڑے عذاب کے سوا چکھائیں

[1] الروم ۴۱

گے تا کہ وہ لوٹ آئیں۔" کے بارے میں فرماتے ہیں عذاب دنیا سے مراد دنیا کے مصائب، بیماریاں، آفتیں اور وہ آزمائشیں مراد ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مبتلا کرتا رہتا ہے تا کہ وہ اس کے حضور توبہ کر لیں۔ [۱]

اور سب سے بڑا ظالم و سرکش تو وہ شخص ہے جسے رب کی نشانیوں کے ذریعہ سے (یعنی قرآن مجید کے ذریعہ سے) تذکیر و نصیحت کی جائے اور وہ ایمان لانے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے کے بجائے اعراض کرتا ہے، ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے،

قَالَ قَتَادَةُ، رَحِمَهُ اللهُ: إِيَّاكُمْ وَالْإِعْرَاضَ عَنْ ذِكْرِ اللهِ، فَإِنَّ مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِهِ فَقَدِ اغْتَرَّ أَكْبَرَ الغرَّة وَأَعْوَزَ أَشَدَّ العَوَز ، وَعَظَّمَ مِنْ أَعْظَمِ الذُّنُوبِ وَلِهَذَا قَالَ تَعَالَى مُتَهَدِّدًا لِمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ، أَيْ: سَأَنْتَقِمُ مِمَّنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَشَدَّ الِانْتِقَامِ

قتادہؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض نہ کرو کیونکہ جو اس کے ذکر سے اعراض کرتا ہے وہ بہت زیادہ دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے اور شدید محتاجی کو اختیار کر لیتا ہے اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے والوں کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا ہے ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے، یعنی جو لوگ ایسا کریں گے ہم ان سے شدید انتقام لیں گے۔ [۲]

اے نبی ﷺ! یہ مشرکین آپ پر قرآن مجید کے نزول کو بعید از امکان اور انوکھا واقعہ سمجھتے ہوئے کہتے ہیں۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ... ۳ [۳]

ترجمہ: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟

اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔اس کا جواب دیا گیا تھا

...بَلۡ هُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىهُمۡ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ لَعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ۳ [۴]

ترجمہ: نہیں، بلکہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تا کہ تو متنبہ کرے ایک ایسی قوم کو جس کے پاس تجھ سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں۔

جیسے فرمایا

تَنۡزِيۡلَ الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِۙ ۵ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُهُمۡ فَهُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۶ [۵]

ترجمہ: (اور یہ قرآن) غالب اور رحیم ہستی کا نازل کردہ ہے تا کہ تم خبردار کرو ایک ایسی قوم کو جس کے باپ دادا خبردار نہ کیے گئے تھے اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

---

[۱] تفسیر طبری ۱۸۹/۲۰

[۲] تفسیر ابن کثیر ۳۷۰/۶، توفيق الرحمن في دروس القرآن ۴۷۶/۳

[۳] السجدة ۳

[۴] السجدة ۳

[۵] یٰسین ۵،۶

اب اس کا وہ جواب دیا گیا جو مشرکین مکہ اہل کتاب سے سن کر جانتے تھے کہ یہودیوں کے پاس توریت ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی اور نصاریٰ کے پاس انجیل ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی، فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے پہلے ہم ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے، داود علیہ السلام پر زبور موسیٰ علیہ السلام پر تورات، اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کر چکے ہیں، جیسے فرمایا

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝۲ (۱)

ترجمہ: ہم نے اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ذریعہ ہدایت بنایا تھا اس تاکید کے ساتھ کہ میرے سوا کسی کو اپنا وکیل نہ بنانا۔

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝۱۷ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝۱۸ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝۱۹ (۲)

ترجمہ: حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے، یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝۳۶ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝۳۷ (۳)

ترجمہ: کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں اور اس ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟۔

۔۔۔وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۱۶۳ (۴)

ترجمہ: ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی۔

۔۔۔وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۵۵ (۵)

ترجمہ: اور ہم نے ہی داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی تھی۔

اور اب قیامت تک انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے ہم نے بڑی بلند مرتبہ اور حکمت سے لبریز آخری کتاب قرآن مجید تم پر نازل کیا گیا ہے، جیسے فرمایا

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۴ (۶)

ترجمہ: درحقیقت یہ ام الکتاب میں ثبت ہے، ہمارے ہاں بڑی بلند مرتبہ اور حکمت سے لبریز کتاب۔

تو آخر اس میں کیا انوکھی بات ہے جس پر خواہ مخواہ شک کیا جائے، یعنی نہ تو کسی پیغمبر کا مبعوث ہونا انوکھی بات ہے اور نہ کسی کتاب کا نازل

(۱) بنی اسرائیل ۲

(۲) الاعلی ۱۷تا۱۹

(۳) النجم ۳۶،۳۷

(۴) النساء ۱۶۳

(۵) بنی اسرائیل ۵۵

(۶) الزخرف ۴

ہونا بعید از امکان ہے، ہم نے تورات کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنایا تھا، جب تک وہ اللہ کے اوامر کے بجالانے اور ترک زواجر اور اللہ کے رسولوں کی تصدیق اور ان کے اتباع میں جو تکلیفیں آ نہیں انہیں خندہ پیشانی سے جھیلتے رہے تو ہم نے ان کو دینی امامت اور پیشوائی کے منصب پر فائز کیا لیکن جب انہوں نے اس کے برعکس تبدیل و تحریف اور تاویل کا ارتکاب شروع کر دیا تو ان سے یہ مقام سلب کر لیا گیا چنانچہ اس کے بعد ان کے دل سخت ہو گئے، پھر اس کا عمل صالحہ رہا اور نہ ان کا اعتقاد صحیح، دنیا میں تو ہر گروہ اپنے دلائل پر مطمئن اور اپنی ڈگر پر قائم رہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ روز قیامت تمام اختلافات کا فیصلہ کر دے گا جن میں یہود و نصاریٰ کے گروہ، اہل ایمان و اہل کفر اور اہل توحید و اہل شرک باہم اختلاف کرتے رہے ہیں، جیسے فرمایا

...فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: یہ اختلافات جن میں یہ لوگ مبتلا ہیں ان کا فیصلہ اللہ قیامت کے روز کر دے گا۔

...اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ (۲)

ترجمہ: یقیناً تیرا رب قیامت کے روز ان کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

...وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ (۳)

ترجمہ: اور یقینا تیرا رب قیامت کے روز ان سب باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

اَوَ لَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ

کیا اس بات نے بھی انھیں کوئی ہدایت نہیں دی کہ ہم نے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا جن کے مکانوں میں یہ چل پھر

يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا

رہے ہیں، اس میں تو (بڑی) بڑی نشانیاں ہیں کیا پھر بھی یہ نہیں سنتے ؟ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم

نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ

پانی کو بنجر (غیر آباد) زمین کی طرف بہا کر لے جاتے ہیں پھر اس سے ہم کھیتیاں نکالتے ہیں جسے ان کے چوپائے اور یہ خود

مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ

کھاتے ہیں، کیا پھر بھی یہ نہیں دیکھتے؟ اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہو گا

(۱) البقرۃ ۱۱۳

(۲) یونس ۹۳

(۳) النحل ۱۲۴

اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۲۸﴾ قُلۡ يَوۡمَ الۡفَتۡحِ لَا يَنۡفَعُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِيۡمَانُهُمۡ

اگر تم سچے ہو(تو بتلاؤ)جواب دے دو کہ فیصلے والے دن ایمان لانا بے ایمانوں کو

وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَانۡتَظِرۡ اِنَّهُمۡ مُّنۡتَظِرُوۡنَ ﴿۳۰﴾ (السجدۃ۲۶تا۳۰)

کچھ کام نہ آئے گا،اور نہ انھیں ڈھیل دی جائے گی،اب آپ ان کا خیال چھوڑ دیں اور منتظر رہیں یہ بھی منتظر رہیں۔

کیا یہ لوگ پچھلی امتوں مثلاً قوم نوح، قوم ہود، قوم ثمود، قوم لوط اور قوم فرعون کی تاریخ سے عبرت حاصل نہیں کرتے جن کو طاغوت کی بندگی، حق کی تکذیب، رسولوں کا استہزاء اور عدم ایمان کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹادیا گیا، اور جو لوگ پیغمبر پر ایمان لائے اور اطاعت کی انہیں بچالیا گیا، فخر وغرور میں مبتلا ان قوموں کا تو کوئی وجود دنیا میں نہ رہا مگر جس سرزمین پر وہ آباد تھے، جیسے فرمایا

وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا ﴿۹۸﴾ [1]

ترجمہ:ان سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں پھر آج لیں تم ان کا نشان پاتے ہو یا ان کی بھنک بھی کہیں سنائی دیتی ہے؟۔

...كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا ... ﴿۹۲﴾ [2]

ترجمہ: وہ ایسے مٹے کہ گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔

فَتِلۡكَ بُيُوۡتُهُمۡ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوۡا ... ﴿۵۲﴾ [3]

ترجمہ:وہ ان کے گھر خالی پڑے ہیں اس ظلم کی پاداش میں جو وہ کرتے تھے۔

ان کے آثار وکھنڈرات سے یہ گزرتے رہتے ہیں، ان آثار وکھنڈرات میں سمجھنے والوں کے لئے عبرت کی بڑی نشانیاں ہیں، جیسے فرمایا

اَفَلَمۡ يَهۡدِ لَهُمۡ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ يَمۡشُوۡنَ فِيۡ مَسٰكِنِهِمۡ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ [4]

ترجمہ:پھر کیا ان لوگوں کو (تاریخ کے اس سبق سے) کوئی ہدایت نہ ملی کہ ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کی (برباد شدہ) بستیوں میں آج یہ چلتے پھرتے ہیں؟ درحقیقت اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سلیم رکھنے والے ہیں۔

کیا یہ نہیں سمجھتے کہ اگر ان لوگوں نے بھی تباہ شدہ قوموں جیسی روش اختیار کی تو ان کا حشر بھی ان قوموں جیسا ہوسکتا ہے، جیسے فرمایا

اَهُمۡ خَيۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ ۫ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۷﴾ [5]

ترجمہ:یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور اس سے پہلے کے لوگ؟ ہم نے ان کو اسی بنا پر تباہ کیا کہ وہ مجرم ہو گئے تھے۔

[1] مریم۹۸

[2] الاعراف۹۲

[3] النمل۵۲

[4] طہٰ۱۲۸

[5] الدخان۳۷

حیات بعد الموت پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا کیا ان لوگوں نے ہماری حکمت کاملہ کا مشاہدہ نہیں کیا کہ ایک بنجر، بے آباد اور چٹیل زمین پڑی ہے جس کو دیکھ کر کوئی یہ گمان نہیں کرسکتا کہ یہ بھی کبھی لہلہاتی کشت زار بن جائے گی، مگر جب اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسا کر اور چشموں، نالوں اور وادیوں کا پانی بہا کر اس زمین کی طرف لاتا ہے تو وہی مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور مختلف انواع کی نباتات اگانے لگتی ہے جس سے ان کے مویشیوں کو بھی چارہ ملتا ہے اور یہ خود بھی کھاتے ہیں؟ جیسے فرمایا

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ (۱)

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے بے جان زمین ایک نشانی ہے، ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں۔

تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو دیکھتے نہیں جس کے ذریعے سے اس نے زمین اور بندوں کو زندگی بخشی؟ اسی طرح اللہ عزوجل انسانوں کو ان کی قبروں سے زندہ کر دینے کی قدرت رکھتا ہے، جیسے فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے، دیکھو، اس طرح ہم مردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ (۳)

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین سونی پڑی ہوئی ہے، پھر جونہی کہ ہم نے اس پر پانی برسایا، یکایک وہ بھبک اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے۔

یقیناً جو اللہ اس مری ہوئی زمین کو جلا اٹھاتا ہے وہ مردوں کو بھی زندگی بخشنے والا ہے، یقیناً وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ کفار مکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مطالبہ کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! اپنے زعم میں تم کہتے ہو کہ اللہ کی مدد آئے گی اور جھٹلانے والوں پر اس کا غضب ٹوٹ پڑے گا بتلاؤ تیرے اللہ کی مدد تیرے لئے کب آئے گی؟ کب ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو گا فی الحال تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ تجھ پر ایمان لانے والے بے وقعت ہو کر چھپتے پھر رہے ہیں، فرمایا اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان سے کہو جس عذاب کے لئے تم بے قرار ہو رہے ہو جب نازل ہو گا تو اس وقت تمہارا ایمان لانا کچھ بھی نافع نہ ہو گا اور نہ ہی تمہیں سنبھلنے کا موقع نصیب ہو گا کہ اپنے

(۱) یٰسین ۳۳

(۲) الاعراف ۵۷

(۳) حم السجدہ ۳۹

معاملے کو سدھار لو، لہذا زندگی کی بقایا گھڑیوں کو غنیمت جانو اور ایمان قبول کر لو، اچھا، یہ نصیحت قبول نہیں کرتے تو تم مشرکین کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور جو وحی آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اس کی روشنی میں تبلیغ و دعوت کا کام جاری رکھو، جیسے فرمایا

اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ [1]

ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اس وحی کی پیروی کیے جاؤ جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے کیوں کہ اس ایک رب کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے اور ان مشرکین کے پیچھے نہ پڑو۔

اللہ کا وعدہ کب پورا ہوتا ہے اور وہ کب تمہیں مخالفین پر غلبہ عطا فرماتا ہے اس کا انتظار کرو، یہ بھی منتظر ہیں کہ کب تم گردشوں کا شکار ہوتے ہو اور کب تمہاری دعوت دم توڑتی ہے، جیسے فرمایا

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ رَیۡبَ الۡمَنُوۡنِ ﴿۳۰﴾ [2]

ترجمہ: کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے جس کے حق میں ہم گردش ایام کا انتظار کر رہے ہیں؟۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الجُمُعَةِ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ، وَهَلْ أَتَى عَلَى الإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بروز جمعہ نماز فجر میں پہلی رکعت میں الم السجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدہر پڑھا کرتے تھے۔ [3]

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَ يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الْم تَنْزِيلُ، وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ.

اور جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رات کو سونے سے بیشتر سورۃ الم السجدہ اور سورۃ الملک پڑھا کرتے تھے۔ [4]

ابوعبداللہ سالم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مولی ابوحذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا اسلام:

وقد اختلفوا في اسم ابيه فقيل معقل وقال بعضهم عتبة، وتعقب

---

[1] الانعام ۱۰۶

[2] الطور ۳۰

[3] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ يَوْمَ الجُمُعَةِ ۸۹۱، وکتاب سجودالقرآن بَابُ سَجْدَةِ تَنْزِيلُ السَّجْدَةُ ۱۰۶۸، صحیح مسلم کتاب الجمعة بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ ۲۰۳۱، جامع ترمذی ابواب الجمعة بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يَقْرَأُ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۵۲۰، سنن نسائی کِتَابُ الِافْتِتَاحِ باب الْقِرَاءَةُ فِي الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۹۵۶، سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۸۲۱

[4] جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ سُورَةِ الْمُلْكِ ۲۸۹۲، مسند احمد ۱۴۶۵۹، مستدرک حاکم ۳۵۴۵، شعب الایمان ۲۲۲۸، السنن الکبری للنسائی ۱۰۴۷۷، مصنف ابن ابی شیبة ۲۹۸۱۶

سالم رضی اللہ عنہ کے والد کا نام باختلاف روایت معقل یا عتبہ یا تعقب تھا۔ [۱]

من أَهْل إصطخر

ان کے اباؤ اجداد ایران کے شہر اصطخر کے رہنے والے تھے۔

يكنى أبا عَبْد الله

ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ [۲] سالم رضی اللہ عنہ مکہ معظّمہ کب اور کیسے پہنچے اس بارے میں مختلف روایات ہیں اور ان کی تطبیق میں خاصی مشکل پیش آتی ہے، البتہ انہوں نے لڑکپن سے جوانی اور جوانی سے ہجرت تک کا سارا زمانہ مکہ مکرمہ میں ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی گزارا،

وَتَبَنَّاهُ أَبُو حُذَيْفَةَ. فَكَانَ يقال سالم ابن أَبِي حُذَيْفَةَ

ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ ان پر بے حد شفقت فرماتے تھے یہاں تک کہ انہیں اپنا متبنیٰ قرار دیا تھا اس لیے وہ لوگوں میں سالم بن ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ [۳]

سالم رضی اللہ عنہ بھی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ پر جان چھڑکتے تھے، دونوں کے تعلق خاطر کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ

وَزَوَّجَهُ أَبُو حُذَيْفَةَ بِنْتَ أَخِيهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حقیقی بھتیجی فاطمہ بنت ولید کا نکاح سالم رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔

جب بارگاہ الٰہی سے حکم نازل ہوا کہ منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے نہیں ہوتے اور انہیں اپنے اصل باپوں ہی سے منسوب کیا کرو تو لوگ انہیں سالم بن ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بجائے سالم مولی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

أسلمت وبايعت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق دینی شروع کی تو انہوں نے بغیر کسی تامل کے لوائے حق کو تھام لیا اور دست حق پر بیعت کی، یوں وہ سابقون الاولون کی مقدس جماعت کے رکن بن گئے۔

لما قدم المهاجرين الأَوَّلُوْنَ العُصْبَةَ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ سَالِمٌ يَؤُمُّهُم

جب ہجرت مدینہ منورہ کا حکم ہوا تو سالم رضی اللہ عنہ، ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور متعدد دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ [۴]

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبا میں نزول اجلال سے پہلے سالم رضی اللہ عنہ کو مہاجرین اولین کی امامت کا شرف حاصل ہوا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ:لَمَّا قَدِمَ المُهَاجِرُونَ الأَوَّلُونَ العُصْبَةَ مَوْضِعٌ بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

[۱] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۱۸۴/۴

[۲] اسد الغابة ۱۵۵/۳

[۳] ابن سعد ۶۳/۳

[۴] سیر اعلام النبلاء ۱۰۹/۳

وَسَلَّمَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب پہلے مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے بھی پہلے قبا کے مقام عصبہ میں پہنچے تو ان کی امامت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سب سے زیادہ یاد تھا۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ قبا سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو سالم رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں مستقلاً امامت کے فرائض انجام دینے لگے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف، سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص اور بے شمار دوسرے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بارہا سالم رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی،

ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ قَالَ:كَانَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ المُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ، وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَأَبُو سَلَمَةَ، وَزَيْدٌ، وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم مہاجرین اولین اور نبی کریم ﷺ کے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مسجد قبا میں امامت کیا کرتے تھے، ان اصحاب میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد، زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور عامر رضی اللہ عنہ بن ربیعہ بھی ہوتے تھے۔ (۲)

وآخَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُعَاذِ بْنِ مَاعِصٍ الأَنْصَارِيِّ

جب رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں مواخاۃ قائم فرمائی تو ابوعبداللہ سالم رضی اللہ عنہ مولی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا بھائی چارہ معاذ رضی اللہ عنہ بن ماعص انصاری کے ساتھ قائم فرمایا۔

مکہ مکرمہ میں انہوں نے ہر قسم کی رکاوٹوں اور مصائب وشدائد کے باوجود فیضان نبوی سے بہرہ یاب ہونے کا کوئی موقعہ کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا تھا چنانچہ علوم دینی میں انہیں درجہ تبحر حاصل ہو گیا تھا اور وہ اپنے فضل و کمال، حفظ قرآن اور حسن قرات کی بدولت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑی عزت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے،

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأُبَيٍّ، وَمُعَاذٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ

عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن سیکھنا ہے تو چار لوگوں سے سیکھو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود، ابی رضی اللہ عنہ بن کعب، معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل اور سالم رضی اللہ عنہ مولی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ الأَذَانِ بَابُ إِمَامَةِ العَبْدِ وَالمَوْلَى ۶۹۲، شرح السنة للبغوی ۸۳۷

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الأَحْكَامِ بَابُ اسْتِقْضَاءِ المَوَالِي وَاسْتِعْمَالِهِمْ ۷۱۷۵، شرح مشکل الآثار ۱۴/۳۹۸، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۳۷۱، مصنف عبدالرزاق ۳۸۰۷

(۳) تاریخ اسلام بشار ۲/۳۶، صحیح بخاری كِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۷۶۰، صحیح مسلم كتاب الْفَضَائِلِ بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأُمِّهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، السنن الکبری للنسائی كِتَابُ

ان چاروں میں بھی سالم رضی اللہ عنہ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ وہ عربی نژاد نہیں تھے بلکہ ایرانی الاصل تھے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں فہم قرآن میں وہ ملکہ عطا فرمایا کہ خود لسان رسالت نے لوگوں کو ان سے قرآن حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔

اور وہ قرآن کریم کی تلاوت انتہائی محویت، استغراق اور سوز بھرے انداز سے کرتے کہ سننے والا سنتا ہی رہ جاتا تھا،

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:اسْتَبْطَأَنِي رَسُوْلُ اللهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: مَا حَبَسَكِ؟ قُلْتُ: إِنَّ فِي المَسْجِدِ لأَحْسَنَ مَنْ سَمِعْتُ صَوْتاً بِالقُرْآنِ ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ، وَخَرَجَ يَسْمَعُهُ، فَإِذَا هُوَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ فَقَالَ: الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ اقدس میں رونق افروز تھے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی کام سے باہر گئی ہوئی تھیں ان کی واپسی میں خلاف توقع غیر معمولی دیر ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مضطرف ہو گئے ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا واپس تشریف لے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا! اتنی دیر کہاں لگائی؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں واپس آرہی تھی کہ مسجد میں ایک قاری کی تلاوت قرآن کی آواز میرے کانوں میں پڑی، اس آواز میں کچھ ایسا سوز اور ایسی تاثیر تھی کہ میں اس میں محو ہو کر رہ گئی اور زمین نے میرے قدم پکڑ لیے اسی سبب سے مراجعت میں تاخیر ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر معاً اٹھ کھڑے ہوئے اور وفور اشتیاق میں اپنی ردائے مبارک سنبھالتے ہوئے باہر تشریف لے آئے دیکھا کہ ابو عبد اللہ سالم رضی اللہ عنہ مولیٰ ابو حذیفہ انتہائی محویت اور استغراق کی کیفیت میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ اقدس فرط مسرت سے چمکنے لگا اور زبان رسالت پر بے اختیار یہ الفاظ جاری ہو گئے ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے میری امت میں تمہارے جیسے شخص کو پیدا فرمایا۔ (۱)

سالم رضی اللہ عنہ علم و فضل کے میدان کے ہی شہسوار نہ تھے بلکہ میدان جہاد کے بھی شیر تھے،

وَشَهِدَ سَالِمٌ أُحُدًا، وَالْخَنْدَقَ وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وقتل يوم اليمامة شهيدًا

سالم رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے اور کمال شجاعت کا مظاہرہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا حق ادا کیا، وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (۲)

پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا مگر سالم رضی اللہ عنہ اسی پرانی طرز پر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے گھر آزادانہ آتے جاتے رہتے تھے جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزرتی تھی،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ سَالِمًا، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ، فَأَتَتْ، يَعْنِي سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ، النَّبِيَّ

الْمَنَاقِبِ باب سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۱۸۲۲،جامع ترمذی أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۸۱۰

(۱) اسد الغابة ۲/۳۸۲،سیراعلام النبلاء ۱/۱۶۸

(۲) اسد الغابة ۲/۳۸۲

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بعد أن نزلت الآيَةُ:ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ فَقَالَتْ: إِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ. وَعَقَلَ مَا عَقَلُوا. وَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا. وَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا. فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ، وَيَذْهَبِ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سالم رضی اللہ عنہ مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ، حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ کے ہمراہ ایک ہی مکان میں رہتے تھے، اس آیت کے نزول کے بعد کہ لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو، ایک دن ان کی اہلیہ سہلہ بنت سہیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ سالم رضی اللہ عنہ بالغ ہو گیا ہے اور وہ ہمارے گھر میں آزادانہ داخل ہوتا ہے اور میرا گمان ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ پر اس کی آمد و رفت گراں گزرتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سالم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلا دو اس طرح وہ تمہارا محرم ہو جائے گا اور ابو حذیفہ پر اس کی آمد و رفت گراں نہیں گزرے گی،

قالت وكيف أرضعه وَهُوَ رجل كَبِيرٌ؟فتبسم رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقال قد علمت أنه رجل كَبِيرٌ

ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا میں اسے دودھ کیسے پلاؤں وہ تو جوان آدمی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر تبسم فرمایا اور فرمایا میں جانتا ہوں وہ جوان آدمی ہے،

فَقَالَ:أَرْضِعِيهِ، فَقَالَتْ: إِنَّهُ ذُو لِحْيَةٍ ، قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ ذُو لِحْيَةٍ

ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں دودھ پلا دو انہوں نے عرض کیا وہ تو داڑھی والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ وہ داڑھی والے ہیں۔[1]

فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ

کہتی ہیں میں گھر میں واپس آئی اور اس کو دودھ پلا دیا اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں جو تھا وہ صاف ہو گیا۔[2]

أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ:إِنَّمَا هَذَا رُخْصَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ لِسَالِمٍ خَاصَّةً

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رخصت صرف سالم رضی اللہ عنہ کے لیے خاص تھی۔[3]

یمامہ کی جنگ کے بارے میں بعض مورخین کی رائے ہے کہ مسلمانوں کو جتنی لڑائیاں پیش آئیں ان میں یمامہ کی جنگ سخت ترین تھی، اس میں لوہے کی لوہے سے ٹکر تھی، ایک طرف وہ عرب مجاہدین تھے جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لڑ رہے تھے اور دوسری طرف وہ کثیر التعداد عرب مرتدین تھے جو قبائلی عصبیت اور مسلمہ کذاب کے دجل و تلبیس کے زیر اثر لڑ رہے تھے، یہی لوگ جب دوبارہ اسلام کے دائرے میں آ گئے تو انہوں نے اول الذکر مجاہدین کے ساتھ مل کر قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے، اس خونی جنگ میں مہاجرین کا علم

---

[1] ابن سعد ۶۳/۳

[2] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي باب باب۴۰۰۰، اسد الغابة ۳۸۳/۲

[3] تاریخ اسلام بشار ۳۶/۲

سالم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جو انہوں نے گرنے نہ دیا،

لَمَّا انکشف الْمُسْلِمُونَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حذيفة: ما كهذا كنا نفعل مع رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَفَرَ لِنَفْسِهِ حُفْرَةً وَقَامَ فِيهَا وَمَعَهُ رَايَةُ الْمُهَاجِرِينَ يَوْمَئِذٍ

ثابت بن قیس بن شماس سے مروی ہے ایک موقع پر جب مرتدوں کے بے پناہ دباؤ سے مجبور ہو کر مسلمانوں کے قدم اکھڑنے لگے تو سالم رضی اللہ عنہ ایک گڑھا کھود کر اس میں پاؤں جما کر کھڑے ہو گئے اور للکارے مسلمانو! افسوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں تو ہم اس طرح میدان نہیں چھوڑتے تھے، ان کی للکار سے مسلمانوں کے اکھڑتے قدم پھر سے جم گئے۔ (۱)

وَقَالَ غَيْرُهُ: نَخْشَى مِنْ نَفْسِكَ شَيْئًا فَنُوَلِّي اللِّوَاءَ غَيْرَكَ، فَقَالَ: بِئْسَ حَامِلُ الْقُرْآنِ أَنَا إِذًا، أَخَذَ اللِّوَاءَ بِيَمِينِهِ فَقُطِعَتْ، ثُمَّ تَنَاوَلَهَا بِشِمَالِهِ فَقُطِعَتْ، ثُمَّ اعْتَنَقَ اللِّوَاءَ وَجَعَلَ يَقْرَأُ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ (۲) إِلَى أَنْ قُتِلَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ایک مجاہد نے غلط فہمی کی بنا پر کہہ دیا اے سالم رضی اللہ عنہ! ہم کو تمہاری طرف سے اندیشہ ہے کہ تم یہ علم کسی دوسرے کو دے دو، یہ سن کر جوش آ گیا اور فرمایا اگر میں اپنے آپ کو مسلمانوں کی علمبرداری کا اہل ثابت نہ کروں تو مجھ سے بڑھ کر بدبخت حامل قرآن کوئی نہیں، ابھی یہ الفاظ منہ ہی میں تھے کہ مرتدوں کا ایک زبردست ریلا آیا، سالم رضی اللہ عنہ اس جوش سے لڑے کہ کشتوں کے پشتے لگا دیئے لیکن مرتدوں کا ہجوم تھا کہ کسی طرح کم ہونے میں نہ آتا تھا، انہوں نے جھنڈا دائیں ہاتھ میں تھام لیا، ایک بدبخت نے ان کے داہنے ہاتھ پر تلوار کا بھرپور وار کیا وہ کٹ کر دور جا گرا، انہوں نے علم اسلام بائیں ہاتھ میں تھام لیا وہ بھی کٹ گیا تو دست بریدہ بازوؤں کا حلقہ بنا کر علم اسلام کو سینے سے چمٹا لیا اور بے اختیار یہ الفاظ قرآنی زبان پر جاری ہو گئے،

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ (۳)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

آخر مرتدین کے تیروں، تلواروں اور برچھیوں سے چھلنی ہو کر گر پڑے۔ (۴)

فَلَمَّا صُرِعَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: مَا فَعَلَ أَبُو حُذَيْفَةَ؟ قِيلَ: قُتِلَ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ لِرَجُلٍ سَمَّاهُ، قِيلَ: قُتِلَ قَالَ: فَأَضْجِعُونِي بَيْنَهُمَا

دم نزع میں لوگوں سے پوچھا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟ جواب ملا انہوں نے جام شہادت نوش کیا، پھر پوچھا میرا وہ مسلمان بھائی کہاں ہے

(۱) ابن سعد ۳/۶۴، تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۲/۱۷۵، اسد الغابة ۲/۳۵۶

(۲) آل عمران: ۱۴۴

(۳) آل عمران ۱۴۴

(۴) سیر السلف الصالحین لإسماعیل بن محمد الأصبهاني ۱/۴۳۶

جس نے مجھ پر اعتراض کیا تھا لوگوں نے کہا وہ بھی رتبہ شہادت پر فائز ہوئے، سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ان دونوں کے درمیان دفن کرنا، اس کے بعد روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (۱)

فَوُجِدَ رَأْسُ سَالِمٍ عِنْدَ رِجْلَيْ أَبِي حُذَيْفَةَ

مگر ابن سعد کا بیان ہے جب وہ شہید ہوئے تو ان کا سر اپنے منہ بولے باپ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قدموں پر تھا۔ (۲)

سالم رضی اللہ عنہ کے فضل و کمال اور اخلاق و محاسن کا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اتنا اثر تھا کہ

ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه، يكثر الثناء عليه حتى قال: لما أوصى عند موته: لَو كَانَ سالمٌ حيّاً مَا جعلتُها شُورَى

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اکثر ان کے لیے دعا کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اپنی وفات کے وقت فرمایا تھا اگر سالم رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو میں خلافت کے لیے انہیں نامزد کر دیتا مجلس شوریٰ کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ (۳)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے سالم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ اور صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے ترکہ میں ایک گھوڑے ہتھیار اور معمولی مال و اسباب کے سوا کچھ نہ چھوڑا، کیونکہ ساری عمر معمول رہا کہ جو کماتے تھے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے، اولاد کوئی نہیں تھی اور کسی دوسرے نے ان کے ترکے کا دعوی نہ کیا اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بعد میں بیت المال میں داخل کر دیا۔

مضامین سورۃ لقمان:

سورۃ کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی معجزہ یعنی قرآن مجید کی عظمت کے بیان سے ہوئی ہے جو کہ ہدایت کا ربانی دستور ہے، اس کے بارے میں انسان دو فریقوں میں تقسیم ہو گئے، ایک فریق مومنین کا ہے جو اس صحیفہ ہدایت کی ہر بات کی تصدیق کرتے ہیں اور دوسرا فریق کفار ہیں جو اس کی آیات سن کر بر بناء تکبر منہ موڑ لیتے ہیں گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔

اس کے بعد باری تعالیٰ نے اپنی قدرت اور وحدانیت کے چار دلائل ذکر فرمائے ہیں۔

❁ یہ کہ اس نے بلند و بالا وسیع آسمانوں کو بغیر کسی ستون کے پیدا کیا ہے حالانکہ ان میں روشن ستارے، چاند و سورج، سیارے اور کہکشائیں بھی ہیں۔

❁ یہ کہ زمین کا توازن قائم رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو زمین میں میخوں کی طرح گاڑ رکھا ہے، اگر پہاڑ نہ ہوتے تو یہ زمین ، ہوا اور پانی کی وجہ سے ادھر ادھر حرکت کرتی رہتی۔

❁ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار قسم کے حیوانات، مویشی، چوپائے اور حشرات الارض پیدا کیے ہیں، ان کے علاوہ فضاؤں میں اڑتے پرندے

---

(۱) اسدالغابة ۳۸۲ ,۳، تہذیب الأسماء واللغات ۲۰۷ ,۱

(۲) ابن سعد ۶۵ ,۳

(۳) اسدالغابة ۳۸۲ ,۲، السيرة الحلبية ۳۱ ,۲

اور سمندروں میں رہنے والے ہزاروں قسم کے جاندار ہیں، جن کی شکلیں، رنگتیں اور خصوصیات تک اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، انسان کے عجز کا تو یہ حال ہے کہ وہ مکھی اور چیونٹی تک کی مثال نہیں بنا سکتا چہ جائیکہ صاحب فہم و ذکاء بولتا چلتا انسان بنا سکے۔

❁ اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برساتا ہے، جس کے ذریعے سے وہ انسانوں اور حیوانات کے لیے انواع و اقسام کے پھل، پھول، غلہ جات، جڑی بوٹیاں اور درخت اگاتا ہے۔

قدیم فلسفی لقمان جو عرب کے شعراء و خطباء میں مشہور تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم و عقل اور حکمت و دانائی سے نوازا تھا ان کے اقوال عبرت و نصیحت کا خزانہ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ، عبادت، سلوک اور اخلاق سے متعلق پانچ وصیتیں ذکر فرمائیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمائی تھیں۔

وَإِذْ قَالَ لُقْمَٰنُ لِٱبْنِهِۦ وَهُوَ يَعِظُهُۥ يَٰبُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾

❁ اے بیٹا! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے اور اس کا انجام رسوا کن ہے، اس کے بعد خود اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔

يَٰبُنَىَّ إِنَّهَآ إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِى صَخْرَةٍ أَوْ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ أَوْ فِى ٱلْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾

❁ اے بیٹا! اللہ علیم، خبیر اور بصیر ہے اللہ کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، گناہ چاہے کتنا ہی چھوٹا ہو اور خواہ کیسی ہی پوشیدہ جگہ پر کیا گیا ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز جزا کے لیے اسے سامنے لے آئے گا۔

يَٰبُنَىَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأْمُرْ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱنْهَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ ٱلْأُمُورِ ﴿١٧﴾

❁ اے بیٹا! نماز کو اپنے اوقات پر کامل طور پر ادا کرو، لوگوں کو ہر خیر کی دعوت دو اور ہر برائی سے منع کرو اور اس سلسلہ میں جو مصائب و تکالیف پیش آئیں ان پر صبر کرو۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾

❁ اے بیٹا! لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ، اور نہ اللہ کی زمین پر فخر و غرور سے اکڑ کر چل، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔

وَٱقْصِدْ فِى مَشْيِكَ وَٱغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ ٱلْأَصْوَٰتِ لَصَوْتُ ٱلْحَمِيرِ ﴿١٩﴾

❁ اے بیٹا! اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو اور کلام کرتے وقت اپنی آواز نیچی رکھو، سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔

مشرکین کی تردید فرمائی کہ کائنات میں اللہ کی وحدانیت و قدرت کے ہر سو بکھرے دلائل کا مشاہدہ کرنے کے باوجود وہ شرک پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ اگر خود ان سے سوال کیا جائے کہ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا اقرار کریں گے۔

سورۃ کے اختتام پر فرمایا کہ پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ عزوجل کے پاس ہے۔

- قیامت کب آئے گی؟
- بارش کہاں اور کتنی برسے گی؟
- ماں کے پیٹ میں بچہ کن اوصاف کا حامل ہے؟
- موت کب اور کس جگہ پر آئے گی؟

رسول اللہ ﷺ نے ان پانچ مغیبات کو غیب کی چابیاں قرار دیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ② هُدًی وَّ رَحۡمَۃً لِّلۡمُحۡسِنِیۡنَ ③

ا،ل،م،یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں جو نیکوکاروں کے لیے رہبر اور (سراسر) رحمت ہے،

الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ هُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ④

جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر (کامل) یقین رکھتے ہیں،

اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ⑤ (لقمان ۱تا۵)

یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

ا،ل،م، قرآن مجید کی عظمت اور ثمرات کا ذکر فرمایا کہ یہ حکمت سے لبریز کتاب کی محکم آیات ہیں، جو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی اور جہنم کے راستوں سے بچاتی ہے اللہ کی طرف سے محسنین کے لئے سراسر رحمت بن کر نازل ہوئی ہے، جو نہایت اخلاص اور خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، والدین، رشتہ داروں اور مستحقین کے ساتھ احسان کرتے ہیں، جو ہر طرح کی برائیوں سے اجتناب کرتے اور نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں، محسنین کی صرف تین اہم صفات کا خاص طور پر ذکر فرمایا جو فرض اور نفلی نمازروں کو اپنے پابندی کے ساتھ قائم کرتے ہیں، فرض اور نفلی زکوۃ دیتے ہیں، جیسے فرمایا

اِلَّا الۡمُصَلِّیۡنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَلٰی صَلَاتِهِمۡ دَآئِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ فِیۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ ﴿۲۴﴾ [1]

ترجمہ: مگر وہ لوگ (اس عیب سے بچے ہوئے ہیں) جو نماز پڑھنے والے ہیں، جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں، جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک مقرر حق ہے۔ اور کامل یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن انہیں اللہ کی بارگاہ میں اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے پیش

---

[1] المعارج ۲۲تا۲۴

ہونا ہے، جیسے فرمایا

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۟ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۟ (۱)

ترجمہ: اس وقت جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو دیکھو، پڑھو میرا نامہ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۟ (۲)

ترجمہ: اور جن کا حال یہ ہے کہ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

اچھے اعمال ہوں گے تو نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کیے جائیں گے اور اگر اعمال بد ہوئے تو جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے، جیسے فرمایا

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ ۟ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۟ (۳)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ ایک باغ میں شاداں و فرحاں رکھے جائیں گے، اور جنہوں نے کفر کیا ہے اور ہماری آیات کو اور آخرت کو ملاقات کو جھٹلایا ہے وہ عذاب میں حاضر رکھے جائیں گے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا... ۟ (۴)

ترجمہ: اس وقت وہ لوگ جنہوں نے ایمان لا کر نیک طرز عمل اختیار کیا ہے اپنے اجر پورے پورے پائیں گے اور اللہ اپنے فضل سے ان کو مزید اجر عطا فرمائے گا، اور جن لوگوں نے بندگی کو عار سمجھا اور تکبر کیا ہے ان کو اللہ دردناک سزا دے گا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۟ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۟ (۵)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کی خطاؤں سے درگزر کیا جائے گا اور انہیں بڑا اجر ملے گا، رہے وہ لوگ جو کفر کریں اور اللہ کی آیات کو جھٹلائیں تو وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔

...اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ

(۱) الحاقۃ ۱۹،۲۰

(۲) المومنون ۶۰

(۳) الروم ۱۵،۱۶

(۴) النساء ۱۷۳

(۵) المائدۃ ۹،۱۰

شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ [۱]

ترجمہ: بے شک پیدائش کی ابتداء وہی کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا تا کہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ان کو پورے انصاف کے ساتھ جزا دے، اور جنہوں نے کفر کا طریقہ اختیار کیا وہ کھولتا ہوا پانی پئیں اور دردناک سزا بھگتیں اس انکارِ حق کی پاداش میں جو وہ کرتے رہے۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۵۶ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۵۷ [۲]

ترجمہ: اس روز بادشاہی اللہ کی ہوگی اور وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا، جو ایمان رکھنے والے اور عمل صالح کرنے والے ہوں گے وہ نعمت بھری جنتوں میں جائیں گے اور جنہوں نے کفر کیا ہو گا اور ہماری آیات کو جھٹلایا ہو گا ان کے لیے رسوا کن عذاب ہو گا۔

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ... ۝۲۰ [۳]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں ان کے لیے تو جنتوں کی قیام گاہیں ہیں ضیافت کے طور پر ان کے اعمال کے بدلے میں، اور جنہوں نے فسق اختیار کیا ہے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

اس لئے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پوری رغبت کے ساتھ اعمال صالحہ اختیار کرتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے سیدھے راستے کی طرف گامزن ہیں، اور یہی سعادت مند لوگ دین و دنیا میں فلاح اور نجات سے بہرہ ور ہوں گے، جیسے فرمایا

اُولٰٓىِٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵ [۴]

ترجمہ: ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہِ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖۗ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں

وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۶ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا

اور اسے ہنسی بنائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے، جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی

[۱] یونس ۴

[۲] الحج ۵۷،۵۶

[۳] السجدۃ ۲۰،۱۹

[۴] البقرۃ ۵

وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًاۚ

ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

آپ اسے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے، بیشک جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور کام بھی نیک (مطابق سنت) کئے ان کے لیے

جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ (لقمان ٦تا٩)

نعمتوں والی جنتیں ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا سچا وعدہ ہے، وہ بہت بڑی عزت وغلبہ والا اور کامل حکمت والا ہے۔

روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق کفار مکہ کی ساری کوششوں کے باوجود پھیلتی جا رہی تھی تو نضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدر بن قصی نے قریشی سرداروں سے کہا

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّهُ وَاللَّهِ قَدْ نَزَلَ بِكُمْ أَمْرٌ مَا أَتَيْتُمْ لَهُ بِحِيلَةٍ بَعْدُ قَدْ كَانَ مُحَمَّدٌ فِيكُمْ غُلَامًا حَدَثًا أَرْضَاكُمْ فِيكُمْ، وَأَصْدَقَكُمْ حَدِيثًا، وَأَعْظَمَكُمْ أَمَانَةً، حَتَّى إِذَا رَأَيْتُمْ فِي صُدْغَيْهِ الشَّيْبَ، وَجَاءَكُمْ بِمَا جَاءَكُمْ بِهِ، قُلْتُمْ سَاحِرٌ لَا وَاللَّهِ مَا هُوَ بِسَاحِرٍ لَقَدْ رَأَيْنَا السَّحَرَةَ وَنَفْثَهُمْ وَعَقْدَهُمْ، وَقُلْتُمْ كَاهِنٌ لَا وَاللَّهِ مَا هُوَ بِكَاهِنٍ قَدْ رَأَيْنَا الْكَهَنَةَ وَتَخَالُجَهُمْ وَسَمِعْنَا سَجْعَهُمْ، وَقُلْتُمْ شَاعِرٌ لَا وَاللَّهِ مَا هُوَ بِشَاعِرٍ قَدْ رَأَيْنَا الشِّعْرَ، وَسَمِعْنَا أَصْنَافَهُ كُلَّهَا: هَزَجَهُ وَرَجَزَهُ، وَقُلْتُمْ مَجْنُونٌ لَا وَاللَّهِ مَا هُوَ بِمَجْنُونٍ لَقَدْ رَأَيْنَا الْجُنُونَ فَمَا هُوَ بِخَنْقِهِ، وَلَا وَسْوَسَتِهِ، وَلَا تَخْلِيطِهِ

اے گروہ قریش تم کو ایسا معاملہ درپیش ہے کہ تم اس کو دفع کرنے کے واسطے کوئی حیلہ نہیں کر سکتے، محمد (ﷺ) تمہارے اندر ایک نوعمر لڑکا تھا تو بہت پسندیدہ، راست گفتار اور امانت دار تھا پھر جب وہ سن تمیز کو پہنچا اور اس کے چہرہ پر تم نے خدوخال کی نمود دیکھی اور وہ تمہارے پاس وہ چیز لایا جو لایا اور تم کہنے لگے کہ یہ جادوگر ہے، اللہ کی قسم! وہ جادوگر نہیں ہے ہم نے جادوگروں کو دیکھا ہے اور ان کی پڑھنت اور ان کے گرہیں لگانے اور جنتر منتر سے ہم خوب واقف ہیں، اور تم نے کہا کہ یہ کاہن ہے پس اللہ کی قسم وہ کاہن بھی نہیں ہے کاہنوں کو بھی ہم نے دیکھا ہے اور ان کی حالت اور ان کے قافیوں کو ہم خوب جانتے ہیں، اور تم نے کہا یہ شاعر ہے، اللہ کی قسم! وہ شاعر بھی نہیں ہم شعر کی کل اقسام سے بھی ہم واقف ہیں، ہزج اور رجز وغیرہ سب کو جانتے ہیں، اور تم نے کہا کہ یہ مجنون ہے، اللہ کی قسم! وہ مجنون بھی نہیں ہے کیونکہ ہم نے مجنون کو بھی دیکھا ہے اور ہم آسیب زدہ کے وسوسہ اور تخلیط اور کل علامات سے ہم آگاہ ہیں (ان الزامات میں سے آخر کونسا الزام محمد (ﷺ) پر چسپاں ہوتا ہے کہ اس کا یقین دلا کر تم عوام کو اس کی طرف توجہ کرنے سے روک سکو گے)

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، فَانْظُرُوا فِي شَأْنِكُمْ، فَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَقَدْ نَزَلَ بِكُمْ أَمْرٌ عَظِيمٌ وَكَانَ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ مِنْ شَيَاطِينِ قُرَيْشٍ وَمِمَّنْ كَانَ يُؤْذِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَنْصِبُ لَهُ الْعَدَاوَةَ، وَكَانَ قَدْ قَدِمَ الْحِيرَةَ، وَتَعَلَّمَ بِهَا أَحَادِيثَ مُلُوكِ الْفُرْسِ، وَأَحَادِيثَ رُسْتُمَ وَاسْبِنْدِيَارَ فَكَانَ إِذَا جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا فَذَكَّرَ فِيهِ بِاللهِ،

وَحَذَّرَ قَوْمَهُ مَا أَصَابَ مَنْ قَبْلَهُمْ مِنَ الْأُمَمِ مِنْ نِقْمَةِ اللهِ خَلَفَهُ فِي مَجْلِسِهِ إِذَا قَامَ ثُمَّ قَالَ: أَنَا وَاللَّهِ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، أَحْسَنُ حَدِيثًا مِنْهُ، فَهَلُمَّ إِلَيَّ، فَأَنَا أُحَدِّثُكُمْ أَحْسَنَ مِنْ حَدِيثِهِ، ثُمَّ يُحَدِّثُهُمْ عَنْ مُلُوكِ فَارِسَ وَرُسْتُمَ وَاسْبِنْدِيَارَ ، ثُمَّ يَقُولُ: بِمَاذَا مُحَمَّدٌ أَحْسَنُ حَدِيثًا مِنِّي؟

اے گروہ قریش! تم اپنی حالت پر غور کرو کیونکہ اللہ کی قسم ایک امر عظیم تم پر نازل ہوا ہے، (راوی کہتا ہے) یہ نضر بن حرث شیاطین قریش میں سے تھا اور رسول اللہ ﷺ کی ایذا دہی اور عداوت میں نہایت کوشش کیا کرتا تھا، (چنانچہ دعوت حق کا مقابلہ کرنے کے لئے) اس نے شہر حیرہ میں جاکر شاہان عجم اور رستم اور اسفندیار کے قصے سیکھے اور جب رسول اللہ ﷺ کسی جگہ وعظ فرماتے اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے اور پہلی امتوں پر نزول عذاب کا ذکر کرتے تو پھر آپ کے تشریف لے جانے کے بعد یہ ان لوگوں میں بیٹھ جاتا اور کہتا کہ اے قریش! میں تم کو ان قصوں سے زیادہ عجیب وغریب اور لطف انگیز قصت سناتا ہوں جو محمد (ﷺ) نے تم کو سنائے ہیں اور شاہان فارس کی حکائتیں نقل کرتا اور کہتا کہ محمد (ﷺ) کی گفتگو کس بات میں مجھ سے اچھی ہے؟۔ (۱)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس پر مزید اضافہ کیا ہے کہ نضر نے اس مقصد کے لئے گانے والی لونڈیاں بھی خریدی تھیں، جس کے متعلق وہ سنتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی باتوں سے متاثر ہو رہا ہے اس پر اپنی ایک لونڈی مسلط کر دیتا اور اس سے کہتا کہ اسے خوب کھلا پلا اور گانا سناتا کہ تیرے ساتھ مشغول ہو کر اس کا دل ادھر سے ہٹ جائے۔

لہو ولعب، موسیقی اور لغو باتیں:

چنانچہ اہل شقاوت کا بیان فرمایا کہ اور انسانوں ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہیں جو ہدایت اور رحمت کو چھوڑ کر اپنا مال خرچ کر کے لہو الحدیث خرید کر لاتا ہے تا کہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دے مگر وہ نہیں جانتا کہ کتنی انمول چیز کو چھوڑ کر وہ تباہ کن چیز کا سودا کر رہا ہے، اس آیت کے ذیل میں مفسرین ومحدثین نے لہو الحدیث سے آلات مزامیر (گانے بجانے کے آلات) اور ان حکایات اور کہاوتوں کو شمار کیا ہے جن کی لذت وسرور میں عام انسان بہ جاتا اور احکام الٰہی سے دور ہو جاتا ہے،

سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ عَنْ قَوْلِهِ: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ، قَالَ: هُوَ وَاللهِ الْغِنَاءُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کے قول "اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں۔" سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا اللہ کی قسم! اس سے مراد گانا اور راگ و راگنیاں ہیں۔ (۲)

اسی سے ملتے جلتے اقوال عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، حسن بصری رحمہ اللہ اور مکحول سے مروی ہیں،

وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: أُنْزِلَتْ هذه الآية: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ،فِي الْغِنَاءِ وَالْمَزَامِيرِ

---

(۱) ابن ہشام ۳۰۰،۲۹۹/۱، الروض الانف ۶۸/۳

(۲) تفسیر طبری ۱۲۷/۲۰، مستدرک حاکم ۳۵۴۲، السنن الکبری للبیہقی ۲۱۰۰۳

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت ’’اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جولغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں۔‘‘ گانے بجانے، باجوں گاجوں کے بارے میں اتری ہے۔ (۱)

وَقِيلَ: عَنَى بِقَوْلِهِ: {يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ} : اشْتِرَاءَ الْمُغَنِّيَاتِ مِنَ الْجَوَارِي.

ایک قول یہ بھی ہے کہ ’’لغو باتوں کو مول لیتے ہیں۔‘‘ سے مراد گانے والی لونڈیوں کی خریداری ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَحِلُّ بَيْعُ الْمُغَنِّيَاتِ وَلَا شِرَاؤُهُنَّ وَلَا تِجَارَةٌ فِيهِنَّ، وَأَكْلُ أَثْمَانِهِنَّ حَرَامٌ

ابو امامہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے والیوں کی خرید وفروخت حلال نہیں اور ان کی قیمت کا کھانا حرام ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لا يحلّ تَعْلِيمُ المُغَنِّياتِ، وَلا بَيْعُهُنَّ وَلا شِرَاؤُهُنَّ، وَثمَنُهُنَّ حَرامٌ

ابو امامہ الباھلی سے ایک اور روایت میں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لونڈیوں کو گانے بجانے کی تعلیم دینا اور ان کی خرید وفروخت کرنا حلال نہیں ہے اور ان کی قیمت حرام ہے۔ (۴)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ جَلَسَ إِلَى قَيْنَةٍ يَسْمَعُ مِنْهَا صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِمَنْ جَلَسَ إِلَى قَيْنَةٍ يَسْمَعُ مِنْهَا صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گانے والی لونڈی کی مجلس میں بیٹھ کر اس کا گانا سنے گا تو قیامت کے روز اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (۵)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خُذُوا الشَّيْطَانَ، أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مقام عرج (مدینہ منورہ سے ۷۸ میل پر ایک گاؤں) کی طرف جا رہے تھے کہ ایک شاعر شعر پڑھتے ہوئے نکلا تو رسول اللہ نے ارشاد فرمایا اس شیطان کو پکڑو یا فرمایا اس شیطان کو (اس کام سے) روکو، اگر کسی آدمی کا

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ۶/۳۲۹

(۲) تفسیر ابن کثیر ۶/۳۲۹

(۳) مسند احمد ۲۲۱۶۹، السنن الکبری للبیہقی ۱۱۰۵۶، تفسیر طبری ۲۰/۱۲۶

(۴) تفسیر طبری ۲۰/۱۲۶

(۵) تفسیر القرطبی ۱۴/۵۳

پیٹ پیپ سے بھرا ہو تو یہ اس بات سے بدرجہا بہتر ہے کہ اس کا پیٹ (دماغ) شعروں سے بھرا ہو۔ [۱]

فَقَالَ:لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، يُعْزَفُ عَلَى رُءُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ، يَخْسِفُ اللهُ بِهِمْ الْأَرْضَ، وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اسے پئیں گے، سازوں کی دھنوں اور مغنیاؤں کے گیتوں سے ان کی تفریح کا سامان کیا جائے گا اللہ تعالیٰ انہیں (اس جرم کی وجہ سے) زمین میں دھنسا دے گا (جو باقی رہ گئے) ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر بنا دے گا۔ [۲]

حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَاللَّهِ مَا كَذَبَنِي:سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ يَعْنِي الفَقِيرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ: ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللهُ، وَيَضَعُ العَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ

ابو عامر رضی اللہ عنہ یا ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں ایسی قوم پیدا ہو گی جو زنا، ریشم، شراب اور ساز باجوں کو حلال سمجھے گی اور (اس طرح کے) کچھ لوگ ایک پہاڑ کے دامن میں فروکش ہوں گے اور جب شام کو ان کے چرواہے اپنا ریوڑ لے کر واپس ہوں گی اس وقت ان کے پاس فقیر کسی ضرورت کی بنا پر آئے گا تو کہیں گے کہ کل صبح ہمارے پاس آنا (ساز باجوں کو جائز اور حلال سمجھنے والے لوگ مزے سے شب و روز گزار رہے ہوں گے کہ) اللہ تعالیٰ انہیں رات ہی کو ہلاک کر دے گا اور پہاڑ کو (ان پر) گرا دے گا (جو انہیں کچل ڈالے گا) اور باقی کو بندر اور سور کی شکل میں مسخ کر دے اور قیامت تک اسی حال میں رہیں گے۔ [۳]

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيَّ، أَوْ حُرِّمَ الْخَمْرُ، وَالْمَيْسِرُ، وَالْكُوبَةُ قَالَ:وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بَذِيمَةَ عَنِ الكُوبَةِ، قَالَ: الطَّبْلُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ نے شراب جوا اور ڈھولک حرام فرمائے ہیں اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، سفیان نے کہا میں نے (اپنے استاد) علی بن بذیمہ سے پوچھا کہ کوبہ کسے کہتے ہیں؟ تو فرمایا طبل (ڈھولک) کو کہتے ہیں۔ [۴]

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ رَبِّي حَرَّمَ عَلَيَّ الْخَمْرَ، وَالْكُوبَةَ، وَالْقِنِّينَ

قیس بن سعد بن عبادہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً میرے رب تبارک و تعالیٰ نے مجھ پر شراب، ڈھولک اور طنبورہ (تونبہ)

---

[۱] صحيح مسلم كتاب الشِّعْرِ ۵۸۹۵

[۲] اعلام الموقنين عن رب العالمين ۳/۹۴، إغاثة اللهفان من مصايد الشيطان ۱/۳۴۷

[۳] صحيح بخارى كِتَابُ الأَشْرِبَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ ۵۵۹۰

[۴] مسنداحمد ۲۴۷۶، سنن ابوداود كِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَابٌ فِي الْأَوْعِيَةِ ۳۶۹۶

حرام فرما دیئے۔ (۱)

وَذَكَرَ أَبُو الطَّيِّبِ طَاهِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الطَّبَرِيُّ قَالَ: أَمَّا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ فَإِنَّهُ نَهَى عَنِ الْغِنَاءِ وَعَنِ اسْتِمَاعِهِ، وَقَالَ: إِذَا اشْتَرَى جَارِيَةً وَوَجَدَهَا مُغَنِّيَةً كَانَ لَهُ رَدُّهَا بِالْعَيْبِ،

ابو الطیب طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں گانے کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ وہ اس سے اور اس کے سننے سے منع کرتے ہیں، نیز کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کوئی لونڈی خریدی بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو گلوکارہ ہے تو خریدار اس کے عیب کی وجہ سے لوٹا سکتا ہے (یعنی امام صاحب کے نزدیک گلوکار ہونا عیب ہے)۔ (۲)

قَالَ أَبُو الطَّيِّبِ الطَّبَرِيُّ:وَأَمَّا مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ فَإِنَّهُ يَكْرَهُ الْغِنَاءَ مع إباحته شرب النبيذ، ويجعل سَمَاعَ الْغِنَاءِ مِنَ الذُّنُوبِ. وَكَذَلِكَ مَذْهَبُ سَائِرِ أَهْلِ الْكُوفَةِ: إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيِّ وَحَمَّادٍ وَالثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهِمْ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ

ابو الطیب طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ موسیقی حرام ہے حالانکہ وہ نبیذ پینے کی اجازت دیتے ہیں لیکن وہ گانا سننا گناہ بتاتے ہیں یہی کوفہ کے تمام علما مثلاً ابراہیم نخعی، امام شعبی رحمہ اللہ، حماد بن زید اور سفیان ثوری کا قول ہے تمام کے تمام اس بات پر متفق ہیں۔ (۳)

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى : فِي الرَّجُلِ يُغَنِّي فَيَتَّخِذُ الْغِنَاءَ صِنَاعَتَهُ يُؤْتَى عَلَيْهِ وَيَأْتِي لَهُ، وَيَكُونُ مَنْسُوبًا إِلَيْهِ مَشْهُورًا بِهِ مَعْرُوفًا، وَالْمَرْأَةُ، لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص گانا گاتا ہے اس کا ذریعہ معاش یہی ہوتا ہے لوگ اس سلسلہ میں اس کے پاس آتے اور وہ گانے کے لیے بلایا جاتا ہے اس کی طرف گلوکار کی نسبت کی جاتی اور اسی سے وہ پہچانا جاتا ہے ایسے ہی اگر کوئی عورت ہے تو ان دونوں کی گواہی قابل قبول نہیں۔ (۴)

قَالَ يَزِيدُ بن الوليد الناقص :يَا بَنِي أُمَيَّةَ إِيَّاكُمْ وَالْغِنَاءَ فَإِنَّهُ يُنْقِصُ الْحَيَاءَ وَيَزِيدُ فِي الشَّهْوَةِ وَيَهْدِمُ الْمُرُوءَةَ، وَإِنَّهُ لَيَنُوبُ عَنِ الْخَمْرِ وَيَفْعَلَ مَا يَفْعَلُ الْمُسْكِرُ، فَإِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِينَ فَجَنِّبُوهُ النِّسَاءَ فإنه داعية الزنا

یزید بن ولید رحمہ اللہ کا قول ہے اے بنو امیہ! راگ سے دور رہو کیونکہ اس سے شرم و حیا ختم ہو جاتی ہے جنسی ہیجان بڑھتا ہے وقار و عزت ختم ہوتی ہے اور شراب سے پیدا ہونے والی قباحتیں راگ سے بھی پیدا ہوتی ہیں اور اگر تم اس قباحت سے باز نہیں آسکتے تو کم از کم یہ ضرور کرو کہ تمہارا راگ عورتوں کے کانوں تک نہ پہنچے کیونکہ یہ زنا کا زبردست سبب ہے۔ (۵)

---

(۱) مسند احمد ۱۵۴۸۱

(۲) تفسیر القرطبی ۱۴/۵۵

(۳) تفسیر القرطبی ۱۴/۵۵

(۴) الام للشافعی ۶/۲۲۶

(۵) البدایة والنہایة ۱۰/۱۹

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: (أَيْنَ عِبَادِي الَّذِينَ كَانُوا يُنَزِّهُونَ أَنْفُسَهُمْ وَأَسْمَاعَهُمْ عَنِ اللهْوِ وَمَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ أَحِلُّوهُمْ رِيَاضَ الْمِسْكِ وَأَخْبِرُوهُمْ أَنِّي قَدْ أَحْلَلْتُ عَلَيْهِمْ رِضْوَانِي

محمد بن منکدر رحمہ اللہ کا قول ہے ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا میرے وہ بندے کہاں ہیں جو خود کو یعنی اپنے کانوں کو گانوں اور شیطانی ساز باجوں سے بچایا کرتے تھے انہیں مشک عنبر کے باغات میں اتار دو اور انہیں یہ مسرت افزا پیام سنادو کہ میں ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خوش ہو گیا ہوں۔ (۱)

اور جو شخص راگ کا رسیا ہے اس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا فتوی ہے

(قَالَ):وَهَكَذَا الرَّجُلُ يَغْشَى بُيُوتَ الْغِنَاءِ، وَيَغْشَاهُ الْمُغَنُّونَ إِنْ كَانَ لِذَلِكَ مُدْمِنًا، وَكَانَ لِذَلِكَ مُسْتَعْلِنًا عَلَيْهِ مَشْهُودًا عَلَيْهِ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ سَفَهٍ تُرَدُّ بِهَا شَهَادَتُهُ

(اور فرمایا) اور ایسے ہی وہ شخص جو ان مقامات پر جاتا ہے جہاں راگ کی محفلیں ہوتی ہیں اور گویوں سے اس کی دوستی ہے وہ اس کے گھر آتے ہیں وہ اس کا عادی ہے، سرعام ایسا کرتا ہے، سب لوگوں کو اس کا علم ہے تو یہ بھی اس قسم کا عیب ہے جیسے حماقت اور اس طرح کے آدمی کی گواہی بھی قابل قبول نہیں۔ (۲)

فرمایا وہ یہ سب جد وجہد اس لئے کر رہا ہے تا کہ وہ قرآن کی دعوت کو ہنسی ٹھٹھوں میں اڑا کر لوگوں کو حق مبین اور صراط مستقیم سے روک دے ،اس کو جب ہماری ہدایت سے لبریز آیات سنائی جاتی ہیں تا کہ وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی اطاعت کرے تو وہ تکبر کے ساتھ اس طرح اپنا چہرہ پھیر لیتا ہے گویا کہ اس نے انہیں سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے کان بہرے ہیں، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اسے اللہ کے دین اور اس کی آیات اور اس کے رسول کی تذلیل کے جرم میں دردناک عذاب کی بشارت سنادو، جیسے فرمایا

يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۸﴾ (۳)

ترجمہ: جس کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور وہ ان کو سنتا ہے پھر پورے استکبار کے ساتھ اپنے کفر پر اس طرح اڑا رہتا ہے کہ گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں، ایسے شخص کو دردناک عذاب کا مژدہ سنادو۔

البتہ جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے نعمت بھری جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا پختہ وعدہ ہے جس کی خلاف ورزی اور جس میں تغیر و تبدل ممکن نہیں ہے، اور وہ کامل غلبے اور کامل حکمت کا مالک ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ

اسی نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا ہے تم انہیں دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تا کہ وہ تمہیں

(۱) تفسیر القرطبی ۱۴/۵۳

(۲) الام للشافعی ۶/۲۲۶

(۳) الجاثیۃ ۸

وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ

جنبش نہ دے سکے اور ہر طرح کے جاندار زمین میں پھیلا دیئے۔ اور ہم نے آسمان سے پانی برسا کر زمین میں ہر قسم کے نفیس

زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ

جوڑے اگا دیئے یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ (کچھ نہیں)، بل

بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۱ ع (لقمان ۱۱،۱۰)

کہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں

شرک کی تردید اور دعوت توحید دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلند و بالا ساتوں آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا، یا ایسے ستونوں پر قائم کیا ہے جو تم کو نظر نہیں آتے،

قَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ: لَيْسَ لَهَا عَمَد مَرْئِيَّةٌ وَلَا غَيْرُ مَرْئِيَّةٍ

حسن بصری رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آسمانوں کے نظر آنے والے یا نظر نہ آنے والے کوئی ستون نہیں ہیں۔ [1]

اللہ نے بلند و بالا ٹھوس پہاڑوں کو میخوں کی طرح زمین میں گاڑ دیا تا کہ زمین کی گردش اور رفتار میں انضباط پیدا ہو، اللہ نے وسیع و عریض زمین میں تمام اصناف کے جانور ہر طرف پھیلا دیے جنہیں تم کھاتے بھی ہے، سواری اور بار برداری کے لئے استعمال کرتے ہو اور بطور زینت اور آرائش کے لئے بھی پاس رکھتے ہو، اور اللہ ہی آسمان سے پانی برساتا ہے اور مردہ پڑی زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزوں کے جوڑے اگا دیتا ہے، آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ان کو تو اللہ نے تخلیق کیا ہے، اب ذرا اللہ کو ان چیزوں کے نام تو بتلاؤ دکھاؤ جن کو تمہارے خود ساختہ معبودوں نے تخلیق کیا ہے؟ جن کی تم پرستش کرتے ہو، جنہیں اپنے نفع یا نقصان کا مالک سمجھتے اور مشکلات اور پریشانیوں میں مدد کے لئے پکارتے ہو، جب تم تسلیم کرتے ہو کہ کائنات کا خالق صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے اور کائنات کا تمام نظام بھی وہی چلا رہا ہے، آسمان و زمین سے رزق بھی وہی دیتا ہے اور کوئی ہستی ان کاموں میں اس کی شریک نہیں ہے تو عبادت کا مستحق بھی صرف وہی ہو سکتا ہے، اس کے سوا کائنات میں کوئی ہستی اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے اور مدد کے لئے پکارا جائے، اصل بات یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی ہستیوں کی پرستش کرتے ہیں جو کسی نفع کی مالک ہیں نہ نقصان کی، جیسے فرمایا

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ... ۝۱۸ [2]

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۶/۳۳۲

[2] یونس ۱۸

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰي رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝ (۱)

ترجمہ: اس اللہ کو چھوڑ کر لوگ ان کو پوج رہے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان اور اوپر سے مزید یہ کہ کافر اپنے رب کے مقابلے میں ہر باغی کا مددگار بنا ہوا ہے۔

جن کے قبضہ قدرت میں زندگی ہے نہ موت اور نہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھانے پر قادر ہیں، جیسے فرمایا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـــــًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ (۲)

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں، نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَ مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر کر، ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے،

وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۱۲ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ

جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے، اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳

اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے،

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا

ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا، اور اس کی دودھ

عَلٰي وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۱۴

چھڑائی دو برس میں ہے، کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے،

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ

اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا،

---

(۱) الفرقان ۵۵

(۲) الفرقان ۳

فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ

ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہو ،

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ

تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کردوں گا، پیارے بیٹے!

اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ

اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ (بھی) خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اسے

يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ

اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا، اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے،اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا،

وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا، اور جو مصیبت تم پر آئے صبر کرنا (یقین مان)

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ

کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے، لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اکڑ کر نہ چل، کس

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَ اقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ

ی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ پسند نہیں فرماتا، اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست کر

اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿۱۹﴾ (لقمان ١٢تا١٩)

یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے

اللہ تعالیٰ نے لقمان کو عقل وفہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس رب کی حمد وثنا اور اس کے احکامات کی فرمانبرداری کریں، اور بیشک جو بھی رب کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر اور اس کے احکام کی فرمابرداری کرتا ہے اس کا فائدہ بھی اسی کو ہوتا ہے، اس کے شکر اور فرمانبرداری کی بدولت اللہ تعالیٰ اسے اپنی اور نعمتوں سے نوازتا ہے، جیسے فرمایا

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿۷﴾ [1]

ترجمہ:اور یاد رکھو، تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔

[1] ابراہیم ٧

اس کے درجات بلند کرتا ہے، جس سے اس بندے کے دل میں رب کی عظمت بڑھتی ہے، اس کے ڈر و خوف سے اس کے اعمال ٹھیک رہتے ہیں اور جس سے وہ بندہ روز قیامت رب کی بخشش کا امیدوار بن جاتا ہے اور جو شخص رب کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے تو وہ رب کی رحمتوں سے دور ایک دنیا دار بندہ بن جاتا ہے، ابلیس اس کا دوست ہوتا ہے اور وہ بندہ اپنی خواہشوں کے پیچھے دیوانہ وار بھاگتا رہتا ہے اور انجام کار موت کے منہ میں پہنچ جاتا ہے اور قیامت کے روز اس کے پلے کچھ بھی نہیں ہوگا، اس پر غفور رحیم رب غضبناک ہوگا اور جہنم اس کا ٹھکانہ بنے گی الغرض لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ رب العالمین اس کے شکر کرنے یا نہ کرنے سے بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے، جب حکیم لقمان فوت ہونے لگے تو اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور افعال میں کسی کو بھی شریک نہ کرنا ، بیشک اللہ کی ذات وصفات اور افعال میں کسی غیر کو شریک ٹھہرانا ظلم عظیم ہے، یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بندے کے تمام گناہوں کو بخش دے گا مگر اس جرم عظیم کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا، اللہ کے حکم سے توحید و عبادت الٰہی کے ساتھ والدین کی فرمانبرداری کرنا، ان سے نرمی و شفقت سے پیش آنا، جیسے فرمایا

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ (۱)

ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔

تمہاری ماں نے تمہیں ضعف پر ضعف اٹھا کر پیٹ میں رکھا اور جب تم کوئی ٹھوس چیز نہیں کھا سکتے تھے اس نے دو برس تک تمہیں دودھ پلایا، جیسے فرمایا

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ... ﴿۲۳۳﴾ (۲)

ترجمہ: جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدت رضاعت تک دودھ پیے تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں۔

اور اٹھائے اٹھائے پھرتی رہی لیکن اگر وہ تمہیں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کا حکم دیں تو اس حکم کو تسلیم نہ کرو آخر تم سب کو ایک وقت اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو کر جوابدہی کرنے ہے،

سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے، میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پورا اطاعت گزار تھا، جب مجھے اللہ نے اسلام کی طرف ہدایت دی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں،

(۱) بنی اسرائیل ۲۴،۲۳

(۲) البقرۃ ۲۳۳

قَالَتْ: يَا سَعْدُ، مَا هَذَا الَّذِي أَرَاكَ قَدْ أَحْدَثْتَ؟ لَتَدَعَنّ دِينَكَ هَذَا أَوْ لَا آكُلُ وَلَا أَشْرَبُ حَتَّى أَمُوتَ، فَتُعَيَّرَ بِي،فَيُقَالُ:يَا قَاتِلَ أُمِّهِ،فَقُلْتُ: لَا تفْعَلِي يَا أمه، فَإِنِّي لَا أَدْعُ دِينِي هَذَا لِشَيْءٍ ، فمكثتْ يَوْمًا وَلَيْلَةً لَمْ تَأْكُلْ فَأَصْبَحَتْ قَدْ جَهِدَتْ، فمكثتْ يَوْمًا آخرَ وَلَيْلَةً أُخْرَى لَا تَأْكُلُ، فأصبحتْ قَدِ اشْتَدَّ جُهْدُهَا فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ قُلْتُ: يَا أُمَّهْ، تَعْلَمِينَ وَاللهِ لَوْ كَانَتْ لكِ مِائَةُ نَفْسٍ فخرجت نَفْسا نَفْسًا، مَا تَرَكْتُ دِينِي هَذَا لِشَيْءٍ فَإِنْ شِئْتِ فَكُلِي، وإن شئت لا تأكلي،فلما رأت ذلك فأكلتْ

اور کہنے لگیں اے سعد رضی اللہ عنہ! یہ کیسا دین تو نے اختیار کیا ہے جس نے تجھے اپنے آباؤ اجداد کے دین سے برگشتہ کر دیا ہے، میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے دستبردار ہو جاؤ پھر دھمکی دے کر بولیں جب تک تم اس دین کو ترک نہ کرو گے اس وقت تک نہ میں کچھ پیوں گی اور نہ کھاؤں گی اور اسی حالت میں دم دے دوں گی، میں نے اسلام کو نہیں چھوڑا تو میری ماں نے اپنی دھمکی پر عمل کرنے لگیں، اور ہر طرف سے مجھ پر آوازہ کشی ہونے لگی کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے میں بہت دل تنگ ہوا، اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا، خوشامدیں کیں، سمجھایا کہ اللہ کے لیے اپنی ضد سے باز آجاؤ یہ تو ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں، مگر ان کی ایک ہی بات تھی کہ اس دین کو چھوڑ کر واپس اپنے آبائی دین پر آجاؤ ورنہ میں اپنی جان دے دوں گی، اس ضد میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گزر گیا اور وہ بھوک و پیاس سے بہت لاغر ہو گئیں مگر اپنی دھمکی پر قائم رہیں، آخر جب کئی روز ہو گئے اور وہ اپنی ہٹ دھرمی سے نہ ہٹیں تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پختہ عزم واستقلال اور واشگاف انداز میں اپنی والدہ سے عرض کی کہ اے امی جان بلاشبہ میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں واللہ! ایک نہیں تمہاری سو جانیں بھی ہوں اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں آخری لمحہ تک اپنے سچے دین اسلام کو نہیں چھوڑوں گا اب چاہے تمہیں کھاؤ یا نہ کھاؤ یہ تم پر منحصر ہے، جب ان کی والدہ نے سعد رضی اللہ عنہ کا رسول سے اس درجہ محبت کا اندازہ کر لیا کہ ان کے لئے وہ اپنی والدہ کو بھی ان پر قربان کر سکتا ہے تو بادل نخواستہ کھانا پینا شروع کر دیا۔ (۱)

عَنْ عَلِيٍّ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ (۲)

میری بات ہمیشہ یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی ہمسر، اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہوتا تو ہر معبود اپنی من مانی کرتا اور اس زمین و آسمان کا نظام ایک دن بھی نہ چل سکتا، جیسے فرمایا

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ (۳)

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہو کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ مالک عرش کے مقام پر پہنچنے

(۱) تفسیر ابن کثیر ۶،۳۳۶، امتاع الاسماع ۹،۱۳۷، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام ۳،۲۴۱، ترتيب الأمالي الخميسية للشجري ۲۰۰۲

(۲) المعجم الكبير للطبراني ۳۱۵۰، مسند احمد ۱۰۶۵، صحيح ابن حبان ۴۵۶۹

(۳) بنی اسرائیل ۴۲

کی ضرور کوشش کرتے۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان کائنات کانظام چلاتے ہوئے نہ وہ تھکتا ہے،

...لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ... ⁽¹⁾

اور نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

اس نے اپنی قدرت اور اختیارات کسی کو چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا کسی کو نہیں سونپے، سب کچھ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، وہ جو چاہے کرے اسے کوئی پوچھنے والا بھی نہیں، پکارنا ایک عبادت ہے اور عبادت کے لائق صرف معبود حقیقی ہی ہوسکتا ہے اس لئے اپنی مشکلات ومصائب وپریشانیوں میں اس کے سوا کسی کو نہ پکارنا اور نہ ہی کوئی تمہاری فریاد، پکار کو سن سکتا ہے اور نہ تمہاری مدد کو پہنچ سکتا ہے، اپنی فریادوں اور کاموں میں اپنی طرف سے جو بھی تدبیر کرسکتے ہو ضرور کرنا اور پھر اسی رب پر امید، توکل اور بھروسہ رکھنا، وہی بھروسے کے لائق ہے ،تمہاری محنتیں اور تدابیر اپنی جگہ پر مگر یاد رکھنا ہوگا وہی جو اس کی منشاو مصلحت ہوگی اور اسی میں تمہارا فائدہ بھی ہوگا، ابلیس تمہارا کھلا دشمن ہے جس کا مقصد حیات ہی یہی ہے کہ انسانوں کو رب کی راہ سے ہٹاکر ظلمتوں میں گم کردے، جیسے فرمایا

قَالَ فَبِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَٰنِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَٰكِرِينَ ﴿١٧﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

اس سے نہایت چوکنا رہنا اور توحید کی پکی اور سیدھی راہ کو اپنانا اسی میں تمہاری نجات اور رب کی بخشش ہے، اور اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف نہ ہوجانا اللہ علام الغیوب ہے، وہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے اس سے کوئی بھی چھوٹے سے چھوٹا کام، وہ چاہے اچھا ہو یا برا، بندہ کتنا بھی مخفی ترین جگہ پر کرے اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں رہ سکتا اس کا علم مخفی ترین چیز تک محیط ہے، اندھیری رات میں چلنے والی چیونٹی کی حرکات وسکنات سے بھی وہ باخبر ہے، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کو حاضر کردے گا، جیسے فرمایا

...وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا... ﴿٤٩﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾ ⁽⁴⁾

---

(1) البقرہ ۲۵۵

(2) الاعراف ۱۷

(3) الکہف ۴۹

(4) الزلزال ۸،۷

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اور تمہارے اعمال کے مطابق اچھی یا بری جزا یا سزا دے گا، جیسے فرمایا

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ... ﴿۴۷﴾ (۱)

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ يَعْمَلُ فِي صَخْرَةٍ صَمَّاءَ لَيْسَ لَهَا بَابٌ، وَلَا كُوَّةٌ لَخَرَجَ عَمَلُهُ لِلنَّاسِ كَائِنًا مَا كَانَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص بے سوراخ کے پتھر میں بھی عمل کرے گا جس کا کوئی دروازہ ہو نہ کھڑکی تو اس کا وہ عمل لوگوں میں مشہور ہو جائے گا خواہ وہ عمل کسی طرح کا ہو۔ (۲)

اور اے میرے بیٹے! نماز قائم کرنا جو برائیوں سے بچاتی ہے، جیسے فرمایا

...وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ... ﴿۴۵﴾ (۳)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

اور جس سے رب کا قرب حاصل ہوتا ہے، رب کے حضور اپنی پیشانی زمین پر رکھ کر اس کی خشوع وخضوع سے حمد وثنا کرنا اس وقت تم رب کے سب سے زیادہ قریب ہو گے لہذا اس وقت رب سے اپنی بخشش طلب کرنا اپنی ضروریات بیان کرنا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ سجدے میں اپنے پروردگار سے (اس کی رحمت اور فضل سے) بہت نزدیک ہوتا ہے لہذا سجدے میں بہت دعا کیا کرو۔ (۴)

یاد رکھو وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہ ہو، وہ ایمان بے سود ہے، زبانی دعویٰ ہے جس میں رب کی یاد کے لئے نماز نہ ہو،

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا دِينَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ (۵)

رب کے حضور سر نہ جھکانا تکبر ہے کفر ہے جس کی سزا جہنم ہے، جیسے فرمایا

---

(۱) الانبیاء ۴۷

(۲) مسند احمد ۱۱۲۲۹

(۳) العنکبوت ۴۵

(۴) صحیح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۸۳، السنن الکبری للنسائی ۷۲۷، مسند احمد ۹۴۶۱

(۵) تعظیم قدر الصلاۃ ۱۰۷۸

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿٤٣﴾ [1]

ترجمہ:وہ(دوزخی) کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔

اورصرف اپنے اعمالوں میں نہ گم ہوجانا کہ صرف اپنی نجات کی فکر کرو اور دوسروں کی اصلاح کی فکر نہ کرو اور معروف کاموں کا حکم نہ دو، برائی کو دیکھو اور اسے بدلنے کی کوشش نہ کرو، ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھو اور ظالم کا ہاتھ نہ پکڑو تو اس وقت تمہارا رب تم پر غصہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول نہیں فرمائے گا بعید نہیں کہ اللہ تمہیں بھی اپنے عذاب میں لپیٹ لے،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنْ الْمُنْكَرِ قَبْلَ أَنْ تَدْعُوا فَلَا يُسْتَجَابَ لَكُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو قبل ازیں کہ تم دعائیں مانگو اور تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں۔ [2]

عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَؤونَ هَذِهِ الْآيَةَ {يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ} [3] ، وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغيرُوهُ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابِهِ

قیس سے مروی ہے ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد فرمایا اے لوگو! تم اس آیت کی تلاوت کرتے ہو "اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو اگر تم راہ راست پر ہو تو کوئی گمراہ شخص تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔" اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ گناہ کا کام ہوتے ہوئے دیکھیں اور اسے بدلنے کی کوشش نہ کریں تو عنقریب ان سب کو اللہ کا عذاب گھیر لے گا۔ [4]

اس لئے لوگوں کو حق بات کی نصیحت کرتے اور برے کاموں پر انہیں نرمی، حکمت اور دلائل سے منع کرتے رہنا، بلاشبہ یہ بہت ہی مشکل راہ ہے، اس راہ میں مشکلات ہی مشکلات ہیں، اس راہ میں شدائد ومصائب اور طعن وملامت ناگزیر ہے، پھر تم پر اس پسندیدہ کام کے عوض جو بھی مصیبت آجائے تو آہ وفغاں نہ کرنے لگ جانا، گھبرا کر کنارہ کش نہ ہوجانا بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور مضبوطی سے صبر کا دامن تھامے رکھنا کہ یہ عزم وہمت کے کاموں میں سے ہے اور اہل عزم وہمت کا ایک بڑا ہتھیار ہے، اس کے بغیر فریضہ تبلیغ کی ادائیگی ممکن ہی نہیں، اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور بہترین صلہ عنایت کرتا ہے، جیسے فرمایا

---

[1] المدثر ۴۳

[2] سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفِتَنِ بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ۴۰۰۴

[3] المائدة: ۱۰۵

[4] مسند احمد ا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱسْتَعِينُوا بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿۱۵۳﴾ [۱]

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز سے مدد لو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور لوگوں کو حقیر وکمتر جان کر ان سے تکبر سے نہ ملنا کہ جب وہ تم سے ہم کلام ہوں تو تو ان سے اپنا منہ پھیر لے،اور ایسی چال یا رویہ جس سے مال و دولت یا جاہ ومنصب یا قوت وطاقت کی وجہ سے فخر وغرور کا اظہار ہوتا ہو اس کا اظہار نہ کر، یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اس لئے کہ انسان ایک بندہ عاجز وحقیر ہے اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق عاجزی وانکساری ہی اختیار کیے رکھے اس سے تجاوز کر کے بڑائی کا اظہار نہ کرے کہ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے زیبا ہے جو تمام اختیارات کا مالک اور تمام خوبیوں کا منبع ہے، جیسے فرمایا

وَلَا تَمْشِ فِي ٱلْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ ٱلْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ ٱلْجِبَالَ طُولًا ﴿۳۷﴾ [۲]

ترجمہ:زمین میں اکڑ کر نہ چلو،تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہو گا وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا اور جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہو اوہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ [۳]

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سالم بن عبداللہ اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا (پاجامہ یا تہبند وغیرہ) تکبر اور غرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتا چلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں۔ [۴]

عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ، لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَرَّتَيْنِ، قَالَ: " لَا تَقُلْ: عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ " قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ:أَنَا رَسُولُ اللَّهِ الَّذِي

---

[۱] البقرة۱۵۳

[۲] بنی اسرائیل۳۷

[۳] سنن ابوداودکتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ۴۰۹۱، مسنداحمد۳۹۱۳، صحیح ابن حبان۲۲۴،مسندابی یعلی ۵۳۳۰، شرح السنة للبغوی ۳۵۸۷

[۴] صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا۳۶۶۵ ،سنن ابوداودکتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ۴۰۸۵، مسنداحمد۴۸۸۴، صحیح ابن حبان ۵۴۴۴،السنن الکبری للنسائی ۹۶۳۶،السنن الکبری للبیهقی ۳۳۱۴،مسندابی یعلی ۵۵۵۲

إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ، أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ - أَوْ فَلَاةٍ - فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ، رَدَّهَا عَلَيْكَ،

ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے کی مراجعت کرتے تھے (یعنی ان کی رائے کو قبول کرتے تھے) وہ کوئی بات نہیں کہتے تھے مگر لوگ اسے مان لیتے تھے میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میں نے کہا علیک السلام اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دو مرتبہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیک السلام مت کہو اس لیے کہ علیک السلام تو مردوں کا سلام ہے تم السلام علیک کہو، راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس اللہ کا، جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو تم اسے پکارو پس وہ تمہاری تکلیف کو دور کر دے گا اور اگر تمہیں کسی سال قحط سالی کا سامنا کرنا پڑے تو اسے پکارو تو وہ تمہارے واسطے (اناج) اگائے گا اور جب تم کسی بنجر زمین یا صحرا میں ہو اور وہ تمہاری سواری گم ہو جائے تو تم اسے پکارو تو وہ اس سواری کو تمہیں لوٹا دے گا

قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ إِلَيَّ، قَالَ:لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيرًا، وَلَا شَاةً، قَالَ:وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ عَلَيْهِ

راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے عہد لیجیے، فرمایا کہ تو ہرگز کسی کو برا بھلا مت کہو، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں نے کسی کو برا بھلا نہیں کہا خواہ وہ غلام ہو یا آزاد، اونٹ کو نہ بکری کو، اور فرمایا کہ نیکی کی کسی بات کو حقیر مت سمجھو اور اگر تم اپنے بھائی سے ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ملو تو بیشک یہ نیکی ہے، اور اپنے تہبند کو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک اونچا رکھو، پس اگر اس سے انکار کرو تو کم از کم ٹخنوں سے اونچا رکھو اور تہبند (شلوار یا پاجامہ وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچتے رہو اس لیے کہ یہ تکبر میں سے ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتا، اور اگر کوئی شخص تمہیں برا بھلا کہے اور تمہارے اندر جس عیب کا اسے علم ہو اس سے تمہیں عار دلائے تو تم اسے اس کے عیب سے عار مت دلانا جو تمہیں معلوم ہو کہ اس کا وبال تم پر ہی پڑے گا۔ [1]

حَدَّثَنِي عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ، حَدَّثَتْنِي بِنْتُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، قَالَتْ: لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ} [2] دَخَلَ ثَابِتٌ بَيْتَهُ، وَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَطَفِقَ يَبْكِي، فَفَقَدَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَدَنَا لَهُ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: أَنَا رَجُلٌ شَدِيدُ الصَّوْتِ، أَخَافُ أَنْ يَكُونَ قَدْ حَبِطَ عَمَلِي، قَالَ:لَسْتَ مِنْهُمْ بَلْ تَعِيشُ بِخَيْرٍ وَتَمُوتُ بِخَيْرٍ قَالَ: ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: {إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ} [3]

[1] سنن ابوداودکتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ ۴۰۸۴ ،السنن الکبری للبیھقی ۲۱۰۹۳

[2] الحجرات: ۲

[3] لقمان: ۱۸

، فَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ وَطَفِقَ يَبْكِي، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَخْبَرَهُ بِمَا أَنْزَلَهُ اللهُ تَعَالَى،

عطاء خراسانی کہتے ہیں ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس کی بیٹی سے مروی ہے جب سورہ لقمان کی آیت "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو۔" نازل ہوئی تو اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو۔" تو میرے والد گھر میں داخل ہو کر بیٹھ گئے اور دروازہ بند کر دیا اور رونے لگے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کئی دن نہ دیکھا تو کسی کو ان کی خبر لانے کے لیے بھیجا، وہ شخص ان کے پاس پہنچا اور گھر میں بیٹھنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا میں ایک ایسا شخص ہوں جس کی آواز بہت بلند ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے بولا تو میرے تمام اعمال ضائع چلے جائیں گے اور میں خالی ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت " اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔" نازل فرمائی تو پھر ہیبت الٰہی سے لرزہ براندام ہو گئے اور گھر میں بیٹھ کر دروازہ بند کر دیا اور رونا شروع کر دیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کئی دن نہ دیکھا تو کسی کو ان کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔

فافتقده رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وعلى آله وَسَلَّمَ وقال ما شأن ثابت ، قالوا يا رسول الله والله ما ندري ما شأنه غير أنه قد أغلق بابه عليه فطفق يبكي فيه، فأرسل إليه رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وعلى آله وَسَلَّمَ وقال ما شأنك

ایک روایت میں ہے جب کئی دن تک ثابت رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا تو پوچھا ثابت رضی اللہ عنہ کو کیا ہوا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے مگر انہوں نے اپنے پر اپنے گھر کے دروازے بند کر دیے ہیں اور روتے جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا جب وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا اے ثابت رضی اللہ عنہ! کیا ہوا ہے؟۔ [1]

فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ الْجَمَالَ، وَأُحِبُّ أَنْ أَسُودَ قَوْمِي، فَقَالَ:لَسْتَ مِنْهُمْ، بَلْ تَعِيشُ حَمِيدًا وَتُقْتَلُ شَهِيدًا، وَيُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ

توانہوں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں زینت جمال اور اپنی تعریف پسند کرتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ اس آیت کی رو سے میں تباہ نہ ہو جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثابت رضی اللہ عنہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم اس طرح بھلائی کی زندگی گزارو کہ تمہاری تعریف کی جائے اور شہادت کی موت پا کر تم جنت میں داخل ہو؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ باتیں تو مجھے پسند ہیں۔ [2]

دَخَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلِيلٌ فَقَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ الشَّمَّاسِ ،

ایک دفعہ ثابت رضی اللہ عنہ علیل ہو گئے اور چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے ان کے گھر تشریف لائے اور دعا فرمائی۔ [3]

[1] المتفق والمفترق ۵۹۴/۱

[2] الروح ۱۵/۱،معجم الصحابة للبغوى ۳۹۱/۱،معرفة الصحابة لابی نعیم ۳۵۹۰/۲،الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۲۰۲/۱

[3] تهذيب التهذيب ۱۲/۲،الثقات لابن حبان ۴۳/۳

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ

عیاض رضی اللہ عنہ بن حمار سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہے کہ تم لوگ تواضع اور فروتنی اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی دوسرے پر زیادتی نہ کرے اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے پر فخر ومباہات کرے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ

اورابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جوشخص یہ کہے کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں تو اس نے جھوٹ کہا۔ (۲)

اس لئے اپنی چال ورویہ، زندگی کے ہر معاملات، رب کی خوشنودی کے لئے راہ خدا خرچ کرنا اور عبادات میں بھی میانہ روی اختیار کرنا، جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا اور اے میرے بیٹے! چیخ یا چلا کر بات کرنے کے بجائے نرمی اور حلیمی سے گفتگو کرنا، چیخ وچلا کر گفتگو کرنا جاہلوں کا طریقہ کار ہے جو پسندیدہ نہیں اگر اونچی آواز سے بات کرنا پسندیدہ ہوتا تو گدھے کی آواز سب سے اچھی سمجھی جاتی، لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ گدھے کی آواز سب سے بدتر اور کریہہ ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو اس لیے کہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے، اور جب گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے شیطان کی پناہ مانگو اس لئے کہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔ (۳)

لقمان حکیم کی مزید چند نصیحتیں جو روایات میں مذکور ہیں،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لُقْمَانَ الْحَكِيمَ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا اسْتُودِعَ شَيْئًا حَفِظَهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لقمان حکیم کہا کرتے تھے کہ جب کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے تو وہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ (۴)

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ:يَا

---

(۱) سنن ابوداودکتَاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي التَّوَاضُعِ ۴۸۹۵

(۲) صحیح بخاری کِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ المُرْسَلِينَ ۴۶۰۴

(۳) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابٌ خَيْرُ مَالِ المُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الجِبَالِ ۳۳۰۳، صحیح مسلم کتاب الذکروالدعاء بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ عِنْدَ صِيَاحِ الدِّيكِ ۶۹۲۰، سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّيكِ وَالْبَهَائِمِ ۵۱۰۲، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ نَهِيقَ الحِمَارِ ۳۴۵۹، سنن الکبری للنسائی ۱۰۷۱۴، شرح السنة للبغوی ۱۳۳۴

(۴) مسنداحمد ۵۶۰۵

بُنَيَّ إِيَّاكَ وَالتَّقَنُّعَ، فَإِنَّهَا مَخُوفَةٌ بِاللَّيْلِ مَذَلَّةٌ بِالنَّهَارِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے! تکلف کے ساتھ قناعت سے اجتناب کرو کیونکہ یہ رات کے خوف وخطر اور دن میں ذلیل ہونے کا سبب ہے۔ (۱)

عَنِ السُّدِّيِّ بْنِ يَحْيَى قَالَ: قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ: أَيْ بُنَيَّ، إِنَّ الْحِكْمَةَ أَجْلَسَتِ الْمَسَاكِينَ مَجَالِسَ الْمُلُوكِ

سدی بن یحییٰ سے روایت ہے لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے! حکمت و دانش نے مسکینوں کو بادشاہوں کی مجلس میں بٹھادیا ہے۔ (۲)

عَنْ عَوْنٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ , أَنَّ لُقْمَانَ , قَالَ لِابْنِهِ:يَا بُنَيَّ , إِذَا أَتَيْتَ مَجْلِسَ قَوْمٍ فَارْمِهِمْ بِسَهْمِ الْإِسْلَامِ , وَلَا تَنْطِقْ حَتَّى تَرَاهُمْ قَدْ نَطَقُوا , فَإِنْ أَفَاضُوا فِي ذِكْرِ اللهِ فَامْضِ مَعَهُمْ , وَإِنْ أَفَاضُوا فِي غَيْرِ ذَلِكَ فَتَحَوَّلَ مِنْهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ

عون بن عبداللہ سے مروی ہے لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے! جب تم قوم کی مجلس میں آؤ تو انہیں سلام کہو پھر ایک کونے میں بیٹھ جاؤ، اس وقت تک بات نہ کرو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ انہوں نے گفتگو شروع کر دی ہے، اگر وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائیں تو تم اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو اور اگر وہ کسی اور موضوع پر گفتگو کریں تو ان سے کنارہ کشی اختیار کر کے دوسرے لوگوں کی مجلس کو اختیار کر لو۔ (۳)

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کی ہر چیز کو ہمارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں

ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًی وَّ لَا كِتٰبٍ

اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں، بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب

مُّنِیْرٍ ﴿۲۰﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

کے جھگڑا کرتے ہیں، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کی تابعداری کرو تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو جس طریق پر

عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۲۱﴾ (لقمان۲۰،۲۱)

اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اسی کی تابعداری کریں گے اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو۔

کیا تم لوگ مشاہدہ نہیں کرتے کہ اللہ نے آسمانوں میں مثلاً چاند، سورج، ستارے، اور زمین میں مثلاً ہوا، بارش، پانی کی نہریں، چشمے، دریا، سمندر، مٹی، آگ، نباتات، معدنیات اور مویشی وغیرہ سب کو ایسے ضابطوں کا پابند بنادیا ہے کہ یہ انسانوں کے لئے کام کر رہے ہیں

(۱) تفسیرابن ابی حاتم۹،۳۰۹۸،مستدرک حاکم۳۵۴۳

(۲) الزھدلابن حنبل۵۳۹

(۳) شعب الایمان۹۰۰۳

اور انسان ان سے فیض یاب ہو رہا ہے، جیسے فرمایا

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ... ﴿۱۳﴾ [۱]

ترجمہ: اس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا سب کچھ اپنے پاس سے۔

اور اللہ نے اپنی ظاہری نعمتیں جن کا ادراک عقل وحواس سے ممکن ہے اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں مثلاً رسولوں کا بھیجنا، انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے کتابوں کا نازل فرمانا، شک وشبہ دلوں سے دور کرنا وغیرہ یہ ایسی نعمتیں ہیں جن کا ادراک واحساس تمہیں نہیں ہے اور نہ تم ان کا شمار ہی کر سکتے لیکن اس کے باوجود لوگ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان نہیں لاتے، اس کی نعمتوں پر شکر اور اطاعت گزار ہونے کے بجائے ناشکری اور نافرمانی کرتے ہیں، اور کسی عقلی دلیل یا کسی رسول کی ہدایت یا کسی صحیفہ آسمانی سے ثبوت کے بغیر اللہ کے احکام وشرائع اور اس کے وجود کے بارے میں جھگڑتے ہیں، جیسے فرمایا

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ... ﴿۳۵﴾ [۲]

ترجمہ: اور اللہ کی آیات میں جھگڑے کرتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی سند یا دلیل آئی ہو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۸﴾ [۳]

ترجمہ: بعض اور لوگ ایسے ہیں کہ کسی علم اور ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے بغیر گردن اکڑائے ہوئے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔

اور ہر طرح کے واضح دلائل کے باوجود اس کا شریک گردانتے ہیں، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس ہدایت کی پیروی کرو جو اللہ نے رسولوں کے ذریعے تمہاری رہنمائی کے لئے نازل کی ہے تاکہ تم جہنم کے دردناک عذاب سے نجات پا کر نعمتوں بھری جنتوں کے وارث بن جاؤ تو یہ جاہل اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم تو آنکھیں بند کر کے ان عقائد ونظریات، رسم ورواج کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کا اور ان کے باپ دادا کا رد کرتے ہوئے فرمایا کیا یہ پھر بھی اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کریں گے چاہے شیطان نے ان کے آباؤ اجداد کو راہ راست سے بہکا رکھا ہو اور وہ اس کے چیلے بن کر دوزخ کے عذاب کی طرف بڑھ رہے ہوں؟

وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ

اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکوکار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا،

وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَ مَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

تمام کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہے، کافروں کے کفر سے آپ رنجیدہ نہ ہوں آخر ان سب کا لوٹنا تو ہماری جانب ہی ہے

[۱] الجاثیۃ ۱۳

[۲] المومن ۳۵

[۳] الحج ۸

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا

پھر ہم ان کو بتائیں گے جو انہوں نے کیا بیشک اللہ سینوں کے بھید تک سے واقف ہے، ہم انھیں گو کچھ یونہی فائدہ دے دیں،

ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ (لقمان ۲۲ تا ۲۴)

لیکن (بالآخر) ہم انھیں نہایت بیچارگی کی حالت میں سخت عذاب کی طرف ہنکالے جائیں گے۔

جو شخص اللہ کی نازل کردہ ہدایت کو اپنی پوری زندگی کا قانون بنائے اور وہ عملاً حق کا اتباع اور منہیات کا ترک کرنے والا بھی ہو، اس نے اللہ سے وعدہ لے لیا ہے کہ وہ اسے عذابوں میں مبتلا نہیں کرے گا اور سارے معاملات کا آخری فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ ہے، اب جو شخص رسول مبعوث ہونے، جلیل القدر اور مضبوط دلائل والی کتاب نازل ہونے اور آپ ﷺ کی انتھک کوششوں کے باوجود کفر و شرک میں مبتلا رہنا پسند کرتا ہے تو تمہیں اس کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں، ایک وقت مقررہ پر انہیں پلٹ کر آنا تو ہماری ہی طرف ہے، پھر ہم انہیں بتادیں گے کہ دنیا میں وہ کفر و عداوت، دعوت حق کو مغلوب کرنے، رسولوں اور اہل ایمان پر ظلم و ستم کرنے اور لوگوں کو راہ راست سے روکنے کے لئے کیا جد و جہد کرتے رہے تھے اور ان کو اس کے صلہ میں کیا جزادی جائے، یقیناً اللہ سے کوئی بھی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے بھید اور آنکھوں کی خیانت تک جانتا ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

ہم چند روز انہیں دنیا کی لذتوں اور نعمتوں سے شاد کام ہونے کا موقع دے رہے ہیں پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے، جیسے فرمایا

...فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ [۲]

ترجمہ: حالانکہ کفر کرنے والوں کو لازماً ہم بتا کر رہیں گے کہ وہ کیا کر کے آئے ہیں اور انہیں ہم بڑے گندے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے ؟ تو ضرور جواب دیں گے کہ اللہ،

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

تو کہہ دیجئے کہ سب تعریفوں کے لائق اللہ ہی ہے لیکن ان میں اکثر بے علم ہیں، آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے

---

[۱] المومن ۱۹

[۲] حم السجدہ ۵۰

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ

وہ سب اللہ ہی کا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بڑا بے نیاز اور سزاوار حمد و ثنا ہے، روئے زمین کے (تمام) درختوں کے اگر قلمیں

وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ

ہو جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی ہو اور ان کے بعد سات سمندر اور ہوں تاہم اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے،

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ

بیشک اللہ تعالیٰ غالب اور باحکمت ہے، تم سب کی پیدائش اور مرنے کے بعد زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک جی کا،

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ (لقمان ۲۵ تا ۲۸)

بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

حاکم اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ ہے:

یہ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ان کا خالق اللہ وحدہ لاشریک ہے، آسمان و زمین سے رزق بھی وہی عطا فرماتا ہے، تو ان کے اس اقرار کو ان کے انکار کے خلاف حجت بناتے ہوئے کہہ دو ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے، جب تم ہر چیز کا خالق و رازق اللہ کو تسلیم کرتے ہو تو پھر حمد و ثنا، تسبیح و تحمید، عبادت اور اطاعت کی سزاوار ہستی بھی اللہ ہی کی ہونی چاہیے، اس کو چھوڑ کر اس کی مخلوق اس کی مستحق کیسے ہو سکتی ہے جنہوں نے اس کائنات میں نہ کچھ پیدا کیا ہے، نہ اللہ کی تخلیق میں حصہ دار ہے اور نہ ہی رزق دینے پر قدرت رکھتے ہیں، مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں کہ اللہ کو خالق کائنات ماننے کے لازمی نتائج اور تقاضے کیا ہیں، اس لئے دوسروں کو اس کا شریک ٹھہرا رکھا ہے، اور اللہ آسمان و زمین اور چھوٹی بڑی چیز کا خالق ہی نہیں مالک بھی ہے اور وہی کائنات کا مدبر و متصرف ہے، بے شک اللہ کسی کا محتاج نہیں اور ساری مخلوقات اس کی محتاج ہیں، جیسے فرمایا

مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ [1]

ترجمہ: میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔

اور وہ اپنی ذات و صفات میں حمد و ثنا کی سزاوار ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی، جلالت شان، اس کے اسمائے حسنیٰ، صفات علیا، اس کے وہ کلمات جو اس کی عظمتوں پر دلالت کناں ہیں، اس کے تخلیقی کام اور اس کی قدرت و حکمت کے کرشمے اتنے ہیں کہ کسی کے لئے ان کا احاطہ یا ان سے مکمل آگاہی یا ان کی حقیقت تک پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے، اگر کوئی ان کو شمار کرنا اور تحریر میں لانا چاہے تو دنیا بھر کے درختوں کے قلم گھس جائیں، سمندروں کے پانی کی بنائی ہوئی سیاہی ختم ہو جائے لیکن اللہ کی معلومات، اس کی تخلیق و صنعت کے عجائبات اور اس کی عظمت و جلالت کے مظاہر کو شمار نہیں کیا جا سکتا، چاہے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں (لکھنے سے) ختم نہ ہوں گی، جیسے ارشاد فرمایا

[1] الذاریات ۵۷

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ [۱]

ترجمہ:اے نبی! کہو کہ اگر سمندر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے روشنائی بن جائے تو وہ ختم ہو جائے مگر میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی ،بلکہ اگر اتنی ہی روشنائی ہم اور لے آئیں تو وہ بھی کفایت نہ کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُولُ:اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے ایک رات بچھونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا،میں نے ڈھونڈا (حجرے میں اندھیرا تھا اور چراغ نہ تھا) میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوے پر پڑا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کی تیرے غصہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مجھے تیری تعریف کرنے کی طاقت نہیں تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔ [۲]

بے شک اللہ غلبہ والا ہے،تمام اشیاء اس کے سامنے پست وعاجز ہیں اور بڑی حکمت والا ہے،اس کی قدرت تخلیق اتنی عظیم ہے کہ ابتدائے آفرینش سے قیامت تک جتنے لوگ پیدا ہوں گے ان سب کو آن کی آن میں پھر پیدا کر دینا اس کے لئے ایک نفس کے زندہ کرنے یا پیدا کرنے کی طرح ہے،وہ جو کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے اسباب ووسائل کی ضرورت نہیں پڑتی،وہ تو بس اپنا کلمہ قدرت کن کہتا ہے اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے،جیسے فرمایا

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ [۳]

ترجمہ:وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ [۴]

ترجمہ:اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکتے وہ عمل میں آجاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کے اقوال کو سننے والا اور ان کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔

---

[۱] الکہف ۱۰۹

[۲] صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ۱۰۹۰،سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء بَابُ مَا تَعَوَّذَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۸۴۱، مسند احمد ۲۴۳۱۲، صحیح ابن حبان ۱۹۳۲،سنن الدارقطنی ۵۱۵،السنن الکبری للبیہقی ۶۱۴،مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۹۱۴۰،مسند ابی یعلی ۴۵۶۵،مصنف عبدالرزاق ۲۸۸۳،شرح السنۃ للبغوی ۱۳۶۶

[۳] یٰسین ۸۲

[۴] القمر ۵۰

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ

کیا آپ نے نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں کھپا دیتا ہے، سورج

وَ الْقَمَرَ ۫ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾

چاند کو اسی نے فرماں بردار کر رکھا ہے کہ ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے، اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے،

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ

یہ سب (انتظامات) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کے سوا جن جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں

وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ (لقمان ۲۹،۳۰)

اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بلندیوں والا اور بڑی شان والا ہے۔

اللہ کے سامنے ہر چیز حقیر و پست ہے:

کیا یہ لوگ اللہ کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ نہیں کرتے کہ اللہ رات کا کچھ حصہ لے کر دن میں شامل کر دیتا ہے جس سے دن بڑا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے، اور پھر دن کا کچھ حصہ لے کر رات میں شامل کر دیتا ہے جس سے رات بڑی اور دن چھوٹا ہو جاتا ہے،؟ سورج اور چاند کو انسان قدیم زمانے سے معبود بناتا چلا آ رہا ہے اور آج بھی بہت سے انسان انہیں دیوتا مانتے ہیں، ان کے بارے میں فرمایا کہ سورج و چاند ہو یا کوئی اور تارا یا سیارہ، ان میں کوئی چیز بھی نہ ازلی ہے نہ ابدی، سب اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی نے ان کی گردش کے لئے ایک منزل اور ایک دائرہ متعین کیا ہوا ہے، جیسے فرمایا

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ [1]

ترجمہ: اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے، اور چاند اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ اِن سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے، نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

جہاں ان کا سفر ختم ہوتا ہے اور دوسرے روز پھر وہاں سے شروع ہو کر پہلی منزل پر آ کر ٹھہر جاتا ہے اور قیامت تک یہ اس طرح اپنا کام جاری رکھیں گے، اور جب صور پھونکا جائے گا تو تمام کائنات کے ساتھ یہ بھی بے نور ہو جائیں گے، جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ [2]

---

[1] یٰسین ۳۸ تا ۴۰

[2] القیامۃ ۶ تا ۹

ترجمہ: پوچھتا ہے آخر کب آنا ہے وہ قیامت کا دن؟ پھر جب دیدے پتھرا جائیں گے اور چاند بے نور ہو جائے گا اور چاند سورج ملا کر ایک کر دیے جائیں گے۔

ذرا سوچو جو چیز اپنی مرضی سے حرکت نہ کر سکے اور حادث ہو وہ معبود کیسے ہو سکتی ہے،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِأَبِي ذَرٍّ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ:أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ؟، قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ العَرْشِ، فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ، فَلاَ يُقْبَلَ مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلاَ يُؤْذَنَ لَهَا يُقَالُ لَهَا: ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سورج غروب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم کو معلوم ہے یہ سورج کہاں جاتا (غروب ہوتا) ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی آخری منزل عرش الٰہی ہے یہ وہاں جاتا ہے اور زیر عرش سجدہ ریز ہوتا ہے پھر (وہاں سے نکلنے کی) اپنے رب سے اجازت مانگتا ہے اور اسے اجازت دی جاتی ہے، اور وہ دن بھی قریب ہے جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہو گا اور اجازت چاہے گا لیکن اجازت نہ ملے گی، بلکہ اس کو کہا جائے گا تو جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا، چنانچہ وہ تو وہ مشرق سے طلوع ہونے کے بجائے مغرب سے طلوع ہو گا (جیسا کہ قرب قیامت کی علامات میں آتا ہے)۔ [1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:الشَّمْسُ بِمَنْزِلَةِ السَّاقِيَةِ تَجْرِي بِالنَّهَارِ فِي السَّمَاءِ فِي فَلَكِهَا، فَإِذَا غَرَبَتْ جَرَتْ بِاللَيْلِ فِي فَلَكِهَا تَحْتَ الْأَرْضِ حَتَّى تَطْلُعَ مِنْ مَشْرِقِهَا قَالَ: وَكَذَلِكَ الْقَمَرُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے سورج رہٹ کی طرح ہے دن کو آسمان پر اپنے مدار پر چلتا رہتا ہے، جب غروب ہو جاتا ہے تو رات کو زمین کے نیچے اپنے مدار پر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ مشرق سے طلوع ہو جاتا ہے، فرمایا اسی طرح چاند کا معاملہ ہے۔ [2]

اور تم جو بھی اعمال کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے، اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، پروردگار عالم یہ سب نشانیاں اس لئے ظاہر کرتا ہے تا کہ تم سمجھ لو کہ کائنات کا نظام چلانے والا صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے، وہی مختار کل ہے، اس کے سوا کسی کے پاس کوئی قدرت اور اختیار نہیں ہے بلکہ سب مخلوق اس کی محتاج ہے اور ایک ذرے کو ہلانے کی قدرت بھی نہیں رکھتی، اللہ کی عظمت شان، علو مرتبت اور بڑائی کے سامنے ہر چیز حقیر اور پست ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالقَمَرِ بِحُسْبَانٍ۳۱۹۹،وکتاب التفسیرسورة يٰسين بَابُ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ العَزِيزِ العَلِيمِ ۴۸۰۳،۴۸۰۲،وکتاب التوحیدالجھمیةبَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ۷۴۳۳،۷۴۲۴، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ۳۹۶، شرح السنة للبغوی ۴۲۹۲

[2] تفسیرابن ابی حاتم ۱۲۸۵

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ ؕ

کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ دریا میں کشتیاں اللہ کے فضل سے چل رہی ہیں اس لیے کہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھادے،

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ

یقیناً اس میں ہر ایک صبر وشکر کرنے والے کے لیے، بہت سی نشانیاں ہیں، اور جب سمندر پر موجیں سائبانوں کی طرح چھاجاتی ہیں

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ

تو وہ (نہایت) خلوص کے ساتھ اعتقاد کر کے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں، پھر جب وہ (باری تعالیٰ) انھیں نجات دے

اِلَی الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ

کر خشکی کی طرف پہنچاتا ہے تو کچھ ان میں سے اعتدال پر رہتے ہیں، اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی کرتے ہیں

اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ (لقمان ۳۱،۳۲)

جو بدعہد اور ناشکرے ہوں۔

طوفانوں، مصیبتوں میں خودساختہ معبود گم ہوجاتے ہیں:

سمندروں اور دریاؤں میں کشتیوں کا چلنا بھی اللہ کے لطف وکرم کا مظہر اور اس کی قدرت تسخیر کا ایک نمونہ ہے، اگر وہ پانی میں کشتی کو تھامنے اور کشتی میں پانی کو کاٹنے کی قوت نہ رکھتا تو پانی میں کشتیاں کیسے چلتیں؟ جو انسان تکالیف و پریشانیوں میں صبر اور راحت وخوشی میں شکر کرنے والا ہوتا ہے وہ اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر حقیقت کا ادراک کر جاتا ہے اور توحید کی راہ پر گامزن ہوجاتا ہے، اور جب سمندر میں سفر کرتے ہوئے کفار ومشرکین کی کشتیاں پہاڑوں کی طرح بلند وبالا طوفانی موجیں چھتری کی مانند ان پر چھاجاتی ہیں اور موت کا آہنی پنجہ انہیں اپنی گرفت میں لیتا نظر آتا ہے تو شرک و دہریت کو چھوڑ کر خلوص نیت سے گریہ وزاری کرتے ہوئے اللہ وحدہ لاشریک کو پکارنے لگتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اگر وہ انہیں اس مصیبت سے نجات دے دے تو ایمان لائیں گے، توحید کا راستہ اختیار کریں گے اور اطاعت کریں گے، مگر جب اللہ انہیں بچا کر خیریت سے خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو اللہ کے اس احسان کے باوجود اللہ کی عبادت واطاعت نہیں کرتے، جیسے فرمایا

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ [1]

ترجمہ: جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے تھے وہ سب گم ہوجاتے ہیں، مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو، انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔

---

[1] بنی اسرائیل ۶۷

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿۶۵﴾ (۱)

ترجمہ: جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں، پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ اللہ کی دی ہوئی نجات پر اس کا کفران نعمت کریں اور (حیات دنیا کے) مزے لوٹیں۔ اور ہماری آیتوں کا وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہوتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ

لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کو کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا

وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وقفة

اور نہ بیٹا اپنے باپ کا ذرا سا بھی نفع کرنے والا ہو گا (یاد رکھو) اللہ کا وعدہ سچا ہے (دیکھو) تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿۳۳﴾ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ج

نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) تمہیں دھوکے میں ڈال دے، بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے،

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ

وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے، کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۳۴﴾ ع (لقمان۳۳،۳۴)

نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔

عیسائیت کا مشہور عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر لٹک کر خود جان دے کر سب لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا تھا اس نظریہ کو غلط ثابت کیا گیا، قیامت کے ہولناک دن سے ڈرایا اور تقویٰ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو! بچو اپنے رب کے غضب سے اور ڈرو اس دن سے جب کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے اپنی جان کا بدلہ نہ دے گا اور نہ ہی کوئی بیٹا اپنے باپ کے لئے اپنی جان بطور معاوضہ پیش کرے گا، اور نہ بھائی بھائی کے بدلے اور نہ غلام آقا کے بدلے رحم کھا کر اپنی جان پیش کرے گا، ہر شخص تن تنہا اپنے اعمال کا جواب دہ اور اپنے کیے کی سزا خود بھگتے گا، جیسے فرمایا

...وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ (۲)

ترجمہ: اور یہ اکیلا ہمارے سامنے حاضر ہو گا۔

(۱) العنکبوت ۶۵

(۲) مریم ۸۰

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ (۱)

ترجمہ:سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

جب دنیا کا قریب ترین رشتہ باپ بیٹا ایک دوسرے کے کام نہ آسکیں گے تو وہاں فلاں پیر صاحب کی ارادت کیا کام آئے گی اور آخرت میں وہ کیا دستگیری فرمائیں گے،

قَالَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ: قَالَ عُزَيْرٌ، عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَمَّا رَأَيْتُ بَلَاءَ قَوْمِي اشْتَدَّ حُزْنِي وَكَثُرَ هَمِّي، وَأَرِقَ نَوْمِي، فَضَرَعْتُ إِلَى رَبِّي وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ فَأَنَا فِي ذَلِكَ أَتَضَرَّعُ أَبْكِي إِذْ أَتَانِي الْمَلَكُ فَقُلْتُ لَهُ: أَخْبِرْنِي هَلْ تَشْفَعُ أَرْوَاحُ الْمُصَدِّقِينَ لِلظَّلَمَةِ، أَوِ الْآبَاءِ لِأَبْنَائِهِمْ؟

وہب بن منبہ کا قول ہے عزیر علیہ السلام نے کہا میں نے جب اپنی قوم کی آزمائش کو دیکھا تو اس سے مجھے اس قدر شدید حزن اور غم لاحق ہوا کہ میری نیند اڑ گئی تو میں نے اپنے رب تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کی، نماز پڑھی اور روزے رکھنے شروع کر دیے، اسی الحاح وزاری کے عالم میں میں رو رہا تھا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے یہ بتائیں کہ کیا صدیقین کی روحیں ظالموں کے لیے اور باپ اپنے بیٹوں کے لیے شفاعت کریں گے؟

قَالَ: إِنِ الْقِيَامَةَ فِيهَا فَصْلُ الْقَضَاءِ وَمُلْكٌ ظَاهِرٌ، لَيْسَ فِيهِ رُخْصَةٌ، لَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِ الرَّحْمَنِ، وَلَا يُؤْخَذُ فِيهِ وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ، وَلَا وَلَدٌ عَنْ وَالِدِهِ، وَلَا أَخٌ عَنْ أَخِيهِ، وَلَا عَبْدٌ عَنْ سَيِّدِهِ، وَلَا يَهْتَمُّ أَحَدٌ بِغَيْرِهِ وَلَا يَحْزَنُ لِحُزْنِهِ، وَلَا أَحَدَ يَرْحَمُهُ، كُلٌّ مُشْفِقٌ عَلَى نَفْسِهِ، وَلَا يُؤْخَذُ إِنْسَانٌ عَنْ إِنْسَانٍ، كُلٌّ يَهُم هَمَّهُ وَيَبْكِي عَوله، وَيَحْمِلُ وِزْرَهُ، وَلَا يَحْمِلُ وِزْرَهُ مَعَهُ غَيْرُهُ.

فرشتے نے جواب دیا قیامت کا دن فیصلوں کا دن ہوگا وہ ایسی زبردست بادشاہت کا دن ہوگا جس میں کسی کے لیے کوئی رخصت نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہ کر سکے گا اس دن اولاد کا باپ سے اور باپ کا اولاد سے مواخذہ نہیں ہوگا نہ بھائی کے بارے میں بھائی سے، اور آقا کے بارے میں غلام سے باز پرس ہوگی، کسی کے بارے میں کسی کو خیال نہیں ہوگا، کسی کو کسی کا غم نہ ہوگا، کوئی کسی پر رحم نہیں کھائے گا ہر ایک اپنے بارے میں تھر تھر کانپ رہا ہوگا، کسی انسان کا کسی دوسرے انسان سے قطعی مواخذہ نہیں ہوگا، ہر ایک اپنے غم میں مبتلا ہوگا ہر انسان اپنے انجام کے خوف سے رو رہا اور اپنے بوجھ کو اٹھائے ہوئے ہوگا، بوجھ اٹھانے میں کوئی اس کے ساتھ شامل نہ ہوگا۔ (۲)

اللہ کی ہر بات حق وسچ ہے، اے لوگو! دنیا کی زیب وزینت، اقتدار وطاقت اور خوشحالی کا نشہ، اللہ کے بارے میں غلط فہمیاں اور غلط عقائد تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں، یہ تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی، تمہارے ذہنوں میں غلط عقائد ونظریات گھڑنے والا شیطان ہے جو تم کو اللہ کے معاملے میں بے بنیاد امیدیں فراہم کرتا ہے کہ اللہ غفور ورحیم ہے وہ بخش دے گا، بیشک وہ غفور ورحیم ہے مگر وہ یہ نہیں کہتا کہ وہ جبار وقہار اور حسیب بھی ہے، اس نے ایک قانون بنایا ہے اور اسی کے مطابق روز آخرت وہ ذرہ ذرہ کا حساب کرے گا، جیسے فرمایا

(۱) مریم ۹۵

(۲) تفسیر ابن کثیر ۶؍۳۵۲

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۞ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۞ (۱)

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

مومنین کو جنتوں میں اور نافرمانوں کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔ جیسے فرمایا

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ (۲)

ترجمہ: آخر تمہیں دوزخ کی آگ کیوں نہ چھوئے گی؟ جو بھی بدی کمائے گا اور اپنی خطا کاری کے چکّر میں پڑا رہے گا، وہ دوزخی ہے اور دوزخ ہی میں وہ ہمیشہ رہے گا اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنتی ہیں اور جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وہ اس طرح دھوکا دیتا ہے کہ اللہ کی رحمت وسیع ہے، اس کی رحمت کا کوئی کنارہ نہیں ہے، اس نے روز اول ہی عرش پر لکھ دیا تھا کہ میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو عرش کے اوپر اپنے پاس لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَى اللهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جب مخلوق کو وجود عطاء کرنے کا فیصلہ فرمایا تو اس کتاب میں جو اس کے پاس عرش پر ہے لکھا کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ (۴)

اور وہ بخش دینے کو پسند کرتا ہے،

فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: إِنَّ اللهَ عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے اور بخش دینے کو پسند فرماتا ہے۔ (۵)

مگر یہ نہیں کہتا کہ وہ ان لوگوں کو بخش دینا پسند فرماتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت گزار ہوتے ہیں، اور اگر بشری تقاضوں سے کسی

---

(۱) الزلزال ۸،۷

(۲) البقرۃ ۸۲،۸۱

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ ۷۴۲۲

(۴) مسند احمد ۷۵۰۰

(۵) المسند للشاشي ۷۸۱، مصنف عبدالرزاق ۱۳۵۱۹، السنن الکبری للبیہقی ۱۷۶۱۲

بندے سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے اور وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو بیشک رب بخشنے والا اور رحیم ہے، جیسے فرمایا:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ [۱]

ترجمہ: اگر کوئی شخص برا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا۔

وہ یوں بھی دھوکا دیتا ہے کہ تم نے کلمہ توحید لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا ہے اور تم مسلمانوں میں شمار ہو گئے ہو اب اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں عمل صالحہ اختیار کرو یا نہ کرو وہ تمہاری بخشش فرما کر جنت میں داخل کر دے گا، بیشک اللہ رب العزت مالک الملک ہے وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے گرفت میں لے لے، مگر شیطان یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نظام عدل بھی ہے جس کے مطابق جو جیسا عمل لے کر پیش ہو گا اسی کے مطابق ہی جزا پائے گا، جو اس طرح دھوکا دیتا رہتا ہے کہ فلاں بزرگ اللہ کی بارگاہ میں بڑا پہنچا ہوا تھا، اللہ اس کی بات کو رد نہیں کر سکتا اس لئے اس کے آستانے کو لازم کر لو، اس کے لئے نذر و نیاز کا بندوبست کرو، اس کی قبر پر قربانیاں کرو اور روشنیاں جلاؤ، اس کی قبر کی طرف پشت مت کرو بلکہ سجدے میں گر کر اپنی گزارشات پیش کرو اگر یہ خوش ہو گئے تو مشکل کی اس گھڑی میں وہ تمہارے کام آجائے گا اور اللہ کی بارگاہ میں تمہارا سفارشی بن کر کھڑا ہو گا، مگر یہ نہیں کہتا کہ کس چھوٹے بڑے کی جرات وطاقت ہے کہ از خود اللہ کی بارگاہ میں لب کشائی کی جرات کرے یا کسی کی سفارش کر سکے، جیسے فرمایا

...مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ... ﴿۲۵۵﴾ [۲]

ترجمہ: کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟۔

دراصل اس طرح کے وسوسے ذہنوں میں ڈال کر شیطان تمہیں عمل اور جدوجہد سے غافل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، جیسے فرمایا

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ [۳]

ترجمہ: وہ ان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں ہیں۔

وہ یوں بھی دھوکا دیتا ہے کہ ابھی تو تم جوان ہو ابھی تو بہت عمر پڑی ہے، جب بوڑھے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں گے، مگر یہ نہیں کہتا کہ کسی کو اپنی عمر کے بارے میں کیا معلوم ہے، موت تو بچپن اور جوانی میں بھی آسکتی ہے، جیسے فرمایا

...وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا... [۴]

[۱] النساء۱۱۰

[۲] البقرۃ۲۵۵

[۳] النساء۱۲۰

[۴] الحج۵

ترجمہ: ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں (پھر تمہیں پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے اور کوئی بدترین عمر کی طرف پھیر دیا جاتا ہے تاکہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔

کفار و مشرکین بار بار کہتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی، جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ... ﴿۱۸۷﴾ [1]

ترجمہ: یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ قیامت کی گھڑی کب نازل ہوگی؟۔

اس کے بارے میں فرمایا اللہ ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم فرمائے گا اور پھر جب چاہے گا اعمال کی جوابدہی کے لئے دوبارہ تمام انسانوں کو زندہ کر کے میدان محشر میں جمع فرمائے گا اور ترازو عدل قائم کر کے ہر طرح کے جھگڑوں کا فیصلہ کرے گا اس لئے ایسے کام نہ کرو جو اس وعدے کو سچا نہ ماننے والوں کے ہوتے ہیں، وہی جب، جہاں اور جتنی بارش چاہتا ہے برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے، جیسے فرمایا

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ... ﴿۸﴾ [2]

ترجمہ: اللہ ایک ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے جو کچھ اس میں بنتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اس میں کمی یا بیشی ہوتی ہے اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے۔

کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آنی ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مِفْتَاحُ الغَيْبِ خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ: لاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ، وَلاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الأَرْحَامِ، وَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ المَطَرُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں مفاتیح الغیب ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

❁ قیامت کے وقوع کا یقینی علم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس کا علم نہ کسی فرشتے کو ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو۔

❁ آثار و علائم سے بارش کا تخمینہ تو لگایا جا سکتا ہے جو کبھی صحیح نکلتے ہیں اور کبھی غلط مگر بارش کا یقینی علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

❁ جدید ٹیکنالوجی سے رحم مادر میں لڑکے یا لڑکی کا ناقص اندازہ تو لگایا جا سکتا ہے لیکن پیدا ہونے والا بچہ نیک بخت ہوگا یا بد بخت، کتنی زندگی پائے گا، کیا کمائے گا اور کیا کھائے گا اس کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔

❁ دین کا معاملہ ہو یا دنیا کا، آنے والے کل کے بارے میں کسی متنفس کو علم نہیں کہ وہ کیا کرے گا وہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔

---

[1] الاعراف۱۸۷

[2] الرعد۸

✿موت برحق ہے مگر کسی متنفس کو اس کا علم نہیں کہ اس کی موت کب اور کہاں آئے گی۔

پھر آپ ﷺ نے سورہ الانعام کی یہ آیت تلاوت فرمائی " غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں بحر وبر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے۔" (۱)۔ (۲)

عَنْ أَبِي عَزَّةَ، قَالَ:قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا أَرَادَ اللهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ فِيهَا حَاجَةً

ابوعزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی کسی سرزمین میں روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس علاقے میں اس کی کوئی ضرورت وحاجت وابستہ کر دیتا ہے۔ (۳)

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا جَعَلَ اللهُ ميتة عَبْدٍ بِأَرْضٍ إِلَّا جَعَلَ لَهُ فِيهَا حَاجَةً

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس زمین میں بھی اپنے کسی بندے کی موت کو مقرر کر دیتا ہے تو اس زمین میں اس کی کوئی حاجت وضرورت متعین فرمادیتا ہے۔ (۴)

اللہ ہی سب ظاہری وباطنی امور کو جاننے والا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔

مضامین سورۃ البلد:

اس سورۃ کا موضوع انسان کی سعادت اور شقاوت ہے ،سورۃ کے ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے تین قسمیں کھا کر انسان کو مختصراً یہ بتایا گیا ہے کہ اس دنیا میں انسان کی اور انسان کے لیے دنیا کی صحیح حیثیت کیا ہے نیز یہ کہ قیامت کے روز نیک بختی وبدبختی کا فیصلہ انسان کے اپنے اعمال کی بنا پر ہوگا،اس کے لئے انسان کو راہ ہدایت کی راہنمائی کر کے مختار بنایا کہ وہ جس راہ کو چاہے منتخب کر لے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی باور کرایا گیا کہ تمہارا اختیار عارضی اور وقتی ہے،تمہارا خالق زبردست طاقت والا ہے اور تمہارے ہر قول وفعل کی نگرانی کر رہا ہے،ایک غلط فہمی کے ازالے کے لئے فرمایا کہ فضیلت وعظمت کا معیار مال ودولت کی نمود اور شاہ خرچی کر کے لوگوں سے داد وصول کرنا نہیں ہے اصل معیار فضیلت تقویٰ اور پرہیز گاری ہے،البتہ دنیا میں ملنے والی سب نعمتوں کی بابت آخرت میں سوال کیا جائے گا،عقل وشعور جیسی نعمت کے بارے میں فرمایا کہ ہر شخص کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت سے نوازا گیا ہے اور حق وباطل کے امتیاز کے لئے آسمانی تعلیمات اور انبیاء کا سلسلہ بھی ہے،اس کے بعد جو انسان اپنے نفس پر جبر کر کے اخلاقی عظمت کے حصول کی کوشش کرے گا اس کے لئے اللہ کی رضا وخوشنودی ہے

(۱) الانعام۵۹

(۲) صحیح بخاری تفسیر سورۃ القمان وکتاب الاستسقاء بَابُ لاَ يَدْرِي مَتَى يَجِيءُ المَطَرُ إِلَّا اللهُ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ ۱۰۳۹، ۴۶۲۷، ۴۶۹۷،۴۷۷۸،۷۳۷۹، مسنداحمد۴۷۶۶،صحیح ابن حبان ۶۱۳۴،السنن الکبری للنسائی ۱۱۱۹۴،شرح السنة للبغوی ۱۱۷۰

(۳) صحیح ابن حبان۶۱۵۱ ،مستدرک حاکم۱۲۷

(۴) المعجم الکبیر للطبرانی۴۶۱

مگر انسانی جبلت میں ایک کمزوری بھی ہے کہ وہ مشکلات کے ذریعے سے عظمت حاصل کرنے کے بجائے ذلت میں لڑھک جانے کو اختیار کر لیتا ہے، کامیابی کی راہ کے بارے میں صراحت کی کہ ریا اور نمود و نمائش کو ترک کر کے یتیموں مساکین اور غرباء پر اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو، غلاموں کی گردنیں آزاد کراؤ، ایمان کی راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو تو رحمت الٰہی کے حق دار بنو گے اور اس کے خلاف اختیار کردہ راستے کا انجام دوزخ کی آگ ہے جہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ ہو گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے کرنے والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۝۳

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور آپ اس شہر میں مقیم ہیں، اور (قسم ہے) انسانی باپ اور اولاد کی

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝۵ (البلد ۱ تا ۵)

یقیناً ہم نے انسان کو (بڑی) مشقت میں پیدا کیا ہے، کیا یہ گمان کرتا ہے کہ یہ کسی کے بس میں نہیں؟۔

کفار مکہ کا خیال تھا کہ انہوں نے معاشرتی طرز زندگی اور آباؤ اجداد کا جو مشرکانہ دین اختیار کر رکھا ہے وہ بہترین ہے، اس کے ساتھ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ دنیا کی زندگی بس یہی کچھ ہے کہ کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ، مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے، اعمال کی کوئی جزا و سزا نہیں، کوئی جنت اور دوزخ نہیں، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۝۲۴ [1]

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ مخواہ ہماری معاشرتی طرز زندگی اور آباؤ اجداد کے دین کو نشانہ بنا رہے ہیں اور ہمیں خوف زدہ کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد ایک اور ابدی زندگی ہے جس میں اللہ رب العالمین ذرہ ذرہ کا حساب کرے گا اور اسی کے مطابق جزا و سزا دے گا، چنانچہ لوگوں کے اس خیال کی تردید میں فرمایا کہ تم اپنے ذہنوں میں جو بھی سمجھے بیٹھے ہو وہ غلط ہے، بلکہ میں قسم کھاتا ہوں اس حرمت والے شہر مکہ کی جس میں درخت نہیں کاٹے جا سکتے، کانٹے نہیں اکھاڑے جا سکتے، کسی جانور کا شکار نہیں کیا جا سکتا اور اس میں قتال نہیں کیا جا سکتا، اس کے علاوہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کی امانت و دیانت کی بنا پر تم انہیں صادق و امین تسلیم کرتے ہو، اس شہر میں مولد و مقیم ہونے سے اس کی عظمت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے، لیکن حال یہ ہو گیا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تمہیں یہاں امن نصیب نہیں، دعوت حق بیان کرنے کے جرم میں الزامات لگانا، تکالیف دینا اور تمہارے قتل کی تدابیر کو ان لوگوں نے حلال کر لیا گیا ہے، اور میں آدم علیہ السلام اور اس کی پشت سے پیدا ہونے والی اولاد کی قسم کھاتا ہوں کہ انسان کو اس

[1] الجاثیۃ ۲۴

دنیا میں چین کی بانسری بجانے یا مزے اڑانے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ دنیا تو دار امتحان ہے جس میں انسان کو آخرت کی تیاری کے لئے محنت ومشقت کرنا اور سختیاں جھیلنا ہے، مگر اس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرنے اور اعمال کا حساب کرنے پر قادر نہیں۔

يَقُولُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝٦ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝٧ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝٨

کہتا (پھرتا) ہے کہ میں نے بہت کچھ مال خرچ کر ڈالا، کیا (یوں) سمجھتا ہے کہ کسی نے اسے دیکھا (ہی) نہیں؟

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝٩ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝١٠

کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں، زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)، ہم نے دکھا دیئے اس کو دونوں راستے،

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝١١ (البلد ٦ تا ١١)

سو اس سے نہ ہو سکا کہ گھاٹی میں داخل ہوتا۔

یہ اپنی شہرت طلبی اور تفاخر میں کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال اپنی شان وشوکت اور اپنے فخر وبڑائی کے اظہار میں لٹا دیا ہے، کیا یہ فخر جتانے والا یہ نہیں سمجھتا کہ اوپر ایک بالاتر ہستی جس نے یہ مال ودولت بغیر کسی استحقاق کے عطا فرمایا ہے اسے دیکھ رہی ہے اور کراماً کاتبین اس کا ہر عمل قلمبند کر رہے ہیں، جیسے فرمایا

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢ (١)

ترجمہ: حالانکہ تم پر نگراں مقرر ہیں ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝٤ (٢)

ترجمہ: کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کے اوپر کوئی نگہبان نہ ہو۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝٢٣ (٣)

ترجمہ: حالانکہ جو کچھ یہ (اپنے نامہ اعمال میں) جمع کر رہے ہیں اللہ اسے جانتا ہے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝٢٧ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝٢٨ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝٢٩ (٤)

ترجمہ: وہ کسی حساب کی توقع نہ رکھتے تھے، اور ہماری آیات کو انہوں نے بالکل جھٹلا دیا تھا اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی۔

---

(١) الانفطار ١٠ تا ١٢

(٢) الطارق ٤

(٣) الانشقاق ٢٣

(٤) النباء ٢٧ تا ٢٩

کیا وہ اپنی عنایت پر یہ جوابدہی نہیں کرے گا کہ یہ مال ومتاع کن ذرائع سے حاصل اور کس نیت، کن اغراض اور کن مقاصد کے لئے کن راہوں میں خرچ کیا تھا، کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم وعقل کے ذرائع نہیں دیے جن سے وہ قدرت کی ہر سو بکھری ہوئی نشانیاں دیکھے، اس کے علاوہ اس کی رہنمائی کے لئے آسمانی تعلیمات اور انبیاء کا سلسلہ شروع کر کے خیر وشر، ہدایت اور گمراہی کے دونوں راستے نمایاں نہیں کر دیے تا کہ وہ خوب سوچ سمجھ کر جس راستے کو چاہے اختیار کرے، جیسے فرمایا

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٢﴾ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ﴿٣﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لئے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا، ہم نے اسے راستہ دکھادیا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

مگر انسان نے بلندی کی طرف جانے والے مشقت طلب اور دشوار راستے پر چلنے کے بجائے جس میں عظمت ہے، بہترین جزا ہے پستی کی طرف والا جانے راستہ اختیار کیا جس میں ذلت ورسوائی ہے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾

اور کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟ کسی گردن (غلام لونڈی) کو آزاد کرنا، یا بھوکے والے دن کھانا کھلانا

يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

کسی رشتہ دار یتیم کو یا خاکسار مسکین کو، پھر ان لوگوں میں ہوجاتا ہے جو ایمان لاتے اور ایک دوسرے کو صبر کی

وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا

اور رحم کرنے کی وصیت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں دائیں بازو والے (خوش بختی والے) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے

هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾ (البلد ۱۲تا۲۰)

ساتھ کفر کیا یہ کم بختی والے ہیں، انہی پر آگ ہوگی جو چاروں طرف سے گھیری ہوئی ہوگی۔

پہلے کیونکہ ریا اور نمود ونمائش کے لئے فضول خرچی کرنے والوں ذکر تھا جس میں اخلاقی پستی تھی، اس کے مقابلے میں ان خرچوں کا ذکر فرمایا جو انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتے ہیں، فرمایا مگر تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گھاٹی؟ جس میں چلنے سے بہترین نعمتیں اور رب کی رضا وخوشنودی ہے، وہ نیکی پر چلنے کا راستہ یہ ہے مثلاً خود کسی غلام یا لونڈی کو غلامی سے آزاد کرے یا مکاتبت کی رقم کی ادائیگی میں مکاتب کی مدد کرے، یا کسی مقروض کا قرض ادا کر دے، یا کسی کو تاوان کے بوجھ سے نجات دلائے وغیرہ،

[1] الدھر ۲،۳

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِنْهَا إِرْبًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ، حَتَّى أَنَّهُ لَيَعْتِقُ بِالْيَدِ الْيَدَ، وَبِالرِّجْلِ الرِّجْلَ، وَبِالْفَرْجِ الْفَرْجَ

غلام کو آزاد کرنے کے فضائل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک مومن غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے شخص کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے بچالے گا، ہاتھ کے بدلے میں ہاتھ، پاؤں کے بدلے میں پاؤں اور شرمگاہ کے بدلے میں شرمگاہ۔ (۱)

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ:أَأَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ: نَعَمْ، فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ لِغُلَامٍ لَهُ أَفْرَهَ غِلْمَانِهِ:ادْعُ لِي مُطَرِّفًا، قَالَ: فَلَمَّا قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ:اذْهَبْ فَأَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

جب علی بن حسین رضی اللہ عنہما (امام زید العابدین) نے یہ حدیث سنی تو علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے سعد بن مرجانہ سے پوچھا کیا تم نے خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث خود سنی ہے؟ سعید بن مرجانہ نے کہا ہاں، تو علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ مطرف کو بلالو، جب وہ سامنے آیا تو فرمایا میں نے تمہیں اللہ عزوجل کی رضاو خوشنودی کے لئے آزاد کر دیا۔ (۲)

عَشَرَةَ آلاَفِ دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ، فَأَعْتَقَهُ

اور یہ غلام جو انہوں نے آزاد کیا دس ہزار درہم میں خریدا تھا۔ (۳)

قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلاَفِ دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ

اور عبداللہ بن جعفر اس غلام کی قیمت دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار قیمت دے رہے تھے۔ (۴)

یا کسی پڑوسی یا رشتہ دار یتیم، افلاس سے مارے ہوئے مسکین، لاچار محتاج جس کی دستگیری کرنے والا کوئی نہ ہو، اور مسافر کو اللہ کی رضاجوئی کے لئے کھانا کھلانا وغیرہ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالمِسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ يَشُكُّ القَعْنَبِيُّ :كَالقَائِمِ لاَ يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ لاَ يُفْطِرُ

مساکین کی مدد کے فضائل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیواؤں اور مسکینوں کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، (اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جو نماز میں کھڑا رہتا ہے، تھکتا ہی نہیں اور اس شخص کے برابر جو پے در پے روزے رکھتا چلا جاتا ہے اور کبھی

---

(۱) مسند احمد ۹۴۴۱، صحیح بخاری کتاب کفارات الایمان باب قول اللہ تعالیٰ اوتحریر رقبۃ ۶۷۱۵، صحیح مسلم کتاب العتق باب فضل العتق ۳۷۹۶ ، شعب الایمان ۴۰۲۷، السنن الکبری للبیہقی ۲۱۳۰۸

(۲) مسند احمد ۹۴۴۱

(۳) صحیح بخاری کتاب العتق بَابٌ فِي العِتْقِ وَفَضْلِهِ ۲۵۱۷، صحیح مسلم کتاب العتق بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ ۳۷۹۸

(۴) صحیح بخاری کتاب العتق بَابٌ فِي العِتْقِ وَفَضْلِهِ ۲۵۱۷، صحیح مسلم کتاب العتق بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ ۳۷۹۸

چھوڑتا ہی نہیں کرتا ہے۔ [1]

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَالصَّدَقَةُ عَلَى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ: صَدَقَةٌ، وَصِلَةٌ

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے لیکن رشتہ دار پر صدقہ کرنے کے دو ثواب ملتے ہیں، ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا [2]

عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَأَنَا وَكَافِلُ اليَتِيمِ فِي الجَنَّةِ هَكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

یتیم کے بارے میں سہل رضی اللہ عنہ بن سعد سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے نیک سلوک ہو رہا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے برا سلوک ہو رہا ہو۔ [4]

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ إِلَّا لِلَّهِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَيْهَا يَدُهُ حَسَنَاتٌ، وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَهُ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ، وَقَرَنَ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور محض اللہ کی خاطر پھیرا اس بچے کے ہر بال کے بدلے جس پر اس شخص کا ہاتھ گزرا اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نیک برتاؤ کیا وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے اور یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں ملا کر بتائیں۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ السَّاعِي عَلَى المِسْكِينِ ۵۳۵۳،۶۰۰۷، صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ الْإِحْسَانِ إِلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ ۷۴۷۸،جامع ترمذی ابواب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ عَلَى الأَرْمَلَةِ وَاليَتِيمِ ۱۹۶۹،سنن ابن ماجه کتاب التجارات بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمَكَاسِبِ ۲۱۴۱،شعب الایمان ۱۰۵۱۸،شرح السنة للبغوی ۳۴۵۸

[2] مسند احمد ۱۶۲۳۳

[3] صحیح بخاری کتاب الطلاق بَابُ اللِّعَانِ ۵۳۰۴،صحیح ابن حبان ۴۶۰،شرح السنة للبغوی ۳۴۵۴

[4] سنن ابن ماجه كتاب الادب بَابُ حَقِّ الْيَتِيمِ ۳۶۷۹، الادب المفرد ۱۳۷، المعجم الاوسط ۴۷۸۳،شرح السنة للبغوی ۳۴۵۵

[5] مسند احمد ۲۲۱۵۳،المعجم الکبیر للطبرانی ۷۸۲۱،شعب الایمان ۱۰۵۲۵،شرح السنة للبغوی ۳۴۵۶

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ آوَى يَتِيمًا إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ، أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی یتیم کو اپنے کھانے اور پینے میں شامل کیا اللہ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی الایہ کہ وہ کوئی ایسا گناہ کر بیٹھا ہو جو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ [۱]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا، شَكَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ ، فَقَالَ لَهُ:إِنْ أَرَدْتَ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ، فَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ، وَامْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اگر تم اپنے دل کو نرم کرنا چاہتے ہو تو مسکینوں کو کھانا کھلایا کرو اور یتیم کے سر پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرا کرو۔ [۲]

کیونکہ ایمان کے بغیر نہ کوئی عمل عمل صالحہ ہے اور نہ اللہ کے ہاں وہ مقبول ہو سکتا ہے، اس لئے فرمایا مگر یہ کام اس وقت نافع اور اخروی سعادت کے باعث ہوں گے جب ایسے کام کرنے والا شخص صاحب ایمان بھی ہو، جیسے فرمایا

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ [۳]

ترجمہ: اور جو نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہونے پائے گی۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ [۴]

ترجمہ: جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ [۵]

ترجمہ: اور جو نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے جہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔

---

[۱] شرح السنة للبغوی ۳۴۵۷

[۲] مسنداحمد۷۵۷۶،شعب الایمان ۱۰۵۲۳،السنن الکبری للبیہقی ۷۰۹۴

[۳] النساء۱۲۴

[۴] النحل ۹۷

[۵] المومن ۴۰

اور وہ شخص صرف ایک فرد کی حیثیت سے ایمان لا کر نہ رہ گیا ہو بلکہ دوسرے اہل ایمان کے ساتھ مل کر جماعت کی شکل میں کھڑا ہو گیا ہوتا کہ ایک صالح معاشرہ کھڑا ہو سکے، اور اس راہ پر چلنے میں جو نقصانات، مشکلات و تکالیف آئیں اس پر ایک دوسرے کو سہارا دینے کے لئے صبر اور خلق خدا پر رحم کی تلقین کریں،

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لاَ يَرْحَمُ النَّاسَ

جیسا کہ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کھاتا۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ ارْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمان رحم فرمائے گا، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (۲)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کھائے اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:سَمِعْتُ أَبَا القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لاَ تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلاَّ مِنْ شَقِيٍّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے بد بخت آدمی کے دل ہی سے رحم سلب کر لیا جاتا ہے۔ (۴)

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ

عیاض رضی اللہ عنہ بن حمار کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے آدمی جنتی ہیں، حکومت کے ساتھ انصاف کرنے والے صدقہ و

---

(۱) صحیح بخاری کتاب التوحیدبَابُ قَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قُلِ ادْعُوا اللهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الأَسْمَاءُ الحُسْنَى۷۳۷۶،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ رَحْمَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذَلِكَ۶۰۳۰،السنن الکبری للبیھقی ۱۷۹۰۴،مصنف ابن ابی شیبة ۲۵۳۵۶

(۲) سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الرَّحْمَةِ ۴۹۴۱،جامع ترمذی کتاب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْمُسْلِمِينَ ۱۹۲۴،مسنداحمد۶۴۹۴،مستدرک حاکم۷۲۷۴،شعب الایمان۱۰۵۳۷،السنن الکبری للبیھقی۱۷۹۰۵،مصنف ابن ابی شیبة۲۵۳۵۵

(۳) جامع ترمذی کتاب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ۱۹۲۰، مسند احمد ۶۷۳۳،شعب الایمان ۱۰۴۷۱،شرح السنة للبغوی ۳۴۵۲

(۴) جامع ترمذی کتاب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْمُسْلِمِينَ۱۹۲۳

خیرات کرنے والے توفیق عطا کئے ہوئے، اور وہ آدمی کہ جو اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لئے نرم دل ہو اور وہ آدمی کہ جو پاکدامن پاکیزہ خلق والا ہو اور عیالدار بھی ہو لیکن کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلاتا ہو۔ (۱)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنِ اشْتَكَى رَأْسُهُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مومنوں کو آپس کے رحم اور محبت اور ہمدردی کے معاملہ میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے، اگر ایک عضو میں کوئی تکلیف ہو تو سارا جسم اس کی خاطر بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (۲)

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا ہے جیسے عمارت میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رہتی ہے یعنی دوسرے حصے کو مضبوط کرتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔ (۳)

اکیلی اکیلی اینٹ کوئی وقعت نہیں رکھتی مگر جب ایک دوسرے سے مل جائیں تو مضبوط دیوار بن جاتی ہے اور دیواریں مل کر چار دیواری اور چھت کے ساتھ مکمل مکان بن جاتا ہے جو ہر قسم کے طوفانوں کا بلا کھٹکے مقابلہ کر سکتا ہے، مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ القِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم وزیادتی کرتا ہے اور نہ اسے اس کے حالات پر چھوڑ دیتا ہے (کہ اس کی کوئی پرواہی نہ کرے) جو شخص اپنے بھائی کی کسی حاجت کو پورا کرنے میں لگا ہو گا اللہ اس کی حاجت پوری کرنے میں لگ جائے گا اور جس نے کسی مسلمان کا ایک دکھ دور کیا اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کا ایک دکھ دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کی عیب پوشی کرے گا۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ ۷۲۰۷، مسند احمد ۱۷۴۸۴، صحیح ابن حبان ۶۵۳، السنن الکبری للنسائی ۸۰۱۶، السنن الکبری للبیھقی ۲۰۱۶۱، شرح السنة للبغوی ۴۲۱۰

(۲) صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ ۶۵۸۶، مسند احمد ۱۸۳۷۳، شرح السنة للبغوی ۳۴۵۹، السنن الکبری للبیھقی ۶۴۳۰

(۳) صحیح بخاری کتاب الصلوٰة بَابُ تَشْبِيكِ الأَصَابِعِ فِي المَسْجِدِ وَغَيْرِهِ ۴۸۱، صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ ۶۵۸۵، جامع ترمذی ابواب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي شَفَقَةِ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ ۱۹۲۸، سنن نسائی کتاب الزکوٰة بَابُ أَجْرِ الْخَازِنِ إِذَا تَصَدَّقَ بِإِذْنِ مَوْلَاهُ ۲۵۶۱

(۴) صحیح بخاری کتاب المظالم بَابٌ لاَ يَظْلِمُ المُسْلِمُ المُسْلِمَ وَلاَ يُسْلِمُهُ ۲۴۴۲، صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ

ایسے لوگ ہی دائیں بازو والے (یعنی صاحب سعادت) ہیں، جن کو انعام واکرام سے نوازا جائے گا، جیسے فرمایا

فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ﴿۸﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: دائیں بازو والے، سو دائیں بازو والوں (کی خوش نصیبی) کا کیا کہنا۔

اور جو مذکورہ امور کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک کر ہماری آیتوں سے کفر کرتے ہیں، وہ بائیں بازو والے (یعنی بد بخت) ہیں، جیسے فرمایا

وَاَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ⁽²⁾

ترجمہ: اور بائیں بازو والے، تو بائیں بازو والوں کی بدنصیبی کا کیا ٹھکانا۔

ایسے لوگ ہی مجرم ٹھہریں گے جنہیں جہنم کی آگ میں داخل کر کے اسے چاروں اطراف سے بند کر دیا جائے گا تا کہ آگ کی پوری شدت وحرارت ان کو پہنچے اور تا کہ وہ بھاگ نہ سکیں،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {عَلَيۡهِمۡ نَارٌ مُّؤۡصَدَةٌ} ⁽³⁾ أَيْ: مُطْبَقَةٌ، أَطْبَقَهَا اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، فَلَا ضَوْءَ فِيهَا وَلَا فُرَجَ، وَلَا خُرُوجَ مِنْهَا آخِرَ الْأَبَدِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں آیت کریمہ ''ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی۔'' کے معنی ہیں کہ وہ بند ہوگئی، اس میں نہ روشنی ہوگی نہ روشن دان اور نہ وہ اس سے کبھی بھی نکل ہی سکیں گے۔ ⁽⁴⁾

مضامین سورۃ فاطر:

اس ساری سورۃ میں مسلمانوں کو بشارت، رسول اللہ ﷺ کو تسلی اور اہل مکہ اور ان کے سرداروں نے دعوت توحید کے مقابلے میں جو رویہ اختیار کر رکھا تھا اس پر ناصحانہ انداز میں نصیحت فرمائی گئی ہے کہ جس پاکیزہ دعوت کا راستہ روکنے کے لیے مکاریاں اور چالبازیاں کر رہے ہو اور جس پیغام کو ناکام بنانے کے لئے تم لوگ تدبیریں کر رہے ہو اس پر ایمان لانے میں خود تمہارا اپنا ہی بھلا ہے، ہدایت وحکمت کی یہ باتیں رسول اللہ ﷺ صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہی بتاتے ہیں ان کا اس سلسلہ میں کوئی ذرہ برابر بھی مفاد پوشیدہ نہیں ہے، اور اس دعوت کو روکنے کے لئے جو بھی حربے تم استعمال کر رہے ہو وہ خود تمہارے لئے ہی وبال جان ہیں، اس سے تم رسول اللہ ﷺ کا کچھ نہیں بگاڑ پاؤ گے، اہل مکہ کا یہ کہنا کہ ہم دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے تو بتایا گیا کہ وہ رب تو احکم الحاکمین ہے، جس کا کوئی شریک یا ہمسر نہیں، وہ ہر شے

تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۸، سنن ابوداود کتاب الادب بَابُ الْمُؤَاخَاةِ ۴۸۹۳، جامع ترمذی ابواب الحدود بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ ۱۴۲۶

(1) الواقعۃ ۸

(2) الواقعہ ۹

(3) البلد: ۱۹

(4) تفسیر طبری ۲۴/۴۴۷

کا خالق ہے، اسی نے تمہیں بغیر کسی نمونے کے پانی کی ایک حقیر بوند سے پیدا کیا ہے پھر وہ تمہیں دوبارہ زندہ کیوں نہیں کر سکتا؟ جو خالق اس عظیم الشان کائنات کو تخلیق کر سکتا ہے، اس کا ایک مربوط نظام وضع کر سکتا ہے تو اس کے لیے تمہیں دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل کام ہے، اس سورۃ میں خصوصاً ایمان، ہدایت، نماز وزکوٰۃ اور تزکیہ نفس کی عظمت کے مقابل دعوت حق کی تکذیب وضلالت اور کفر سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ

اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو (ابتداء) آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا اور دو دو تین تین چار چار پروں والے

وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾

فرشتوں کو اپنا پیغمبر (قاصد) بنانے والا ہے، مخلوق میں جو چاہے زیادتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے،

مَا یَفۡتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَۃٍ فَلَا مُمۡسِکَ لَہَا ۚ وَ مَا یُمۡسِکۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَہٗ

اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے تو اس کے

مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲﴾ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ ؕ

بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے، لوگو! تم پر جو انعام اللہ نے کئے ہیں انہیں یاد کرو، کیا

ہَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَیۡرُ اللّٰہِ یَرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۫ۖ

اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ اِنۡ یُّکَذِّبُوۡکَ فَقَدۡ کُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِکَ ؕ

پس تم کہاں الٹے جاتے ہو؟ اور اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے کے تمام رسول بھی جھٹلائے جا چکے ہیں،

وَ اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴﴾ (فاطر ۱ تا ۴)

تمام کام اللہ ہی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

ہر طرح کی حمد وثنا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس کی قدرت کمال اور وسعت اقتدار، انوکھی حکمت اور احاطہ علم یہ ہے کہ اس نے سات آسمانوں اور سات زمینوں کو اور ان کے درمیان جو کچھ پہلے پہل بغیر نمونے کے چھ دنوں میں تخلیق کر دیا، اس کے لیے انسانوں کو دوبارہ پیدا کر دینا کوئی ناممکن کام ہے، جیسے فرمایا

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨١﴾ [1]

ترجمہ: کیاوہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں ہے کہ جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں، جبکہ وہ ماہر خلاق ہے۔

اہل مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کی عبادت کرتے تھے ان کی بابت فرمایا کہ وہ تو اللہ کی دوسری مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہیں، اللہ نے ان کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو بنائے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو انبیاء کی طرف یا مختلف مہمات پر پیغام رساں بنا کر بھیجتا ہے، اس کے علاوہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے احکام لے جانا اور ان کا نافذ کرنا بھی انہی کا کام ہے اور وہ خادموں کی طرح فرمانروائے حقیقی کے احکام کی تعمیل کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں، ان خادموں کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے سارے اختیارات تو اصل فرمانروا کے ہاتھ میں ہیں، جیسے فرمایا

...لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٦﴾ [2]

ترجمہ: جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

وہ اپنی مخلوق کی سرعت رفتار اور قوت کار میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے، یعنی بعض فرشتوں کی سرعت رفتار اور قوت کار کے لئے اس سے بھی زیادہ بازو ہیں،

أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا اس کے چھ سو پر تھے۔ [3]

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ، لَمْ يَرَهُ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَمَرَّةً فِي جِيَادٍ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الأُفُقَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دومرتبہ ان کی اصلی شکل میں دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے اور وہ پورے افق پر چھائے ہوئے تھے۔ [4]

یقیناً اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اللہ مالک الملک جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لئے کھول دے اسے دنیا کی کوئی ہستی بند کرنے والی نہیں اور کسی کو اپنی رحمت سے محروم کر دے تو اسے اللہ کے سوا کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں،

---

[1] یٰسین ۸۱

[2] التحریم ۶

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب معنی قول اللہ عزوجل وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ۴۳۲، صحیح بخاری تفسیرسورۃ النجم بَابُ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۴۸۵۶، وکتاب بدء الخلق بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَالمَلاَئِكَةُ فِي السَّمَاءِ، آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۳۲۳۲، جامع ترمذی کتاب التفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ۳۲۷۷، السنن الکبری للنسائی ۱۱۴۷۰، مسندابی یعلی ۵۳۳۷

[4] جامع ترمذی کتاب تفسیرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ ۳۲۷۸

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنْبَرِ:اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ سَمِعْتُ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ منبر پر یہ کلمات کہے "اے اللہ! جسے آپ دیں اس سے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے آپ روک لیں اسے کوئی دے نہیں سکتا اور ذی عزت کو آپ کے سامنے اس کی عزت نفع نہیں پہنچا سکتی۔" اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطاء فرمادیتا ہے، میں نے یہ کلمات اسی منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں۔ (١)

مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ، قَالَ:سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے نماز سے فراغت کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا ہے "اے اللہ جسے آپ دیں اس سے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے آپ روک لیں اسے کوئی دے نہیں سکتا اور ذی عزت کو آپ کے سامنے اس کی عزت نفع نہیں پہنچا سکتی۔" (٢)

اس کے سوا نہ کوئی منعم ہے اور نہ مانع و قابض، جیسے فرمایا

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ (٣)

ترجمہ: اگر اللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ اپنے بندوں پر کامل اختیارات رکھتا ہے اور دانا اور باخبر ہے۔

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ (٤)

ترجمہ: اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔۔

الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ

(١) مسند احمد ١٦٨٣٩

(٢) مسند احمد ١٦٨٨٩

(٣) الانعام ١٨،١٧

(٤) یونس ١٠٧

لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ، وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ

مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد ہمیشہ یہ کلمات پڑھتے تھے،اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں،بادشاہت اس کی ہے اور تمام تعریف اسی کے لئے ہے،وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ جسے تو دے اس سے روکنے والا کوئی نہیں اور جسے تو نہ دے اسے دینے والا کوئی نہیں اور کسی مال دار کو اس کی دولت و مال تیری بارگاہ میں کوئی نفع نہ پہنچا سکیں گے۔ [۱]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ حِينَ يَقُولُ:سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ:رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ خَيْرُ، مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، لَا مَانِعَ لَمَا أَعْطَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمیدہ کہہ کر یہ فرماتے اے ہمارے رب!تیری ہی تعریف ہے جس سے کہ آسمان بھر جائیں،زمین بھر جائے اور ان کے علاوہ جو تو چاہے بھر جائے،اے وہ ذات جو تعریف وبزرگی کے اہل ہے!سب سے حق بات جو بندے کو کہنی لائق ہے اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں یہی ہے کہ جو تو عنایت فرمادے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور تیرے مقابلے میں کسی کی بڑائی اور بزرگی فائدہ نہیں دے سکتی۔ [۲]

وہ وحدہ لاشریک ہی کائنات کی ہر چیز پر غالب ہے،اس کے فیصلوں کو نافذ ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا اور اس کا ہر فیصلہ سراسر حکمت پر مبنی ہوتا ہے،لوگو!تم پر اللہ کے جو بے شمار احسانات ہیں انہیں یاد رکھو اور شکر گزار بن کر اطاعت کرو اور اس کی حمد و ثنا بیان کرو، کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں اور اپنی بے شمار مخلوقات کو آسمان اور زمین سے رزق رسانی کا سامان کر رہا ہو؟زندگی اور موت پر قادر ہو؟عزت و ذلت کا مالک ہو؟نفع یا نقصان دینے پر قادر ہو؟مشکلات، آفات اور پریشانیوں میں تمہاری پکار کو سننے اور مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہو؟اولادیں دینے والا ہو؟یاد رکھو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کسی کے پاس کوئی طاقت، قدرت اور اختیار نہیں اور کائنات کی ہر مخلوق اپنے رب کی تسبیح بیان کر رہی ہے،جب تم تسلیم کرتے ہو کہ تمہارا خالق اور رزاق اللہ ہی ہے تو پھر تم اس کی الوہیت اور عبودیت کا انکار کیوں کرتے ہو؟خالق ورزاق کی عبادت کو چھوڑ کر مخلوق کی عبادت کیوں کرتے ہو جو خود رزق کی محتاج ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے اور حوصلہ دلانے کے لئے فرمایا اب اگر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!ہر طرح کے دلائل اور نشانیوں کے باوجود یہ لوگ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو شکستہ دل نہ ہوں،یہ کوئی انوکھی بات نہیں تم سے پہلے بھی بہت سے انبیاء و مرسلین جھٹلائے جا چکے ہیں،تو ہم نے جھٹلانے والوں کو پیوند خاک کر دیا اور اپنے رسولوں اور ان کے

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلاَةِ ۸۴۴،صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ ۱۳۳۸،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ۱۵۰۵،سنن نسائی کتاب الافتتاح عَدَدُ التَّهْلِيلِ وَالذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ۱۳۴۳

[۲] صحیح مسلم کتاب الصلاۃبَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۱۰۷۱،سنن نسائی كِتَابُ التَّطْبِيقِ قَدْرُ الْقِيَامِ بَيْنَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۱۰۶۹ ،سنن ابوداودکتاب الصلاۃ باب الاقعاء بین السجدتین ۸۴۷،مسنداحمد۱۱۸۲۸

پیروکاروں کو بچالیا، آخرکار سارے معاملات کے فیصلے اللہ تعالیٰ ہی کو کرنے ہیں، میدان محشر میں وہ ساری خلقت کے سامنے لم نشرح کردے گا کہ کون راہ راست سے بھٹکا ہوا تھا اور کون اپنے رب کی بندگی بجالا رہا تھا، اگر پچھلی امتوں کی طرح یہ بھی اپنی روش سے باز نہ آئے تو انہیں پیوند خاک کر دینا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۗ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ

لوگو ! اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے تمہیں زندگانی دنیا دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں غفلت

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۵ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ

میں ڈالے، یاد رکھو شیطان تمہارا دشمن ہے تم اسے دشمن جانو، وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لیے ہی بلاتا ہے کہ

لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۶ۭ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ سب جہنم واصل ہوجائیں، جو لوگ کافر ہوئے ان کے لیے سخت سزا ہے اور جو ایمان لائے

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ۧ (فاطر ۵ تا ۷)

اور نیک اعمال کئے ان کے لیے بخشش ہے اور (بہت) بڑا اجر۔

لوگو! اس بھول میں نہ رہو کہ یہ دنیا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور یہ کبھی فنا نہیں ہوگی، اللہ کا وعدہ یقیناً برحق ہے، اس میں کوئی شک وشبہ اور کوئی تردد نہیں کہ ایک وقت مقررہ پر قیامت قائم ہوگی، جیسے فرمایا

...وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝۲ [1]

ترجمہ: جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

اور تمام معاملات اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں پیش ہوں گے، پھر اللہ ترازو عدل قائم فرمائے گا اور ہر شخص سے فرداً فرداً ذرہ ذرہ کا حساب فرمائے گا، جیسے فرمایا

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝۹۵ [2]

ترجمہ: سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزاوسزا دے گا، جیسے فرمایا

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا

---

[1] الفرقان ۲

[2] مریم ۹۵

يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۴﴾ [1]

ترجمہ: جو کوئی بھلائی لے کر آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر بھلائی ہے اور جو برائی لے کر آئے تو برائیاں کرنے والوں کو ویسا ہی بدلہ ملے گا جیسے عمل وہ کرتے تھے۔

وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۙ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَسَآءُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰی ﴿۳۱﴾ [2]

ترجمہ: اور زمین اور آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

لہذا مال و دولت، حیثیت و مرتبہ، جاہ وحشمت اور اولادیں یا آخرت کا انکار کہ حیات بعد الموت نہیں، کوئی حساب کتاب نہیں، کوئی جنت یا دوزخ نہیں یا یہ کہ جس طرح ہم دنیا میں موج میلے کر رہے ہیں وہاں بھی اسی طرح نصیب ہو گا وغیرہ، جیسے فرمایا

وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۙ وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰی رَبِّیۡ لَاَجِدَنَّ خَیۡرًا مِّنۡہَا مُنۡقَلَبًا ﴿۳۶﴾ [3]

ترجمہ: اور مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی کبھی آئے گی تاہم اگر کبھی مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔

اس طرح کے عقائد و اعمال تمہیں آخرت کی ان انگنت نعمتوں سے غافل نہ کر دیں، لہذا شیطان مردود کے مکر و فریب سے بچ کر رہو وہ اللہ کے بارے میں تمہیں اپنے دجل و فریب اور ہتھکنڈوں سے دھوکہ نہ دینے پائے کہ کوئی الٰہ نہیں ہے، یہ عظیم الشان کائنات خود بخود قائم ہو گئی ہے، اور اس کا یہ بے داغ نظام چلانے والا کوئی نہیں یا یہ کہ اللہ بڑا غفور رحیم ہے، تم نے دنیا میں کلمہ توحید پڑھ لیا ہے اب خواہ کچھ بھی کرتے پھرو وہ تمہیں بخش دے گا یا یہ کہ اللہ کے فلاں نیک بندوں کے آستانے کو پکڑ لو پھر تمہارا بیڑا پار ہو جائے گا وغیرہ جیسے فرمایا

...فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ٝ وَلَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰہِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۳۳﴾ [4]

ترجمہ: پس یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ وہ دھوکہ باز اللہ کے معاملے میں تمہیں دھوکہ دینے پائے۔

درحقیقت شیطان تمہارا ازلی دشمن ہے اس لئے تم بھی اسے اپنا دوست سمجھنے کے بجائے دشمن ہی سمجھو، جیسے فرمایا

اَلَمۡ اَعۡہَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۶۰﴾ [5]

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا اصریح دشمن ہے۔

وہ تو رب کے حضور اپنے چیلنج کے مطابق اپنے پیرووں کو اپنی راہ پر اس لئے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں، چنانچہ یاد رکھو جو

[1] القصص ۸۴

[2] النجم ۳۱

[3] الکہف ۳۶

[4] لقمان ۳۳

[5] یٰسین ۶۰

لوگ اللہ کی منزل کتاب اور اس کے رسول کی دعوت حق پر ایمان نہیں لائیں ان کے لئے جہنم کا دردناک عذاب ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول اور ان تعلیمات پر ایمان لائیں گے جو اللہ نے نازل کی ہیں اور رسولوں کی اطاعت میں اعمال صالحہ اختیار کریں گے اللہ ان کی خطاؤں سے درگزر فرما کر بخشش فرمائے گا اور ان کے نیک اعمال کا بدلہ کئی گنا بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے گا، جیسے فرمایا

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۳۵ [1]

ترجمہ: تا کہ جو بدترین اعمال انہوں نے کیے تھے انہیں اللہ ان کے حساب سے ساقط کر دے اور جو بہترین اعمال وہ کرتے رہے انکے لحاظ سے انکو اجر عطا فرمائے۔

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ

کیا پس وہ شخص جس کے لیے اس کے برے اعمال مزین کر دیئے گئے پس وہ انہیں اچھا سمجھتا ہے (کیا وہ ہدایت یافتہ شخص

فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ

جیسا ہے)؟(یقین مانو) کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے راہ راست دکھاتا ہے، پس آپ کو ان پر غم کھا کھا کر

عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۸ وَ اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ

اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالنی چاہیے، جو کچھ کر رہے ہیں اس سے یقیناً اللہ تعالیٰ بخوبی واقف ہے، اور اللہ ہی ہوائیں چلاتا ہے

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ

جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم بادلوں کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں اور اس سے زمین کو اس کی

بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

موت کے بعد زندہ کر دیتے ہیں اس طرح دوبارہ جی اٹھنا (بھی) ہے، جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی

جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ

ساری عزت ہے، تمام تر ستھرے کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے، جو لوگ برائیوں کے

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝۱۰ (فاطر ۸ تا ۱۰)

داؤں گھات میں لگے رہتے ہیں ان کے لیے سخت تر عذاب ہے، اور ان کا یہ مکر برباد ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مکہ معظّمہ کے سرداروں کا ذکر فرمایا جو دعوت کا راستہ روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے، فرمایا بھلا اس شخص کی گمراہی کا کچھ ٹھکانا ہے جس کے لیے شیطان نے کفر و شرک اور بد اعمالیوں کو مزین کر دیا گیا ہو اور وہ اپنے عقائد و اعمال پر نازاں ہو؟ حقیقت یہ

[1] الزمر ۳۵

ہے کہ اللہ اپنی مشیت وحکمت سے اس شخص کو ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیتا ہے جو مسلسل نافرمانیوں اور بداعمالیوں سے اپنے آپ کو اس کا مستحق ٹھہرا چکتا ہے اور جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے اسے اپنے فضل وکرم سے راہ راست دکھا دیتا ہے، لہذا نبی کریم ﷺ کو تلقین فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت اور علم تام پر مبنی ہوتا ہے اس لئے کسی کی گمراہی پر اتنا غم وافسوس نہ کریں کہ آپ اپنے آپ کو ہلاک میں ڈال دیں، ایسے لوگوں کو راہ راست پر لے آنا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے آپ کا فرض صرف پہنچا دینا ہے، یہ لوگ دعوت حق کی تکذیب اور اس کو روکنے کے لئے جو سازشیں اور اوچھے سے اوچھا ہتھکنڈا استعمال کر رہے ہیں اللہ علام الغیوب اس کو بخوبی جانتا ہے اور وہ دنیا و آخرت میں ان کے کرتوتوں کی خبر لے کر رہے گا، کفار مکہ حیات بعد الموت کو بعید از امکان تصور کرتے تھے ان کو زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اس کا زندہ کرنے کے ایک عام فہم واقعہ سے سمجھایا کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی تو ہے جو اپنی رحمت سے ہواؤں کو بھیجتا ہے جو پانی سے بوجھل بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر ہم اسے ایک مردہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں اور اس پر بارش برساتے ہیں تو یکا یک اس میں حیات پیدا ہو جاتی ہے، اور مدتوں سے مری ہوئی جڑیں سرسبز وشاداب ہو کر زمین کی تہوں میں سے سر نکالنا شروع کر دیتی ہیں، جیسے فرمایا

...وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ﴿٥﴾ (۱)

ترجمہ: اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ یکا یک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دی۔

اسی طرح عرش کے نیچے سے پانی برستے ہی تمام اجسام اور ارواح اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور میدان محشر کی طرف دوڑنے لگیں گے، جیسے فرمایا:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ (۲)

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین سونی پڑی ہوئی ہے پھر جونہی کہ ہم نے اس پر پانی برسایا یکا یک وہ بھبک اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے یقینا جو اللہ اس مری ہوئی زمین کو جلا اٹھاتا ہے وہ مردوں کو بھی زندگی بخشنے والا ہے یقینا وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ (۳)

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے، دیکھو اس طرح ہم مردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو۔

(۱) الحج ۵
(۲) حم السجدۃ ۳۹
(۳) الاعراف ۵۷

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ البَقْلُ، لَيْسَ مِنَ الإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الخَلْقُ يَوْمَ القِيَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا جس کی وجہ سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے سبزیاں پانی سے اگ آتی ہیں اس وقت انسان کا ہر حصہ گل چکا ہو گا سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی سے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔ [1]

کفار مکہ دعوت حق کا مقابلہ اس لئے کر رہے تھے کہ خانہ کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے اردگرد کے قبائل میں انہیں جو عزت ووقار اور اثر ورسوخ حاصل ہے وہ خاک میں مل جائے گا،اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خام خیالی کی بابت فرمایا کہ اللہ سے کفر وبغاوت کر کے تم نے جو عزت ووقار قائم کر رکھا ہے یہ تو ایک جھوٹی عزت ہے جو خاک میں مل کر رہے گی،دنیا وآخرت میں حقیقی اور پائیدار عزت تو اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی میں ہی مل سکتی ہے،اس لئے اس کی اطاعت گزاری کرو،وہ جس کو عزت دے وہی عزیز ہو گا اور جس کو چاہے ذلیل وخوار کر دے اسے دنیا کی کوئی طاقت عزت نہیں دے سکتی،جیسے فرمایا

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝١٣٩ۭ [2]

ترجمہ: کیا یہ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُھُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ ھُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦٥ [3]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جو باتیں یہ لوگ تجھ پر بناتے ہیں وہ تجھے رنجیدہ نہ کریں،عزّت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے اور سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

...وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٨ۧ [4]

ترجمہ: حالاں کہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے مگر یہ منافق جانتے نہیں ہیں۔

اللہ کے ہاں خبیث اور مفسدانہ اقوال نہیں بلکہ اللہ کی تسبیح اور تہلیل وتحمید،تلاوت،امر بالمعروف ونہی عن المنکر وغیرہ عروج پاتے ہیں اور قول کے مطابق عمل صالح اس کو اوپر چڑھاتا ہے،یعنی قول عمل صالح کے بغیر اللہ کے ہاں بے حیثیت ہے،

الْمُخَارِقِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: قَالَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ:إِذَا حَدَّثْنَاكُمْ بِحَدِيثٍ أَتَيْنَاكُمْ بِتَصْدِيقِ ذَلِكَ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ. إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ إِذَا قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهَ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، تَبَارَكَ اللَّهُ، أَخَذَهُنَّ مَلَكٌ، فَجَعَلَهُنَّ

---

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۂ عم یتساء لون بَابُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ۴۹۳۵ ، صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ ۷۴۱۴ ،السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۹۵، شعب الایمان۳۴۸، شرح السنة للبغوی۴۳۰۰

[2] النساء۱۳۹

[3] یونس۶۵

[4] المنافقون۸

تَحْتَ جَنَاحَيْهِ، ثُمَّ صَعِدَ بِهِنَّ إِلَى السَّمَاءِ، فَلَا يَمُرُّ بِهِنَّ عَلَى جَمْعٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا اسْتَغْفَرُوا لِقَائِلِهِنَّ حَتَّى يُحَيِّيَ بِهِنَّ وَجْهَ الرَّحْمَنِ، ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ: {إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ} (۱)

مخارق بن سلیم سے روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب ہم تم سے کوئی حدیث بیان کریں تو کتاب اللہ سے اس کی تصدیق بھی پیش کر دیں گے، جب کوئی مسلمان یہ کلمات کہتا ہے سبحان اللہ وبحمدہ (اللہ پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ) والحمد للہ (سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے) ولا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے) تبارک اللہ (اللہ بابرکت ہے) تو فرشتہ ان کلمات کو لے کر اپنے پر کے نیچے کر لیتا ہے پھر انہیں لے کر آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے، اور وہ جب بھی فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ ان کلمات کے کہنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں حتی کہ وہ کلمات لے کر اللہ عزوجل کے پاس پہنچ جاتا ہے، پھر کتاب اللہ سے تصدیق کے طور پر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ''اس کے ہاں جو چیز اوپر چڑھتی ہے وہ صرف پاکیزہ قول ہے اور عمل صالحہ اس کو اوپر چڑھاتا ہے۔'' (۲)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الَّذِينَ يَذْكُرُونَ مِنْ جَلَالِ اللَّهِ مِنْ تَسْبِيحِهِ، وَتَحْمِيدِهِ، وَتَكْبِيرِهِ، وَتَهْلِيلِهِ، يَتَعَاطَفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ، لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ، يُذَكِّرْنَ بِصَاحِبِهِنَّ، أَلَا يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ لَا يَزَالَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ شَيْءٌ يُذَكِّرُ بِهِ؟

نعمان بن بشیر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی وجہ سے اس کا ذکر کرتے ہوئے تسبیح (سبحان اللہ) اور تکبیر (اللہ اکبر) اور تحمید (الحمد للہ) اور تہلیل (الا الٰہ الا اللہ) پڑھتے ہیں تو یہ کلمات عرش الٰہی کا طواف کرنا شروع کر دیتے ہیں اور ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی آواز جیسی ہوتی ہے اور وہ ان کلمات کے کہنے والے کو بھی یاد کرتے ہیں تو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اللہ کے ہاں کوئی چیز اس کی یاد دلاتی رہے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ} (۴) قَالَ:الْكَلَامُ الطَّيِّبُ: ذِكْرُ اللَّهِ، وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ: أَدَاءُ فَرَائِضِهِ؛ فَمَنْ ذَكَرَ اللَّهَ سُبْحَانَهُ فِي أَدَاءِ فَرَائِضِهِ، حُمِلَ عَلَيْهِ ذِكْرُ اللَّهِ فَصَعِدَ بِهِ إِلَى اللَّهِ، وَمَنْ ذَكَرَ اللَّهَ، وَلَمْ يُؤَدِّ فَرَائِضَهُ، رَدَّ كَلَامَهُ عَلَى عَمَلِهِ، فَكَانَ أَوْلَى بِهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ''اس کے ہاں جو چیز اوپر چڑھتی ہے وہ صرف پاکیزہ قول ہے اور عمل صالحہ اس کو اوپر چڑھاتا ہے۔'' کے بارے میں روایت ہے پاکیزہ کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتا ہے اور عمل صالح سے مراد فرائض کو ادا کرنا ہے، تو جو شخص فرائض ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اٹھا لیتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے

(۱) فاطر: 10

(۲) تفسیر طبری ۲۰/۴۴۵

(۳) مسند احمد ۱۸۳۶۲

(۴) فاطر: ۱۹

پاس پہنچا دیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر تو کرے مگر فرائض ادا نہ کرے تو اس کے کلام کو اس کے عمل کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور وہی اس کا زیادہ مستحق ہوگا۔ [۱]

رہے وہ لوگ جو کفر و شرک کرتے ہیں اور کلمہ حق کو مغلوب کرنے کے لئے سازشیں، نظر فریب استدلال اور ریاکاریاں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کے مکر و فریب کا تار و پود بوسیدہ ہو کر بکھر جائے گا اور اس کا وبال انہی پر پڑے گا جیسے فرمایا

...وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ... ﴿۴۳﴾ [۲]

ترجمہ: حالاں کہ بری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو لے بیٹھتی ہیں۔

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ

لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا ہے، پھر تمہیں جوڑے جوڑے (مرد و عورت) بنادیا ہے،

وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَ مَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ

عورتوں کا حاملہ ہونا اور بچوں کا تولد ہونا سب اس کے علم سے ہی ہے، اور جو بھی بڑی عمر والا عمر دیا جائے

وَّ لَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَ مَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖۗ

اور جس کی عمر گھٹے وہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ پر یہ بات بالکل آسان ہے، اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَ مِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا

پیاس بجھاتا پینے میں خوشگوار، یہ دوسرا کھاری ہے کڑوا، تم ان دونوں میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور وہ زیورات نکالتے ہو

وَّ تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ

جنہیں تم پہنتے ہو، اور آپ دیکھتے ہیں کہ بڑی بڑی کشتیاں پانی کو چیرنے پھاڑنے والی ان دریاؤں میں ہیں

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ (فاطر ۱۲،۱۱)

تاکہ تم اس کا فضل ڈھونڈو تاکہ تم اس کا شکر کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حیات بعد الموت کی تیسری دلیل فرمائی کہ اللہ نے انسان کی آفرنیش پہلے براہ راست مٹی سے کی، پھر پانی کے ایک حقیر بدبودار قطرے سے تمہاری نسل چلائی اور مرد و عورت کے جوڑے بنادیے، یہ بھی اس کا لطف و کرم اور انعام و احسان ہے کہ مردوں کے لئے بیویاں بنائیں جو ان کے لیے سکون و راحت کا سبب ہیں، جیسے فرمایا

---

[۱] تفسیر طبری ۴۴۵/۲۰

[۲] فاطر ۴۳

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ... ﴿۲۱﴾ [1]

ترجمہ:اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔

نکاح کے بعد جب مرد و عورت کے ملاپ سے کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے اور تخلیق کے مختلف مراحل کے بعد جب بچہ جنتی ہے یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، جیسے فرمایا

... وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ [2]

ترجمہ: درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ [3]

ترجمہ:اللہ ایک ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے، جو کچھ اس میں بنتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اس میں کمی یا بیشی ہوتی ہے اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے، ہر چیز کے لئے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے۔

اللہ کی تقدیر و قضا سے کوئی عمر پانے والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر میں کچھ کمی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہوتا ہے، جیسے فرمایا

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ [4]

ترجمہ:اللہ جس حکم کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) باقی رکھتا ہے اور ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ:وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ، يَقُولُ: لَيْسَ أَحَدٌ قَضَيْتُ لَهُ طُولَ الْعُمُرِ وَالْحَيَاةَ إِلَّا وَهُوَ بَالِغٌ مَا قَدَّرْتُ لَهُ مِنَ الْعُمُرِ، وَقَدْ قَضَيْتُ ذَلِكَ لَهُ، وَإِنَّمَا يَنْتَهِي إِلَى الْكِتَابِ الَّذِي قَدَّرْتُ لَهُ، لَا يُزَادُ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ أَحَدٌ قَضَيْتُ لَهُ أَنَّهُ قَصِيرُ الْعُمُرِ وَالْحَيَاةِ بِبَالِغِ الْعُمُرَ، وَلَكِنْ يَنْتَهِي إِلَى الْكِتَابِ الَّذِي قَدَّرْتُ لَهُ لَا يُزَادُ عَلَيْهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ " کوئی عمر پانے والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر میں کچھ کمی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہوتا ہے، اللہ کے لیے یہ بہت آسان کام ہے۔" کے بارے میں روایت ہے جس شخص کے لیے بھی طویل عمر اور درازی حیات کا فیصلہ کر دیا ہو تو وہ اس عمر تک ضرور پہنچ کر رہتا ہے جس کا اس کے بارے میں فیصلہ کیا گیا ہوتا ہے اور جو فیصلہ کیا گیا ہوتا ہے وہ اس سے زیادہ عمر نہیں پا سکتا اور جس کے لیے کم عمر اور کم زندگی کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا ہے وہ جب اس عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اس میں اضافہ نہیں ہو سکتا گویا اس

[1] الروم ۲۱

[2] الانعام ۵۹

[3] الرعد ۸

[4] الرعد ۳۹

کا ہر قسم کا معاملہ تقدیر کے مطابق ہوتا ہے۔ (۱)

ماڈرن تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ انسان کا ایک ایک خلیہ اپنی نوعیت میں پورا کمپوٹر ہے جس پر انسانی زندگی کا پورا پروگرام درج ہوتا ہے، اس میں زندگی کی تمام منازل کا ذکر ہے، انسان کی ورثہ میں پائی ہوئی بیماریاں یہاں ہوتی ہیں، وہ کس قدر ذہین ہوگا، اس کی صحت کیسی ہوگی، قد کس قدر ہوگا، اس کی آنکھوں کا رنگ کیسا ہوگا، وہ غصہ والا ہوگا، محبت والا ہوگا، ہمدرد ہوگا، ظالم ہوگا، ہونہار ہوگا الغرض انسان کے متعلق سب کچھ اس کے خلیہ خلیہ پر پہلے سے درج ہوتا ہے جس کے مطابق انسانی زندگی کا کلاک چلتا رہتا ہے حتی کہ آخری حکم آجاتا ہے جس پر زندگی کی حرکت بند ہوجاتی ہے اور انسان نفس حیات کی بندھن سے آزاد ہوکر عالم برزخ میں چلا جاتا ہے،

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ اس کا رزق فراخ اور عمر طویل ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے عزیز واقارب سے میل ملاپ رکھے۔ (۲)

اپنی بے شمار مخلوق کے بارے میں بے شمار معلومات اور ہر ایک کے بارے میں اتنے مفصل احکام اور فیصلے کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے، اس کا علم تو تمام مخلوق کو گھیرے ہوئے ہے، جیسے فرمایا

اِنَّمَآ اِلٰـهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۹۸ (۳)

ترجمہ: لوگو، تمہارا الٰہ تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے، ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

۔۔۔وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۱۲ (۴)

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، اس کی حکمت اور اس کی بے پایاں رحمت ہے کہ اللہ نے عالم ارضی کے لئے پانی کے دو ذخیرے تخلیق فرمائے اور ان کو ایک سا نہیں بنایا، ان میں ایک باغوں اور کھیتیوں کو سیراب کرنے والا میٹھا، پینے میں خوشگوار اور پیاس بجھانے والا ہے، جبکہ دوسرا سخت کاری کہ حلق چھیل دے تا کہ یہ محفوظ ذخیرہ خراب نہ ہونے پائے، جیسے فرمایا

---

(۱) تفسیر طبری ۲۰/۴۴۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ ۵۹۸۶،صحیح مسلم کتاب البروالصلة بَابُ صِلَةِ الرَّحِمِ وَتَحْرِيمِ قَطِيعَتِهَا ۶۵۲۳،سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ بَابٌ فِي صِلَةِ الرَّحِمِ ۱۶۹۳،السنن الکبری للنسائی ۱۱۳۶۵،مسنداحمد ۱۳۵۸۵ ،مسندالبزار ۶۳۱۶،صحیح ابن حبان ۴۳۸، شعب الایمان ۷۵۷۱، شرح السنة للبغوی ۳۴۲۹، مسند ابی یعلی ۴۰۹۷

(۳) طہ ۹۸

(۴) الطلاق ۱۲

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ [1]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملار کھا ہے ایک لذیذ و شیریں دوسرا تلخ و شور اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے، ایک روکاوٹ ہے جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے۔

مگر پانی کے ان دونوں متضاد ذخیروں سے تم آبی جانوروں کا تروتازہ گوشت حاصل کرتے ہو، جس کا مردار بھی حلال ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ:هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، الْحَلَالُ مَيْتَتُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے۔ [2]

اور پہننے کے لئے موتی، مونگے اور بعض دریاؤں سے ہیرے اور سونا نکالتے ہو، جیسے فرمایا

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ [3]

ترجمہ: ان سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں، پس اے جن وانس تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟۔

اور یہ بھی اللہ کی قدرت کاملہ ہے کہ اس نے پانی کو کشتیوں کے لئے مسخر فرمایا تاکہ بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز اس میں رواں دواں ہو کر انسان کو نقل وحمل کی سہولتیں بہم پہنچائیں اور تم اس میں اللہ کا فضل (معاش) تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ

وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اسی نے کام پر لگا دیا ہے،

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے، یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے، جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ

وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم انہیں پکارو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں

وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ

اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شریک کا صاف انکار کر جائیں گے،

---

[1] الفرقان ۵۳

[2] موطاامام مالک کتاب الصیدباب ماجآء فی صیدالبحر۱۰ ،سنن ابن ماجه کتاب الطهارة بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ۳۸۶،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ۸۳،جامع ترمذی کتاب الطهارة بَابُ مَا جَاءَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ أَنَّهُ طَهُورٌ۶۹،سنن نسائی کتاب المیاه الْوُضُوءُ بِمَاءِ الْبَحْرِ۳۳۳،سنن الدارمی ۷۵۶،مسنداحمد۷۲۳۳

[3] الرحمٰن۲۲،۲۳

وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٤﴾ (فاطر ۱۴،۱۳)

آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کی ایک اور دلیل بیان فرمائی کہ وہ دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کرتا ہے، کبھی راتوں کو بڑا کر دیتا ہے اور کبھی دن کو اور کبھی دونوں کو یکساں کر دیتا ہے، جس سے بندوں، حیوانات، باغات اور کھیتوں کے مصالح پورے ہوتے ہیں، کائنات کے نظام کو مربوط رکھنے کے لئے اس نے چاند اور سورج کو ایک ضابطے کا پابند بنا رکھا ہے، اور یہ اپنے اپنے مدار میں مقرر شدہ چال پر تیرتے ہوئے اپنا اپنا کام سرانجام دے رہے ہیں اور قیامت تک سرانجام دیتے رہیں گے، جیسے فرمایا وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٤٠﴾ [1]

ترجمہ: اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے، اور چاند اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے، نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

اور جب قیامت قائم ہو گی تو چاند بے نور کر دیا جائے گا، جیسے فرمایا

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ [2]

ترجمہ: اور چاند بے نور ہو جائے گا۔

سورج کو روشنی سے محروم کر دیا جائے گا اور ستارے بکھر جائیں گے، جیسے فرمایا

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿٢﴾ [3]

ترجمہ: جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے۔

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ﴿٢﴾ [4]

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے۔

جس کے حکم سے یہ تمام افعال انجام پاتے ہیں، جو تمام اقدار کا مالک ہے، کائنات میں جس کی حاکمیت ہے، وہی رب اللہ اور وہی مستحق عبادت ہے، اتنی قدرتوں والے رب کو چھوڑ کر تم جن ملائکہ، جن، شیاطین اور رفوت شدگان صالحین کو پکارتے ہو وہ تو اتنے بے بس ہیں کہ کھجور کی

---

[1] یٰسین ۳۸ تا ۴۰

[2] القیامۃ ۸

[3] التکویر ۱،۲

[4] الانفطار ۱،۲

گٹھلی کے اوپر پتلی سی جھلی کے بھی مالک نہیں ہیں، یعنی آسمان وزمین کی حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں، اگر تم انہیں اپنے مصائب وپریشانیوں میں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن ہی نہیں سکتے اور اگر بفرض محال سن لیں تو ان کے ہاتھ میں سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں ہے، اس لئے تمہاری التجاؤں کے مطابق فریاد رسی، حاجت برداری نہیں کر سکتے، اللہ وحدہ لاشریک ہی تمام قدرتوں، طاقتوں اور اختیارات کا مالک ہے، اس مالک الملک کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنا بے فائدہ اور خود کو دھوکا دینے کے مترادف ہے اور روز قیامت وہ تمہارے شرک کی صاف تردید کر دیں گے، جیسے فرمایا...

وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ (۱)

ترجمہ: اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے، ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ (تم اگر ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو) ہم تمہاری اس عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ (۲)

ترجمہ: آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ (۳)

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ الٰہ بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے پشتیبان ہوں گے، کوئی پشتیبان نہ ہوگا، وہ سب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ (۴)

ترجمہ: اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات، ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان لوگوں سے، دراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر انہی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔

الغرض ساری ہی مخلوقات چاہے فرشتے ہوں، جن ہوں یا انسان حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، اس لئے ان کے بجائے اللہ کے آگے

(۱) یونس ۲۸،۲۹

(۲) الاحقاف ۵

(۳) مریم ۸۱، ۸۲

(۴) سبا ۴۰،۴۱

سر بسجود ہو کر اس کا پکارنا چاہیے جو دعاؤں کا سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے اور جس کے پاس کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے ہیں، اللہ ہی کامل علم کا مالک ہے اور وہی حقیقت حال سے براہ راست باخبر ہے اس لئے اس کے سوا کوئی تمہیں صحیح صورت حال کی خبر نہیں دے سکتا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بےنیاز اور خوبیوں والا ہے، اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے

وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ

اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے، اور یہ بات اللہ کو کچھ مشکل نہیں، کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا،

وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ

اگر کوئی گراں بار دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے بلائے گا تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھائے گا گو قرابت دار ہی ہو،

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ

تو صرف انہی کو آگاہ کرسکتا ہے جو غائبانہ طور پر اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں

وَ مَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ (فاطر ۱۵تا۱۸)

اور جو بھی پاک ہو جائے وہ اپنے نفع کے لیے پاک ہو گا، لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے

معبودان باطلہ کی عاجزی و درماندگی:

لوگو! زمین کے عام لوگ ہوں یا صالحین، یا جن یا فرشتے یا انبیاء ہوں یا کوئی اور مخلوق سب ہر لحاظ سے اللہ کے در کے محتاج ہیں لیکن اللہ تو محتاج نہیں ہے، وہ تو اپنی ذات اور اپنے ناموں میں قابل حمد وستائش ہے، وہ اتنا بے نیاز ہے کہ زمین پر بسنے والے تمام انسان اس کے نافرمان ہو جائیں تو اس سے اس کی سلطنت میں کوئی کمی اور سب اس کے اطاعت گزار بن جائیں تو اس سے اس کی قوت میں کوئی زیادتی نہیں ہو گی،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ:يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي، فَتَنْفَعُونِي،

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں

ہدایت دوں تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو،

يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ قَالَ سَعِيدٌ: كَانَ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، جَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ.

اے میرے بندو اگر تم سب اولین وآخرین اور جن وانس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقوی والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اور اگر سب اولین اور آخرین اور جن وانس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے، اے میرے بندو اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہوگی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے، اے میرے بندو یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے، سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو ادریس خولانی جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو اپنے گھٹنوں کے بل جھک جاتے تھے۔ [1]

وہ چاہے تو تمہیں تمہارے کلمہ حق کی تکذیب، مکر وفریب اور بد اعمالیوں کے سبب ایک اشارے سے فنا کے گھاٹ اتار دے اور تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق پیدا کر دے جو تم سے زیادہ اس کے اطاعت گزار ہوں اور ایک نیا عالم پیدا کر دے جس سے تم نا آشنا ہو ایسا کرنا اللہ کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں ہے، کوئی چیز اللہ کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں اور کوئی ہستی اسے عاجز نہیں کر سکتی، جیسے فرمایا

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ [2]

ترجمہ: تم نہ زمین میں عاجز کرنے والے ہو نہ آسمان میں، اور اللہ سے بچانے والا کوئی سر پرست اور مددگار تمہارے لیے نہیں ہے۔

لہذا اپنی اوقات پہچانو اور ان قوموں کی روش اختیار نہ کرو جن کو حق کی تکذیب کے سبب صفحہ ہستی سے نابود کر دیا گیا، مکہ میں جو لوگ دائرہ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۲

(۲) العنکبوت ۲۲

اسلام میں داخل ہو رہے تھے انہیں جھانسہ دینے کے لئے ان کے مشرک رشتہ دار اور برادری کے لوگ کہتے تھے کہ تم ہمارے کہنے سے اس نئے دین کو چھوڑ دو اور اپنے آبائی دین پر قائم رہو تمہارا عذاب ثواب ہماری گردن پر ہوگا، اس کے علاوہ مشرکین کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ روز آخرت اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے معبود ہماری سفارش کریں گے اور ہماری غلطیوں کا بوجھ اپنے سر لے لیں گے، جیسا کہ عیسائی عقیدہ رکھتے ہیں اور دور حاضر کے بعض نام نہاد مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے، اس کے رد میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے، روز آخرت کوئی گنہگار کسی دوسرے گنہگار کا بوجھ نہ اٹھائے گا البتہ جس نے دوسروں کو گمراہ کیا ہو گا وہ اپنے گناہوں کے ساتھ ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائے گا، جیسے فرمایا

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ... ﴿۱۳﴾ (۱)

ترجمہ: ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی۔

اور اگر کوئی گنہگار انسان اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے اپنے ماں، باپ، بیٹے اور قریب ترین رشتہ داروں کو التماس کرے گا مگر کوئی بھی اس کے گناہوں کا ایک ادنیٰ حصہ بھی اٹھانے کے لئے آمادہ نہیں ہو گا، سب کو اپنی نجات کی فکر پڑی ہو گی، جیسے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ... ﴿۳۳﴾ (۲)

ترجمہ: لوگو بچو اپنے رب کے غضب سے اور ڈرو اس دن سے جب کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہو گا۔

اور فرمان ہے

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ (۳)

ترجمہ: اس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔

اے نبی ﷺ! تمہارے انذار و تبلیغ کا فائدہ انہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جو صاحب فراست ہوں اور بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں، اور نماز کو اپنے وقت پر اس کی تمام حدود و شرائط، ارکان وواجبات اور پورے خشوع وخضوع کے ساتھ قائم کرتے ہیں، جیسے فرمایا

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ (۴)

ترجمہ: آپ صرف خبردار کرنے والے ہیں ہر اس شخص کو جو اس کا خوف کرے۔

ایک مقام پر فرمایا

(۱) العنکبوت ۱۳

(۲) لقمان ۳۳

(۳) عبس ۳۴تا۳۶

(۴) النازعات ۴۵

اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكۡرَ وَخَشِيَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ... ⑪ [1]

ترجمہ: تم تو اسی شخص کو خبردار کر سکتے ہو جو نصیحت کی پیروی کرے اور بے دیکھے اللہ رحمان سے ڈرے۔

جو شخص بھی شرک وفواحش، ریا، تکبر، جھوٹ، دھوکہ، مکروفریب، نفاق اور دیگر اخلاق رذیلہ کی آلودگیوں سے پاک ہونا چاہتا ہے تو اس کے تزکیہ نفس کا فائدہ اسی کو حاصل ہوگا، جیسے فرمایا

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِيۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ ؕ ⑩⑧ [2]

ترجمہ: اے محمد (ﷺ) کہہ دو کہ لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ چکا ہے اب جو سیدھی راہ اختیار کرے اس کی راست روی اسی کے لیے مفید ہے اور جو گمراہ رہے اس کی گمراہی اسی کے لیے تباہ کن ہے اور میں تمہارے اوپر کوئی حوالہ دار نہیں ہوں۔

مَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِيۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى... ⑮ [3]

ترجمہ: جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

وَمَنۡ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفۡسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ⑥ [4]

ترجمہ: جو شخص بھی مجاہدہ کرے گا اپنے ہی بھلے کے لیے کرے گا اللہ یقیناً دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

اور ایک وقت مقررہ پر اعمال کی جزا کے لئے سب کو اللہ ہی کی طرف پلٹنا ہے۔

وَ مَا يَسۡتَوِي الۡاَعۡمٰى وَ الۡبَصِيۡرُ ۙ ⑲ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوۡرُ ۙ ⑳ وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الۡحَرُوۡرُ ۚ ㉑

اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی نہ روشنی اور نہ چھاؤں نہ دھوپ

وَ مَا يَسۡتَوِي الۡاَحۡيَآءُ وَ لَا الۡاَمۡوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسۡمِعُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَ مَاۤ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ

اور زندہ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو ق

مَّنۡ فِي الۡقُبُوۡرِ ㉒ اِنۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِيۡرٌ ㉓ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا ؕ

بروں میں ہیں، آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں، ہم نے ہی آپ کو حق دے کر خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے

---

[1] یٰسین ۱۱

[2] یونس ۱۰۸

[3] بنی اسرائیل ۱۵

[4] العنکبوت ۶

وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ

اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزرا ہو، اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا دیں تو جو لوگ

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ

ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا، ان کے پاس بھی ان کے پیغمبر معجزے اور صحیفے

وَ بِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ (فاطر ۱۹ تا ۲۶)

اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے، پھر میں نے ان کافروں کو پکڑ لیا سو میرا عذاب کیسا ہوا۔

ایک عادلانہ موازنہ:

کافر جو کلمہ حق کی تکذیب کرتا اور غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور مومن جو حق پر ایمان لاتا ہے اور اطاعت الٰہی کرتا ہے دونوں ایک جیسے نہیں ہیں، باطل کا گھور اندھیرا اور حق کی تیز روشنی بھی یکساں نہیں ہیں، ٹھنڈی پرسکون چھاؤں اور جھلساتی ہوئی دھوپ ایک جیسی نہیں ہے، زندہ انسان اور مردے مساوی نہیں ہیں، اللہ کی رحمت کا سایہ پاکر جنت میں جانے والا اور اپنی بداعمالیوں کے سبب دوزخ میں داخل ہونے والے بھی ایک جیسے نہیں ہے، اور علماء جو حق کا علم رکھتے ہیں اور ہٹ دھرم کفار جنہیں حق سے کوئی واسطہ نہیں مساوی نہیں بلکہ ان سب میں زمین و آسمان کا سا فرق ہے، جیسے فرمایا

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ... ﴿۱۲۲﴾ [1]

ترجمہ: کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہو اور کسی طرح ان سے نہ نکلتا ہو؟۔

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ [2]

ترجمہ: ان دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی تو ہو اندھا بہرا اور دوسرا ہو دیکھنے اور سننے والا، کیا یہ دونوں یکساں ہو سکتے ہیں؟ کیا تم (اس مثال سے) کوئی سبق نہیں لیتے؟۔

اللہ اپنی مشیت و حکمت سے جسے راہ راست سے نوازنا چاہتا ہے اسے حجت و دلیل سننے اور اسے قبول کرنے کی توفیق نصیب فرما دیتا ہے، جس طرح قبروں میں مدفون اشخاص کو کوئی بات نہیں سنائی جا سکتی اس طرح جن کے دلوں کو کفر و شرک نے موت سے ہمکنار کر دیا ہے، جن کے سینے ضمیر کے مدفن بن چکے ہوں، جو صدائے حق سننا ہی نہ چاہتے ہوں، اے نبی ﷺ! تم انہیں حق کی بات نہیں سنا سکتے، تم انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو معقول بات پر کان دھرنے کے لئے تیار ہوں، جیسے فرمایا

[1] الانعام ۱۲۲

[2] ہود ۲۴

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾ [۱]

ترجمہ: تم تو اسی شخص کو خبر دار کر سکتے ہی جو نصیحت کی پیروی کرے اور بے دیکھے خدائے رحمان سے ڈرے اسے مغفرت اور اجر کریم کی بشارت دے دو۔

تمہارا کام صرف دعوت حق کی تبلیغ ہے اگر کوئی دعوت حق کو قبول نہیں کرتا تو اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں، کسی کو ہدایت سے سرفراز کرنا اور کسی کو ضلالت میں غرق کر دینا اللہ کی حکمت و مشیت کے تابع ہے، ہم نے تم کو مجرد حق کے ساتھ بھیجا ہے، جو حق کا اتباع کریں انہیں دنیاوی اور اخروی ثواب کی بشارت دینے والا اور جو نافرمانی کریں ان کے لئے دنیاوی اور اخروی عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، جیسے فرمایا

...اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ [۲]

ترجمہ: میں تو محض ایک خبر دار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو میری بات مانیں۔

اور اے نبی ﷺ! آپ کوئی نئے رسول تو نہیں ہیں، آپ سے پہلے بھی کوئی امت ایسی نہیں گزری ہے جس میں اتمام حجت کے لئے ہم نے کوئی ڈرانے والا مبعوث نہ کیا گیا ہو تا کہ روز جزا کوئی قوم یہ نہ کہہ سکے کہ ہمارے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا اس لئے ہمیں تو ایمان وکفر کا علم ہی نہ تھا، جیسے فرمایا

...وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ [۳]

ترجمہ: اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ... ﴿۳۶﴾ [۴]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبر دار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو، اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی۔

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ [۵]

ترجمہ: ہم نے کبھی کسی بستی کو اس کے بغیر ہلاک نہیں کیا کہ اس کے لئے خبر دار کرنے والے حق نصیحت ادا کرنے کو موجود تھے۔

اب اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی پیغمبروں کی تکذیب کر چکے ہیں، ان کے پاس ان کے رسول اپنی رسالت کے واضح دلائل اور نصائح اور اخلاقی ہدایات پر مشتمل صحیفے اور پوری شریعت والی کتاب لے کر آئے تھے، جیسے فرمایا

---

[۱] یٰسین ۱۱

[۲] الاعراف ۱۸۸

[۳] الرعد ۷

[۴] النحل ۳۶

[۵] الشعراء ۲۰۸

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ⑪ (۱)

ترجمہ: اے نبی! ہم تم سے پہلے بہت سی گزری ہوئی قوموں میں رسول بھیج چکے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔

پھر جن لوگوں نے حق کی اتباع نہ کی اور طاغوت کی بندگی کرتے رہے، تو ہم نے انہیں تدبر و تفکر کے لئے ایک لمبی مہلت دی، جب وہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور گناہوں پر اصرار کرتے رہے تو پھر ہم نے ان پر مختلف انواع کے عذاب نازل کیے اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا، پھر نہ ان کا مال و دولت، نہ طاقت و قوت، نہ بڑے لشکر، نہ سنگی مضبوط مکانات اور نہ ہی ان کے معبودان کے کچھ کام آسکے، اور وہ نشان عبرت بن کر رہ گئے، اس لئے رسول کی تکذیب سے بچو ورنہ تم پر بھی ایسا رسوا کن عذاب نازل ہو سکتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا

کیا آپ نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ㉗ وَمِنَ النَّاسِ

اور پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں سفید اور سرخ کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ، اور اسی طرح آدمیوں

وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ

اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں ان کی رنگتیں مختلف ہیں، اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ㉘ (فاطر ۲۷،۲۸)

جو علم رکھتے ہیں، واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔

کائنات میں یک رنگی و یکسانی نہیں ہے:

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت تامہ کی طرف اشارہ کیا کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور پھر اسی ایک پانی سے ہم زمین سے انواع و اقسام کے پھل مثلاً انگور، کھجور، انار، زیتون وغیرہ نکال لاتے ہیں جن کے رنگ، جسامت، ذائقے اور خوشبو مختلف ہوتے ہیں، جیسے فرمایا

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ
وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ④ (۲)

ترجمہ: اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطّے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں، انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجور کے

(۱) الحجر ۱۱

(۲) الرعد ۴

درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر ،ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

بلندو بالا ٹھوس پہاڑوں کے رنگ بھی سفید، سرخ ور گہری سیاہ دھاریاں والے ہوتے ہیں اور اسی طرح جانداروں میں، سمندری مخلوق میں، مختلف علاقوں میں رہنے والے انسانوں، جانوروں اور مویشیوں کے رنگ، اوصاف اور آوازیں بھی مختلف ہیں، جیسے بربر (مراکش، الجزائر اور تیونس کے باشندے) حبشی (سوڈان کی ایک نسل) ،طماطم (سسلی کے باشندے جو بالکل سیاہ فام ہوتے ہیں)، صقالبہ (روم، قسطنطنیہ کے شمالی پہاڑی علاقوں اور بلاد خزر (جنوبی روس) کے مغرب میں آباد قوم یوکرینی، رومانی، بلغاری اور سرب وغیرہ) اور رومی بالکل سفید رنگ کے ہیں ،عرب ان دونوں کے درمیان ہیں جبکہ ہندی ان سے بھی کم سفید ہیں، جیسے فرمایا

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ (۱)

ترجمہ:اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے ،یقیناًاس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کے لئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف کتاب وسنت کا علم رکھنے والے لوگ ہی اللہ کی ان قدرتوں اور اس کے کمال صناعی کو جان اور سمجھ سکتے ہیں، اور جتنی انہیں رب کی معرفت حاصل ہوتی ہے اتنا ہی وہ رب کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں، جیسے فرمایا

...رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾ (۲)

ترجمہ:اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ کچھ ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ، عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ الْعِلْمُ مِنْ كَثْرَةِ الْحَدِيثِ، وَلَكِنَّ الْعِلْمَ مِنَ الْخَشْيَةِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا علم کثرت حدیث کی بنا پر نہیں بلکہ اللہ کے خوف کے کثرت کے لحاظ سے ہے۔ (۳)

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ، عَنْهُ قَالَ: إِنَّ الْعِلْمَ لَيْسَ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ إِنَّمَا الْعِلْمُ نُورٌ يَقْذِفُهُ اللهُ فِي الْقَلْبِ

اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے علم کثرت روایات پر نہیں بلکہ علم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دل میں کتنا نور پیدا فرمایا۔ (۴)

وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: الْعَالِمُ مَن خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ، وَرَغِبَ فِيما رَغِبَ اللهُ فِيهِ، وَزَهِدَ فِيمَا سَخط اللهُ فِيهِ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں عالم وہ ہے جو اللہ سے بے دیکھے ڈرے، جو کچھ اللہ کو پسند ہے اس کی طرف وہ راغب ہو اور جس چیز سے اللہ ناراض ہے اس سے وہ کوئی دلچسپی نہ رکھے۔ (۵)

(۱) الروم۲۲

(۲) البینۃ۸

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم۳۱۸۰؍۱۰

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم۳۱۸۰؍۱۰

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم۳۱۸۰؍۱۰

قَالَ:كَانَ يُقَالُ:الْعُلَمَاءُ ثَلَاثَةٌ عَالِمٌ بِاللَّهِ، وَعَالِمٌ بِأَمْرِ اللَّهِ، وَعَالِمٌ بِاللَّهِ لَيْسَ بِعَالِمٍ بِأَمْرِ اللَّهِ، وَعَالِمٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَيْسَ بِعَالِمٍ بِاللَّهِ، فَالْعَالِمُ بِاللَّهِ وَبِأَمْرِ اللَّهِ الَّذِي يَخْشَى اللَّهَ وَيَعْلَمُ الْحُدُودَ وَالْفَرَائِضَ، وَالْعَالِمُ بِاللَّهِ لَيْسَ بِعَالِمٍ بِأَمْرِ اللَّهِ: الَّذِي يَخْشَى اللَّهَ ولا يعلم الحدود: لا الْفَرَائِضَ وَالْعَالِمُ بِأَمْرِ اللَّهِ لَيْسَ بِعَالِمٍ بِاللَّهِ: الَّذِي يَعْلَمُ الْحُدُودَ وَالْفَرَائِضَ وَلا يَخْشَى اللَّهَ .عَزَّ وَجَلَّ

سفیان ثوری فرماتے ہیں علما کی تین قسمیں ہیں عالم باللہ بھی ہو اور عالم بامر اللہ بھی، عالم باللہ تو ہو مگر عالم بامر اللہ نہ ہو، اور عالم بامر اللہ تو ہو مگر عالم باللہ نہ ہو، عالم باللہ اور عالم بامر اللہ سے مراد وہ عالم ہے جو اللہ سے ڈرتا اور اس کے حدود و فرائض کو جانتا ہو، جو عالم باللہ تو ہو مگر عالم بامر اللہ نہ ہو تو اس سے مراد وہ ہے جو اللہ سے تو ڈرتا ہے لیکن اس کے حدود و فرائض سے بے علم ہے، اور جو عالم بامر اللہ تو ہو مگر عالم باللہ نہ ہو تو اس سے مراد وہ عالم ہے جو حدود و فرائض سے باخبر ہو لیکن خشیت الٰہی سے عاری ہو۔ (۱)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ البَاهِلِيِّ، قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الخَيْرَ.

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ایک عابد اور دوسرا عالم، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم (اس سے مراد علوم شرعیہ کا وہ عالم جو فرائض کی پابندی کرنے والا ہو) کی عابد (اس سے مراد وہ عبادت گزار ہے جو ضروری علوم شرعیہ سے آگاہ ہو) پر فضیلت تم میں سے سب سے کم مرتبہ والے شخص پر میری فضیلت کی مانند ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے آسمانوں اور زمینوں والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی لوگوں کو خیر کی بات سکھلانے والے پر درود بھیجتے ہیں۔ (۲)

بے شک اللہ زبردست اور بندوں کی لغزشوں کو درگزر فرمانے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں پوشیدہ اور

عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ

اعلانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی، تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم ۳۱۸۰/۱۰

(۲) جامع ترمذی أَبْوَابُ الْعِلْمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الفِقْهِ عَلَى العِبَادَةِ ۲۶۸۵

وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝۳۰ وَ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ دے، بیشک وہ بڑا بخشنے والا قدردان ہے، اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر

اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ

بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی

لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝۳۱ (فاطر ۲۹ تا ۳۱)

پوری خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

جو لوگ پابندی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کرتے، اس کے معانی میں غور وحوض کرتے اور اس میں جو احکامات دیئے گئے ہیں اس کی اطاعت کرتے ہیں اور وقت کی پابندی اور خضوع وخشوع کے ساتھ دعوی اسلام کی صداقت کی علامت نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق حلال دیا ہے اس میں سے حسب ضرورت دن رات علانیہ اور پوشیدہ عزیز واقارب، مساکین، یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا اجر اللہ کے ہاں یقینی ہے، جس میں مندے اور کساد کا کوئی امکان نہیں، اللہ کے مخلص بندے یہ نیک اعمال اس لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اجر وثواب پورے کے پورے ان کو دے اور مزید اپنے فضل سے ان کو بڑھا چڑھا کر عطا کرے، اگر کوئی خلوص نیت سے گناہوں سے توبہ کرتا اور راہ راست اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کی خطاؤں پر چشم پوشی کرتا اور جو چھوٹے سے چھوٹے نیک عمل وہ کرتا ہے اس کی قدر فرماتا ہے، اے نبی ﷺ! یہ قرآن جو ہم نے بذریعہ وحی تم پر نازل کیا ہے وہ سراسر حق ہے اور تیرے لئے اور تیری امت کے لئے اس پر عمل کرنا ضروری ہے، اور یہ کتاب کوئی نرالی دعوت پیش نہیں کر رہی بلکہ اس میں بھی وہی تعلیمات ہیں جو پچھلی کتابوں میں پیش کی گئیں تھیں، بیشک اللہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے، وہ جانتا ہے پچھلی کتابیں تحریف وتغیر کا شکار ہو گئیں اور اب ہدایت کے قابل نہیں رہی تھیں اس لئے اس نے تمام دنیا کے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے یہ کلام نازل کیا ہے، بیشک اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ

پھر ہم نے ان لوگوں کو (اس) کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں پسند فرمایا، پھر بعضے تو ان میں اپنی

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝۳۲ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

چلے جاتے ہیں، یہ بڑا فضل ہے، وہ باغات میں ہمیشہ رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے سونے کے کنگن

مِنۡ ذَهَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ ﴿۳۳﴾ وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِيۡۤ

اور موتی پہنائے جائیں گے، اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی، اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے

اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَكُوۡرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِيۡۤ اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَةِ

ہم سے غم دور کیا، بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے، جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں

مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيۡهَا نَصَبٌ وَّ لَا يَمَسُّنَا فِيۡهَا لُغُوۡبٌ ﴿۳۵﴾ (فاطر ۳۲ تا ۳۵)

لا اتارا جہاں نہ ہم کو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی۔

پھر ہم نے امت محمدیہ کو قرآن مجید کا وارث بنا دیا جنہیں ہم نے وراثت کے لئے پوری نوع انسانی سے چھانٹ لیا، جیسے فرمایا

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا ... ﴿۱۴۳﴾ [1]

ترجمہ: اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

امت محمدیہ تین طبقوں میں تقسیم ہے۔

❁ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان ہے، وہ اللہ پر اور اللہ کے رسول کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں لیکن فرائض میں کوتاہی اور بعض محرمات کا ارتکاب کر لیتے ہیں، یا بعض کے نزدیک صغائر کا ارتکاب کرتے ہیں۔

❁ بیچ کی راہ: یہ وہ لوگ ہیں جو دین کا جذبہ رکھتے ہیں اور ملے جلے عمل کرتے ہیں یا بعض کے نزدیک فرائض کے پابند، محرمات کے تارک تو ہیں لیکن کبھی مستحبات کا ترک اور بعض محرمات کا ارتکاب بھی ان سے ہو جاتا ہے یا وہ ہیں جو نیک تو ہیں لیکن نیکیوں پیش پیش نہیں۔

❁ نیکیوں میں سبقت کرنے والے: تیسرے وہ ہیں جو دین کے معاملے میں پچھلے دونوں سے سبقت کرنے والے ہیں۔

نیکیوں میں سبقت کرنا یا اس جلیل القدر کتاب کا وارث ہونا اور اس وراثت کے لئے چن لیا جانا بہت بڑا شرف و فضل ہے جس کے سامنے تمام نعمتیں ہیچ ہیں، چنانچہ تینوں گروہ یعنی سابقین بغیر حساب کتاب کے اور مقتصدین آسان حساب کے بعد اور ظالمین شفاعت سے یا سزا بھگتنے کے بعد لازوال نعمتوں سے بھری، عالی شان محلات اور آراستہ کیے ہوئے گھروں پر مشتمل جنتوں میں داخل ہوں گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ} [2] إِلَى قَوْلِهِ: {الْفَضْلُ الْكَبِيرُ} [3] «هُمْ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَّثَهُمُ اللهُ كُلَّ كِتَابٍ أَنْزَلَهُ، فَظَالِمُهُمْ يُغْفَرُ لَهُ، وَمُقْتَصِدُهُمْ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا، وَسَابِقُهُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا کی تفسیر میں روایت ہے اس سے امت

---

[1] البقرۃ ۱۴۳

[2] فاطر: ۳۲

[3] فاطر: ۳۲

محمد یہ کے لوگ مراد ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر اس کتاب کا وارث بنادیا ہے جسے اس نے نازل فرمایا تو ان میں سے جو ظالم ہے اسے بخش دیا جائے گا، میانہ روسے آسان حساب لیا جائے گا اور سبقت کرنے والوں کو حساب کے بغیر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ [1]

ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ:شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: السَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ، وَالْمُقْتَصِدُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللهِ، وَالظَّالِمُ لِنَفْسِهِ وَأَصْحَابُ الْأَعْرَافِ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لیے ہو گی، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نیکیوں میں سبقت کرنے والے بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، اور درمیانہ رو اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے، اور اپنے آپ پر ظلم کرنے والے اور اصحاب اعراف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ [2]

ان برگزیدہ مردوں وعورتوں کو وہاں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا،

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتَّى تَبْلُغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا هَذَا الْوُضُوءُ؟ فَقَالَ: يَا بَنِي فَرُّوخَ أَنْتُمْ هَاهُنَا؟ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هَاهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هَذَا الْوُضُوءَ، سَمِعْتُ خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ، حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ

ابی حازم سے مروی ہے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے، وہ بازو دھو رہے تھے حتی کہ بغلوں تک پہنچ گئے، میں نے کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ کیسا وضو ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے فروخ کی نسل! (فروخ ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام ہے جس کی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں، ابوحازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا کہ تم یہاں ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا، میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے قیامت کے دن مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔ [3]

وہاں ان کا لباس باریک اور موٹا سبز ریشم ہو گا، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مردوں کے لیے ریشم کو ممنوع قرار دیا ہے مگر آخرت میں انہیں ریشم کا لباس پہنایا جائے گا،

عُمَرَ، يَقُولُ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ لَبِسَ الحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم اور دیباج دنیا میں مت پہنو، اس لئے کہ جو اسے دنیا میں پہنے گا وہ اسے آخرت

---

[1] تفسیر طبری ۲۰/۴۶۵

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۴۵۴

[3] صحیح مسلم کِتَابِ الطَّهَارَةِ بَابٌ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ ۵۸۶، سنن نسائی کِتَابُ الطَّهَارَةِ حِلْيَةُ الْوُضُوءِ ۱۴۹

میں نہیں پہن سکے گا۔ (۱)

اور جب ان پر نعمتوں کا اتمام اور رلذتوں کی تکمیل ہو جائے گی تو وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے عقبیٰ میں اپنے انجام کی فکر سے آزاد کر دیا اور جس نے ہمارے قصور معاف فرمادیے اور جو تھوڑے بہت عمل ہم نے کیے تھے اس کی قدر دانی فرمائی اور ان کے بدلہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنتوں میں داخل فرمادیا،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الجَنَّةَ قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لاَ، وَلاَ أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَلاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ المَوْتَ: إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں ہرگز داخل نہیں کر سکے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ (کا عمل) بھی (آپ کو جنت میں داخل) نہیں (کر سکے گا؟) فرمایا میں بھی نہیں الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنے فضل کے ساتھ مجھے ڈھانپ لے، اس لیے (عمل میں) میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب چلو اور تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ یا وہ نیک ہوگا تو امید ہے کہ اس کے اعمال میں اضافہ ہو جائے اور اگر وہ برا ہے تو ممکن ہے وہ توبہ ہی کر لے۔ (۲)

اب یہاں ہمیں کوئی پر مشقت کام نہیں کرنا پڑتا جس سے ہمیں تھکان لاحق ہوتی ہو، اور اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَآ أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ (۳)

ترجمہ: (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں

---

(۱) صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ لُبْسِ الحَرِيرِ وَافْتِرَاشِهِ لِلرِّجَالِ، وَقَدْرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ۵۸۳۴، صحیح مسلم کتاب اللباس بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ، وَإِبَاحَتِهِ لِلنِّسَاءِ، وَإِبَاحَةِ الْعَلَمِ وَنَحْوِهِ لِلرَّجُلِ مَا لَمْ يَزِدْ عَلَى أَرْبَعِ أَصَابِعَ۵۴۰۱،سنن ابن ماجه كِتَابُ اللِّبَاسِ بَابُ كَرَاهِيَةِ لُبْسِ الْحَرِيرِ۳۵۸۸،جامع ترمذی أَبْوَابُ الأَدَبِ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ۲۸۱۷،السنن الکبری للنسائی۹۵۰۹، مسندالبزار۶۴۰۳، مسنداحمد۱۸۱،صحیح ابن حبان۵۴۳۵

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ المَرْضَى بَابُ تَمَنِّي المَرِيضِ المَوْتَ ۵۶۷۳،صحیح مسلم کتاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى۷۱۱۱

(۳) الحاقة۲۴

وَ لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ مِّنۡ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ كُلَّ كَفُوۡرٍ ۚ﴿۳۶﴾ وَ هُمۡ يَصۡطَرِخُوۡنَ فِيۡهَا ۚ

اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں، اور وہ لوگ جو اس طرح چلائیں گے کہ

رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَيۡرَ الَّذِىۡ كُنَّا نَعۡمَلُ ؕ

اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے، (اللہ کہے گا)

اَوَ لَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ ؕ

کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا،

فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ ﴿۳۷﴾ (فاطر ۳۶،۳۷)

سو مزہ چکھو کہ (ایسے) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

سعادت مند بندوں کے حال کے بعد بد بخت لوگوں کا حال بیان فرمایا اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ! اس کے رسول محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ان پر نازل کردہ کلام اور اپنے رب کی ملاقات کا انکار کیا ہے ان کے لئے جہنم کا ہولناک عذاب ہے، جس میں نہ وہ مریں گے اور نہ ہی ان کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی، اس حالت میں نہ اسے موت آئے گی کہ آرام پا لیں اور نہ وہ جیتا ہی رہے گا جیسے فرمایا

ثُمَّ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى ؕ ﴿۱۳﴾ [1]

ترجمہ: پھر نہ اس میں مرے گا نہ جیے گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا، فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلَكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ - أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ - فَأَمَاتَهُمْ إِمَاتَةً حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ ، فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، كَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا وہ لوگ جو ابدی جہنمی ہیں وہ نہ تو مریں گے نہ جئیں گے، لیکن کچھ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے آگ ان کو مار کر کوئلہ بنا دے گی، پھر شفاعت کی اجازت ہو گی اور لوگ گروہ در گروہ لائے جائیں گے اور انہیں جنت کی نہروں پر پھیلا دیا جائے گا اور حکم ہو گا اے جنت کے لوگو! ان پر پانی ڈالو، تب وہ اس طرح جی اٹھیں گے جیسے دانہ اس مٹی میں اگتا ہے جس کو پانی بہا کر لاتا ہے، ایک شخص بولا معلوم ہوتا ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! جنگل میں رہے ہیں (جب ہی تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو معلوم ہے کہ بہاؤ میں جو مٹی جمع ہوتی ہے اس میں دانہ خوب اگتا ہے)۔ [2]

[1] الاعلیٰ ۱۳

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ النَّارِ ۴۵۹، سنن ابن ماجہ كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ ۴۳۰۹، مسند احمد ۱۱۰۷۷، صحیح ابن حبان ۱۸۴، شعب الایمان ۳۱۵، مسند ابی یعلی ۱۰۹۷

اور اہل جہنم پر جہنم کی آگ کو دھیما نہیں ہونے دیا جائے گا۔

...مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾ (۱)

ترجمہ: ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑ کا دیں گے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے عذاب میں اضافہ ہی کرتا رہے گا،

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ (۲)

ترجمہ: اب چکھو مزہ، ہم تمہارے لئے عذاب کے سوا کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہ کریں گے۔

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٥﴾ (۳)

ترجمہ: رہے مجرمین، تو وہ ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے کبھی ان کے عذاب میں کمی نہ ہوگی اور وہ اس میں مایوس پڑے ہوں گے۔

یعنی ہر وقت اور ہر آن ان کے عذاب میں دائمی شدت رہے گی، وہ شدید عذاب سے گھبرا کر داروغہ جہنم سے التجا کریں گے کہ تم ہی اللہ سے دعا کرو کہ وہ ہمیں موت دے دے لیکن وہ کورا سا جواب دے دیں گے، جیسے فرمایا

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾ (۴)

ترجمہ: وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے تو اچھا ہے، وہ جواب دے گا تم یوں ہی پڑے رہو گے ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے مگر تم میں سے اکثر کو حق ہی ناگوار تھا۔

ایک مقام پر فرمایا

...يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾ (۵)

ترجمہ: جس آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور کافر پکار اٹھے گا کاش میں خاک ہوتا۔

جو شخص حق کی اطاعت کے بجائے تکذیب کرتا ہے ہم اس طرح اسے بدلہ دیتے ہیں، وہ جہنم میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے چیخ چیخ کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس دردناک عذاب سے نکال لے اور دنیا میں واپس جانے کا ایک اور موقع دے دے اب ہم غیر اللہ کے بجائے تیری عبادت اور معصیت کے بجائے اطاعت کریں گے، انہیں جواب دیا جائے گا کیا ہم نے تم کو طویل عمر عطا نہیں کی تھی، جس میں ہم نے تمہیں دنیا میں اسباب دنیا سے بہرہ ور کیا، تمہیں رزق عطا کیا، تمہارے لئے اسباب راحت مہیا کیے، تمہارے سامنے

---

(۱) بنی اسرائیل ۹۷

(۲) النبا ۳۰

(۳) الزخرف ۷۴، ۷۵

(۴) الزخرف ۷۷، ۷۸

(۵) النبا ۴۰

پے در پے اپنی نشانیاں ظاہر کیں جنہیں دیکھ کر اگر تو نصیحت کو سمجھنا چاہتا تو سمجھ سکتا تھا، پھر اس وقت تو نے حق کو سمجھنے اور اسے اختیار کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی تھی؟ ایک مقام پر مجرمین کی درخواست کا جواب یوں فرمایا

...فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿١٢﴾ (۱)

ترجمہ: کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟ (جواب ملے گا) یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو، اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو ملایا جاتا تو تم مان لیتے تھے، اب فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَعْذَرَ اللهُ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ، حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کر دی جس کی موت کو موخر کیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔ (۲)

اور سمجھانے، ڈرانے اور دھمکانے کے لئے تمہارے پاس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے منبر و محراب کے وارث علما تمہارے پاس آئے تھے، تمہیں سختی اور نرمی سے آزمایا گیا تھا چنانچہ اتنی لمبی عمر میں اگر تو نیک و بد اور حق و باطل میں امتیاز کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا لیکن تم نے اپنی عقل و فہم سے کام نہ لیا اور نہ داعیان حق کی باتوں کی طرف دھیان دیا اب اپنی گمراہی کا مزا چکھو، جن لوگوں نے آنکھیں، کان اور دل رکھنے کے باوجود اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کیا ہے ان کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے جو ان کو اس عذاب سے نکال سکے یا اس میں تخفیف کر سکے۔

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾

بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا، بیشک وہی جاننے والا ہے سینوں کی باتوں کا،

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ

وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا، سو جو شخص کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا، اور کافروں کے لیے

كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ

ان کے کفران کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے اور کافروں کے لیے ان کا ک

كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ (فاطر ۳۸،۳۹)

فرخسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے۔

(۱) المومن ۱۲،۱۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ فِي العُمُرِ ۶۴۱۹، مسند احمد ۹۳۹۴

اللہ تعالیٰ نے اپنی وسعت علم سے آگاہ فرمایا کہ اب تم دوبارہ دنیا میں جانے کی آرزو کر رہے ہو اور دعویٰ کر رہے ہو کہ اب نافرمانی کی جگہ اطاعت اور شرک کی جگہ توحید اختیار کرو گے، لیکن ہم جانتے ہیں کہ تم ایسا نہیں کرو گے اگر تمہیں دنیا میں دوبارہ لوٹا دیا جائے تو تم تب بھی وہی کچھ کرو گے جو پہلے کرتے رہے ہو، جیسے فرمایا

...وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۲۸ [1]

ترجمہ: اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے، وہ تو ہیں ہی جھوٹے۔

بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے، وہ تو سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے جو سب سے زیادہ مخفی ہوتے ہیں، اللہ احکم الحاکمین نے اپنی حکمت کاملہ اور بندوں پر اپنی رحمت کا ذکر فرمایا کہ وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی بے شمار مخلوقات پر فضیلت بخشی اور تم کو زمین میں پہلوں کا جانشین بنایا، جیسے فرمایا

...وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاۗءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ...ۭ ۝۶۲ [2]

ترجمہ: اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟۔

اور زمین میں تصرف کے اختیارات بخشے ہیں اس کے باوجود اب جو کوئی دعوت حق کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور اپنی حیثیت خلافت بھول کر غیر اللہ کی بندگی اختیار کرتا ہے تو اس باغیانہ روش کا خمیازہ بھی اسی کو بھگتنا پڑے گا اور کافروں پر ان کے کفر کے سبب اللہ کا غیض وغضب زیادہ سے زیادہ بھڑکتا چلا جاتا ہے، کفار ہمیشہ ترین بدبختی، گھاٹے اور رسوائی میں مبتلا رہیں گے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ

آپ کہیے کہ تم اپنے قرار داد شریکوں کا حال تو بتاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو، یعنی مجھے یہ بتلاؤ کہ انہوں نے

مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ

زمین میں کونسا (جزو) بنایا ہے یا ان کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم

مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝۴۰ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ

ہوں، بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں

وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ڬ وَلَىِٕنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ

اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا،

---

[1] الانعام ۲۸

[2] النمل ۶۲

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ (فاطر ۴۱:۳۵)

وہ حلیم غفور ہے۔

مدلل پیغام:

اے نبی ﷺ! مشرکین سے پوچھو کبھی تم نے اپنے ان شریکوں کو جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو ان کی قدرت کا تماشا دیکھا بھی ہے؟ مجھے بتاؤ تمہارے شریکوں نے اس وسیع و عریض زمین میں کون سی چیز پیدا کی ہے، آیا انہوں نے سمندروں اور پہاڑوں کو پیدا کیا ہے؟ کیا انہوں نے حیوانات یا جمادات و نباتات کو پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں کی تخلیق و تدبیر میں ان کی شراکت ہے جس کی وجہ سے تم انہیں معبود مانتے ہو، کیا وہ تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتے ہیں، جب تمہارے اپنے عقیدے کے مطابق نہ تو وہ کائنات کے خالق ہیں اور نہ ہی ساجے دار اور نہ ہی اس کی تدبیر میں شامل ہیں، اور نہ ہی آسمان و زمین سے رزق دینے پر قادر ہیں تو پھر وہ معبود کیسے ہو گئے؟ ان کی بے بسی کا اقرار کرنے کے باوجود کیوں انہیں پکارتے ہو اور کیوں ان کی پرستش کرتے ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو ہمیشہ توحید ہی کی وحی فرمائی ہے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ ... ﴿۵﴾ [2]

ترجمہ: اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر۔

اے نبی ﷺ! ان سے پوچھو کیا اللہ نے تم پر کوئی کتاب نازل کی ہے جس میں یہ تحریر لکھ کر دی ہو کہ یہ ہمارے شریک ہیں اور اللہ کے ساتھ ساتھ ان کو بھی پکارو اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کے نام کی نذرونیاز اور قربانیاں کرو، وہ یہی جواب دیں گے کہ تخلیق و تدبیر کائنات میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے، مگر یہ پیشوا، پیر و پنڈت، پروہت و کاہن اور وعظ و مجاور اپنے باطل معبودوں کی طاقت و قدرت کے من گھڑت افسانے اور دیومالائی کہاوتیں گھڑ گھڑ کر ایک دوسرے کو بھروسے دلا رہے ہیں، یہ کسی فرشتہ، جن، نبی یا ولی کی قدرت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت و طاقت اور بے پایاں رحمت ہے کہ اس نے انسانوں کے کفر و شرک کے باوجود آسمانوں اور زمین کو تھاما ہوا ہے اور انہیں اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرنے دیتا ورنہ وہ اس ظلم عظیم پر پھٹ پڑیں اور پلک جھپکتے ہی کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے، جیسے فرمایا

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ [3]

ترجمہ: قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا۔

---

[1] الانبیاء ۲۵

[2] البینۃ ۵

[3] مریم ۹۰،۹۱

...وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ... ﴿۶۵﴾ (۱)

ترجمہ: اور وہی آسمان کو اس طرح تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر نہیں گر سکتا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ... ﴿۲۵﴾ (۲)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔

اگر اللہ انہیں تھامے نہ رکھے اور وہ پھٹ پڑیں تو اللہ کے سوا تمہارے کسی معبود میں یہ طاقت وقدرت نہیں کہ انہیں تھام لیں، یہ تو سراسر اللہ تعالیٰ کا حلم اور چشم پوشی ہے کہ اپنے بندوں کو کفر وشرک اور نافرمانیاں کرتے ہوئے دیکھتا ہے پھر بھی فوری گرفت کے بجائے انہیں سنبھلنے کے لئے ڈھیل دیتا ہے اور وہ بڑا غفور ہے، اگر کوئی گنہگار توبہ واستغفار وندامت کا اظہار کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں جھک جائے تو وہ معاف فرما دیتا ہے۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى

اور ان کفار نے بڑی زور دار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے تو وہ ہر ایک

مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ﴿۴۲﴾

امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں، پھر جب ان کے پاس ایک پیغمبر آ پہنچے تو بس ان کی نفرت ہی میں اضافہ ہوا،

اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ

دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے، اور ان کی بری تدبیروں کی وجہ سے اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے،

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ

سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے، سو آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے

وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ (فاطر ۴۲،۴۳)

اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل مشرکین مکہ یہود ونصاریٰ کی بگڑی ہوئی اخلاقی حالت کو دیکھ کر کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر ہماری طرف کوئی پیغمبر مبعوث ہوا تو ہم اس کا خیر مقدم کریں گے اور اس پر ایمان لانے میں ایک مثالی کردار ادا کریں گے، جیسے فرمایا

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ (۳)

---

(۱) الحج ۶۵

(۲) الروم ۲۵

(۳) الصافات ۱۶۷ تا ۱۶۹

ترجمہ: یہ لوگ پہلے تو کہا کرتے تھے کہ کاش ہمارے پاس وہ ذکر ہوتا جو پچھلی قوموں کو ملا تھا تو ہم اللہ کے چیدہ بندے ہوتے۔

اَنۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اُنۡزِلَ الۡكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيۡنِ مِنۡ قَبۡلِنَا ۖ وَاِنۡ كُنَّا عَنۡ دِرَاسَتِهِمۡ لَغٰفِلِيۡنَ ۝۱۵۶ اَوۡ تَقُوۡلُوۡا لَوۡ اَنَّاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا الۡكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهۡدٰى مِنۡهُمۡ ... ۝۱۵۷ (۱)

ترجمہ: اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں کو دی گئی تھی اور ہم کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کیا پڑھتے پڑھاتے تھے، اور اب تم یہ بہانہ بھی نہیں کر سکتے کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی گئی ہوتی تو ہم ان سے زیادہ راست رو ثابت ہوتے۔

مگر جب ان کی تمنا کے مطابق انہی میں سے تمام انسانیت کے لئے خاتم الانبیاء محمد ﷺ ان کے پاس نبی بن کر آئے اور اللہ نے ان پر اپنا آخری کلام قرآن مجید نازل فرمادیا جو سراسر حق و ہدایت ہے تو انہوں نے ایمان و اطاعت کے بجائے انکار و مخالفت کا راستہ اختیار کیا، ان کا کفر بڑھ گیا اور یہ اللہ کی زمین میں اور زیادہ سرکشی کرنے اور دعوت حق کا راستہ روکنے کے لئے بری بری چالیں چلنے لگے حالاں کہ بری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو لے بیٹھتی ہیں، اب کیا یہ لوگ کفر و شرک، رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور اہل ایمان کو ایذائیں پہنچانے پر مصر رہ کر اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ اپنے دستور کے مطابق ان کا بھی صفایا کر دے جس طرح اس نے پچھلی قوموں کو نیست و نابود کر دیا تھا؟ اگر یہی بات ہے تو تم اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے، جس قوم پر عذاب کا ارادہ الٰہی ہو چکا پھر اس ارادے کے بدلنے پر کوئی قدرت نہیں رکھتا، جیسے فرمایا

... وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ ۝۱۱ (۲)

ترجمہ: اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لے تو پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی، نہ اللہ کے مقابلے میں ایسی قوم کا کوئی حامی و مددگار ہو سکتا ہے۔

اَوَ لَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ

اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں

وَ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعۡجِزَهٗ مِنۡ شَىۡءٍ فِى السَّمٰوٰتِ

ان کا انجام کیا ہوا؟ حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے، اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو ہرا دے نہ آسمانوں

وَ لَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيۡمًا قَدِيۡرًا ۝۴۴ وَ لَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوۡا

میں اور نہ زمین میں، وہ بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب دارو گیر فرمانے

(۱) الانعام ۱۵۶،۱۵۷

(۲) الرعد ۱۱

مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ

لگتا تو روئے زمین پر ایک جاندار کو نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو میعاد معین تک مہلت دے رہا ہے، سو جب ان کی میعاد آپہنچے گی

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ (فاطر ۴۴،۴۵)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔

کیا یہ لوگ زمین میں کبھی چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں ان لوگوں کا عبرتناک انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں، وہ ان سے زیادہ مال اور اولاد رکھنے والے اور ان سے زیادہ طاقت ور تھے، انہوں نے ان سے زیادہ زمین کو آباد کیا تھا لیکن جب انہوں نے اللہ مالک الملک اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی، روز آخرت کو جھٹلایا تو ایک وقت مقررہ تک مہلت دینے کے بعد اللہ نے ان پر عذاب نازل کیا تو اللہ کے مقابلے میں ان کے بڑے بڑے جتھے، مال ودولت، اولادیں، سنگی مکانات اور ان کے بے شمار معبود انہیں اللہ کی گرفت سے بچا نہ سکے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت ان میں نافذ ہو کر رہی، اور ان کے اثار وکھنڈرات عبرت کے نشان بن کر رہ گئے ہیں، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ [1]

ترجمہ: تمہارے گردوپیش کے علاقوں میں بہت سی بستیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں، ہم نے اپنی آیات بھیج کر بار بار طرح طرح سے ان کو سمجھایا شاید کہ وہ باز آجائیں، پھر کیوں نہ ان ہستیوں نے ان کی مدد کی جنہیں اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہوئے معبود بنالیا تھا بلکہ وہ تو ان سے کھوئے گئے، اور یہ تھا ان کے جھوٹ اور ان بناوٹی عقیدوں کا انجام جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے۔

ہر طرح کی طاقت وقدرت اور اختیار صرف اللہ وحدہ لاشریک کے قبضہ قدرت میں ہیں، اس وسیع وعریض کائنات میں اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا، وہ علام الغیوب ہے اور ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی پاداش میں اور جانوروں کو انسانوں کی نحوست کی وجہ فوری طور پر گرفت کرتا تو تمام اہل زمین کو ہلاک کر دیتا، مگر یہ اس کی مشیت اور حکمت ہے کہ وہ انہیں سوچنے وسنبھلنے کے لئے ایک مقررہ وقت تک کے لئے مہلت دے رہا ہے، پھر جب ان کا وقت آن پورا ہو گا تو اللہ ان کا محاسبہ کرے گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

مضامین سورۃ الصافات:

کفار مکہ کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر بہت سے مسلمان پناہ کے لئے حبشہ جا چکے تھے اور مکہ میں بمشکل چالیس مسلمان باقی رہ گئے تھے، اہل مکہ بہت خوش تھے کہ اب مسلمانوں کا انجام قریب ہے اور یہ تحریک مکے کی گھاٹیوں ہی میں دفن ہو کر رہ جائے گی، ایسے حالات میں کفار مکہ کو سابقہ اقوام نوح، ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، موسیٰ وہارون علیہ السلام، لوط اور الیاس علیہ السلام، یونس علیہ السلام کے احوال بتا کر تنبیہ کی گئی کہ ہم اپنے بھیجے ہوئے انبیاء کرام کی مخالفت اور تکذیب کرنے والی قوموں کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا کر عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں، اور مسلمانوں کو سابقہ انبیاء اور ان

---

[1] الاحقاف ۲۷،۲۸

کے پیروکاروں کے حالات وواقعات بتا کر ہمت افزائی فرمائی گئی کہ کفار ومشرکین کوئی بھی داو پیچ استعمال کرلیں فتح وغلبہ ہم ہمیشہ اپنے مومن بندوں ہی کو عطا کرتے ہیں، اہل مکہ خود کو ابراہیم علیہ السلام کے نسب میں شمار کرتے اور اس پر فخر کرتے تھے اس سورہ میں کفار ومشرکین کو ترغیب دیتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے بھی حالات بیان کرکے فرمایا کہ ان دونوں نے اپنی جان اور اولاد کی قربانی کی کیسی اعلیٰ وعمدہ مثال قائم کی، اسی طرح ایک سچے مسلمان کو رب کی رضا کے لئے اپنی جان ومال کو نچھاور کرنا ہی سعادت سمجھنا چاہئے، اس کے علاوہ اس سورہ میں توحید، بعثت بعد الموت اور حساب وجزا کو بہت ہی دلکش انداز سے بیان کیا گیا ہے، سورہ کے آخر میں دوزخیوں کے باہمی لعن طعن بتلا کر کفار کو تنبیہ اور مومنوں کا آپس میں مکالمہ بتلا کر جنتوں کی بشارت دی گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾

قسم صف باندھنے والے (فرشتوں) کی، پھر پوری طرح ڈانٹنے والوں کی، پھر ذکر اللہ کی تلاوت کرنے والوں کی، یقی

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾

ناً تم سب کا معبود ایک ہی ہے، آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں اور مشرقوں کا رب وہی ہے،

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾

ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا اور حفاظت کی سرکش شیطان سے،

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾

عالم بالا کے فرشتوں (کی باتوں) کو سننے کے لیے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں بھگانے کے لیے

دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ

اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے، مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے تو (فوراً ہی) اس کے پیچھے

شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ (الصافات ۱تا۱۰)

دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔

آسمانوں پر اللہ کی عبادت اور نظام کائنات کی تدبیر کے لئے قطار در قطار صف باندھنے والے فرشتوں کی قسم۔ پھر ان فرشتوں کی قسم جو نافرمانوں اور مجرموں کو ڈانٹنے والے ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی قسم جو امر حق کی طرف توجہ دلانے کے لئے تذکیر کی خدمت انجام دیتے

ہیں۔فرشتوں کے تینوں گروہوں کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام مخلوقات کا معبود حقیقی متعدد نہیں بس ایک اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے ،جس کی الوہیت و ربوبیت میں کوئی شریک نہیں ہے،اور کائنات کا پورا نظام اللہ کی بندگی میں چل رہا ہے، تمہارے معبود حقیقی کی قدرت شان تو یہ ہے کہ وہ زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کا خالق و مالک،مدبر،رازق اور متصرف ہے، جبکہ تمہارے معبودوں نے کچھ بھی تخلیق نہیں کیا اور نہ ہی وہ اللہ کی تخلیق میں ساجے دار ہیں، نہ کسی کام میں اللہ کے مددگار ہیں،نہ ہی وہ آسمان و زمین سے رزق دینے پر قادر ہیں اور نہ ہی ان کے پاس کسی قسم کے اختیارات ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان بے اقتدار ہستیوں کی پرستش کیوں کرتے ہو؟جیسے فرمایا

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝۲۲ (۱)

ترجمہ:(اے نبی!ان مشرکین سے) کہو کہ پکار دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو،وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں،وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں،ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴ (۲)

ترجمہ:اے نبی!ان سے کہو کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا بھی کہ وہ ہستیاں ہیں کیا جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو؟ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ زمین میں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟یا آسمانوں کی تخلیق و تدبیر میں ان کا کوئی حصہ ہے؟اس سے پہلے آئی ہوئی کوئی کتاب یا علم کا کوئی بقیہ (ان عقائد کے ثبوت میں) تمہارے پاس ہو تو وہی لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

کیونکہ سورج ہر روز ایک نئے زاویے سے طلوع و غروب ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ سورج کا ہر روز ایک نئی جہت سے طلوع و غروب ہونا بھی اللہ کے حکم سے ہی ہوتا ہے،جیسے فرمایا

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝۴۰ (۳)

ترجمہ:میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی ہم اس پر قادر ہیں۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝۱۷ (۴)

ترجمہ:دونوں مشرق اور دونوں مغرب،سب کا مالک و پروردگار وہی ہے۔

اور یہ بھی اللہ کی صفت ہے کہ اس نے آسمان دنیا کی زینت کے لئے ان گنت تاروں سے مزین کیا ہے کیونکہ شیاطین کاہنوں کو کچھ خبر دینے کے

(۱) سبا۲۲

(۲) الاحقاف۴

(۳) المعارج۴۰

(۴) الرحمٰن۱۷

لئے اوپر جا کر ٹوہ لینے کی کوشش کرتے ہیں، اس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کو مستحکم سرحدوں کے ذریعے سے ہر سرکش شیطان سے محفوظ کر دیا ہے، کسی شیطان کا ان حدوں سے گزرنا ممکن نہیں ہے، جب شیاطین آسمان دنیا پر کوئی سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں تو ستارے ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں جس سے بالعموم شیطان جل جاتے ہیں، اور اپنے رب کی اطاعت سے سرکشی کی بنا پر ان کے لئے دائمی عذاب تیار کیا گیا ہے، ان ستاروں کا تیسرا مقصد بحر و بر کی تاریکیوں میں رہنمائی بھی ہے، یہ شیاطین عالم بالا میں جا کر مقرب فرشتوں کی باتیں نہیں سن سکتے اور اگر اتفاقاً کوئی ذرا سی بھنک کسی شیطان کے کان میں پڑ جاتی ہے تو قبل اس کے کہ وہ نیچے اپنے اولیا تک پہنچے ایک تیز شعلہ اس کو جالیتا ہے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِّلشَّيٰطِينِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۵ [1]

ترجمہ: ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے، ان شیطانوں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ ہم نے مہیا کر رکھی ہے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِينَ ۱۶ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيمٍ ۱۷ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِينٌ ۱۸ [2]

ترجمہ: یہ ہماری کارفرمائی ہے کہ آسمان میں ہم نے بہت سے مضبوط قلعے بنائے، ان کو دیکھنے والوں کے لیے مزین کیا اور ہر شیطان مردود سے ان کو محفوظ کر دیا کوئی شیطان ان میں راہ نہیں پا سکتا الا یہ کہ کچھ سن گن لے لے اور جب وہ سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو ایک شعلہ روشن اس کا پیچھا کرتا ہے۔

ایک مقام پر جنوں کا بیان فرمایا

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَّشُهُبًا ۸ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۚ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۹ [3]

ترجمہ: اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا کہ وہ پہریداروں سے پٹا پڑا ہے اور شہابوں کی بارش ہو رہی ہے، اور یہ کہ پہلے ہم سن گن لینے کے لئے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پالیتے تھے مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لئے گھات میں ایک شہاب ثاقب لگا ہوا پاتا ہے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ

ان کافروں سے پوچھو تو کہ آیا ان کا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا (ان کا) جنہیں ہم نے (ان کے علاوہ) پیدا کیا ہے؟

---

[1] الملک ۵

[2] الحجر ۱۶ تا ۱۸

[3] الجن ۸، ۹

إِنَّا خَلَقْنَٰهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ﴿١٢﴾

ہم نے (انسانوں) کو لیسدار مٹی سے پیدا کیا ہے ؟ بلکہ تو تعجب کر رہا ہے اور یہ مسخرا پن کر رہے ہیں،

وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا رَأَوْا ءَايَةً يَسْتَسْخِرُونَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوٓا

اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے یہ نہیں مانتے،اور جب کسی معجزے کو دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

إِنْ هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ أَءِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَٰمًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿١٦﴾

یہ تو بالکل کھلم کھلا جادو ہی ہے، کیا جب ہم مرجائیں گے خاک اور ہڈی ہو جائیں گے پھر کیا (سچ مچ) ہم اٹھائے جائیں گے؟

أَوَءَابَآؤُنَا ٱلْأَوَّلُونَ ﴿١٧﴾ (الصافات ۱۱ تا ۱۷)

کیا ہم سے پہلے کے ہمارے باپ دادا بھی؟

اللہ کے لئے دوبارہ پیدا کر دینا دشوار نہیں: اے نبی ﷺ! منکرین آخرت سے پوچھیں اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے سات آسمانوں اور وسیع وعریض ہموار زمین، دہکتے ہوئے سورج، چمکتے ہوئے چاند اور بلند وبالا ٹھوس پہاڑوں وغیرہ کو تخلیق کیا ہے جو اپنے حجم اور وسعت کے لحاظ سے نہایت انوکھے ہیں، اب کیا اللہ کے لئے ان لوگوں کو دوبارہ زندہ کر دینا ان چیزوں کی تخلیق سے زیادہ مشکل اور مشقت والا ہے، جس اللہ کے لئے چند دنوں میں یہ عظیم الشان کائنات پیدا کر دینا مشکل نہیں تھا اور جو خود انہیں ایک دفعہ پیدا کر چکا ہے اس کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی دوبارہ تخلیق سے عاجز ہے، اور انسان کوئی بڑی چیز نہیں ہے، ان کے جد امجد آدم علیہ السلام کو ہم نے چکنی لیس دار مٹی سے پیدا کیا تھا جیسے فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ مِن صَلْصَٰلٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٦﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔

اور پھر اس کی نسل کو پانی کے ایک بدبودار حقیر قطرے سے چلایا ہے، اسی طرح جب اللہ چاہے گا انہیں دوبارہ مٹی سے بنا کر کھڑا کر دے گا، تم اللہ کی قدرت کے کرشموں پر حیران ہو اور یہ اپنی جہالت میں اس کا مذاق اڑا رہے ہیں، واضح دلائل وبراہین سے حق وباطل کا فرق سمجھایا جاتا ہے تو سمجھ کر نہیں دیتے، اللہ کا نازل کردہ کلام سنتے ہیں جس میں انہیں اخروی زندگی کے بارے میں تنبیہ کی جاتی ہے تو کلام اللہ کو ٹھٹھوں میں اڑا دیتے ہیں اور تمسخر اڑاتے ہوئے کہتے ہیں دعویٰ آخرت، جنت ودوزخ تو طلسماتی باتیں ہیں بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ جب ہم مر چکے ہوں اور مٹی بن جائیں اور ہڈیوں کا پنجرہ رہ جائیں اس وقت ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کیے جائیں، اور کیا ہمارے اگلے وقتوں کے آباو اجداد بھی اٹھائے جائیں گے؟، جیسے فرمایا

وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَءَابَآؤُنَا ٱلْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ ٱلْأَوَّلِينَ وَٱلْءَاخِرِينَ ﴿٤٩﴾ [2]

[1] الحجر ۲۶

[2] الواقعہ ۴۷ تا ۴۹

ترجمہ: کہتے تھے کیا جب ہم مر کر خاک ہوجائیں گے تو پھر اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے جو پہلے گزر چکے ہیں؟اے نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ان لوگوں سے کہو یقیناً اگلے اور پچھلے سب۔

قُلْ نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾

آپ جواب دیجئے کہ ہاں ہاں اور تم ذلیل (بھی) ہوؤ گے، وہ تو صرف ایک روز کی جھڑ کی ہے کہ یکا یک یہ دیکھنے لگیں گے

وَ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی یہی جزا (سزا) کا دن ہے، یہی فیصلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے ہو،

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ظالموں کو اور ان کے ہمراہیوں کو اور (جن) جن کی وہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتے تھے

فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ﴿۲۳﴾ (الصافات۱۸تا۲۳)

(ان سب کو) جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھادو۔

اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! ان سے کہو ہاں یقیناً اللہ مالک یوم الدین اعمال کی جزا کے لئے تمہیں اور تمہارے آباواجداد کو دوبارہ زندہ فرمائے گا اور تم سب ذلت سے نگاہیں جھکائے اس کی بارگاہ میں حاضر ہوجاؤ گے، جیسے فرمایا

...وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِیْنَ ﴿۸۷﴾ [1]

ترجمہ: اور سب کان دبائے اس کے حضور حاضر ہوجائیں گے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کے ایک اشارے پر تم وجود میں آگئے تھے اور اس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا تھا اسی طرح ایک اشارے پر وہ تمہیں تمہاری قبروں سے زندہ کر کے میدان محشر میں جمع کر دے گا اور تم اللہ کے مقابلے میں بے بس ہو، اللہ کے حکم سے اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَامُ جیسے ہی صور میں پھونکیں گے آن کی آن میں یہ سب اپنی قبروں سے تمام اجزا سمیت، ننگے پاؤں، عریاں اور غیر مختون اٹھ کھڑے ہوں گے اور خوف و دہشت سے پھٹی اپنی آنکھوں سے قیامت کے وحشت انگیز مناظر اور میدان محشر کی سختیاں دیکھ رہے ہوں گے، جب مجرمین کو اپنی ہلاکت صاف نظر آنے لگے گی تو وہ اپنی کوتاہیوں کے اعتراف اور اظہار ندامت کرتے ہوئے کہیں گے ہائے ہماری کم بختی یہ تو یوم الجزا ہے، اہل ایمان یا فرشتے ان کی ندامت بڑھانے کے لئے کہیں گے ہاں، یہ رب اور بندے کے درمیان ان کے حقوق کے بارے میں اور بندوں کے درمیان ان کے آپس کے حقوق کے بارے میں فیصلے کا دن ہے جسے واضح دلیل وبراہین کے باوجود تم جھٹلایا کرتے تھے، اللہ رب العزت حکم فرمائے گا گھیر لاؤ سب کفر و شرک اور معاصی کا ارتکاب کرنے والوں، ان کاموں میں ان کا ساتھ دینے والوں اور ان معبودوں کو جن کی وہ اللہ

[1] النمل ۸۷

کو چھوڑ کر بندگی کیا کرتے تھے، پھر سختی کے ساتھ ان سب کو ہانک کر جہنم میں ڈال دو، جیسے فرمایا

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ﴿۲۵﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ [1]

ترجمہ: حکم دیا گیا پھینک دو جہنم میں ہر کٹے کافر کو جو حق سے عناد رکھتا تھا، خیر کو روکنے والا اور حد سے تجاوز کرنے والا تھا، شک میں پڑا ہوا تھا اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو الٰہ بنائے بیٹھا تھا، ڈال دو اسے سخت عذاب میں۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ

اور انہیں ٹھہرا لو، (اس لیے) کہ ان سے (ضروری) سوال کیے جانے والے ہیں، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ (اس وقت)

لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

تم ایک دوسروں کی مدد نہیں کرتے بلکہ وہ (سب کے سب) آج فرماں بردار بن گئے، وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر

يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾

سوال و جواب کرنے لگیں گے کہیں گے کہ تم ہمارے پاس ہماری دائیں طرف سے آتے تھے،

قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ

وہ جواب دیں گے کہ نہیں بلکہ تم ہی ایماندار نہ تھے اور کچھ ہمارا زور تو تھا (ہی) نہیں بلکہ تم (خود)

قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾

سرکش لوگ تھے، اب تو ہم (سب) پر ہمارے رب کی بات ثابت ہو چکی کہ ہم (عذاب) چکھنے والے ہیں،

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ (الصافات ۲۴ تا ۳۲)

پس ہم نے تمہیں گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ ہی تھے۔

حساب کتاب کے بعد جب فرشتے بڑے بڑے ہیکڑ مجرموں کے گلے میں طوق ڈال دیں گے اور وہ انتہائی ذلت و لاچاری کے ساتھ سر جھکائے جہنم کی طرف جا رہے ہوں گے تو اللہ عزوجل فرمائے گا ذرا انہیں ٹھہراؤ، دنیا میں جو افترا پردازی یہ کیا کرتے تھے اس کے بارے میں ان سے کچھ پوچھنا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا دنیا میں تو تم کفر و شرک، معصیت اور شر و فساد میں ایک دوسرے کے مددگار تھے اب تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم پر یہ کیا مصیبت آن پڑی کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے حالانکہ تم تو دنیا میں اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ تمہارے معبود تم سے عذاب کو دور کر دیں گے، تمہاری مدد کریں گے یا اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے، ان کے دل ان باتوں کی گواہی دیں

[1] ق ۲۴ تا ۲۶

گے اس لئے سر جھکائے خاموش رہیں گے تو اللہ رب العزت فرمائے گا ارے! آج تو یہ سب فرمانبردار بن گئے ہیں، اس کے بعد دوزخی ایک دوسرے کی طرف مڑیں گے اور باہم تکرار شروع کر دیں گے، پیروی کرنے والے اپنے پیشواؤں کو ملامت کرتے ہوئے کہیں گے دنیا میں تم اپنے فاسد عقائد اور مشرکانہ اعمال کے بارے ہمیں قسمیں کھا کھا کر یہ یقین دلاتے رہے کہ جس راہ کی طرف تم ہمیں چلا رہے ہو وہی حق اور بھلائی کی راہ ہے اور ہم نے تمہیں اپنا خیر خواہ سمجھ کر انہی عقائد کو اپنا لیا تھا جس کا آج یہ انجام بد دیکھنے کو ملا ہے، پیشوا جواب دیں گے تم ہمیں مورد طعن مت بناؤ، ہمیں تم سے کفر کا ارتکاب کرانے کی کوئی قوت اور اختیار حاصل نہ تھا، سچ تو یہ ہے کہ طبعاً تم برائی کی طرف مائل تھے اور تمہارے دل توحید کی آواز سے تکبر و نفرت کرتے اور کفر سے بھرے ہوئے تھے، ہم نے تمہیں جس چیز کی طرف دعوت دی وہ کوئی حق بات نہ تھی نہ اس کی بھلائی پر کوئی دلیل تھی لیکن چونکہ خود تمہارے دلوں میں سرکشی اور برائی تھی اس لئے تم نے ہمارا کہنا مان لیا، میدان محشر، جہنم میں جانے کے بعد اور جہنم کے اندر تابعین اور متبوعین کی یہ باہمی تکرار قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان کی گئی ہے، جیسے فرمایا

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝۳۱ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۲ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ... ۝۳۳ (۱)

ترجمہ: کاش! تم دیکھو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے، وہ بڑے بننے والے ان دبے ہوئے لوگوں کو جواب دیں گے کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ نہیں بلکہ تم خود مجرم تھے، وہ دبے ہوئے لوگ ان بڑے بننے والوں سے کہیں گے نہیں بلکہ شب و روز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھیرائیں۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاۗءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝۶۷ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝۶۸ (۲)

ترجمہ: اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

... كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ

(۱) سبا ۳۱ تا ۳۳

(۲) الاحزاب ۶۸،۶۷

فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٣٩﴾ (١)

ترجمہ: ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہو گا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہو گا، حتی کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے، جواب میں ارشاد ہو گا، ہر ایک کے لئے دوہرا عذاب ہی ہے مگر تم جانتے نہیں ہو، اور پہلا گروہ دوسرے گروہ سے کہے گا کہ (اگر ہم قابل الزام تھے) تو تم کو ہم پر کون سی فضیلت حاصل تھی اب اپنی کمائی کے نتیجہ میں عذاب کا مزا چکھو۔

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ (٢)

ترجمہ: پھر ذرا خیال کرو اس وقت کا جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے، دنیا میں جو لوگ کمزور تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے ہم تمہارے تابع تھے اب کیا یہاں تم نار جہنم کی تکلیف کے کچھ حصے سے ہم کو بچا لو گے؟ وہ بڑے بننے والے جواب دیں گے ہم سب یہاں ایک حال میں ہیں اور اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

اب تو ہم سب پر ہمارے رب کی یہ بات ثابت ہو چکی کہ ہم عذاب کا مزا چکھنے والے ہیں، ہم خود گمراہی میں بھٹکے ہوئے تھے اور اسی راستے کی طرف تمہیں دعوت دی۔

فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾

سو اب آج کے دن (سب کے سب) عذاب میں شریک ہیں ہم گناہ گاروں کے ساتھ اسی طرح کرتے ہیں،

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَإِنَّا

یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم

لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ

اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں، (نہیں نہیں) بلکہ (نبی) تو حق (سچا دین) لائے ہیں

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ﴿٣٨﴾

اور سب رسولوں کو سچا جانتے ہیں، یقیناً تم دردناک عذاب (کا مزہ) چکھنے والے ہو،

وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾ (الصافات ٣٣تا٣٩)

تمہیں اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے۔

---

(١) الاعراف ٣٨،٣٩

(٢) المومن ٤٨،٤٧

جس طرح دنیا میں ان کے جرائم مشترکہ تھے اس طرح عذاب جہنم میں مشترک ہوں گے اگرچہ جرم کے مطابق عذاب کی مقدار میں فرق ہوگا، ہم مجرموں کو ایسی ہی دردناک سزا دیا کرتے ہیں، یہ جرائم کی تمام حدیں پھلانگ جانے والے وہ لوگ تھے کہ جب دنیا میں انہیں وعظ ونصیحت کی جاتی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، کائنات کی ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور ہر مخلوق اپنی بقا اور رزق کے لئے اپنے رب کی محتاج ہے، کسی مخلوق کے پاس کوئی قدرت واختیار نہیں ہے، اس لئے طاغوت کی بندگی سے تائب ہو کر صرف اسی کی عبادت کرو، مشکلات و پریشانیوں میں اسی کو پکارو اور اسی سے امیدیں وابستہ کرلو تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے اور کلمہ حق کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے تھے کیا ہم ایک شاعر اور ایک دیوانے کی دیوانگی کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے آباواجداد کرتے چلے آئے ہیں؟

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ، إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں جب تک وہ لاالہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں، جس نے لاالہ الا اللہ کا اقرار کرلیا اس نے اپنی جان اور مال کی حفاظت کرلی الا یہ کہ اسلام کا کوئی حق ہو اور اس کا باطنی حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ [۱]

کفار کے اس مقولے کے بعد قرآن مجید نے یہ حقیقت اجاگر کی کہ سابقہ انبیاء ومرسلین کی خبر کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے حق کے ساتھ تشریف لائے تھے، اور سابقہ انبیاء اور ان پر نازل کتابوں کی تصدیق کرتے تھے اور وہی تعلیم پیش کررہے تھے جو سابقہ انبیاء نے پیش کی تھیں، جیسے فرمایا

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ... ﴿۴۳﴾ [۲]

ترجمہ: اے نبی! تم کو جو کچھ کہا جارہا ہے اس میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو تم سے پہلے گزرے ہوئے رسولوں کو نہ کہی جاچکی ہو۔

اب ان سے کہا جائے گا کہ تم لازماً دردناک سزا کا مزا چکھنے والے ہو، ہم نے تم پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ دردناک عذاب تمہارے انہی اعمال خبیثہ کا نتیجہ ہے جو تم کرتے رہے ہو۔ جیسے فرمایا

...فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ [۳]

ترجمہ: پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔

[۱] صحیح بخاری کتاب الجہاد بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الإِسْلاَمِ وَالنُّبُوَّةِ، وَأَنْ لاَ يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ ۲۹۴۶، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ۱۲۴، سنن ابوداود کتاب الزکاۃ باب وجوبہا ۱۵۵۶، مسند احمد ۱۰۵۱۸، صحیح ابن حبان ۱۷۴، السنن الکبری للنسائی ۳۴۱۸، السنن الکبری للبیہقی ۵۱۴۰، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۸۹۳۴، مسند ابی یعلی ۲۲۸۲، شرح السنۃ للبغوی ۳۲

[۲] حم السجدۃ ۴۳

[۳] التوبۃ ۷۰

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّلٰکِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ (۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاکِہُ ۚ وَ ھُمْ مُّکْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

مگر اللہ تعالیٰ کے خالص برگزیدہ بندے انہیں کے لیے مقررہ روزی ہے (ہر طرح) کے میوے اور باعزت واکرام ہونگے،

فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۴﴾ یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ﴿۴۵﴾

نعمتوں والی جنتوں میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے (بیٹھے) ہونگے، جاری شراب کے جام کا ان پر دور چل رہا ہوگا

بَیْضَآءَ لَذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِیْھَا غَوْلٌ وَّ لَا ھُمْ عَنْھَا یُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾

جو صاف شفاف اور پینے میں لذیذ ہوگی، نہ اس سے درد ہوگا اور نہ اسکے پینے سے بہکیں گے،

وَ عِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ﴿۴۸﴾ کَاَنَّھُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ (الصافات ۴۰ تا ۴۹)

اور ان کے پاس نیچی نظروں بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہونگی ایسی جیسے چھپائے ہوئے انڈے۔

متقیوں کے لئے نجات اور انعامات:

مگر اللہ کے برگزیدہ بندے اس عذاب سے محفوظ ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے گا اور ان کی نیکیوں کا اجر دس دس گنا بلکہ سات سات سو گنا بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر لازوال نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا، جس میں ان کے لئے ہمیشہ کے لئے انواع واقسام کے لذیذ پھل، میوہ جات اور طرح طرح کے ذائقوں والی شرابیں ہوں گی جس میں وہ عزت واکرام اور تعظیم وتوقیر کے ساتھ رہیں گے، وہ ذی عزت انسانوں کی طرح جنت کے گھنے سایہ دار درختوں کے نیچے جہاں طرح طرح کے چشمے اور نہریں رواں دواں ہوں گے بلند مرسع تختوں پر ہاتھوں میں سونے چاندی کے کنگن پہنے آمنے سامنے تکیوں پر ٹیک لگائے بیٹھیں گے، موتیوں کی طرح چمکتے چاق وچوبند نوجوان خدام ہر وقت شراب کے چشموں سے ایک خاص انداز سے ساغر بھر بھر کر اور ہر قسم کے پرندوں کے بھنے ہوئے گوشت اور میوہ جات ان کے درمیان پھرتے رہیں گے، جیسے فرمایا

یَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَکْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ ۙ وَکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْھَا وَلَا
یُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاکِھَۃٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَھُوْنَ ﴿۲۱﴾ (۲)

ترجمہ: ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شراب چشمہ جاری سے لبریز پیالے اور کنڑ اور ساغر لیئے دوڑتے پھرتے ہونگے جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا نہ ان میں فتور آئے گا اور وہ ان کے سامنے طرح طرح لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہیں چن لیں، اور پرندوں کے گوشت

---

(۱) یونس ۴۴

(۲) الواقعۃ ۱۷ تا ۲۱

پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔

اور ان خدام کی خوبصورتی کے بارے میں فرمایا

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ [1]

ترجمہ: اور ان کی خدمت کے لئے گردش کریں گے ان کے خادم لڑکے، ایسے خوبصورت جیسے صدف میں چھپے موتی۔

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ [2]

ترجمہ: ان کی خدمت کے لئے گردش کریں گے ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہنے والے ہیں، تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی بکھیر دیے گئے ہیں۔

جنتی شراب دنیا کی شرابوں کی طرح بدرنگ، بدبودار، بدذائقہ نہیں ہوگی بلکہ یہ خوش رنگ، خوشبودار، خوش ذائقہ ہونے کے ساتھ ساتھ پینے والوں کو کیف وسرور بھی بخشے گی، مگر اس کے پینے سے ان کے جسم کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور نہ ان کی عقل میں فتور واقع ہوگا ،اللہ تعالیٰ ان کا نکاح بڑی اور موٹی آنکھوں والی، غزال چشم ہم سن نوخیز حوروں سے کر دے گا جو اپنی عفت اور اپنے شوہر کے حسن وجمال اور اس کے کمال کی وجہ سے کسی اور طرف نگاہ نہ کریں گی، یہ حوریں حسن وجمال اور رعنائی ونزاکت میں ایسی دلکش اور جاذب نظر ہوں گی جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی جھلی۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ ﴿كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ﴾ [3] قَالَ: رِقَّتُهُنَّ كَرِقَّةِ الْجِلْدَةِ الَّتِي رَأَيْتُهَا فِي دَاخِلِ الْبَيْضَةِ الَّتِي تَلِي الْقِشْرَ وَهِيَ الْغِرْقِيءُ

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ کا مطلب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی نرمی ونزاکت اس جھلی جیسی ہوگی جو انڈے کے چھلکے اور اس کے گودے کے درمیان ہوتی ہے۔ [4]

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿٥١﴾

(جنتی) ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے پوچھیں گے، ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا

يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿٥٢﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا

جو (مجھ سے) کہا کرتا تھا کیا تو (قیامت کے آنے کا) یقین کرنے والوں سے ہے؟ کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں

[1] الطور ۲۴

[2] الدہر ۱۹

[3] الصافات: ۴۹

[4] تفسیر طبری ۲۱/۶۴، تفسیر ابن کثیر ۷/۱۴

ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ

گے کیااسوقت ہم جزادیئے جانے والے ہیں؟ کہے گا تم چاہتے ہو کہ جھانک کر دیکھ لو؟ جھانکتے ہی اسے بیچوں بیچ جہنم میں

فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ

(جلتا ہوا) دیکھے گا، کہے گا واللہ! قریب تھا کہ مجھے (بھی) برباد کردے اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا

مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى

تو میں بھی دوزخ میں حاضر کئے جانے والوں میں ہوتا، کیا (یہ صحیح ہے) ہم مرنے والے ہی نہیں؟ بجز پہلی ایک موت کے

وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ (الصافات ۵۰ تا ۶۰)

اور ہم نہ عذاب کیے جانے والے ہیں، پھر تو (ظاہر بات ہے کہ) یہ بڑی کامیابی ہے۔

عیش وعشرت کے اس دلکش ماحول میں جنتی کدورتوں سے پاک دل لئے آمنے سامنے بیٹھ کر دنیا کے واقعات یاد کریں گے اور ایک دوسرے سے دنیاوی حالات پوچھیں گے، ان میں سے ایک کہے گا دنیا میں میرا ایک مشرک ہم نشین تھا جو مجھ سے استہزا اور مذاق کے طور پر کہا کرتا تھا کیا تم بھی ایسے ضعیف الاعتقاد ہو جو ایسی بعید از عقل بات پر ایمان رکھتے ہو؟ کیا واقعی جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہمیں دوبارہ زندہ کر کے اعمالوں کا حساب کیا جائے گا اور اس کے مطابق جزا وسزا دے کر جنت و دوزخ میں بھیجا جائے گا، مگر میں اس کے طعن تشنیع اور چرب زبانی کے باوجود ایمان پر قائم رہا اور روز آخرت کی تصدیق کرتا رہا اور وہ شخص اپنے عقائد پر قائم رہا، مجھے ذرہ بھر شک نہیں کہ وہ جہنم میں پڑا ہو گا، اے میرے ساتھی کیا تم پسند کرو گے کہ ہم جہنم میں جھانک کر دیکھیں شاید کہ وہ شخص مجھے وہاں نظر آ جائے اور میں تمہیں وہ شخص دکھلاؤں؟ یہ کہہ کر جونہی وہ اس شخص کو دیکھنے کے لئے جھکے گا تو جہنم کی گہرائی میں اس کو مبتلائے عذاب دیکھ لے گا اور اس کو ملامت کرتے ہوئے کہے گا اللہ کی قسم! اگر اللہ کی رحمت میرے شامل حال نہ ہوتی تو اپنے مزعومہ شبہات کے سبب مجھے گمراہ کر کے ہلاک ہی کر چکا ہوتا، اگر میرے رب کا احسان شامل حال نہ ہوتا اور اس نے مجھے اسلام پر ثابت قدمی کی توفیق نہ بخشی ہوتی تو آج میں بھی ان لوگوں میں سے ہوتا جو عذاب جہنم میں مبتلا ہیں، جیسے فرمایا

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ﴿۴۳﴾ [1]

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں راستہ دکھایا، ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ کرتا۔

پھر وہ شخص انتہائی حیرت واستعجاب اور وفور مسرت کے خود سے کلام کرتے اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہوئے کہے گا کہ اللہ نے مجھے جنت کی آرام دہ، پرسکون زندگی اور اس کی لازوال نعمتیں عطا فرمائی ہیں کیا یہ دائمی نہیں ہیں؟ دنیا میں جو موت ہمیں آنی تھی وہ بس پہلے آ چکی، اب سب کے سامنے موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں جنت و دوزخ کے درمیان لا کر ذبح کر دیا گیا ہے؟ اب ساری کوفتوں کا خاتمہ ہو چکا اب کسی

[1] الاعراف ۴۳

کو موت نہیں آئے گی، یقیناً یہی عظیم الشان کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾

ایسی (کامیابی) کے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے، کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا سینڈھ (زقوم) کا درخت؟

اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾

جسے ہم نے ظالموں کے لیے سخت آزمائش بنا رکھا ہے، بیشک وہ درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾

جسکے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں، (جہنمی) اسی درخت میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے،

ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِ۟لَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾

پھر اس پر گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، پھر ان سب کا لوٹنا جہنم کی (آگ کی ڈھیری کی) طرف ہوگا، یق

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾

ین مانو کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو بہکایا ہوا پایا اور یہ انہی کے نشان قدم پر دوڑتے رہے،

وَ لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾

ان سے پہلے بھی بہت سے اگلے بہک چکے ہیں، جن میں ہم نے ڈرانے والے (رسول) بھیجے تھے،

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ (الصافات۶۱ تا ۷۴)

اب تو دیکھ لے کہ جنہیں دھمکایا گیا تھا ان کا انجام کیسا ہوا، سوائے اللہ کے برگزیدہ بندوں کے۔

اب فیصلہ تم خود کر لو، جنت کی یہ ضیافت اچھی ہے یا جہنم میں سخت بدبودار، کڑوا اور نہایت کریہ زقوم (تھوہر) کے درخت کا کھانا؟ اس درخت کا حال سن کر ابوجہل اور اس کے ساتھی قرآن مجید پر طعن اور رسول اللہ ﷺ پر استہزاء کا موقع پا کر ٹھٹھا مار کر کہتے ہیں لو سنو، جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں بھی درخت ہوگا جو جہنمی کھائیں گے، فرمایا ہم نے منکرین کے لئے اس درخت کو فتنہ بنا دیا ہے، جیسے فرمایا

...وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿٦٠﴾ [1]

ترجمہ: اور اس درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے ہم نے ان لوگوں کے لئے بس ایک فتنہ بنا کر رکھ دیا، ہم انہیں تنبیہ پر تنبیہ کیے جا رہے ہیں مگر ہر تنبیہ ان کی سرکشی میں اضافہ کیے جاتی ہے۔

---

[1] بنی اسرائیل ۶۰

وہ ایسا درخت ہے جس کی جڑ جہنم کی گہرائی میں اور اس کی شاخیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں اور اس کے شگوفے نہایت بدصورت ہیں، جب اہل جہنم بھوک کی شکایت کریں گے تو انہیں زقوم پیش کیا جائے گا جسے وہ کراہت سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے، پھر جب اسے نگلنے کے لئے پانی مانگیں گے تو انہیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا، جیسے فرمایا

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ [۱]

ترجمہ: پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو! تم زقوم کے درخت کی غذا کھانے والے ہو، اسی سے تم پیٹ بھرو گے اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے، یہ ہے (ان بائیں بازو والوں) کی ضیافت کا سامان روز جزا میں۔

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾ [۲]

ترجمہ: کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا، خار دار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا ان کے لئے نہ ہو گا جو نہ موٹا کرے نہ بھوک مٹائے۔

ایک مقام پر اس پانی کے بارے میں فرمایا

...وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ [۳]

ترجمہ: وہاں اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا اور ان کے منہ بھون ڈالے گا، بدترین پینے کی چیز اور بہت بری آرام گاہ۔

اور یہ پانی اتنا گرم ہو گا کہ اس سے ان کی انتڑیاں کٹ جائیں گی، جیسے فرمایا

... كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ [۴]

ترجمہ: (کیا وہ شخص جس کے حصہ میں یہ جنت آنے والی ہے) ان لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں تک کاٹ دے گا؟۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ: {اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ} قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لأَفْسَدَتْ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعَايِشَهُمْ، فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُونُ طَعَامَهُ؟.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار آیت ’’يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا

[۱] الواقعۃ۵۱تا۵۶

[۲] الغاشیۃ۵تا۷

[۳] الکہف۲۹

[۴] محمد۱۵

وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ" کی تلاوت فرمائی،اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین پر ٹپک آئے تو روئے زمین کے لوگوں کی زندگی خراب کر دے پھر ان لوگوں کا کیا حال ہو گا (اللہ کی پناہ) جن کے پاس اس کے سوا کھانے کو کچھ نہیں ہو گا؟۔ [1]

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: إِذَا جَاعَ أَهْلُ النَّارِ اسْتَغَاثُوا بِشَجَرَةِ الزَّقُّومِ، فَأَكَلُوا مِنْهَا فَاخْتَلَسَتْ جُلُودُ وُجُوهِهِمْ، فَلَوْ إِنَّ مَارًّا يَمُرُّ بِهِمْ يَعْرِفُهُمْ لَعَرَفَ وُجُوهَهُمْ فِيهَا، ثُمَّ يُصَبُّ عَلَيْهِمُ الْعَطَشُ، فَيَسْتَغِيثُونَ فيغاثون بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ. وَهُوَ الَّذِي قَدِ انْتَهَى حَرُّهُ فَإِذَا أَدْنَوْهُ مِنْ أَفْوَاهِهِمِ اشْتَوَى مِنْ حَرّهِ لُحُومُ وُجُوهِهِمُ الَّتِي قَدْ سَقَطَتْ، عَنْهَا الْجُلُودُ، وَيُصْهَرُ مَا فِي بُطُونِهِمْ، فَيَمْشُونَ تَسِيلُ أَمْعَاؤُهُمْ، وَتَتَسَاقَطُ جُلُودُهُمْ ثُمَّ يُضْرَبُونَ بِمَقَامِعَ مِنْ حَدِيدٍ، فَيَسْقُطُ كُلّ عُضْوٍ عَلَى حِيَالِهِ، يَدْعُونَ بِالثُّبُورِ .

سعید بن جبیر سے روایت ہے جب دوزخیوں کو بھوک لگے گی تو وہ تھوہر کے درخت کو کھائیں گے جس سے ان کے چہروں کی کھالیں جھلس جائیں گی، ان کے پاس سے اگر کوئی گزرے گا تو وہ ان کے چہروں کی بدبو سے انہیں پہچانے گا پھر ان پر پیاس طاری کر دی جائے گی، وہ پانی طلب کریں گے تو انہیں ایسا پانی دیا جائے گا جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو گا اور انتہائی گرم، جب وہ اسے اپنے مونہوں کے قریب کریں گے تو اس کی شدید حرارت کی وجہ سے ان کے چہروں کا گوشت بھن جائے گا، کھالیں جل جائیں گی اور پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی، اور جب وہ چلیں گے تو ان کی انتڑیاں بہ رہی ہوں گی اور کھالیں گر رہی ہوں گی، اور پھر انہیں لوہے کے ہتھوڑوں کے ساتھ مارا جائے گا جس سے ایک ایک عضو ٹوٹ جائے گا اور وہ موت مانگنے لگیں گے۔ [2]

جہنم کے اس درخت کو کھانے اور کھولتا ہوا پانی پینے کے بعد انہیں دوبارہ جہنم میں جھونک دیا جائے گا، اور اسی طرح یہ لوگ جہنم اور اس شدید حرارت والے پانی میں گردش کرتے پھریں گے، جیسے فرمایا

يَطُوۡفُوۡنَ بَيۡنَهَا وَبَيۡنَ حَمِيۡمٍ اٰنٍ ۚ ﴿۴۴﴾ [3]

ترجمہ: اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے انبیاء و مرسلین کی پاکیزہ دعوت کی طرف عقل و شعور سے کام نہ لیا اور اپنے آباؤ اجداد کے گمراہ کن عقائد کی پیروی کرتے رہے، جیسے فرمایا

...اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ ﴿۲۳﴾ [4]

---

[1] جامع ترمذی کتاب صفة جهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ ۲۵۸۵ ، سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ۴۳۲۵، مسند احمد ۲۷۳۵،صحیح ابن حبان ۷۴۷۰،السنن الکبری للنسائی ۱۱۰۰۴،المعجم الصغیرللطبرانی ۹۱۱،المعجم الکبیرللطبرانی ۱۱۰۶۸، مستدرک حاکم ۳۶۸۶، شرح السنة للبغوی ۴۴۰۸

[2] تفسیرابن ابی حاتم۳۲۱۷ ,۱۰

[3] الرحمٰن۴۴

[4] الزخرف۲۳

ترجمہ: ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔

گزشتہ امتوں میں بھی اکثر لوگ طاغوت کی بندگی اور بد اعمالیوں میں مبتلا رہے ہیں، اللہ نے ان کی طرف ہدایت و رہنمائی اور اتمام حجت کے لئے رسول بھیجے تھے، انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو دعوت حق پہنچائی اور عدم قبول کی صورت میں اللہ کے عذاب سے ڈرایا مگر وہ پھر بھی طاغوت کی بندگی میں گمراہ آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے رہے، ایک مہلت کے بعد حق کی تکذیب کے نتیجہ میں اللہ نے ان پر عذاب نازل کیا اور انہیں نشان عبرت بنا دیا، اس عبرتناک انجام سے بس اللہ کے وہی بندے بچے ہیں جنہیں اس نے ایمان و توحید کی توفیق سے نواز کر بچا لیا۔

وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ

اور ہمیں نوح (علیہ السلام) نے پکارا تو (دیکھ لو) ہم کیسے اچھے دعا قبول کرنے والے ہیں، ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَ جَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۷۸﴾

کو اس زبردست مصیبت سے بچا لیا اور اس کی اولاد کو باقی رہنے والی بنا دی، اور ہم نے اس کا (ذکر خیر) پچھلوں میں باقی رکھا،

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۰﴾

نوح (علیہ السلام) پر تمام جہانوں میں سلام ہو، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں،

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۸۲﴾ (الصافات ۷۵ تا ۸۲)

وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا۔

اوپر کی آیات میں گمراہ لوگوں کا اجمالاً ذکر کیا گیا تھا اب ان کا تفصیلی ذکر فرمایا سب سے پہلے آدم ثانی نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا تھا، انہوں نے نوسو پچاس سال تک اپنی قوم کو دعوت حق دی، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ... ﴿۱۴﴾ [1]

ترجمہ: ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ پچاس کم ایک ہزار برس ان کے درمیان رہا۔

مگر قوم کی اکثریت نے ان کی تکذیب کی اور ایذائیں پہنچائیں، مگر انہوں نے قوم کی طرف سے پہنچائے جانے والے مصائب و شدائد کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور جب ان کی طرف سے اذیت کی انتہا ہوگئی اور ہدایت کی کوئی راہ نظر نہ آئی تو انہوں نے اپنے رب کے حضور ان کی ہلاکت کی بد دعا فرمائی۔

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ [2]

ترجمہ: آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہوگیا ہوں اب تو ان سے انتقام لے۔

[1] العنکبوت ۱۴

[2] القمر ۱۰

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٢٦﴾ [1]

ترجمہ: پروردگار! ان لوگوں نے جو میری تکذیب کی ہے اس پر اب تو ہی میری نصرت فرما۔

اور اپنی قوم کے کفر و شرک سے بیزار ہو کر بد دعا کی۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ [2]

ترجمہ: اور نوح نے دعا کی میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔

ہم نے فوراً نوح علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور اپنی مدح و ثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا ہم پکارنے والے کی پکار اور اس کی آہ وزاری کو سنتے ہیں اور خوب جواب دیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم پر پانی کا عذاب بھیجا اور تمام کفار کو غرق کر دیا اور نوح علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو سوائے ان کی بیوی اور ایک لڑکے کے اور اہل ایمان کو اس عظیم سیلاب سے، بچالیا اور ان کی اور اہل ایمان کی نسل سے انسانیت بڑھائی اور باقی رکھی اور قیامت تک آنے والے اہل ایمان نوح علیہ السلام پر سلام بھیجتے ہیں اور بھیجتے رہیں گے، ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی عزت و تکریم بخشتے ہیں، اسی طرح جو بھی اپنے اقوال و افعال میں محسن اور اس باب میں راسخ اور معروف ہو گا اس کے ساتھ بھی ہم ایسا ہی معاملہ کریں گے، سلام ہے نوح علیہ السلام پر دنیا والوں میں، درحقیقت وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿٨٣﴾

اور اس (نوح (علیہ السلام)) کی تابعداری کرنے والوں میں سے (ہی) ابراہیم (علیہ السلام) (بھی) تھے، جب

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٤﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا ذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٨٥﴾

کہ اپنے رب کے پاس بے عیب دل لائے، انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوج رہے ہو؟

اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾

کیا تم اللہ کے سوا گھڑے ہوئے معبود چاہتے ہو؟ تو یہ (بتلاؤ کہ) تم نے رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے؟

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ

اب ابراہیم (علیہ السلام) نے ایک نگاہ ستاروں کی طرف اٹھائی اور کہا میں بیمار ہوں، اس پر سب اس سے منہ موڑے ہوئے

مُدْبِرِيْنَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٩١﴾

واپس چلے گئے، آپ (چپ چپاتے) ان کے معبودوں کے پاس گئے اور فرمانے لگے تم کھاتے کیوں نہیں؟

[1] المومنون ٢٦

[2] نوح ٢٦

مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ (الصافات ۸۳ تا ۹۳)

تمہیں کیا ہو گیا بات تک نہیں کرتے ہو، پھر تو (پوری قوت کے ساتھ) دائیں ہاتھ سے انہیں مارنے پر پل پڑے۔

کیونکہ اہل عرب اور یہود و نصاریٰ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا اور مقتدا مانتے تھے، خصوصاً قریش کے فخر و ناز کی ساری بنیاد ہی یہ تھی کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور ان کے تعمیر کردہ خانہ کعبہ کے متولی ہیں، اس لئے ان کے سامنے ابراہیم علیہ السلام کے عقیدہ توحید اور شرک سے ان کی بیزاری کا ذکر فرما کر قریش کے مذہب اور ان کی برہمنیت پر کاری ضرب لگاتے ہوئے فرمایا کہ ابراہیم خلیل اللہ بھی اہل دین و اہل توحید کے اسی گروہ سے تھا جن کو نوح علیہ السلام کی طرح انابت الی اللہ کی توفیق خاص نصیب ہوئی تھی، جب وہ اپنے رب کے حضور تمام اعتقادی اور اخلاقی خرابیوں سے پاک دل جس میں کفر و شرک اور شکوک و شبہات تک نہ تھے لے کر آیا، جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو دعوت توحید دیتے ہوئے کہا یہ تو تمہارے اپنے ہاتھوں سے پتھروں سے تراشی ہوئی مورتیاں ہیں جن کی تم پرستش کر رہے ہو؟ جو نہ سن سکتی ہیں، نہ دیکھ سکتی ہیں اور نہ کسی نفع و نقصان پر قادر ہیں، تمہارے یہ عقائد کہ یہ دیویاں اور دیوتا ہیں، یا خدا کے اوتار یا اس کی اولاد ہیں، یا اللہ کے مقرب اور اس کے ہاں شفیع ہیں یا یہ کہ ان میں سے کوئی شفا دینے والا اور کوئی اولاد بخشنے والا اور کوئی روزگار دلوانے والا ہے، کوئی نفع یا نقصان پہنچانے والا، کوئی بیماری سے شفا دینے والا ہے وغیرہ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں اور تم لوگوں نے اپنے وہم و گمان سے تصنیف کر لی ہیں حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ محض لکڑی پتھر وغیرہ کے بے جان، بے اختیار اور بے اثر بت ہیں، جیسے فرمایا

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ (۱)

ترجمہ: یاد کرو وہ موقع جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ یہ مورتیں کیسی ہیں جن کے تم لوگ گرویدہ ہو رہے ہو؟۔

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ (۲)

ترجمہ: اور ابراہیم کو بھیجا جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو، تم اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پوج رہے ہو وہ تو محض (مٹی، پتھر اور مختلف دھاتوں سے تمہاری اپنی من مرضی کی شکل پر تراشے ہوئے) بت ہیں اور تم ایک جھوٹ گھڑ رہے ہو، درحقیقت اللہ کے سوا جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ تمہیں کوئی رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے، اللہ سے رزق مانگو اور اسی کی بندگی کرو اور اس کا شکر ادا کرو اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

کیا مختلف چیزوں سے تراشے ہوئے یہ معبود اللہ کے ہم جنس ہو سکتے ہیں؟ یا اس کی لامحدود قدرتوں، صفات اور اختیارات میں شریک ہو سکتے ہیں، کیا تم لوگوں کو اللہ رب العالمین کی پکڑ سے خوف نہیں آتا کہ وہ اس ظلم عظیم پر کتنا غضبناک ہوتا ہوگا؟ کیونکہ قوم کا پورا معاشی

(۱) الانبیاء ۵۲

(۲) العنکبوت ۱۶، ۱۷

، تمدنی، سیاسی اور معاشرتی نظام ہی طاغوت کی بندگی پر استوار تھا اگر قوم ابراہیم علیہ السلام کے عقیدے، دعوت کو تسلیم کر لیتی تو شاہی خاندان کی معبودیت وحاکمیت، پوجاریوں اور اونچے طبقوں کی معاشرتی، معاشی اور سیاسی حیثیت اور پورے ملک کی اجتماعی زندگی اس کی زد میں آجاتی اور سوسائٹی کی عمارت ڈھیر ہو جاتی اس لئے قوم نے اس عقیدے کو تسلیم نہ کیا بلکہ اس آواز کو دبانے کے لئے کھڑے ہو گئے، قوم ابراہیم علیہ السلام سال میں ایک مرتبہ شہر سے باہر جا کر اپنے قومی تہوار کو عید کی طرح منایا کرتی تھی، ابراہیم علیہ السلام کے خاندان نے بھی انہیں ساتھ چلنے کی دعوت دی، لیکن ابراہیم علیہ السلام پہلے اپنی قوم کو واضح طور پر متنبہ کر چکے تھے کہ میں تمہارے معبودوں کی خبر لوں گا۔

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ [1]

ترجمہ: اور اللہ کی قسم! میں تمہاری غیر موجودگی میں ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا۔

اس سلسلہ میں وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تنہائی اور موقع کے منتظر تھے، چنانچہ اس موقع کو وہ کیسے ہاتھ سے جانے دیتے، کیونکہ قوم ابراہیم ستاروں کی گردش کو حوادث زمانہ میں موثر مانتے تھے اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے غور وفکر کرتے ہوئے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور قوم کو معذرت کرتے ہوئے کہا میری طبیعت خراب ہے، یعنی میں کمزور ہوں میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں جا سکتا، خاندان نے اپنے اعتقاد کے موجب ان کا یہ عذر قبول کر لیا اور انہیں تنہا چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے ساتھ شہر سے باہر چلا گیا، جیسے ہی موقع میسر آیا ابراہیم علیہ السلام چپکے سے ان کے معبودوں کے مرکزی وسیع وعریض مندر میں گھس گیا جہاں ان کے معبودوں کے آگے نذر و نیاز اور چڑھاوے کے کھانے پڑے ہوئے تھے، یہ منظر دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام تمسخر کے ساتھ بولے تم لوگوں کے لئے یہ انواع و اقسام کے لذیذ کھانے پڑے ہوئے ہیں تم لوگ انہیں کھاتے کیوں نہیں ہو؟ پھر وہ تھوڑی دیر ان کے جواب کا انتظار کرتے رہے، اور پھر انہیں مخاطب ہو کر کہا آپ لوگ بولتے بھی نہیں؟ پھر کہا بہت ہی بے وقوف ہیں وہ لوگ جو تمہاری پرستش کرتے ہیں جو اپنے ہاتھوں سے تمہیں مختلف اشکال میں تراشتے ہیں اور پھر خدائی کے مختلف اختیارات عطا کر کے تمہاری پرستش شروع کر دیتے ہیں اور خالق کو بھول جاتے ہیں، پھر ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور ان بتوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے سیدھے ہاتھ میں تھامے ہوئے ہتھوڑے یا کلہاڑے سے چھوٹے دیوی دیوتاؤں پر پل پڑا اور زور زور سے مار کر انہیں توڑ ڈالا، ان میں سب سے اہم اور معزز چاند دیوتا تھا جسے انسانی شکل وصورت میں لمبی ڈاڑھی کے ساتھ تراشا گیا تھا اور ہلال کی شکل والے چاند کا لباس پہنے ہوئے تھا اس کے کاندھے پر کلہاڑا رکھ کر چھوڑ دیا، جیسے فرمایا

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ [2]

ترجمہ: چنانچہ اس نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صرف ان کے بڑے کو چھوڑ دیا تا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾

وہ (بت پرست) دوڑے بھاگے آپ کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے فرمایا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں (خود) تم تراشتے ہو

[1] الانبیائ ۵۷

[2] الانبیائ ۵۸

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا

حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے، وہ کہنے لگے اس کے لیے ایک مکان بناؤ اور اس

فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ (الصافات ۹۴تا۹۸)

(دھکتی ہوئی) آگ میں ڈال دو، انہوں نے تو اس (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ مکر کرنا چاہا لیکن ہم نے انہیں کو نیچا کر دیا۔

جب مشرکین تہوار سے تھکے ماندے شہر میں داخل ہوئے اور بتوں کو پر نام کرنے کے لئے مندر میں داخل ہوئے تو اپنے دیوی دیوتاؤں کو منہ کے بل اوندھے اڑنگ بڑنگ پڑے ہوئے پایا، کسی کا ہاتھ نہیں تو کسی کا پاؤں، کسی کا سر نہیں اور کسی کا دھڑ، جو اپنی زبان حال سے پجاریوں کی بے وقوفی و نادانی پر مہر لگاتے ہوئے چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ وہ الٰہ نہیں ہیں بلکہ محض بے جان، ذلیل و حقیر ادنیٰ چیز ہیں، صورت حال کا تجزیہ کرنے کے بجائے کہ جو معبود خود اپنا بچاؤ نہیں کر سکے وہ ان کو کیا نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں، وہ یہ دیکھ کر دانت پیسنے لگے، جن لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کا اعلان سنا تھا

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ [1]

ترجمہ: اور اللہ کی قسم! میں تمہاری غیر موجودگی میں ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا۔

کہنے لگے کہ ایک نوجوان جس کا نام ابراہیم ہے اس کو ہم نے اپنے معبودوں کی کھلے عام مذمت کرتے ہوئے سنا ہے۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ [2]

ترجمہ: (انہوں نے آکر بتوں کا یہ حال دیکھا تو) کہنے لگے ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کر دیا؟ بڑا ہی کوئی ظالم تھا وہ (بعض لوگ) بولے ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے سنا تھا جس کا نام ابراہیم ہے۔

چنانچہ سب کے سامنے ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر پوچھا گیا

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ [3]

ترجمہ: انہوں نے پوچھا کیوں ابراہیم علیہ السلام! تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟۔

ابراہیم علیہ السلام نے انہیں لاجواب کرنے کے لئے فرمایا

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا

[1] الانبیاء ۵۷

[2] الانبیاء ۶۰،۵۹

[3] الانبیاء ۶۲

لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ ⁽¹⁾

ترجمہ: اس نے جواب دیا بلکہ یہ سب کچھ ان کے اس سردار نے کیا ہے ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں، یہ سن کر وہ اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور (اپنے دلوں میں) کہنے لگے، واقعی تم خود ہی ظالم ہو، مگر پھر ان کی مت پلٹ گئی اور بولے تو جانتا ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوج رہے ہو جو نہ تمہیں نفع پہنچانے پر قادر ہیں نہ نقصان، تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پوجا کر رہے ہو، کیا تم کچھ بھی عقل نہیں رکھتے۔

یعنی کیا تم اپنے ہی ہاتھوں سے مختلف شکلوں میں تراشی ہوئی مورتیوں اور بنائی ہوئی تصویروں کو معبود سمجھتے ہو، جو نہ بول سکتے، نہ سن سکتے، نہ دیکھ سکتے، نہ اپنا دفاع کر سکتے اور نہ کوئی نفع یا نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں، جیسے فرمایا

...قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا... ﴿١٦﴾ ⁽²⁾

ترجمہ: پھر ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے اسے چھوڑ کر ایسے معبودوں کو اپنا کارساز ٹھہرالیا جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: اِن سے کہو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟ حالانکہ سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿٣﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں، نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

مگر پھر بھی تم لوگ اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر جس کے پاس ہر قدرت و اختیار ہے ان کے حضور رسوم عبادات بجالاتے ہو؟ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور ان چیزوں کو بھی جن سے تم مورتیاں بناتے ہو پیدا کیا، یعنی اللہ ہی تمہارا اور تمام چیزوں کا خالق ہے، جیسے فرمایا

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ... ﴿١٠٢﴾ ⁽⁵⁾

---

(1) الانبیاء ۶۳تا۶۷

(2) الرعد۱۶

(3) المائدۃ۷۶

(4) الفرقان۳

(5) الانعام۱۰۲

ترجمہ: یہ ہے اللہ تمہارا رب، کوئی الٰہ اس کے سوا نہیں ہے، ہر چیز کا خالق لہذا تم اسی کی بندگی کرو۔

...قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ (١)

ترجمہ: کہو ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یکتا ہے، سب پر غالب!۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ... ﴿٣﴾ (٢)

ترجمہ: لوگو! تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيلٌ ﴿٦٢﴾ (٣)

ترجمہ: اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ... ﴿٦٢﴾ (٤)

ترجمہ: وہی اللہ (جس نے تمہارے لیے یہ کچھ کیا ہے) تمہارا رب ہے ہر چیز کا خالق، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

پھر مخلوق کے پاس خدائی کے اختیارات کہاں سے آ گئے، مگر ابراہیم علیہ السلام کے عقلی و نقلی دلائل کا وعظ و نصیحت سن کر قوم کے دلوں پر کچھ اثر نہ ہوا لہذا کفار کی پرانی روش کی طرح اپنی قوت و جمعیت سے حق کو دبانے کے لئے اپنی شقاوت قلبی کا مظاہرہ کیا کہنے لگے اپنے معبودوں کی حمایت میں گڑھا کھود کر خوب آگ بھڑکاؤ اور اس میں ابراہیم علیہ السلام کو زندہ ڈال دو تا کہ اس کی ہڈیاں بھی راکھ بن جائیں اور اس کا نام و نشان تک مٹ جائے، جیسے فرمایا

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا اٰلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ (٥)

ترجمہ: انہوں نے کہا جلا ڈالو اس کو اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔

ساری قوم نے اس فیصلہ پر عمل درآمد کرنے کے لئے حصہ لیا اور ایک الاؤ تیار کیا، جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو ابراہیم علیہ السلام کو زندہ آگ میں پھینک دیا گیا، باری تعالیٰ نے فرمایا مشرکین نے خلیل اللہ کے خلاف سخت ترین کاروائی کی تھی مگر ہماری مشیت کے بغیر کیا ہو سکتا تھا، لہذا ہم نے براہ راست آگ کو حکم دیا

---

(١) الرعد ١٦

(٢) فاطر ٣

(٣) الزمر ٦٢

(٤) المومن ٦٢

(٥) الانبیاء ٦٨

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ (۱)

ترجمہ: ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم کے لئے۔

ایک مقام پر فرمایا

...فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ... ﴿٢٤﴾ (۲)

ترجمہ: پھر اللہ نے اس کو آگ سے بچالیا۔

اللہ تعالیٰ کا براہ راست حکم پاتے ہی بھڑکتی ہوئی آگ سلامتی والی ٹھنڈی ہو گئی اور ابراہیم علیہ السلام معجزانہ طور پر زندہ سلامت آگ سے نکل آئے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور مشرکین کو ذلیل و خوار کر دیا۔

اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے قریش کو متنبہ فرمایا کہ تم ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہونے اور ان کے طریقہ پر چلنے کے دعوے دار ہو مگر ابراہیم خلیل اللہ مشرک نہیں بلکہ توحید پرست تھے اور ان کی دعوت بھی وہی تھی جو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر رہے ہیں، اور ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو توحید کی آواز بلند کرنے کے لئے تعمیر کیا تھا صنم کدہ کے طور پر نہیں، اور جس طرح ابراہیم علیہ السلام کی قوم اتنا سخت قدم اٹھانے کے باوجود ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکی تھی اسی طرح تم بھی اس دعوت کو روکنے اور دبانے کے لئے اپنی سازشوں میں ناکام و نامراد ہی رہو گے۔

وَ قَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٩٩﴾

اور اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا میں تو ہجرت کر کے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا،

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ

اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما، تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی، پھر جب وہ (بچہ) اتنی عمر کو

مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ

پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے تو اس (ابراہیم (علیہ السلام)) نے کہا کہ میرے پیارے بچے! میں خواب میں

اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫

اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ ابا!

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا

جو حکم ہوا ہے اسے بجا لائیے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے، غرض جب دونوں مطیع ہو گئے

(۱) الانبیاء ۶۹

(۲) العنکبوت ۲۴

وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

اوراس نے(باپ نے) اس کو (بیٹے کو) پیشانی کے بل گرا دیا تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم !

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ (الصافات۹۹تا۱۰۵)

یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

اسماعیل علیہ السلام کی بشارت اور زبردست آزمائش:

آگ سے باسلامت نکل آنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے تن تنہا اللہ کے بھروسے پر ملک سے نکل جانے کا ارادہ کیا اور چلتے وقت کہا اللہ ہی میری رہنمائی کرے گا کہ مجھے کس طرف جانا ہے، جیسے فرمایا

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ [1]

ترجمہ: میں آپ لوگوں کو بھی چھوڑتا ہوں اور ان ہستیوں کو بھی جنہیں آپ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہیں، میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر نامراد نہ رہوں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رہنمائی فرمائی اور آپ کو اپنی بیوی سارہ اور لوط علیہ السلام کے ساتھ اس ملک (شام) میں پہنچا دیا جس میں اقوام عالم کے لئے برکتیں رکھی گئیں تھیں، ابراہیم علیہ السلام ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے، دوران ہجرت انہوں علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر ایک نیک اور صالح لڑکے کی دعا مانگی، اے میرے پروردگار! مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحین میں سے ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور جب ابراہیم علیہ السلام تقریباً ۸۶ برس کے ہو گئے تو اللہ نے انہیں ایک حلیم (بردبار) لڑکے کی بشارت دی، جیسے فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ [2]

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔

اسماعیل علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسحٰق علیہ السلام اور ان کے بعد یعقوب علیہ السلام کی بشارت اس وقت دی تھی جب فرشتے لوط علیہ السلام کی قوم کو نشان عبرت بنانے کے لئے نازل ہوئے تھے اور پہلے ابراہیم علیہ السلام کو بشارت دینے کے لئے گئے تھے اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر تقریباً ۹۹ برس کی تھی، جیسے فرمایا

...فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ [3]

ترجمہ: پھر ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔

بیشک میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے۔

---

[1] مریم ۴۸

[2] ابراہیم ۳۹

[3] ھود ۷۱

اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام نہ تھے، ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی بیوی سارہ اور اپنے دودھ پیتے بیٹے اسماعیل کو فاران جا بسایا تھا اور ان کی خبر گیری کے لئے آتے رہتے تھے، جب اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گئے، مفسرین کے مطابق اس وقت ان کی عمر تیرہ سال کی تھی تو ایک روز ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا بیٹا! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تو بتا تیرا کیا خیال ہے؟ پیغمبروں کے خواب وحی ہوتے ہیں مگر ابراہیم علیہ السلام نے آزمائش کے لئے بیٹے کے سامنے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور اسماعیل علیہ السلام تابعداری و اطاعت میں بے مثل تھے، جن کی تربیت ایک نبی نے کی تھی اور وہ مستقبل کے ایک نبی تھے فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گئے کہ رب نے کیا حکم دیا ہے، انہوں نے پوری رضا و رغبت سے عرض کیا ابا جان! اللہ تعالیٰ آپ کو جو حکم فرما رہا ہے اسے بجالانے میں دیر نہ کریں اگر میری نسبت کسی قسم کا کوئی کھٹکا ہے تو دل سے نکال دیں آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، اور اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ [1]

ترجمہ: اور اس کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کر وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول نبی تھا وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھا۔

جب باپ و بیٹا حکم الٰہی کی تعمیل میں صبر و استقلال کا کوہ گراں بن کر بکف تیار ہو گئے، اور بوڑھے ابراہیم علیہ السلام نے ارمانوں سے مانگے ہوئے اکلوتے بیٹے کو اللہ کی خوشنودی کے لئے ذبح کرنے کے لئے منٰی میں اوندھے منہ گرا کر گلے پر چھری چلا دی مگر کوشش کے باوجود تیز چھری نے اپنا کام سرانجام نہ دیا، اس انتہائی اضطرابی کیفیت اور دہشت ناک حالت میں اچانک ایک دلفریب آواز گونج اٹھی اے ابراہیم! علیہ السلام تو نے خواب سچ کر دکھایا تمہاری یہ آزمائش بڑی ہی کھٹن تھی مگر تم اس میں سرخرو ہوئے، یہ واضح ہو گیا کہ اللہ کے حکم کے مقابلے میں تجھے کوئی چیز بھی عزیز تر نہیں، آواز پر ابراہیم علیہ السلام نے مڑ کر دیکھا تو ایک بڑے بڑے سینگوں، صاف آنکھوں والا جس کی اون سفید سرخی مائل رنگ کی تھی جسیم و لحیم مینڈھا نظر آیا جسے اللہ تعالیٰ نے جنت سے اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں بھیجا تھا، ابراہیم علیہ السلام نے اسے ذبح کر دیا جسے قادر کریم نے ذبح عظیم کے زبردست خطاب سے نوازا، اس دنبہ کے سینگ سر سمیت کعبہ کے پرنالے کے پاس آویزاں کر دیے گئے تھے جو ابتدائے اسلام کے زمانے تک وہاں زینت بنے رہے مگر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت اللہ میں آگ لگنے کی وجہ سے یہ بھی جل گئے،

قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ يَزَلْ قَرْنَا الْكَبْشِ مُعَلَّقَيْنِ فِي الْبَيْتِ حتى احترق البيت، فاحترقا

سفیان کہتے ہیں یہ دونوں سینگ بیت اللہ میں لٹکے رہے حتیٰ کہ ایک بار جب بیت اللہ کو آگ لگی تو یہ دونوں سینگ بھی جل گئے۔ [2]

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ قَرْنَيِ الْكَبْشِ فِي الْكَعْبَةِ

---

[1] مریم ۵۴،۵۵

[2] تفسیر ابن کثیر ۳۱/۷

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے مینڈھے کے دونوں سینگوں کو کعبہ میں دیکھا تھا۔ (۱)

فرمایا احسان کی روش اختیار کرنے والوں کو ہم سختیوں سے بچا لیتے ہیں اور ان کے درجات بلند کرتے ہیں۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا،

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا،

وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ بٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ

اور ہم نے اس کو اسحاق (علیہ السلام) نبی کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے ہو گا، اور ہم نے ابراہیم و اسحاق (علیہما السلام)

وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ (الصافات ۱۰۶ تا ۱۱۳)

پر برکتیں نازل فرمائیں اور ان دونوں کی اولاد میں بعضے تو نیک بخت اور بعض اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والے ہیں۔

ارمانوں سے مانگے اکلوتے بیٹے کو اللہ کی خوشنودی کے لئے ذبح کرنے کا حکم یقیناً ایک بڑی آزمائش تھی جس میں تو سرخرو رہا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ فدیے میں دے کر اسماعیل علیہ السلام کو چھڑا لیا اور قیامت تک کے لئے یہ سنت جاری فرمادی کہ اسی تاریخ کو تمام اہل ایمان دنیا بھر میں جانور قربان کریں اور وفاداری و جاں نثاری کے اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کرتے رہیں، اور ابراہیم علیہ السلام کی تعریف و توصیف ہمیشہ کے لئے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی، اللہ کا سلام ہے ابراہیم علیہ السلام پر، جیسے فرمایا

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔۔۔ ؕ ﴿۵۹﴾ (۲)

ترجمہ: (اے نبی!) کہو حمد ہے اللہ کے لئے اور سلام اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے برگزیدہ کیا۔

ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا، چنانچہ مسلمان، عیسائی اور یہودی تینوں انہیں اپنا پیشوا مانتے ہیں، پھر جب فرشتے لوط علیہ السلام کی قوم کو نیست و نابود کرنے کے لئے بھیجے گئے تو اس سے پہلے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ کے بطن سے دوسری اولاد اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی اور اس کے ساتھ یہ عظیم الشان خوش خبری بھی فرمادی کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی خلعت نبوت سے نوازے گا اور اس کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کو بھی نبوت سے نوازے گا اور وہ بھی نبی ہو گا، جیسے فرمایا

۔۔۔ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ (۳)

(۱) تفسیر طبری ۸۴/۲۱

(۲) النمل ۵۹

(۳) ھود ۷۱

ترجمہ: پھر ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔

...وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝۴۹ (۱)

ترجمہ: تو ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو نبی بنایا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی اولاد کو بہت پھیلایا اور انبیاء و رسل کی زیادہ تعداد انہی کی نسل سے ہوئی، جیسے فرمایا

...وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ... ۝۲۷ (۲)

ترجمہ: اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔

اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام ہوئے، جن کے بارہ بیٹوں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبائل بنے اور ان سے بنی اسرائیل کی قوم بڑھی اور پھیلی اور اکثر انبیاء ان ہی میں سے ہوئے، جبکہ اسماعیل علیہ السلام سے عربوں کی نسل چلی اور ان میں پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، اب ان دونوں کی ذریت میں سے کوئی محسن ہے اور کوئی شرک و معصیت اور ظلم و فساد کا ارتکاب کر کے اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والا ہے۔

وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ۝۱۱۴ وَ نَجَّيْنٰهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝۱۱۵

یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر بڑا احسان کیا اور انہیں اور ان کی قوم کو بہت بڑے دکھ درد سے نجات دی

وَ نَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝۱۱۶ وَ اٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝۱۱۷

اور ان کی مدد کی تو وہی غالب رہے، اور ہم نے انہیں (واضح اور) روشن کتاب دی

وَ هَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۱۱۸ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۱۹

اور انہیں سیدھے راستے پر قائم رکھا، اور ہم نے ان دونوں کے لیے پیچھے آنے والوں میں یہ بات باقی رکھی

سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ۝۱۲۰ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۲۱

کہ موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر سلام ہو بیشک ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں،

اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۲۲ (الصافات ۱۱۴ تا ۱۲۲)

یقیناً دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

اور ہم نے عمران کے بیٹوں موسیٰ و ہارون علیہ السلام کو نبوت و رسالت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر سرفراز کیا، ان کے طاقتور دشمن فرعون اس

---

(۱) مریم ۴۹

(۲) العنکبوت ۲۷

کے سرداروں کو ان کی نظروں کے سامنے سمندر میں غرق کر دیا اور دونوں جلیل القدر ہستیوں اور ان کی قوم کو فرعون کی غلامی اور اس کے ظلم واستبداد سے نجات دی، انہیں نصرت بخشی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے، بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کے لئے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی جو حق و باطل میں فرق و فیصلہ کرنے والی اور نور و ہدایت والی تھی، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ (۱)

ترجمہ: یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے موسیٰ و ہارون کو فیصلے کرنے والی نورانی اور پرہیز گاروں کے لئے وعظ و نصیحت والی کتاب عطا فرمائی ہے۔ ان دونوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائی اور ان کے اقوال و افعال میں استقامت بخشی، اور قیامت تک ان کے ذکر خیر ثناء وصفت کو باقی رکھا، سلام ہے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر، ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں، بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

وَ اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

بیشک الیاس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے، جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآئِكُمُ

کیا تم بعل (نامی بت) کو پکارتے ہو؟ اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟ اللہ جو تمہارے اگلے تمام باپ دادوں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

کا رب ہے، لیکن قوم نے انہیں جھٹلایا پس وہ ضرور (عذاب میں) حاضر رکھے جائیں گے سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

ہم نے الیاس (علیہ السلام) کا ذکر خیر پچھلوں میں بھی باقی رکھا کہ الیاس پر سلام ہو ہم نیکی کرنے والوں کو

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ (الصافات ۱۲۳تا۱۳۲)

اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل صحرائے سیناء سے نکل کر فلسطین میں آ کر آباد ہوئے تو یہاں بھی ان کا سامنا ایک مشرک اقوام کے ساتھ ہوا، طالوت، داود علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے اپنی جہادی کوششوں سے ارد گرد کی ریاستوں سے کفر و شرک کا مکمل طور پر صفایا کر دیا، صرف شمالی اور جنوب مغربی سواحل پر چند ریاستیں باقی رہ گئیں جو مکمل طور پر مغلوب نہ ہو سکیں البتہ سلیمان علیہ السلام کے تابڑ توڑ حملوں نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی اور وہ ریاستیں سلیمان علیہ السلام کی باجگزار بن گئیں تھیں، بنی اسرائیل کی مضبوط سلطنت قائم کر کے سلیمان علیہ السلام فوت ہو گئے، طالوت سے لیکر سلیمان علیہ السلام تک تقریباً ۹۴ سال تک بنی اسرائیل کے نبی ان کو دعوت اسلام دیتے رہے تھے، اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنی

(۱) الانبیاء ۴۸

رحمتیں نازل فرماتا رہا تھا مگر انہوں نے اس سے کچھ سبق حاصل نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنا استحقاق سمجھا اس لئے اللہ کی محبت اور اسلام کی حقانیت ان کے دلوں میں راسخ نہ ہو سکی، چنانچہ سلیمان علیہ السلام کے فوت ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی بنی اسرائیل ایک مرتبہ پھر دنیا پرستی میں مبتلا ہو گئے، ان میں دو دھڑے بن گئے اور بنی اسرائیل کی حکومت حاصل کرنے کے لئے آپس میں جھگڑنے لگے، جب بنی اسرائیل کسی ایک شخص پر متفق نہ ہو سکے تو یہ مضبوط سلطنت دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئی، ایک دھڑے کا نام سلطنت بنی اسرائیل کہلایا جو شمالی فلسطین اور شرق اردن کے علاقوں پر مشتمل تھی جس کا دار الحکومت سامریہ تھا، جبکہ دوسرا دھڑا سلطنت یہودیہ کہلائی جو جنوبی فلسطین اور ادوم کے علاقوں پر مشتمل تھی اس کا پایہ تخت یروشلم تھا، اس طرح ان دونوں کمزور سلطنتوں میں ہمیشہ کے لئے کشمکش شروع ہو گئی، بنی اسرائیل نے جن کے دل قبطیوں کی غلامی میں رہتے ہوئے مصری دیوتاؤں و مظاہر قدرت کی ہیبت سے بے حد متاثر تھے، اس لئے جب یہ دو سلطنتیں بن گئیں تو بہت جلد سلطنت بنی اسرائیل کے لوگ ارد گرد بسنے والی دوسری مشرک قوموں کے عقائد، عبادات، رسم و رواج اور بداخلاقیوں سے متاثر ہو گئے، اور اس حد تک پستی و گراوٹ میں پہنچ گئے کہ تورات کے سخت حکم امتناہی کے باوجود سلطنت بنی اسرائیل کے حکمران اخی نے دینی حمیت و وقار کو بالائے طاق رکھ کر ہمسایہ سلطنت صیدا کی مشرک شہزادی ایزبل سے شادی رچالی، شہزادی ایزبل اپنے شوہر اخی پر حاوی ہو گئی اور اپنے مشرکانہ دین کو رعایا میں پھیلانے کے لئے حکومت کی طاقت اور ذرائع کا بھرپور استعمال کیا، رعایا کے دل ابھی تک توحید پرست نہیں ہوئے تھے اس لئے انہوں نے بھی اس روش کو پسند کیا اور ان مشرک اقوام کے ساتھ شادی بیاہ اور معاشرتی تعلقات قائم کر لئے جس کے نتیجے میں ہر طرح کا شرک و بداخلاقیوں کا مرض تیزی سے بنی اسرائیل میں سرایت کر گیا، اور ایسا پھیلا کہ اللہ تعالیٰ کے بجائے صیدا کے معبود قدیم سامی اقوام کا زمین کی زرخیزی و افزائش کا دیوتا بعل (جس کی عبادت بابل سے مصر تک پورے مشرق اوسط میں کی جاتی تھی، خصوصاً لبنان اور شام و فلسطین کی مشرک اقوام اس کی عبادت میں بری طرح مبتلا تھیں) کی علانیہ پرستش کرنے اور تقرب حاصل کرنے کے لئے اس کے ہیکل میں لوبان اور دیگر بخورات جلائے جلانے اور اس کے حضور قربانیاں پیش کرنے لگے، اس دیوتا کی خوشنودی کے لئے اولاد تک کو آگ میں ڈال دیا جاتا تھا اور یہ بہترین قربانی سمجھی جاتی ہے، اس کی پوجا کے لئے خاص قسم کے برتن اور ظروف ہوتے تھے، یہ دیوتا سورج سے منسوب تھا اور سونے کا بنا ہوا ساٹھ فٹ اونچا تھا جس کے چاروں سمتوں کی جانب چار منہ تھے، اس کی خدمت کے لئے چار سو خدام مقرر تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر ایک بار پھر اپنی رحمت نچھاور کرتے ہوئے ہارون علیہ السلام کی اولاد میں الیاس علیہ السلام کو منصب رسالت سے سرفراز فرمایا اور انہیں اسرائیلی ریاست سامرہ کی طرف بھیجا، الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو رب کی طرف پکارا اور ایک بار پھر ان کو اسلام کی بھولی ہوئی دعوت توحید پیش کی، وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری رشد و ہدایت کے لئے پے در پے پیغمبر بھیجے، تمہاری رہنمائی کے لئے ان پر کتابیں نازل فرمائیں مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ جو تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا بھی رب ہے کو چھوڑ کر، ہدایت و رہنمائی کی کتابوں کو دور پھینک کر مظاہر پرستی کی پرستش کرتے ہو، توحید کی روشن شاہراہ سے ہٹ کر ذلت و پستی کی ڈگر اختیار کر چکے ہو، تمہیں اپنے جد اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام پر بڑا فخر ہے، تمہیں بڑا مان ہے کہ ان کے بعد تمہاری طرف لگاتار کئی پیغمبر بھیجے گئے ہیں، ذرا ان کی سیرت کی طرف غور کرو، ابراہیم علیہ السلام نے تو تن تنہا کسی خوف و خطر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مشرک قوم کے

باطل مذہب مظاہر پرستی کو مٹانے اور اللہ کے نام کو سر بلند کرنے کے لئے کوششیں کیں تھیں، جس پر مشتعل ہو کر بادشاہ وقت نمرود نے انہیں آگ میں ڈلوا دیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انہیں اس عذاب سے محفوظ رکھا، اللہ نے انہیں اور بھی کئی طرح سے آزمایا تھا اور وہ ہر آزمائش میں کامیاب و کامران رہے تھے، اللہ نے ان کے کردار و سیرت کو پسند فرمایا، تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے ان پر صحیفے نازل فرمائے، جیسے فرمایا

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ (۱)

ترجمہ: یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی، ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں۔

اور انہیں رہتی دنیا تک تمام مذاہب کے لوگوں کا پیشوا اقرار دیا، جیسے فرمایا

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ﴿۱۲۴﴾ (۲)

ترجمہ: یاد کرو کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا تو اس نے کہا میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔

اب اپنے کردار کی طرف غور کرو، جن باطل معبودوں کے خلاف وہ سرگرم رہے، جن کو مٹانے کے لئے انہوں نے تمام عمر جدوجہد جاری رکھی، ہر طرح کی مشکلات و تکالیف پر صبر کیا، مگر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد و پیمان توڑ کر، جیسے فرمایا

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ (۳)

ترجمہ: اور اے نبی، لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم اس بات سے بے خبر تھے۔

اس وحدہ لاشریک کی بندگی سے منہ موڑ کر ان خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں لگ گئے جنہیں مٹانے کے لئے انبیاء تشریف لاتے رہے ہیں، کیا یہ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جس کی تم پیروی کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہاری رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام کے اسحاق، ان کے بیٹے یعقوب علیہ السلام اور پھر یوسف علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور مصر کی طاقتور حکومت عطا فرمائی مگر تم لوگ بہت جلد صحیح ڈگر سے ہٹ گئے جس کے نتیجے میں تم قبطی قوم کے ہاتھوں مغلوب ہو کر ان کے غلام بن کر رہے جہاں تمہارے بیٹوں کو قتل اور لڑکیوں کو زندہ رکھا جاتا تھا، اس وقت تم اللہ کو پکارنے، اس کی عبادت کرنے کے بجائے ان کے معبودوں سے متاثر رہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال پر رحم

---

(۱) الاعلی ۱۹،۱۸

(۲) البقرة ۱۲۴

(۳) الاعراف ۱۷۲

کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ تمہیں جابر و قاہر فرعون کے عذاب سے نجات دلائے اور تمہیں صراط مستقیم پر گامزن کرے ، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہیں قوم فرعون سے نجات عطا فرمائی اور تم لوگوں نے اپنے سامنے فرعون سمیت اس مشرک قوم کے غرق ہونے کا منظر دیکھا، پھر اللہ نے سموئیل علیہ السلام کو تمہاری رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا، تم لوگ قبائلی عصبیت میں مبتلا ہو کر منتشر اور کمزور تھے اور اس قابل ہی نہ تھے کہ مشرکین کو اپنے علاقوں سے پاک کرسکو بلکہ اس کے برعکس غیر مغلوب قوموں نے تمہارے علاقے اور تابوت سکینہ تک تم سے بزور چھین لئے تھے، پھر تمہاری فرمائش پر ۱۰۲۰ قبل مسیح میں طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرمایا گیا مگر جب وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلے تو تم نے ان کی بھی نافرمانی کی اور جہاد سے منہ پھیر کر بیٹھ گئے، ان کے بعد اللہ نے داود علیہ السلام کو علیہ السلام تمہاری طرف مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی مقدس کتاب زبور نازل فرمائی انہوں نے اللہ کے کلمہ کو سر بلند کرنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھا اور بہت سی مشرک قوموں کی سرکوبی فرمائی، ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو بھی نبوت اور مضبوط و مستحکم حکومت عطا فرمائی، انہوں نے بھی بڑے جوش وجذبے سے اس مقدس کام کو اور آگے بڑھایا اور ان کی وفات کے بعد تم لوگ اس حکومت کے وارث بنے، مگر جس کام کو انہوں نے جاری رکھا تھا تم اس سے کنارہ کش ہو گئے، اب اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا ہے، اس طرح رب کریم کا تمہاری طرف لگاتار فضیان رحم وکرم کرتا رہا ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ رب کی نشانیوں اور اس کی بخشش کو دیکھ کر اس کا شکر کرتے، صبح و شام اس رب کی حمد و ستائش بیان کرتے اور اس ہی کے حضور اپنے سر جھکاتے، اس کی نازل کردہ کتابوں سے رہنمائی حاصل کرتے مگر اس کے برعکس سلیمان علیہ السلام کو فوت ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ تم لوگوں نے تمام کتابوں کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے، طالوت علیہ السلام ، داود علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جن قوموں کو تمہیں مغلوب کرنا تھا، جنہیں دعوت توحید دینی تھی، ان کے باطل رسم ورواج، عقائد اور عبادات میں غرق ہو رہے ہو، ان کے باطل معبودوں کی پرستش اور ان کی ہی سیوا میں لگے رہتے ہو حالانکہ ان معبودوں کا حال تو یہ ہے کہ کسی کو سیدھی راہ دکھانا اور اپنے پرستاروں کی رہنمائی کرنا تو درکنار وہ بیچارے تو خود کسی رہنما کی پیروی کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں، ان کو تم اپنا حاجت روا سمجھتے ہو جو نہ تو تمہاری پکار کو چاہئے زندگی بھر بلاتے رہو سن سکتے ہیں، جو چڑھاوے تم ان پر چڑھاتے ہو نہ انہیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ بول سکتے ہیں کہ کچھ اپنی عبادت کے طریقے ہی بتلا سکیں، نہ ہی آسمان وزمین سے تمہیں رزق بہم پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی اللہ کا اتارا ہوا رزق روک سکتے ہیں، جو نہ تمہیں کسی طرح کا نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، تمہارے خیال میں کیا معبود ایسے بے جان، بے شعور اور بے حس ہوتے ہیں؟ جب صورت حال یہ ہے تو پھر یہ تمہاری کم عقلی اور رحماقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بجائے ان کے خوف سے کانپتے اور ان کو خوش رکھنے کے جتن کرتے ہو، ان سے آس وامیدیں وابستہ کرتے ہو، بھائیو ان معبودوں کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے، سب اختیارات صرف اور صرف تمہارے الحی القیوم رب کے پاس ہیں، وہ تو ایسا رب ہے کہ تمہاری بار بار کی نافرمانیوں کے باوجود اپنی نعمتیں تمہارے بن مانگے تم پر نچھاور کرتا رہتا ہے، وہی علیم وبصیر رب تمہاری فریادوں کو سنتا ہے اور تمہاری ضروریات کو پورا کرتا ہے، تمہاری تکالیف ومصائب کو دور فرماتا ہے، تمہارا سونے کا بنا ہوا دیوتا بعل یا عستارات دیوی تمہاری کھیتیوں کی نشوونما نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں سے تمہارے لئے رزق نازل کرتا ہے، جس کی بھیجی ہوئی ہوائیں سمندروں سے پانی اٹھا کر بادل بناتی ہیں اور پھر رب کے حکم سے جہاں وہ چاہتا ہے بارش برساتی ہیں جس سے مردہ زمین

زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح روز قیامت تمہیں تمہاری قبروں سے دوبارہ کھڑا کرے گا، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾ (۱)

ترجمہ: جس نے ایک خاص مقدار میں آسمان سے پانی اتارا اور اس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو جلا اٹھایا اسی طرح ایک روز تم زمین سے برآمد کیے جاؤ گے۔

بارش کے پانی کو رواں دواں کرنے کے لئے دریاؤں کے راستے بنائے جس میں تم اپنی کشتیوں کے زریعہ سفر کرتے ہو، اس پانی کی بدولت انواع و اقسام کے مختلف ذائقوں و رنگوں کے پھل، تمہاری مختلف فصلیں، سبزیاں، چارے اور مختلف نباتات پیدا ہوتے ہیں جسے تم اور تمہارے جانور کھاتے ہیں، ان جانوروں سے تم بار برداری، گوشت، کھال اور دودھ حاصل کرتے ہو، لہذا اپنے رب سے عاجزی، محبت اور خلوص سے مانگو، اس سے مانگنے سے نہ کتراو، اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں اور وہی عطا کرنے کی طاقت و قدرت رکھتا ہے، رب العزت کو یہ پسند ہے کہ اس کے بندے اس سے زیادہ سے زیادہ مانگیں، اسی سے مانگ کر پھر اسی پر توکل و بھروسہ کرو، اللہ وحدہ لاشریک کے حضور جھکنا اور دعا کرنا ہی تمہارے تمام تکالیف کا مداوا ہے، دعا جس کی قبولیت کا انحصار رب سے پختہ تعلقات پر ہے، اگر کفر و شرک سے تائب ہو کر اس کی الوہیت اور ربوبیت پر ایمان لا کر اپنا تعلق پختہ کر لو گے تو پھر انشاءاللہ تمہاری دعائیں رائیگاں نہیں جائیں گی اور اگر انکار کرو گے تو رب کریم کسی مشرک و متکبر کی دعا کو قبول نہیں کرتا، ہاں اس نے تمہاری تخلیق فرمائی ہے تمہارا رزق اس کے ذمہ ہے وہ اپنی مشیت کے تحت جتنا چاہے گا ضرور دیتا رہے گا، بھائیو! پیغمبروں کے توسط سے دعوت صراط مستقیم تم تک پہنچ چکی ہے، اس دعوت سے اغماض نہ برتو، طاغوت کے پنجے میں پھنس کر راہ راست سے انحراف نہ کرو، ان معبودوں کی بزرگی و عظمت کے سحر سے آزاد ہو کر اپنے رب حقیقی کی عبادت کرو، وہی مستحق عبادت ہے اس کے سوا کسی قسم کی عبادت کسی کے لئے لائق نہیں اس لئے اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے سپرد کر دو، اس کے فرمانوں کے مطابق عمل صالحہ اختیار کرو اور شرک جو ظلم عظیم ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ (۲)

ترجمہ: حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

جو رب سے بغاوت و سرکشی ہے سے باز آجاؤ، ان بے جان دیوی، دیوتاؤں کے بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانیاں پیش کرو، ابلیس نے جن کا مشن ہی یہ ہے کہ تمہیں رب سے دور کر دے اس نے تمہیں گمراہی کی راہ کو خوشنما بنا کر ڈال دیا ہے اس سے پلٹ آو، رب کی شدید پکڑ اور اس کے المناک عذاب سے ڈر جاو، اپنے گناہوں پر رب سے توبہ اور مغفرت چاہو وہ غفور و رحیم ہے وہ ایک بار پھر تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور مزید بے شمار انعام و اکرام سے نوازے گا، پہلے رسولوں کی طرح میں تمہاری طرف بھیجا ہوا رسول اور تمہارا سچا خیر خواہ ہوں ابلیس کے پیچھے چلنے کے بجائے میری پیروی کرو، میرے وعظ و نصیحت پر غور و فکر کرو اور اسے ہنسی مذاق میں نہ اڑاو، تم ان قوموں کے

---

(۱) الزخرف ۱۱

(۲) لقمان ۱۳

بارے میں اچھی طرح جانتے ہو جن کی طرف رب کے رسول آئے، انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو صراط مستقیم کی دعوت دی مگر ان قوموں نے رب کی پاکیزہ دعوت کو جھٹلایا، رسولوں سے استہزا کیا، بشر رسول کو تعجب وحیرت کی نگاہوں سے دیکھا، اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے دوبارہ جی اٹھنے کو دیوانے کی بڑ سمجھا اور اس دنیا میں ظلم وستم کا بازار گرم رکھا اللہ مالک الملک نے انہیں مہلتیں عطا فرمائیں کہ شاید وہ راہ راست کی طرف پلٹ آئیں مگر وہ رب کی اس رحمت کو بھی نہ سمجھے اور ان مہلتوں پر بے فکر ہو گئے، پھر کیا تم دیکھتے نہیں انجام کار رب نے ان کے اعمال کی بدولت ان کے ساتھ کیا کیا اس نے اپنا عذاب نازل کر کے انہیں اور جن چیزوں پر انہیں بڑا فخر ومان تھا صفحۂ ہستی سے ہی مٹا دیا، کیا تم آنکھیں کھول کر ان کے انجام سے عبرت حاصل نہیں کرتے، ان قوموں کے بھی باطل معبود تھے، جن کی طرف ان لوگوں نے بے شمار الوہی صفات منسوب کر رکھی تھیں، جن کی طاقت وقوت سے وہ لرزاں ہو کر تمہاری طرح پرستش کرتے، ان کے استانوں پر چڑھاوے چڑھاتے اور تکالیف ومشکلوں میں پکارتے تھے مگر جب رب کا عذاب نازل ہوا تو وہ معبود اپنے پرستش کرنے والوں کو رب کے دردناک اور رسوا کن عذاب سے نہ بچا سکے اور ان کے معبود ان کے ساتھ ہی فنا ہو گئے، یہ تو رب کا معمولی عذاب تھا اصل عذاب تو ابھی ان کا منتظر ہے جو بڑا ہی دردناک ہے، اے لوگو! یہ دنیا دار فنا ہے اسے دوام حاصل نہیں ایک دن تم سب کو جیسے تمہارے آباؤ اجداد مر گئے اس دنیا سے جانا ہے اور دوبارہ رب کے حکم سے زندہ ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، اگر سرکشی کرتے ہوئے شرک وکفر کی راہ پر چلتے رہو گے تو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ تمہارا اوڑھنا اور بچھونا ہو گی جس میں نہ تم جی سکو گے اور نہ ہی تمہیں موت آئے گی، جیسے فرمایا

إِنَّهُۥ مَن يَأْتِ رَبَّهُۥ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُۥ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾ [2]

ترجمہ: جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کر لے گا اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بدبخت جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

اس وقت تم بہت پچھتاؤ گے مگر اس وقت تمہارا پچھتاوا تمہارے کچھ کام نہ آئے گا، ابھی وقت ہے رب کی طرف پلٹ آو، میری دعوت کو قبول کر لو اور ابلیس کے جھوٹے وعدوں پر بھروسہ نہ کرو وہ تمہیں اپنے ہمراہ جہنم میں لے جا کر ہی چھوڑے گا، اور اگر رب کی سیدھی راہ پر چلو گے جس کی طرف تمہارے پہلے رسول اور اب میں تمہیں بلا رہا ہوں تو لازوال انواع واقسام کی نعمتوں سے بھری جنتوں کے وارث بنو گے جس میں رب کی رحمتوں کی بارش ہوتی ہی رہے گی، مگر ان ظالم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی پاکیزہ دعوت کو ٹھکرا دیا، رسول کی خیر خواہانہ نصیحت کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنی مشرکانہ ڈگر پر سرپٹ دوڑتے چلے گئے اور انجام کار قبروں میں دفن ہو گئے، الیاس علیہ السلام نے جب ہر طرح سے دعوت پہنچانے کی حجت قائم کر دی اور بنی اسرائیل کفر وشرک سے تائب ہو کر دعوت حق کی طرف پلٹ آنے کو تیار نہ

[1] طہ ۷۴

[2] الاعلیٰ ۱۰ تا ۱۳

ہوئے تو اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت کی ناشکری کے جرم میں اللہ نے اشوریوں کو بنی اسرائیل کی کمزور حکومت کی طرف متوجہ کر دیا جنہوں نے اس مملکت پر مسلسل حملے شروع کر دیئے، عاموس نبی ۷۸۷ قبل مسیح ۷۴۷ قبل مسیح اور پھر ہوسیع نبی ۷۴۷ قبل مسیح تا ۷۳۵ قبل مسیح نے یکے بعد ایک بار پھر بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرایا مگر بنی اسرائیل ابلیس کی سلائی ہوئی گہری نیند سے جاگنے کے لئے تیار نہ ہوئے، توحید سے دوری اور کفر و شرک میں ترقی کرتے ہوئے آخر یہ حد بھی آپہنچی کہ سلطنت بنی اسرائیل کے فرمانروا نے عاموس نبی کو اپنی مملکت میں دعوت توحید دینے سے منع کر دیا اور انہیں سلطنت سے نکل جانے کا حکم دیا، بس پھر کیا تھا اس جرم شدید میں اللہ تعالیٰ نے اپنا غضب نازل کر دیا کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ۷۲۱ ق م میں اشور کے سخت گیر حکمران سارگون نے سامریہ پر حملہ کر کے ہزاروں بنی اسرائیلیوں کو قتل کر دیا اور ۲۷ ہزار سے زاہد بااثر اسرائیلیوں کو گرفتار کر کے اشوری سلطنت کے مشرقی اضلاع میں منتشر کر دیا، سارگون نے دوسری قوموں سے گرفتار لوگوں کو بھی انہی علاقوں میں لا بسایا، جن کے اختلاط سے بنی اسرائیلی اپنی قومی تہذیب سے دور ہوتے چلے گئے، اور اخلاقی و اعتقادی زوال کی پستیوں میں گرنے کے بعد پھر نہ اٹھ سکے، اس طرح سلطنت بنی اسرائیل اپنے انجام کو پہنچی، اور دنیاوی عذاب کے بعد آخرت میں وہ عذاب جہنم کے لئے پیش کیے جانے والے ہیں، مگر جن قلیل التعداد غریب لوگوں نے دعوت توحید کو قبول کر لیا تھا ان کو اللہ نے بچالیا اور روز قیامت ان پر رب کی ان گنت رحمتیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ نے الیاس علیہ السلام کی ثناء جمیل اور ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھا کہ ہر مسلم کی زبان سے ان پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے اور قیامت تک بھیجا جاتا رہے گا اللہ تعالیٰ اپنے نیکو کار بندوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں، واقعی وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا

بے شک لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے، ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو سب کو نجات دی بجز اس

عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾

بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا اور تم تو صبح ہونے پر ان کی بستیوں کے پاس

وَ بِالَّیْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ (الصافات ۱۳۳ تا ۱۳۸)

سے گزرتے ہو اور رات کو بھی، کیا پھر بھی نہیں سمجھتے؟۔"

اور لوط علیہ السلام بھی انہی لوگوں میں سے تھا جو رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، ان کی قوم شرک کے ساتھ ساتھ اعمال خبیثہ میں مبتلا تھی، جیسے فرمایا

۔۔۔اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ ۙ۬ وَ تَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ ۔۔۔ ﴿۲۹﴾ [1]

ترجمہ: کیا تمہارا حال یہ ہے کہ مردوں کے پاس جاتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو؟۔

---

[1] العنکبوت ۲۹،۲۸

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ [1]

ترجمہ: کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمہاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمہارے لیے جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم لوگ تو حد سے ہی گزر گئے ہو۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ [2]

ترجمہ: اور لوط علیہ السلام کو ہم نے بھیجا یاد کرو وہ وقت جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم آنکھوں دیکھتے بدکاری کرتے ہو؟ کیا تمہارا یہی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے جاتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ سخت جہالت کا کام کرتے ہو۔

لوط علیہ السلام نے انہیں دعوت توحید دی اور ہر ممکن طور پر راہ راست پر لانے کی کوشش کی مگر انہوں نے بھی اس پاکیزہ دعوت کو جھٹلایا اور رفواحش سے باز نہ آئے، بلکہ اپنے پیغمبر کو شہر بدر کرنے کے درپے ہوئے، جیسے فرمایا

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ [3]

ترجمہ: مگر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا نکال دو لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو اپنی بستی سے، یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ [4]

ترجمہ: انہوں نے کہا اے لوط علیہ السلام! اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو جو لوگ ہماری بستیوں سے نکالے گئے ہیں ان میں تو بھی شامل ہو کر رہے گا۔

تو اللہ نے اپنی سنت کے مطابق لوط علیہ السلام کو اور اس کے سب گھر والوں کو راتوں رات اس بستی سے نکال لیا، جیسے فرمایا

...نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ [5]

ترجمہ: ان کو ہم نے اپنے فضل سے رات کے پچھلے پہر بچا کر نکال دیا۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ [6]

ترجمہ: آخر کار ہم نے اسے اور اس کے سب اہل و عیال کو بچا لیا۔

اور باقی قوم پر المناک عذاب نازل فرمایا اور ان کی بستیوں کو الٹ دیا اور پھر ان پر نشان زدہ پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسائی، جیسے فرمایا

[1] الشعراء ۱۶۶،۱۶۵

[2] النمل ۵۵،۵۴

[3] النمل ۵۶

[4] الشعراء ۱۶۷

[5] القمر ۳۴

[6] الشعراء ۱۷۰

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ (۱)

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلہ کا وقت آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر دیا اور اس پر پکی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے، جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا اور ظالموں سے یہ سزا کچھ دور نہیں ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ (۲)

ترجمہ: آخر کار پو پھٹتے ہی ان کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر کے رکھ دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسا دی۔

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ (۳)

ترجمہ: اور ان پر برسائی ایک برسات، بڑی ہی بری بارش تھی جو ان ڈرائے جانے والوں پر نازل ہوئی۔

کیونکہ ان کی بیوی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اس لئے وہ اپنی مشرک قوم کے ساتھ مبتلائے عذاب ہوئی، جیسے فرمایا

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ (۴)

ترجمہ: بجز ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی۔

آج تم شام و فلسطین کی طرف تجارتی سفر میں شب و روز لوط علیہ السلام کی تباہ شدہ بستیوں سے گزرتے رہتے ہو، کیا ان آثار و کھنڈرات کو دیکھ کر تم عبرت حاصل نہیں کرتے، اب تم لوگ بھی اسی مشرکانہ روش پر گامزن ہو تو کیا تم اللہ کے عذاب سے محفوظ رہو گے؟۔

وَ اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

اور بلاشبہ یونس (علیہ السلام) نبیوں میں سے تھے، جب بھاگ کر پہنچے بھری کشتی پر، پھر قرعہ اندازی ہوئی تو یہ مغلوب

الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْ لَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

ہو گئے تو پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا اور وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرنے لگ گئے، پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں

لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ

سے نہ ہوتے تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے، پس انہیں ہم نے چٹیل میدان میں

وَ هُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ

ڈال دیا اور وہ اس وقت بیمار تھے، اور ان پر سایہ کرنے والا ایک بیل دار درخت ہم نے اگا دیا، اور ہم نے انہیں ایک لاکھ

(۱) ہود ۸۲
(۲) الحجر ۷۳، ۷۴
(۳) الشعراء ۱۷۳
(۴) الشعراء ۱۷۱

اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١٤٨﴾ (الصافات ۱۳۹ تا ۱۴۸)

بلکہ اور زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا، پس وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں ایک زمانہ تک عیش و عشرت دی۔

یونس علیہ السلام کے والد کا نام متّٰی تھا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لاَ يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ کہنا لائق نہیں کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔[1]

اگرچہ آپ اسرائیلی نبی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اشوریوں (اسیریا) کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا، آشوریوں کا پایہ تخت عراق کا شہر نینوی (موجودہ موصل) تھا، یہ شہر دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر ساٹھ میل کے وسعت میں پھیلا ہوا تھا، یہاں آشوریوں نے ایک لاکھ سے زائد بنی اسرائیلیوں کو قیدی بنایا ہوا تھا اس لئے آشوریوں کو قوم یونس کہا جاتا ہے، یونس علیہ السلام نے اپنی گمراہ قوم کو جو معبودان باطل کی پرستش کرتے تھے پوری خیر خواہی کے ساتھ دعوت توحید دی اور صراط مستقیم کی طرف بلایا کہ یہی نجات اور کامیابی کی راہ ہے اور اس راہ سے اعراض و انحراف تباہی و بربادی کا باعث ہے، رب العالمین کی قدرتوں و طاقتوں کا بیان کیا، ہر سو بکھری رب کی نشانیاں دکھائیں، انہیں پتھر کے بے جان، عقل و شعور سے بیگانہ باطل معبودوں کی عبادت، ان پر اعتکاف کرنے، نذرانے چڑھانے اور منتیں ماننے سے روکا، ان مورتیوں کا اندھا، بہرہ اور گونگا ہونا ثابت کیا، اور اس کا رد فرمایا کہ پتھر کے یہ بے جان ٹکڑے رب کی خدائی میں تصرف کا کوئی اختیار رکھتے ہیں اس لئے ان کو مدد کے لئے پکارنا اور ان سے امیدیں وابستہ کرنے سے روکا، گزشتہ اقوام جو اپنے اعمال باطلہ کے سبب حرف غلط کی طرح مٹ گئیں اور اوراق تاریخ پر عبرت کا نمونہ بن گئیں ان کی مثالوں، ان کے کرداروں اور ان کے باطل معبودوں کو جن کو انہوں نے اپنے حسن ظن سے خدائی صفات دے رکھی تھیں کی بے بسی و لاچاری بیان فرمائی رحیم و کریم رب کے عفو و درگزر کرنے کی صفت عام بیان کر کے انہیں توبہ و استغفار کرنے پر ابھارا، توحید کی راہ اختیار کرنے اور اعمال صالحہ پر انہیں جنت اور اس کی نعمتوں کی خوشخبریاں دیں اور اس راہ سے انحراف پر رب کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرایا، جہنم اور اس کی ہولناکیوں کو بیان کیا، مگر وہ لوگ کفر و معصیت الٰہی میں اتنے غرق ہو چکے تھے کہ قبول حق کی فطری استعداد و صلاحیت ہی ان میں ختم ہو چکی تھی، انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور و فکر نہ کیا، یونس علیہ السلام کا کوئی وعظ و نصیحت ان پر اثر نہ کر سکا، حق کی کوئی دلیل ان کے لئے کارگر نہ ہوئی، اللہ کے سخت الم ناک عذاب و ہلاکت کی کوئی دھمکی کو پر کاہ برابر اہمیت نہ دی اور پچھلی قوموں کی طرح یونس علیہ السلام کو گمراہ، سحر زدہ خیال کر کے ان علیہ السلام کا مذاق اڑاتے رہے، اپنے باطل اعتقاد پر آنکھیں بند کر کے گمراہی و ضلالت کی گمبھیر تاریکیوں میں ڈوب کر مستحق عبادت ذات کو چھوڑ کر اپنے باطل معبودوں کی پرستش میں لگ کر ظلم عظیم کے مرتکب ہوتے رہے، ان قوموں کی روش چلتے رہے جن پر رب کا عذاب آیا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اپنے کرم و فضل اور بھلائی کا معاملہ فرماتا رہا حالاں کہ اعمال کے اعتبار سے وہ اس کے مستحق نہیں تھے اور آخر کار آسودہ حال لوگوں نے (کہ قوم کی قیادت بالعموم انہی کے ہاتھوں میں ہوتی ہے) اپنے معبودوں کی قوت و طاقت پر بھروسہ کر کے مطالبہ عذاب کر دیا اس طرح وہ لوگ عذاب الٰہی کے مستحق قرار پائے، یونس علیہ السلام نے

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۳۴۱۶، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی ذکر یونس علیہ السلام ۶۱۵۹

اپنی قوم کو دھمکی دی کہ عنقریب فلاں دن تم عذاب الٰہی کی گرفت میں آجاؤ گے، رب کی حکمتیں رب ہی جانے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب میں تاخیر ہوئی اور قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یونس علیہ السلام کو قوم کو چھوڑنے اور ہجرت کا حکم آتا دل میں یہ گمان کر کے کہ اب جبکہ رب کا عذاب آنے ہی والا ہے اگر وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے بھی جائیں تو رب کی ان پر گرفت نہیں ہوگی، اس حسن ظن کی بنیاد پر وہ اپنی قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے، جیسے فرمایا

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ ... ﴿۸۷﴾ [1]

ترجمہ: اور مچھلی والے کو بھی ہم نے نوازا یاد کرو جب کہ وہ بگڑ کر چلا گیا تھا اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے۔

یونس علیہ السلام نے قوم سے جدا ہو کر ترشیش (جہاں آجکل تیونس آباد ہے) جانے کی کوشش کی اور سمندر پر جا کر ایک کشتی میں سوار ہو گئے، جس کشتی میں آپ سوار ہوئے وہ پہلے ہی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، کشتی ابھی کچھ دور (یافا) ہی پہنچی تھی کہ اللہ کے حکم سے سمندر میں چاروں طرف سے موجیں اٹھیں اور سخت طوفان آ گیا جس سے کشتی سمندر کی موجوں میں گھر گئی اور کھڑی ہو گئی، سب مسافروں کو کشتی ڈوبنے کا یقین اور اپنی موت نظر آنے لگی چنانچہ کشتی کا وزن کم کرنے کے لئے ایک آدھ آدمی کو کشتی سے سمندر میں پھینکنے کی تجویز سامنے آئی تاکہ کشتی میں سوار باقی انسانوں کی جانیں بچ جائیں، لیکن یہ قربانی دینے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا اس لئے کشتی میں تین مرتبہ قرعہ اندازی کرنی پڑی، اللہ تعالیٰ جس کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے اسباب فراہم کر دیتا ہے، چنانچہ قرعہ اندازی میں ہر مرتبہ یونس علیہ السلام کا نام آیا اور وہ مغلوبین میں سے ہو گئے، چنانچہ یونس علیہ السلام نے طوعاً و کرھاً اپنے آپ کو بھاگے ہوئے غلام کی طرح سمندر کی موجوں کے سپرد کر دیا، ادھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بڑی مچھلی (غالباً وہیل مچھلی) نے آپ علیہ السلام کو ثابت ہی نگل لیا اور سمندر میں پھرنے لگی، یونس علیہ السلام انسان ہی تھے اور کوئی بھی انسان اس پر قادر نہیں ہو سکتا کہ ہر وقت اس بلند ترین معیار کمال پر قائم رہے جو مومن کے لئے مقرر کیا گیا ہے، بسا اوقات کسی نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ و اشرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے لیکن جونہی اسے اپنی معمولی سی بھی غلطی یا کوتاہی کا احساس ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے احساس کرا دیا جاتا ہے کہ اس کا قدم مطلوبہ معیار سے نیچے جا رہا ہے تو وہ فوراً رب کے حضور توبہ کرتا ہے اور اپنی غلطی کی اصلاح کرنے میں اسے ایک لمحہ کے لئے تامل نہیں ہوتا، چنانچہ اب یونس علیہ السلام کو خیال آیا کہ ان سے نافرمانی سرزد ہو گئی ہے اور انہوں نے رب کے حکم کے بغیر شہر کو چھوڑ کر چلے آنے میں بے صبری اور جلد بازی کا ثبوت دیا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس فعل پر ملامت کرنے لگے، چنانچہ یونس علیہ السلام جو فراغی، کشادگی اور امن و امان کی حالت میں رب کی بڑی پاکیزگی بیان کرنے والے تھے انہوں نے مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں میں بھی رب کی عظمت و پاکیزگی، اپنے قصوروار ہونے کا اعتراف کر کے رب کے حضور توبہ کی تسبیح پڑھنی شروع کر دی، جیسے فرمایا

... فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ [2]

---

[1] الانبیاء ۸۷

[2] الانبیاء ۸۷

ترجمہ: آخر کار اس نے تاریکیوں میں سے پکارا نہیں ہے کوئی اللہ مگر تو، پاک ہے تیری ذات بیشک میں نے قصور کیا۔

اللہ تعالیٰ جو دکھی دلوں اور اپنے محبوب بندوں کی پکار کو سنتا ہے ان اندھیروں میں یونس علیہ السلام کی پکار، فریاد، التجا کو سنا اور اپنا فضل خاص فرما کر انہیں اندھیروں سے نجات عطا فرمائی اور زندہ سلامت مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال لائے اسی طرح اللہ مومنوں کو جو صرف اپنے رب پر بھروسہ و توکل رکھتے ہیں تکالیف و مصائب میں نجات دیتے ہیں۔

أَنَس بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّ أَنَسًا يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ يُونُسَ النَّبِيَّ حِينَ بَدَا لَهُ أَنْ يَدْعُوَ اللَّهَ بِالْكَلِمَاتِ حِينَ نَادَاهُ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، فَأَقْبَلَتِ الدَّعْوَةُ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: يَا رَبِّ هَذَا صَوْتٌ ضَعِيفٌ مَعْرُوفٌ فِي بِلَادٍ غَرِيبَةٍ، قَالَ: أَمَا تَعْرِفُونَ ذَلِكَ؟ قَالُوا يَا رَبِّ وَمَنْ هُوَ؟ قَالَ: ذَلِكَ عَبْدِي يُونُسُ، قَالُوا: عَبْدُكَ يُونُسُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ يُرْفَعُ لَهُ عَمَلٌ مُتَقَبَّلٌ وَدَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، قَالُوا: يَا رَبِّ أَوَلَا يُرْحَمُ بِمَا كَانَ يَصنَعُ فِي الرَّخَاءِ فَتُنْجِيهِ مِنَ الْبَلَاءِ؟ قَالَ: بَلَى، فَأَمَرَ الْحُوتَ فَطَرَحَهُ بِالْعَرَاءِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے نبی یونس علیہ السلام نے جب ان کلمات کے ساتھ دعا شروع کی جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے تو انہوں نے کہا اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، یقیناً میں (اپنے آپ پر) زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں تو دعا کے ان کلمات نے عرش کو گھیر لیا، فرشتوں نے عرض کی اے رب! یہ کمزور سی آواز جانی پہچانی معلوم ہوتی ہے جو کسی دور دراز کے اجنبی سے علاقے سے آرہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ یہ کس کی آواز ہے؟ فرشتوں نے عرض کی اے رب! یہ کس کی آواز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے یونس کی، فرشتوں نے عرض کی تیرا وہی بندہ یونس جن کے اعمال صالحہ اور جن کی قبول ہونے والی دعائیں ہمیشہ آپ کے پاس پہنچتی رہی ہیں؟ فرشتوں نے عرض کی اے اللہ! اس کی آسودگی میں کیے گئے اعمال کے عوض تو اس پر رحم فرما کر اسے آزمائش سے نجات نہیں دے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں! پھر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا اور اس نے آپ کو ایک چٹیل میدان میں ڈال دیا [1]

ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: تَعَرَّفْ (إِلَى اللهِ) فِي الرَّخَاءِ، يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تم اللہ تعالیٰ کو خوش حالی میں پہچانو وہ تمہیں تمہاری سختی کے دنوں میں پہچانے گا۔ [2]

قوسین والے الفاظ مستدرک حاکم میں ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ انہیں توبہ و مناجات کی توفیق نہ دیتا اور یونس علیہ السلام توبہ و استغفار اور اللہ کی تسبیح بیان نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرتے ہوئے ان کی دعا قبول نہ کرتا تو قیامت تک وہ مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے اور مچھلی کا پیٹ ان کی قبر بنا رہتا، مگر اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا کو قبول فرمایا اور قبولیت دعا کے بعد آپ محمود ہو گئے،

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۲۸/۱۰، تفسیر طبری ۱۰۹/۲۱

[2] مسند احمد ۲۸۰۳، مستدرک حاکم ۶۳۰۳

كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ

سعد سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان بھی ان کلمات الاالٰہ الاانت سبحانک انی کنت من الظالمین کے ساتھ کسی معاملے کے لئے دعا کرتا ہے تو اسکی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے ہر بستی میں انسانوں پر اہتمام حجت کے لئے بشر رسولوں کو کھڑا کیا مگر کوئی بستی بھی ان پر اور ان کی دعوت حقہ پر ایمان نہ لائی جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوتا اور ہر قوم بالآخر اپنی سرکشی، غرور و تکبر کی وجہ سے رب کے عذاب کی مستحق بنی اور انہیں عبرت کا نشان بنا دیا گیا، البتہ ان ہزاروں قوموں میں صرف یونس علیہ السلام کی قوم دنیا میں واحد مثال ہے کہ انہوں نے بھی دعوت حقہ اور رسول کا انکار کیا مگر یونس علیہ السلام کے کہنے کے مطابق اسی گھڑی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب بادل کی طرح ان پر امنڈ آیا تو وہ لوگ ڈر گئے، آشوری اپنے بچوں، عورتوں حتیٰ کہ جانوروں کو لیکر ایک میدان میں جمع ہو گئے اور سب کے سب لوگوں نے باطل معبودوں سے تائب ہو کر رب حقیقی کی الوہیت و ربوبیت کا اقرار کر لیا اور رب بارگاہ الٰہی میں عجزی و انکساری سے توبہ و استغفار شروع کر دیا، عذاب دیکھ کر ایمان لانا نافع نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے آشوریوں کو اپنے اس قانون سے مستثنیٰ کر دیا، چونکہ یونس علیہ السلام دعوت دین کی حجت قائم ہونے سے پہلے ہی بغیر اذن اللہ ہجرت کر گئے تھے اور رب کریم اس وقت اپنا عذاب نازل نہیں فرماتا جب تک اتمام حجت قائم نہ ہو جائے، اس بنا پر اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف نے اس قوم کو عذاب دینا پسند نہ فرمایا اور ان لوگوں کی توبہ قبول فرما کر ان سے دینوی رسوائی کا عذاب ٹال دیا اور موت کی گھڑیوں تک دینوی فائدے بھی دیئے جن سے وہ بہرہ مند ہوئے، چنانچہ رب کریم نے فرمایا اگر دوسری قومیں بھی اپنی گمراہی سے تائب ہو کر ہمارے حضور جھک جاتیں تو ہم انہیں بھی اپنی رحمت سے معاف فرما دیتے، جیسے فرمایا

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰى حِيْنٍ ؀ (۲)

ترجمہ: پھر کیا کوئی مثال ہے کہ ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوا ہو یونس علیہ السلام کی قوم کے سوا، وہ قوم جب ایمان لے آئی تو البتہ ہم نے اس پر سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ٹال دیا تھا اور اس کو ایک مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کا موقع دے دیا تھا۔

مچھلی کے پیٹ میں وہ کتنا عرصہ رہے اس بارے میں مختلف قول ہیں یعنی صبح سے شام تک، تین دن، سات دن، چالیس دن، بہر حال وہ کتنا عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہے اس کا علم رب ہی کو ہے، البتہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی نے یونس علیہ السلام کو دجلہ کے کنارے یا یمن کی سرزمین پر ایک چٹیل میدان میں ڈال دیا اس وقت تک وہ بیمار ہو کر نہایت مضمحل، کمزور اور ناتواں ہو چکے تھے حتیٰ کہ ہلنے جلنے تک کی بھی

---

(۱) مسند احمد ۱۴۶۲، جامع ترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ ۳۵۰۵، السنن الکبری للنسائی ۱۰۴۱۷، مسند ابی یعلی ۷۷۲

(۲) یونس ۹۸

طاقت نہ تھی بس سانس چل رہی تھی، اس چٹیل میدان میں جہاں کوئی درخت، سبزہ، روئید گی گھاس وغیرہ نہ تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر کمزوری اور بیماری کی وجہ سے آپ پر دھوپ سے چھاؤں کے لئے ایک لوکی کی بیل اگادی جس کا سایہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور اس پر مکھیاں نہیں بیٹھتیں اور اس بے کسی و بے بسی میں ان کی حفاظت فرمائی، رسول اللہ ﷺ کو گھیا بہت پسند تھا،

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَمَرَقًا، فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ القَصْعَةِ، قَالَ:فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو اس کھانے کی دعوت دی جو اسنے آپ کے لئے تیار کیا تھا، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ اس کھانے کی دعوت میں گیا، اس درزی نے روٹی اور شوربا جس میں کدو اور بھنا ہوا گوشت تھا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا، میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کدو کے قتلے پیالے میں تلاش کر رہے تھے (یعنی اور برتن میں سے چن چن کر اسے کھاتے تھے) اسی دن سے میں بھی برابر کدو کو پسند کرتا ہوں۔ [1]

اور رب کریم نے انہیں توانا و تندرست کرنے کے بعد دوبارہ رسالت سے نوازا اور انہیں صالح بندوں میں شامل کر دیا اور انہیں ان کی قوم کے پاس جو ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد تھی دوبارہ بھیجا (یعنی اگر کوئی ان کی بستی کو دیکھتا تو یہی اندازہ کرتا کہ اس شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہو گی کم نہ ہو گی) ان کی قوم نے یونس علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کی اور رب کے فرمان پر چلنے لگے چنانچہ رب نے بھی ان کو ایک خاص وقت تک کے لئے اس دنیا کے مال و متاع سے بہرہ مند کیا اور وہ عیش و آرام سے زندگی گزارنے لگے، اور ہم نے ایک وقت خاص تک انہیں باقی رکھا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا

”ان سے دریافت کیجئے کہ کیا آپ کے رب کی بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے ہیں؟ یا یہ اس وقت موجود تھے جبکہ ہم نے

وَّ هُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

فرشتوں کو مونث پیدا کیا، آگاہ رہو کہ یہ لوگ صرف اپنی بہتان پر وازی سے کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے یقیناً یہ

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع بَابُ ذِكْرِ الخَيَّاطِ ۲۰۹۲،صحیح مسلم کتاب الاشربة باب جواز اکل المرق ۵۳۲۵، صحیح مسلم کتاب الْأَشْرِبَةِ بَابُ جَوَازِ أَكْلِ الْمَرَقِ، وَاسْتِحْبَابِ أَكْلِ الْيَقْطِينِ، وَإِيثَارِ أَهْلِ الْمَائِدَةِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَإِنْ كَانُوا ضِيفَانًا إِذَا لَمْ يَكْرَهْ ذَلِكَ صَاحِبُ الطَّعَامِ ۵۳۲۵،سنن ابوداودکتاب الاطعمة بَابٌ فِي أَكْلِ الدُّبَّاءِ ۳۷۸۲،السنن الکبری للنسائی ۶۶۲۸،شرح السنة للبغوی ۲۸۵۹

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

محض جھوٹے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دی، تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے حکم لگاتے پھرتے ہو؟

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾

(الصافات۱۴۹تا۱۵۷)

کیا تم اس قدر بھی نہیں سمجھتے؟ یا تمہارے پاس اس کی کوئی صاف دلیل ہے تو جاؤ اگر سچے ہو اپنی کتاب لے آو۔

اہل عرب حیات بعد الموت اور جزا و سزا کو بعید از قیاس سمجھتے تھے اور اس عقیدہ کا مذاق اڑاتے تھے، اس لئے ان سے پہلا سوال حیات بعد الموت کا کیا گیا تھا اور دلائل دیے گئے تھے، چونکہ قریش، جہینہ، بنی سلمہ، خزاعہ، بنی ملیح اور بعض دوسرے قبائل کا عقیدہ تھا کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اس طرح وہ اللہ کی طرف اولاد منسوب کرتے تھے، جیسے فرمایا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۔۔۔ ﴿۱۱۷﴾ (۱)

ترجمہ: وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ (۲)

ترجمہ: یہ اللہ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، سبحان اللہ! اور ان کے لئے جو یہ خود چاہیں؟۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۔۔۔ ﴿۴۰﴾ (۳)

ترجمہ: کیسی عجیب بات ہے کہ تمہارے رب نے تمہیں تو بیٹوں سے نوازا اور خود اپنے لئے ملائکہ کو بیٹیاں بنالیا؟۔

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ (۴)

ترجمہ: کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں انتخاب کیں اور تمہیں بیٹوں سے نوازا؟۔

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ (۵)

ترجمہ: کیا بیٹے تمہارے لئے ہیں اور بیٹیاں اللہ کے لئے؟ یہ تو پھر بڑی دھاندلی کی تقسیم ہوئی!۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ (۶)

ترجمہ: یہ کہتے ہیں، رحمان اولاد رکھتا ہے، سبحان اللہ وہ (یعنی فرشتے) تو بندے ہیں جنہیں عزت دی گئی ہے، اس کے حضور بڑھ کر نہیں

(۱) النساء۱۱۷

(۲) النحل ۵۷

(۳) بنی اسرائیل ۴۰

(۴) الزخرف۱۶

(۵) النجم۲۱،۲۲

(۶) الانبیاء ۲۶ ، ۲۷

بولتے اور بس اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

چنانچہ مشرکوں کے نظریات وعقائد کے بے بنیاد اور لغو ہونے کا ذکر فرمایا کہ اے نبی ﷺ! ذرا غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے والوں سے پوچھو، کیا تمہارا انصاف یہ ہے کہ اللہ کے لئے تو ہوں بیٹیاں اور ان کے لئے ہوں بیٹے؟ کیا واقعی اللہ نے ملائکہ کو عورتیں ہی بنایا ہے اور کیا یہ فرشتوں کی پیدائش کے وقت وہاں موجود تھے اور انہوں نے فرشتوں کے اندر عورتوں والی خصوصیات کا مشاہدہ کیا تھا؟ خوب سن رکھو یہ محض بے بنیاد اور من گھڑت باتیں ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور فی الواقع یہ جھوٹے ہیں، اللہ کو اولاد اور بیوی کی کوئی حاجت نہیں، کیا اللہ نے جو تمام مخلوقات کا خالق ہے اپنے لئے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں پسند کر لیں جبکہ یہ خود اپنے لئے بیٹیاں نہیں بیٹے پسند کرتے ہیں، جیسے فرمایا

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾ [1]

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔

تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا ہے، کیسے ظلم و جور پر مبنی فیصلہ کر رہے ہو؟ کیا تمہیں ہوش نہیں آتا کہ اس عقیدے کا انجام تمہارے حق میں کیسا دردناک ہو گا؟ یا پھر تمہارے پاس اپنی ان باتوں کے لئے کوئی صاف سند ہے تو لاؤ اپنی وہ کتاب اگر تم سچے ہو۔ جب اس عقیدے کے قائلین کے پاس نہ آنکھوں دیکھا مشاہدہ ہے اور نہ ہی سند کے طور پر کوئی کتاب الٰہی تو پھر وہ ایسی باتیں رب العالمین کی طرف منسوب کر کے اس کے عذاب کو کیوں دعوت دے رہے ہیں۔

وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

اور لوگوں نے تو اللہ کے اور جنات کے درمیان بھی قرابت داری ٹھہرائی ہے، اور حالانکہ خود جنات کو معلوم ہے کہ وہ

اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۙ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

(اس عقیدے کے لوگ عذاب کے سامنے) پیش کئے جائیں گے، جو کچھ یہ (اللہ کے بارے میں) بیان کر رہے ہیں اس

عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۱۶۱﴾

سے اللہ تعالیٰ بالکل پاک ہے، سوائے! اللہ کے مخلص بندوں کے، یقین مانو کہ تم سب اور تمہارے معبودان (باطل) کسی

مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۙ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَ مَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ

ایک کو بھی بہکا نہیں سکتے بجز اس کے جو جہنمی ہی ہے، (فرشتوں کا قول ہے کہ) ہم میں سے تو ہر ایک کی جگہ

مَّعْلُوْمٌ ۙ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۚ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ (الصافات ۱۵۸ تا ۱۶۶)

مقرر ہے اور ہم تو (بندگی الٰہی میں) صف بستہ کھڑے ہیں اور اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔

[1] النحل ۵۸

انہوں نے اپنی جہالت میں اللہ اور اس کی ایک مخلوق ملائکہ کے درمیان نسب کا رشتہ بنا رکھا ہے حالاں کہ ملائکہ خوب جانتے ہیں کہ اس عقیدے کے حامل لوگ روز آخرت مجرم کی حیثیت سے پیش کیے جائیں گے، اور مشرکین کے عقائد کے رد میں کہتے ہیں اے گمراہو! یہ جو تم ہمیں اللہ کی اولاد قرار دے کر ہماری پرستش کر رہے ہو تم ہم کو فتنے میں نہیں ڈال سکتے، تمہاری گمراہی اور شرک و کفر کی تعلیم وہی قبول کریں گے جو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسنے والا ہو، ہم تو اللہ کے عاجز اور فرو تر بندے ہیں، اللہ کی اولاد ہونا تو درکنار ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم میں سے جس کا جو درجہ اور مرتبہ مقرر ہے اس سے ذرہ برابر تجاوز تک کرنے کی مجال ہم نہیں رکھتے اور ہم ہر وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں،

عن عائشة أنها قالت: قال نبيّ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم :ما فِي سَماءِ الدُّنْيا مَوْضِعُ قَدَمٍ إلا عَلَيْه مَلَكٌ ساجِد أوْ قائم

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدے یا قیام کی حالت میں نہ ہو۔ (۱)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم: مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ

اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان میں چار انگلیوں کے بقدر بھی جگہ نہیں ہے مگر فرشتہ وہاں سجدہ کر رہا ہے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ:إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ سَمَاءً مَا فِيهَا مَوْضِعُ شِبْرٍ إِلَّا عَلَيْهِ جَبْهَةُ مَلَكٍ أَوْ قَدَمَاهُ قَائِمًا» ، ثُمَّ قَرَأَ: {وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ} (۳)

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آسمانوں میں ایک ایسا آسمان بھی ہے کہ جس میں ایک بالشت برابر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں کسی فرشتے کی پیشانی یا قدم نہ ہوں، پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سورہ کی آیت ۱۶۶ کی تلاوت فرمائی۔ (۴)

وَ اِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾

کفار تو کہا کرتے تھے اگر ہمارے سامنے اگلے لوگوں کا ذکر ہوتا تو ہم بھی اللہ کے چیدہ بندے بن جاتے،

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا

لیکن پھر اس قرآن کے ساتھ کفر کر گئے پس اب عنقریب جان لیں گے، اور البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لیے

(۱) تفسیر طبری ۲۱،۱۳۶

(۲) مسند احمد ۲۱۵۱۶

(۳) الصافات: 166

(۴) المعجم الکبیر للطبرانی ۹۰۴۲، شعب الایمان ۱۵۷، تفسیر طبری ۲۱،۱۲۷، تفسیر ابن ابی حاتم ۳۲۳۲، ۱۰، تفسیر عبدالرزاق ۳،۱۰۷

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾

صادر ہوچکا ہے کہ یقیناً وہ ہی مدد کئے جائیں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب (اور برتر) رہے گا،

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ (الصافات ۱۶۷تا۱۷۵)

اب آپ کچھ دنوں تک منہ پھیر لیجئے اور انہیں دیکھتے رہیئے اور یہ بھی آگے چل کر دیکھ لیں گے۔

مشرکین مکہ کے یہود ونصاریٰ کے ساتھ تجارتی روابط تھے کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اس لئے خود کو دوسروں سے برتر سمجھتے تھے،ان کی یہ حالت دیکھ کر مشرکین بھی اہل کتاب بننے کی تمنا کرتے تھے،ان کی اس خواہش کاذکر کرتے ہوئے فرمایااہل کتاب کے پاس الہامی کتابیں دیکھ کر یہ کفار رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن سے پہلے تو کہا کرتے تھے کہ کاش ہمارے پاس بھی کوئی آسمانی کتاب ہوتی، یا کوئی ہادی اور منذر ہمیں بھی وعظ ونصیحت کرنے والا ہوتا تو ہم اللہ کے چیدہ بندے ہوتے، مگر جب ان کی خواہش کے مطابق ہم نے انہی میں سے محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام جن وانس کی طرف ہادی بنا کر مبعوث کر دیا اور ان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اس پر قرآن مجید جیسی جلیل القدر کتاب بھی نازل فرما دی تو انہوں نے رسول اور قرآن دونوں کی تکذیب کی، جیسے فرمایا

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ ﴿٤٢﴾ [1]

ترجمہ:یہ لوگ کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی خبردار کرنے والا ان کے ہاں آ گیا ہوتا تو یہ دنیا کی ہر دوسری قوم سے بڑھ کر راست رو ہوتے، مگر جب خبردار کرنے والا ان کے ہاں آ گیا تو اس کی آمد نے ان کے اندر حق سے فرار کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کیا۔

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَاۤىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿١٥٦﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿١٥٧﴾ [2]

ترجمہ:اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں کو دی گئی تھی اور ہم کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کیا پڑھتے پڑھاتے تھے،اور اب تم یہ بہانہ بھی نہیں کر سکتے کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی گئی ہوتی تو ہم ان سے زیادہ راست رو ثابت ہوتے، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک دلیل روشن اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے،اب اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کی آیات کو جھٹلائے اور ان سے منہ موڑے، جو لوگ ہماری آیات سے منہ موڑتے ہیں انہیں اس روگردانی کی پاداش میں ہم بدترین سزا دے کر رہیں گے۔

بہت جلد انہیں اس تکذیب کا انجام معلوم ہو جائے گا،اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی کامیابی وکامرانی کاذکر کرتے ہوئے فرمایا کفار ومشرکین

[1] فاطر ۴۲

[2] الانعام ۱۵۶،۱۵۷

یہ نہ سمجھیں کہ وہ دنیا میں غالب ہی رہیں گے، اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے پہلے ہی وعدہ کر چکا ہے کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور اہل ایمان ہی غالب ہو کر رہیں گے، جیسے فرمایا

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ [1]

ترجمہ: اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہو کر رہیں گے، فی الواقع اللہ زبردست اور زور آور ہے۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ [2]

ترجمہ: یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

اے نبی ﷺ! ایک وقت مقررہ تک انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور صبر و استقامت کے ساتھ ان کی باتوں اور ایذاؤں کو برداشت کرو، بہت جلد یہ لوگ اپنی شکست اور تمہاری فتح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ

کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں؟ سنو! جب ہمارا عذاب ان کے میدان میں اتر آئے گا اس وقت ان کی جن کو

صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

متنبہ کر دیا گیا تھا بڑی بری صبح ہو گی، آپ کچھ وقت تک ان کا خیال چھوڑ دیجئے اور دیکھتے رہیے یہ بھی ابھی دیکھ لیں گے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾

، پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے (جو مشرک) بیان کرتے ہیں، پیغمبروں پر سلام ہے،

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (الصافات ۱۷۶تا۱۸۲)

اور سب طرح کی تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

کیا یہ اللہ کی گرفت سے بے خوف ہو کر عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں؟ مگر جن لوگوں کو متنبہ کیا جا چکا ہے جب اللہ کا عذاب ان کی بستیوں پر نازل ہو گا تو وہ دن ان لوگوں کے لئے بہت برا ہو گا،

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں مسلمان یہودیوں کے گڑھ خیبر پر حملہ کرنے کے لئے گئے تو مسلمانوں کا لشکر کفار کی بے خبری میں صبح ہی صبح خیبر پہنچ گیا، جب یہودی حسب عادت کھیتوں میں کام کرنے کے اوزار لے کر قلعہ کے اندر سے نکلے تو مسلمانوں کو اچانک اپنے قلعہ کے سامنے دیکھ کر گھبرا گئے اور دوسرے لوگوں کو خبردار کرنے کے لئے قلعہ کے اندر بھاگے

[1] المجادلة ۲۱

[2] المومن ۵۱

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ {فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ

جس پر نبی کریم ﷺ نے اللہ اکبر کہہ کر فرمایا ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر آتے ہیں اس وقت ان کی درگت ہوتی ہے ۔ (۱)

اور اللہ تعالیٰ نے بطور تاکید کے فرمایا اے نبی ﷺ! انہیں مقررہ مدت تک کے لئے چھوڑ دو اور دیکھتے رہو بہت جلد یہ خود اللہ کے عذاب کو دیکھ لیں گے، چنانچہ یہ بات ثابت ہو کر رہی، ابھی چودہ، پندرہ سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ فاتحانہ طور پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے۔سورۃ کا اختتام تسبیح وتقدیس کی آیات کے ساتھ فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کی طرف بیوی اور اولاد منسوب کرتے اور اس کے شریک مقرر کرتے ہیں، مگر اللہ بلند وبالا اور لازوال عزت والا ہے اور ہر طرح کے عیوب ونقائص سے پاک ہے، اور سلام ہے رسولوں پر کہ انہوں نے ہر طرح کے مصائب وشدائد کے باوجود اللہ کا پیغام پوری دیانت داری اور صبر استقلال کے ساتھ لوگوں تک پہنچایا اور ہر طرح کی تسبیحات، تمجیدات، حمد وستائش کی تمام اقسام اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے،

عَنْ قَتَادَةَ، {وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ} قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ فَسَلِّمُوا عَلَى الْمُرْسَلِينَ فَإِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کریمہ ”پیغمبروں پر سلام ہے۔“ کے بارے میں روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو تمام رسولوں پر سلام بھیجو کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔ (۲)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ:مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى مِنَ الْأَجْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيَكُنْ آخِرُ كَلَامِهِ مِنْ مَجْلِسِهِ،سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ العالمين

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اسے روز قیامت پورا پورا اجر وثواب ملے تو مجلس میں اس کی آخری بات یہ ہونے چاہیے پاک ہے تیرا رب، عزت کا مالک، ان تمام باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں، اور سلام ہے رسولوں پر اور ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔ (۳)

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: بِأَخَرَةٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ مِنَ الْمَجْلِسِ:سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى، فَقَالَ: كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ

اور کفارہ مجلس کی دعا ہے ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اپنے آخری ایام میں جب کسی مجلس سے اٹھتے تو یہ کلمات کہتے

(۱) صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الفَخِذ۳۷۱،کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۱۹۸، صحیح مسلم کتاب الجهاد بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ۴۶۶۵

(۲) تفسیرطبری ۲۱/۱۳۴،تفسیرابن ابی حاتم ۱۰/۳۲۳۴

(۳) تفسیرالبغوی ۴/۵۲

تجھے پاکی بیان کرتا ہوں تیری اے اللہ! تیری ہی تعریف کے ساتھ، میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں ہے، میں تجھ ہی سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف ہی توبہ کرتا ہوں، ایک آدمی نے آپ ﷺ سے پوچھ لیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ یہ کلمات کہتے ہیں جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے (اس کی کیا وجہ ہے) آپ نے فرمایا یہ اس چیز کے کفارے کے لیے ہے جو مجلس میں ہو جاتی ہے۔ [1]

مضامین سورۃ ص:

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم کی قسم کھا کر فرمایا کہ یہ قرآن جسے تم تکبر، حسد اور جہالت کی بنا پر ہمارا نازل کردہ نہیں مانتے سراپا نصیحت ہے، جو وہ شخص تمہارے سامنے پیش کر رہا ہے جو تمہارے قبیلے اور برادری سے ہے، جو بچپن سے لے کر اب تک تمہارے سامنے رہا ہے، جس کے کردار کی تم خود گواہی دیتے ہوئے اور اسے صادق و امین کا خطاب دے چکے ہو، اگر وہ تمہاری گمراہی و جہالت کے پردے کو چاک کر رہا ہے، اور تمہارے جاہلانہ تخیلات، تمہاری خود پرستی، تمہاری انانیت اس کی تعلیم کی پیروی کی اجازت نہیں دیتی تو یہ تمہاری بدبختی ہے، تمہارے لیے بہتر تو یہ ہے پیغمبر آخر الزمان ﷺ سے نفرت اور غم و غصہ کے اظہار کے بجائے اپنی ہی فلاح و بھلائی کے لئے اس کی دعوت حق کو قبول کر لو، اگر تم ایسا نہیں کرتے تو تم چاہے ہمارے رسول سے استہزاء کرو، اس کو برے ناموں و القابات سے نوازو اس سے کچھ فرق نہیں پڑے گا مگر ایک دن بلا آخر وہ تم پر غالب ہو کر رہے گا اور تم سب اس کے آگے سرنگوں نظر آؤ گے، ابلیس ملعون کی رب کے سامنے بے جا ہٹ دھرمی اور نافرمانی کے گناہ پر سزا اور آدم علیہ السلام کی لغزش اور پھر اس پر فوراً توبہ کا ذکر کر کے نصیحت فرمائی کہ اللہ کے ہاں وہی لوگ ہی مقبول ہوتے ہیں جو اپنے گناہوں پر نادم ہو کر رب سے اپنی بخشش و مغفرت چاہیں تا کہ ابلیس کی طرح اکڑ کر لعنت کے مستحق اور جہنم کا انیدھن بنیں، مزید وضاحت کے لئے سابقہ انبیاء اصحاب الایکہ، قوم عاد و ثمود، فرعون اور ابلیس کا ذکر فرمایا گیا اور متقی و جنتی لوگوں کے تذکرے میں نوح، ابراہیم علیہ السلام، لوط، داود علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، اسحق، یعقوب علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، الیسع اور ذو الکفل علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا، عالم آخرت کا نقشہ کھینچا گیا کہ جہنم میں جہاں نافرمان قوم کے علمبردار افراد اور ان کے حواری سب جمع ہوں گے اور ایک دوسرے کو کوس رہے گے، اور ان کی تکلیف میں اس وقت مزید اضافہ ہو جائے گا جب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود وہ اس جہنم میں ان لوگوں کو نہیں پائیں گے جن کے بارے میں ان کا خیال یہ تھا کہ وہ لوگ کبھی بھی اچھائی اور بھلائی کے مستحق قرار نہیں دیئے جائیں گے، اب صورت حال اس کے بالکل ہی مخالف ہو گئی وہ لوگ رب کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے اور یہ جو اپنے بارے میں خوش گمانیوں میں گرفتار تھے رب کے ہولناک عذاب میں مبتلا ہوں گے، اخلاق حسنہ کے ضمن میں ایمان، عمل صالح کی عظمت و فضیلت ترغیب دینے کے لئے بیان کی گئی، اور اس کے برعکس بے جا فخر و غرور و تکبر، ظلم، کفر اور بدبختی کی شدید مذمت کی گئی۔

---

[1] سنن ابوداودکتاب الْأَدَبِ بَابٌ فِي كَفَّارَةِ الْمَجْلِسِ ۴۸۵۹، جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ بَاب مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ۳۴۳۳، مسند احمد ۱۹۸۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَ الۡقُرۡاٰنِ ذِی الذِّکۡرِ ؕ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ ﴿۲﴾

ص! اس نصیحت والے قرآن کی قسم! بلکہ کفار غرور ومخالفت میں پڑے ہوئے ہیں،

کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ فَنَادَوۡا وَّ لَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ (ص ا تا ۳)

ہم نے ان سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو تباہ کر ڈالا، انہوں نے ہر چند چیخ پکار کی لیکن وہ وقت چھٹکارے کا نہ تھا۔

ص، قسم ہے قرآن کریم کی جو سراسر نصیحت ہے، کفار مکہ جنہوں نے اس نصیحت سے لبریز قرآن اور واضح دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے ،اور مخالفت اور مخاصمت پر کمر باندھ رکھی ہے اس کی اصل وجہ دعوت اسلام کا کوئی نقص یا خلل نہیں ہے، اور نہ ہی محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے اظہار حق میں کوئی کوتاہی کی ہے بلکہ اس کی وجہ ان کی جاہلانہ نخوت وتکبر، ضد وہٹ دھرمی، بغض وحسد اور اپنے آباؤاجداد کی اندھی تقلید پر اصرار ہے، یہ لوگ اپنے تعصّبات میں اس کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اپنی ہی قوم وبرادری کے ایک آدمی کو اللہ کا رسول مان کر اس کی اطاعت قبول کر لیں، یہ انہی مشرکانہ رسم ورواج پر جمے رہنا چاہتے ہیں، انہی ظلمتوں میں ڈوبے رہنا چاہتے ہیں جن پر انہوں نے اپنے آباؤاجداد کو پایا ہے، اور جب محمد رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے جاہلیت وگمراہی کو طشت ازبام کر کے اصل حقیقت کو پیش کرتے ہیں تو یہ اسے عجیب ،نرالی اور انہونی بات قرار دیتے ہیں، قرآن کی تعلیمات پر جو سراسر عبرت اور نصیحت ہیں غور وفکر کرنے کے بجائے توحید، رسالت اور آخرت کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ نے کتنی ہی قوموں کو حق سے کفر وتکذیب کی وجہ سے تہہ وبالا کر دیا جو ان سے زیادہ مضبوط اور قوت والے تھے، جب ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تو اس مشکل گھڑی میں چیخ وپکار کرنے اور عذاب کو ٹالنے کی التجائیں کرنے لگے، معبودان باطلہ کو چھوڑ کر اللہ وحدہ لاشریک کو مدد کے لئے پکارا، کفر ومعصیت سے توبہ اور توحید کی قبولیت پر آمادگی ظاہر کی، جیسے فرمایا

فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ اِذَا ہُمۡ مِّنۡہَا یَرۡکُضُوۡنَ ﴿ؕ۱۲﴾ لَا تَرۡکُضُوۡا وَ ارۡجِعُوۡۤا اِلٰی مَاۤ اُتۡرِفۡتُمۡ فِیۡہِ وَ مَسٰکِنِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۱۳﴾ [۱]

ترجمہ: جب ان کو ہمارا عذاب محسوس ہوا تو لگے وہاں سے بھاگنے (کہا گیا) بھاگو نہیں، جاؤ اپنے انہی گھروں اور عیش کے سامانوں میں جن کے اندر تم چین کر رہے تھے، شاید کہ تم سے پوچھا جائے۔

لیکن وہ وقت عذاب سے گلوخلاصی اور اس کو دور کرنے والا نہیں تھا کیونکہ جب مہلت کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور اللہ کا عذاب نازل ہو جاتا ہے اس وقت نہ ایمان نافع ہوتا ہے اور نہ کوئی بھاگ کر عذاب سے بچ سکتا ہے۔

---

[۱] الانبیاء ۱۲،۱۳

وَ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴

اور کافروں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان ہی میں سے ایک انہیں ڈرانے والا آ گیا اور کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے،

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۵

کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے،

وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝۶ (ص ۴تا۶)

ان کے سردار یہ کہتے ہوئے چلے کہ چلو جی اور اپنے معبودوں پر جمے رہو یقیناً اس بات میں تو کوئی غرض ہے۔

بشر رسول پر تعجب:

جب رسول اللہ ﷺ نے دعوت عام کی ابتدا کی اور مکہ مکرمہ میں پے در پے یہ خبریں پھیلنی شروع ہو گئی تھیں کہ آج فلاں آدمی مسلمان ہوا اور کل فلاں، اس وقت تقریباً ۲۵ سرداران قریش جن میں ابوجہل، ابوسفیان، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، اسود بن المطلب، عقبہ بن ابی معیط، عتبہ اور شیبہ شامل تھے، ابوطالب کے پاس پہنچے اور اپنی شکایات بیان کیں، پھر کہا ہم آپ کے سامنے ایک انصاف کی بات پیش کرتے ہیں، آپ کا بھتیجا ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دے اور ہم اسے اس کے دین پر چھوڑ دیتے ہیں، وہ جس معبود کی عبادت کرنا چاہے کرے ہمیں اس سے کوئی تعرض نہیں مگر وہ ہمارے معبودوں کی مذمت نہ کرے اور یہ کوشش نہ کرتا پھرے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں، اس شرط پر آپ ہم سے اس کی صلح کرا دیں، ابوطالب نے نبی ﷺ کو بلایا اور آپ ﷺ سے کہا بھتیجے، یہ تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے ہیں ان کی خواہش ہے کہ تم ایک منصفانہ بات پر ان سے اتفاق کر لو تاکہ تمہارا اور ان کا جھگڑا ختم ہو جائے، پھر انہوں نے وہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی جو سرداران قریش نے ان سے کہی تھی

قَالَ:يَا عَمِّ أُرِيدُهُمْ عَلَى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ تَدِينُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ، وَتُؤَدِّي الْعَجَمُ إِلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ ، قَالَ: مَا هِيَ؟ قَالَ:لَا إِلَهَ إِلا اللَّهُ فَقَامُوا: فَقَالُوا: أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا؟ قَالَ: وَنَزَلَ: {صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ} ، فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ: {إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ}[1]

سید الامم ﷺ نے جواب میں فرمایا چچا جان! میں تو ان کے سامنے ایک ایسا کلمہ پیش کرتا ہوں جسے اگر یہ مان لیں تو عرب ان کا تابع فرمان اور عجم ان کا باج گزار ہو جائے، یہ سنکر پہلے تو وہ لوگ سٹپٹائے، ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ آخر کیا کہہ کر ایسے مفید کلمے کو رد کر دیں، پھر ابوجہل سنبھل کر بولا تم ایک کلمہ کہتے ہو ہم ایسے دس کلمے کہنے کو تیار ہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ وہ کلمہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس بات کا اقرار کر لو کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے، اس پر وہ سب یکبار گی اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑبڑاتے ہوئے کیا ہم سارے معبود چھوڑ کر صرف ایک اللہ کو اختیار کر لیں ابوطالب کی مجلس سے نکل گئے، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں ''کیا اس نے سارے الٰہوں کی جگہ بس ایک ہی الہ بنا ڈالا؟ یہ تو بری عجیب بات

---

[1] ص: ۵

ہے۔“ (1)

اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ منکرین حق رب کی رحمت کا شکر کرنے کے بجائے اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو انہی کی طرح کا ایک بشر ہے، جو انہی کی قوم و برادری سے تعلق رکھتا اور انہی کی زبان بولتا ہے، جس کی سیرت و کردار کو یہ اچھی طرح جانتے اور صادق وامین کا لقب دے چکے ہیں، ان کو اللہ کے دردناک عذاب سے خبردار کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہے، ہرگز نہیں، کوئی انسان کبھی منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا، یہ شخص جادوگر اور اپنے دعویٰ رسالت میں جھوٹا ہے، جیسے فرمایا

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲ (2)

ترجمہ: کیا لوگوں کے لیے یہ ایک عجیب بات ہوگئی کہ ہم نے خود انہی میں سے ایک آدمی پر وحی بھیجی کہ (غفلت میں پڑے ہوئے) لوگوں کو چونکا دے اور جو مان لیں ان کو خوش خبری دے دے کہ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچی عزت و سرفرازی ہے (اس پر) منکرین نے کہا کہ یہ شخص تو کھلا جادوگر ہے۔

اور اللہ کی وحدانیت پر بھی تعجب کرتے ہیں کہ تین سو ساٹھ معبودوں کے بجائے ایک ہی اللہ اس عظیم الشان کائنات کو نظام چلانے والا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور وہی اکیلا عبادت اور نذر و نیاز کا مستحق ہے، یہ تو بڑی عجیب بات ہے، اور سرداران قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ محمد (ﷺ) سے دور رہو اس کی زبان سے متاثر ہو کر جو شخص ایک بار اس کلمہ پر ایمان لے آتا ہے تو پھر وہ جان پر کھیل جانے، ساری برادری اور دنیا بھر سے کٹ جانے اور سخت سے سخت جسمانی اذیتیں اور ہر مصیبت برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے مگر اس کلمہ کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتا، محمد (ﷺ) کی دعوت پر توجہ نہ دو اور اپنے مشرکانہ آبائی دین پر ڈٹ جاؤ، محمد (ﷺ) جو دعوت دے رہے ہیں اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ ہم ان کے تابع فرمان ہو جائیں اور وہ ہم پر حکم چلائیں۔

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝۷ۚۖ

ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں بھی نہیں سنی، کچھ نہیں یہ تو صرف گھڑنت ہے،

ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ

کیا ہم سب میں سے اسی پر کلام الٰہی کیا گیا ہے؟ دراصل یہ لوگ میری وحی کی طرف سے شک میں ہیں

بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝۸ۭ (ص ۷،۸)

بلکہ (صحیح یہ ہے کہ) انہوں نے اب تک میرا عذاب چکھا ہی نہیں۔

(1) مسند احمد ۲۰۰۸، السنن الکبری للبیہقی ۱۸۶۴۸، صحیح ابن حبان ۶۶۸۶، مستدرک حاکم ۳۶۱۷، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۶۵۶۴

(2) یونس ۲

اب محمد (ﷺ) سے ہم ایک نرالی بات سن رہے ہیں کہ پوری کی پوری کائنات بس ایک اکیلے اللہ ہی کی ہے اور تمام کی تمام طاقتیں، قدرتیں اور اختیارات صرف اور صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک کے قبضہ قدرت میں ہیں، ہمارے معبودوں میں کسی کو بھی اللہ کی الوہیت میں کوئی حصہ نہیں یہ سب باتیں اس کی من گھڑت ہیں ہم نے یہ بات یہود و نصاریٰ، مجوسی اور قریب کے زمانے کی ملت میں کسی سے نہیں سنی اور نہ اپنے آباؤ اجداد کو اس پر عمل کرتے پایا ہے، اور عیسائی بھی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی الوہیت میں شریک تسلیم کرتے ہیں، اور لوگوں کا ایک جم غفیر اپنی ضروریات کے لئے ہمارے معبودوں کے آستانوں پر جا کر ماتھا رگڑتا ہے، وہ ان کی خوشنودی کے لئے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، اپنی مشکلات و پریشانیوں میں انہیں پکارتے ہیں اور ان کی مرادیں بر آتی ہیں، کائنات میں ان کے تصرف کو ایک دنیا مان رہی ہے، اس لئے اسی راستے پر چلتے رہو جس پر تمہارے آباؤ اجداد چلتے رہے ہیں، وہی حق ہے اور جس کی طرف محمد ﷺ دعوت دیتے ہیں وہ جھوٹ اور افترا پردازی کے سوا کچھ نہیں ہے، اور اللہ کے انتخاب میں کیڑے نکالنے کے لئے کہتے کہ مکہ اور طائف میں بڑے بڑے نامور سردار، جاگیردار اور رئیس ہیں، اگر اللہ کسی کو نبی بنانا چاہتا تو ان میں سے کسی کو بنا دیتا، جب محمد ﷺ کو ان پر کوئی فضیلت حاصل نہیں تو ان سب کو چھوڑ کر وحی و رسالت کے لئے محمد (ﷺ) کا انتخاب بڑا عجیب مسئلہ ہے،

قوم صالح علیہ السلام نے بھی اپنے نبی سے یہی کہا تھا

ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ [۱]

ترجمہ: کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کیا گیا ہے؟ نہیں بلکہ یہ پرلے درجے کا جھوٹا اور برخود غلط ہے۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ [۲]

ترجمہ: کیا تیرے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کی گزر بسر کے ذرائع تو ہم نے ان کے درمیان تقسیم کیے ہیں، اور ان میں سے کچھ لوگوں کو کچھ دوسرے لوگوں پر ہم نے بدرجہا فوقیت دی ہے تا کہ یہ ایک دوسرے سے خدمت لیں اور تیرے رب کی رحمت اس دولت سے زیادہ قیمتی ہے جو (ان کے رئیس) سمیٹ رہے ہیں۔

اے نبی ﷺ! یہ آپ پر شک نہیں کر رہے کیونکہ آپ کی راست گوئی اور عقل سلیم کے یہ گواہ ہیں دراصل یہ بغیر علم اور دلیل کے میرے پیغام پر شک کر رہے ہیں جس میں نمایاں دعوت توحید اور آخرت ہے، جیسے فرمایا

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ [۳]

---

[۱] القمر ۲۵

[۲] الزخرف ۳۲

[۳] الانعام ۳۳

ترجمہ:اے نبی!ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں ان سے تمہیں رنج ہوتا ہے، لیکن یہ لوگ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم دراصل اللہ کی آیات کاانکار کر رہے ہیں۔

انہیں ایسی باتیں کہنے کی جرات اس لئے ہوئی کہ وہ آخرت سے بے خوف ہو کر دنیامیں مزے اڑا رہے ہیں اور انہوں نے ابھی تک اللہ کے عذاب کامزہ چکھاہی نہیں ہے اگر اس عذاب کاادنیٰ سامزہ بھی چکھ لیتے تو ہماری دعوت کی تکذیب ہر گز نہ کرتے،اور جب یہ اپنے بغض وعناد اور اپنی ہٹ دھرمی کامزہ چکھیں گے تواس وقت نہ ان کی تصدیق کام آئے گی اور نہ ایمان ہی کوئی فائدہ دے گا۔

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۚ﴿۹﴾ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

یا کیا ان کے پاس تیرے زبردست فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں یا کیا آسمان و زمین

وَ مَا بَیْنَهُمَا ۫ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ﴿۱۰﴾ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ

اور ان کے درمیان کی ہر چیز کی بادشاہت ان ہی کی ہے تو پھر رسیاں تان کر چڑھ جائیں، یہ بھی (بڑے بڑے) لشکروں

مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۙ﴿۱۲﴾

میں سے شکست پایا ہوا (چھوٹا سا) لشکر ہے، ان سے پہلے بھی قوم نوح اور عاد اور میخوں والے فرعون نے جھٹلایا تھا

وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ كُلٌّ

اور ثمود نے اور قوم لوط نے اور اَیکہ کے رہنے والوں نے بھی یہی (بڑے) تھے، ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا

اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ (ص۹تا۱۴)

جس نے رسولوں کو نہیں جھٹلایا پس میری سزاان پر ثابت ہو گئی۔

یہ اپنی حماقت کے غرہ میں کہتے ہیں کہ اللہ کی رحمت ان کے بڑے بڑے سرداروں، جاگیرداروں اور رئیسوں میں سے کسی پر نازل کیوں نہیں ہوئی، جیسے فرمایا

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ [1]

ترجمہ: کہتے ہیں یہ قرآن دونوں شہروں(مکہ اور طائف) کے بڑے آدمیوں میں سے کسی پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا اللہ کی رحمت کے خزانے (جن میں نبوت بھی ہے) ان کے قبضہ قدرت میں ہیں کہ جس کو چاہیں عطاکریں اور جس کو نہ چاہیں اس رحمت سے محروم کر دیں، جیسے فرمایا

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

[1] الزخرف۳۱

فَضۡلِهٖ... ۝۵۴ (۱)

ترجمہ: کیا حکومت میں ان کا کوئی حصہ ہے؟اگر ایسا ہوتا تو یہ دوسروں کو ایک پھوٹی کوڑی تک نہ دیتے، پھر کیا یہ دوسروں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا؟۔

ایک مقام پر فرمایا

قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآٮِٕنَ رَحۡمَةِ رَبِّىۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاقِ‌ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ۝۱۰۰ (۲)

ترجمہ:اے نبی! ان سے کہو اگر کہیں میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے قبضے میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے اندیشے سے ضرور ان کو روکے رکھتے، واقعی انسان بڑا تنگ دل واقع ہوا ہے۔

کفار مکہ بار بار کہتے تھے کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ان کے قبضہ قدرت میں نہیں کہ جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں روک دیں بلکہ اپنے کبھی ختم نہ ہونے والے خزانوں کا مالک وہی الوھاب ہے جو بہت دینے والا ہے، تو پھر انہی محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی رسالت کا انکار کیوں کر رہے ہو جسے اس نوازنے والے رب نے اپنی رحمت خاص سے نوازا ہے، اور کیا یہ منکرین آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کے مالک ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر یہ عالم اسباب کی بلندیوں پر چڑھ کر دیکھیں! مگر ان کی قبضہ قدرت میں کچھ بھی نہیں ہے، یہ تو بڑے بڑے جتھوں میں سے ایک چھوٹا سا جتھہ ہے جو اسی شہر مکہ مکرمہ میں ایک دن شکست فاش کھانے والا ہے، جیسے فرمایا

سَيُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَيُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ۝۴۵ (۳)

ترجمہ: عنقریب یہ جتھا شکست کھا جائے گا اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگتے نظر آئیں گے۔

اور یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے بھائیوں کی طرح شرمندگی سے اس کے سامنے منہ لٹکائے کھڑے ہوں گے، سابقہ اقوام کا تذکرہ کر کے متنبہ فرمایا ان لوگوں سے پہلے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب عَلَیْہِ السَّلَام، قوم لوط، ایکہ والے اور مضبوط سلطنت والا فرعون اس پاکیزہ دعوت کو جھٹلا چکے ہیں، جب اللہ نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے رسول مبعوث فرمائے تو کثرت مال و اولاد، افرادی قوت و طاقت اور ذرائع و وسائل کے فخر و غرور میں انہوں نے ایک بشر کو رسول تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کا مذاق اڑایا، حیات بعد الموت اور اعمال کی جزا و سزا کو ایک دیوانے کی بڑ قرار دیا، اپنی طاقت، افرادی قوت اور دنیاوی ساز و سامان کو دعوت حق کا راستہ روکنے اور نیچا دکھانے کے لئے جمع کیا اور مشرکانہ روش میں بدمست رہے، بالآخر ان کی تکذیب اور معصیت کی بدولت اللہ کا عذاب ان پر نازل ہو کر رہا، پھر کوئی دنیاوی طاقت اور ان کے باطل معبودان کے کچھ کام نہ آئے اور وہ پیوند خاک ہو گئے۔

---

(۱) النساء۵۴،۵۳

(۲) بنی اسرائیل۱۰۰

(۳) القمر۴۵

وَ مَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَ قَالُوْا رَبَّنَا

انہیں صرف ایک چیخ کا انتظار ہے جس میں کوئی توقف (اور ڈھیل) نہیں ہے، اور انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب!

عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ

ہماری سرنوشت تو ہمیں روز حساب سے پہلے ہی دے دے، آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور ہمارے بندے داؤد (علیہ السلام)

ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ (ص ۱۵ تا ۱۷)

کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا، یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا۔

یہ لوگ بھی بس صور پھونکنے کے منتظر ہیں جس کے بعد قیامت کا زلزلہ برپا ہو جائے گا، اللہ کا عذاب تو ایسا دردناک ہوتا ہے کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا ہے تو پھر وہ قوم عبرت کی یادگار بن جاتی ہے اور یہ لوگ جنہیں اللہ کا عذاب نہیں پہنچا، وقوع قیامت کو ناممکن اور عذابوں کو محال سمجھتے ہوئے اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے استہزا اور تمسخر کے طور پر کہتے ہیں کہ جس یوم الحساب سے تم ہمیں ہر وقت ڈراتے رہتے ہو اس کے وقوع ہونے تک ہمارے معاملے کو نہ ٹالو بلکہ ہمارا حساب دنیا میں ہی چکتا کر دو تا کہ ہمارے حصے کی جو اچھی یا بری سزا لکھی ہے وہ فوراً ہی ہو جائے، اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! یہ آپ کو ساحر اور کذاب کہتے ہیں، آپ کی رسالت پر شک وشبہ کرتے ہیں، آپ کی نیت پر الزام لگاتے ہیں، پس اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! جس طرح پہلے انبیاء ومرسلین نے صبر کیا آپ بھی ان کی تکذیب اور تمسخر پر صبر کریں، بہت جلد انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر، جیسے فرمایا

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ [1]

ترجمہ: جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں ان پر صبر کریں اور اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے، اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر بھی، شاید کہ تم راضی ہو جاؤ۔

اور اللہ کے برگزیدہ بندے داود عَلَيْهِ السَّلَامُ کی عظمت کا ذکر کریں جو اللہ کی عبادت کے لئے اپنے قلب وبدن میں عظیم طاقت رکھتے تھے، اور محبت، خوف، امید، کثرت گریہ زاری اور کثرت دعا کے ساتھ اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والے تھے،

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللیلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ ، وَيَصُومُ يَوْمًا، وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى

عبداللہ عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز داود عَلَيْهِ السَّلَامُ کی نماز اور سب سے زیادہ

---

[1] طٰہٰ ۱۳۰

محبوب روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں، وہ نصف رات جاگتے پھر اٹھ کر رات کا تہائی حصہ قیام کرتے اور پھر اس کے چھٹے حصے میں سوجاتے، ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے، اور دشمن سے سامنا ہونے پر بھاگتے نہیں تھے۔ (۱)

اور ہر حال میں اپنے رب کی طرف رغبت ورجوع رکھتے تھے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَ الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ

ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام کو اور صبح کو تسبیح خوانی کریں، اور پرندوں کو بھی جمع ہو کر،

كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ (ص۱۸تا۲۰)

سب کے سب اس کے زیر فرمان رہتے، اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور اسے حکومت دی تھی اور بات کا فیصلہ کرنا۔

ہم نے پہاڑوں کو داود علیہ السلام کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا اور وہ اشراق اور دن کے آخری پہر میں اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے، ان اوقات میں اڑتے ہوئے پرندے بھی سمٹ آتے اور سب کے سب اس کی تسبیح کا ساتھ دیتے تھے، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ ... ﴿۱۰﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے داود علیہ السلام کو اپنے ہاں سے بڑا فضل عطا کیا تھا (ہم نے حکم دیا کہ) اے پہاڑو! اس کے ساتھ ہم آہنگی کرو (اور یہی حکم ہم نے) پرندوں کو دیا۔

ہم نے اس کو عظیم سلطنت اور اقتدار عطا کیا اور اس کی سلطنت کو افرادی قوت، دنیاوی ساز وسامان اور روحانی اسباب کے ذریعے سے مستحکم کر دیا تھا،

عَن مُجَاهِد رَضِي الله عَنهُ {وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ ، قَالَ: عَنْ مُجَاهِدٍ: كَانَ أَشَدَّ أَهْلِ الدُّنْيَا سُلْطَانًا

مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کریمہ ”اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا۔“ کے بارے میں قول ہے اہل دنیا میں سب سے زیادہ مضبوط بادشاہت آپ کی تھی۔ (۳)

اس کو نبوت وحکمت عطا کی تھی،

عن السديّ، قوله (وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ) قال: النبوّة

(۱) صحیح بخاری کتاب الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۳۴۱۹ ،وکتاب التهجد بَابُ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ۱۱۳۱، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيقَ، وَبَيَانِ تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ، وَإِفْطَارِ يَوْمٍ ۲۷۳۴، مسند احمد۶۴۹۱

(۲) سبا۱۰

(۳) الدر المنثور ۱۵۳؍۷

سدی کا آیت کریمہ " اس کو حکمت عطا کی تھی۔ " کے بارے میں قول ہے یہاں حکمت سے مراد نبوت ہے۔ [۱]

اور لوگوں کے باہمی جھگڑوں میں فیصلہ کن بات کہنے کا ملکہ بخشا تھا،

عَنْ شُرَيْحٍ، أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ: وَفَصْلَ الْخِطَابِ، قَالَ: بَيِّنَةَ الْمُدَّعِي، أَوْ يَمِينَ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

قاضی شریح رحمہ اللہ کہتے ہیں " اور فیصلہ کن بات کہنے کی صلاحیت بخشی تھی۔ " سے مراد ہے فیصلے کے لیے گواہوں اور قسموں کا طریقہ سکھایا۔ [۲]

وَقَالَ قَتَادَةُ: شَاهِدَانِ عَلَى الْمُدَّعِي أَوْ يَمِينُ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ سکھایا کی مدعی دو گواہ پیش کرے یا مدعا علیہ قسم پیش کرے۔ [۳]

وَ هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾

اور کیا تجھے جھگڑا کرنے والوں کی (بھی) خبر ملی؟ جبکہ وہ دیوار پھاند کر محراب میں آ گئے،

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ

جب یہ (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کے پاس پہنچے، پس یہ ان سے ڈر گئے، انہوں نے کہا خوف نہ کیجئے!

خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ

ہم دو فریق مقدمہ ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے

وَ اهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ ۟ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً

اور ناانصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتا دیجئے، (سنیئے) یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس

وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۟ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَ عَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ (ص ۲۱ تا ۲۳)

ایک ہی دنبی ہے لیکن یہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اپنی یہ ایک دنبی بھی مجھ ہی کو دے دے اور مجھ پر بات میں بڑی سختی برتتا ہے۔

صبر و تحمل کی آزمائش:

داود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بڑی کثرت سے عبادت کرنے والے بندے تھے، وہ رب کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کثرت سے روزے رکھتے، آپ علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ کار یہ تھا کہ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن روزہ رکھتے، اور دن میں بادشاہت کے کاموں، لوگوں کے فیصلوں، بنی اسرائیل کو وعظ و نصیحت اور مشرک قوموں سے جہاد سے فارغ ہو کر رات کو ایک علیحدہ کمرے میں جس

[۱] تفسیر طبری ۱۷۱/۲۱

[۲] تفسیر طبری ۱۷۲/۲۱

[۳] تفسیر ابن کثیر ۵۹/۷

پر پہرے دار متعین ہوتے تاکہ اندر آ کر کوئی ان کی عبادت میں مخل نہ ہو یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں منہمک ہو جاتے، ایک رات جب وہ بالا خانے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے تھے کہ اچانک دو جھگڑا کرنے والے اشخاص جن کی دیدہ دلیری کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ وقت سے کوئی خوف وخطر محسوس نہ کرتے ہوئے پہرے داروں کی آنکھوں سے بچ کر پیچھے سے دیوار پھاند کر اندر آ گئے اور دندناتے ہوئے عبادت خانے میں اندر گھس آئے، داود علیہ السلام اپنے رب کی حمد وثنا میں مشغول تھے، ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر انہیں اس عبادت گاہ میں آ کر مخل کرے گا، اس لئے داود علیہ السلام ظاہری اسباب اور بشری طبعی تقاضا سے اچانک ان دونوں جھگڑنے والوں کو اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گئے، داود علیہ السلام کی گھبراہٹ محسوس کر کے دونوں اشخاص بولے آپ گھبرائیے نہیں، اصل میں ہم دونوں میں جو فریق مقدمہ ہیں جھگڑا ہو گیا ہے اور یقیناً ایک فریق نے دوسرے پر کچھ زیادتی کی ہے اس لیے ہم آپ سے فیصلہ کرانے حاضر ہوئے ہیں، آپ ناانصافی نہ کرتے ہوئے حق کے ساتھ ہمارے جھگڑے کا فیصلہ فرمائیں اور ساتھ ہی سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی بھی فرمائیں (ان کا انداز تخاطب بھی غصہ دلانے والا تھا) مگر داود علیہ السلام نے رب کی بخشی ہوئی توفیق سے ان جھگڑنے والوں کا کمرہ عبادت میں داخل ہونے کے طریقہ کار اور عبادت کے مخصوص اوقات میں آ کر مخل ہونے اور ان کی بات کرنے کے انداز پر کمال صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اور مشتعل نہ ہوئے، اب ان دونوں اشخاص میں سے ایک نے مقدمہ داود علیہ السلام کی عدالت میں پیش کیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص میرا دینی بھائی، دوست یا شریک کاروبار ہے، اس کے پاس ننانوے (۹۹) دنبیاں ہیں، جس طرح اس کے پاس مجھ سے زیادہ مال ہے اسی طرح یہ مجھ سے ذہن وزبان کا بھی تیز ہے، اور اپنی تیز طراری کی وجہ سے لوگوں کو اپنی غلط بات کا بھی قائل کر لیتا ہے، اب اس شخص نے اپنی زبان کی تیزی وطراری نے مجھے دبالیا ہے اور مجھ سے سختی سے مطالبہ کر رہا ہے کہ میں اپنی ایک دنبی بھی اس کے حوالے کر دوں، اور میں اپنے اندر اتنی سکت نہیں رکھتا کہ اس کے مطالبے کو رد کر سکوں، دوسرا شخص جس کے خلاف مدعی بیان دے رہا تھا محض کھڑا مقدمہ سنتا رہا اور اس کی تردید میں کچھ نہ بولا، اس پر داود علیہ السلام نے یہ رائے قائم کی کہ واقعہ یہی ہے جو یہ شخص بیان کر رہا ہے۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ

آپ نے فرمایا اس کا اپنی دنبیوں کے ساتھ تیری ایک دنبی ملا لینے کا سوال بیشک تیرے اوپر ایک ظلم ہے، اور اکثر حصہ دار

لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور شریک (ایسے ہی ہوتے ہیں کہ) ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کئے

وَ قَلِیْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ

اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں، اور (حضرت) داوٗد (علیہ السلام) سمجھ گئے کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے،

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝۲۴

پھر تو اپنے رب سے استغفار کرنے لگے اور عاجزی کرتے ہوئے گر پڑے اور (پوری طرح) رجوع کیا،

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۲۵ (ص۲۴،۲۵)

پس ہم نے بھی ان کا وہ (قصور) معاف کر دیا، یقیناً وہ ہمارے نزدیک بڑے مرتبہ والے اور بہت اچھے ٹھکانے والے ہیں۔

مقدمہ میں مدعی کا یک طرفہ بیان سن کر داود علیہ السلام نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا اور مدعا علیہ کی بات سننے کی حاجت ہی نہ سمجھی کہ تیرا یہ بھائی تجھ سے تیری ایک دنبی مانگ کر تم پر ظلم کر رہا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ انسانوں میں یہ کوتاہی عام ہے، اکثر شریک کاروبار اپنے ساتھیوں پر ایسی زیادتی کرتے ہی رہتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ دوسرے کا حصہ بھی خود ہڑپ کر جائیں، البتہ اس اخلاقی کوتاہی سے اہل ایمان جن کے دلوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف ہوتا ہے کہ وہ ان کے اعمال دیکھ رہا اور اس کے مقررہ فرشتے ان کے اعمال لکھ رہے ہیں، اور جن کو یہ یقین کامل ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر روز قیامت رب کے حضور حساب دینا ہے، جہاں ذرہ ذرہ کا انصاف کیا جائے گا اس لئے اہل ایمان رب سے ڈرتے ہوئے اپنے اعمال پر نگاہ رکھتے اور عمل صالحہ اختیار کرتے ہیں، کسی پر ظلم و زیادتی کرنا اور دوسروں کا مال ہڑپ کر جانے کی سعی کرنا ان کے مزاج میں شامل نہیں ہوتا، ایسے بلند کردار اللہ سے ڈرنے والے لوگ بہت تھوڑے ہوتے ہیں، جیسے فرمایا

...وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝۱۳ [1]

ترجمہ: میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔

اپنے رب کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس کی راہ میں اپنی پاکیزہ کمائی غریبوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، قیدیوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں، اپنی رائے کے اظہار کے دوران ہی داود علیہ السلام سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ کے ذریعہ ان کے صبر و تحمل کی آزمائش کی ہے، ان لوگوں کے طریقہ کار کی وجہ سے داود علیہ السلام کے دل میں طبعی ناگواری کا جو ہلکا سا بھی احساس پیدا ہوا تھا انہوں نے اسے اپنی کوتاہی پر محمول کیا اور ندامت کا احساس ہوتے ہی پوری طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کر لیا اور فوراً بارگاہ الٰہی کے حضور سجدے میں گر کر گڑگڑانے اور توبہ و استغفار کرنے لگے۔ [2]

غفور و رحیم رب نے جو اپنے بندوں کی کوتاہیوں اور لغزشوں پر توبہ بشرطیکہ خلوص نیت سے کی گئی ہو قبول کرتا ہے داود علیہ السلام کی کوتاہی کو معاف فرما دیا، اور دنیا و آخرت میں ان کو جو بلند مقام حاصل تھا اس کو برقرار فرمایا۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى

اے داوٗد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی

---

[1] سبا ۱۳

[2] صحیح بخاری کتاب الانبیاء بَابُ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ

فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ

پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے،

بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ

اس لیے انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے، اور ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو ناحق پیدا نہیں کیا،

ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ (ص ۲۶، ۲۷)

یہ گمان تو کافروں کا ہے، سو کافروں کے لیے خرابی ہے آگ کی۔

اور انہیں نصیحت فرمائی اے داود علیہ السلام! ہم نے اپنی زمین میں تمہیں خلیفہ اس لئے بنایا ہے کہ تم ہماری زمین پر فتنہ وفساد کو مٹانے کی کوشش کرو، فتنہ وفساد اس وقت بڑھتا اور ابلیس خوشی سے اس وقت ننگا ہو کر ناچتا ہے جب عدل وانصاف کی موت واقع ہو جاتی ہے، جب سچے شخص کو سچائی کے باوجود پابند سلاسل اور جھوٹے کو اس کے مال ودولت اور مرتبہ کی وجہ سے احترام کیا جاتا ہے، اے داود علیہ السلام! انصاف کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ جب انصاف کرنے لگو تو لوگوں کے درمیان چاہے وہ تمہارے عزیز واقارب، دوست ہوں یا بلند مرتبہ حکومتی اہل کار و امراء حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، اس وقت یہ نہ دیکھو کہ تمہارے سامنے کوئی غریب محتاج جسے بولنے کا سلیقہ بھی نہ آتا ہو کھڑا ہے یا کوئی صاحب حیثیت شخص، یاد رکھو جن قوموں، ملکوں، شہروں اور برادریوں میں انصاف نہیں ہوتا وہاں امن وسکون نہیں بلکہ بدامنی، قتل وغارت، چوری وڈاکہ زنی اور ہر طرح کے سنگین جرائم ہوتے ہیں جس کی لپیٹ میں پورا معاشرہ ہی آجاتا ہے، پھر وہاں حکومتوں کو چاہے وہ کتنی ہی طاقتور ہو اندرونی وبیرونی استحکام حاصل نہیں ہوتا اور بالآخر وہ قومیں، حکومتیں تباہ وبرباد ہو جاتی ہیں، لوگوں سے درشتی اور سختی کے بجائے نرمی، احسان اور درگزر کا سلوک کرو اور اپنی خواہشات نفسی کی پیروی ہرگز نہ کرو یہ عدل وانصاف کے لئے زہر قاتل ہے، اگر تم نے خواہش نفس کی پیروی کی تو یہ عمل تمہیں اللہ تعالیٰ کی صراط مستقیم سے بھٹکا دے گا اور یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہی ہو جو اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے وہ پھر ظلمتوں کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتے کھاتے تباہ وبرباد ہو جاتا ہے، ایسے لوگ جو ہماری سیدھی شاہراہ سے کنارہ کش رہتے ہیں، جو اس زندگی کے بعد کی زندگی پر ایمان ویقین نہیں رکھتے جس میں انہیں ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا بھول جائیں گے اور اپنی من مانی روش اختیار کریں گے ان پر ہمارا شدید عذاب ہوگا، اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی حکمت کے بارے میں آگاہ فرمایا کہ اللہ نے اس کائنات کو محض کھیل کے طور پر تخلیق نہیں کر دیا کہ اس میں کوئی حکمت نہ ہو، کوئی غرض اور مقصد نہ ہو، کوئی عدل وانصاف نہ ہو، اور نہ ہی انسان کو پیدا کر کے شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا گیا ہے کہ جو چاہے کرتا پھرے بلکہ ایک خاص مقصد کے لئے تخلیق کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے کائنات کا ذرہ ذرہ پر معنی بنایا ہے یہاں کوئی چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی یونہی فضول نہیں بنائی گئی بلکہ تمام معدوم اور موجود اشیا اپنے اپنے مقصد سے باہم متصل ہیں، اس نظام میں ایک کا مقصد دوسرے کی تکمیل ہے، اسی اصول کے تحت قیامت بھی دراصل کائنات کی تخلیق کا مقصد پورا کرنے کے لیے ظہور پذیر ہوگی اور وہ یہ کہ انسان اللہ رب العالمین کی بندگی واطاعت کریں جو کامل علم، کامل قدرت اور لامحدود قوت کا مالک ہے، وہی

اکیلا معبود ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں، ایک وقت مقررہ پر جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت قائم ہو گی تو اللہ اطاعت گزاروں اور منکرین کے درمیان فیصلہ کرے گا، نیکو کاروں کو بہترین جزا سے نوازے گا اور منکرین کو جو یوم آخرت کے قائل نہیں ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد مٹی ہو جائیں گے، اور اس کے بعد کوئی زندگی نہیں، کسی کا کوئی محاسبہ نہیں ہو گا، کسی کو کسی بھلائی یا برائی کا کچھ بدلہ نہیں ملے گا، ایسے منکرین کو عذاب جہنم میں مبتلا کرے گا۔

اَمۡ نَجۡعَلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالۡمُفۡسِدِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۫

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے برابر کر دیں گے جو (ہمیشہ) زمین میں فساد مچاتے رہے،

اَمۡ نَجۡعَلُ الۡمُتَّقِیۡنَ کَالۡفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ اِلَیۡکَ

یا پرہیز گاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں گے؟ یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ

مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِہٖ وَ لِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۹﴾ (ص ۲۸،۲۹)

لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔

کیا ہم ان لوگوں کو جو اللہ وحدہ لاشریک، اس کے رسولوں، ان پر منزل کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان لاتے اور اعمال صالحہ اختیار کرتے ہیں اور ان کو جو زمین میں فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں یکساں کر دیں؟ کیا متقیوں کو ہم فاجروں جیسا کر دیں؟ یعنی یہ اندھیر نگری نہیں ہے کہ کوئی کچھ بھی کرتا پھرے اور اس سے اس کے اعمال کا حساب نہ کیا جائے، ہرگز نہیں، ایک وقت مقررہ پر سب اللہ مالک یوم الدین کی بارگاہ میں جمع کیے جائیں گے اور اپنے اعمال کا حساب دیں گے، جیسے فرمایا

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے۔

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَہُمَا لٰعِبِیۡنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقۡنٰہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِیۡقَاتُہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۴۰﴾ (۲)

ترجمہ: ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا ہے، ہم نے ان کو برحق پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں، درحقیقت فیصلے کا دن ان سب کے لیے حاضری کا وقت مقرر ہے۔

اے نبی ﷺ! ہم نے تمہاری طرف جو بابرکت کتاب نازل کی ہے وہ خیر کثیر اور علم بسیط کی حامل کتاب ہے، اور اس جلیل القدر کتاب کو نازل کرنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ اس کی آیات پر غور و تدبر کریں، اس کے اسرار و حکم میں غور و فکر کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے

(۱) المومنون ۱۱۵

(۲) الدخان ۳۸ تا ۴۰

سبق حاصل کریں۔

وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ؕ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ

اور ہم نے داؤد کو سلیمان (نامی فرزند) عطا فرمایا جو بڑا اچھا بندہ تھا اور بیحد رجوع کرنے والا تھا، جب ان کے سامنے

بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۙ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ

شام کے وقت تیز رو خاصے گھوڑے پیش کئے گئے تو کہنے لگے میں نے اپنے پروردگار کی یاد پر ان گھوڑوں کی محبت کو ترجیح دی

عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا

یہاں تک کہ (آفتاب) چھپ گیا، ان (گھوڑوں) کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ! پھر تو پنڈلیوں

بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ (ص ۳۰ تا ۳۳)

اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔

داود علیہ السلام کی نبوت کا وارث سلیمان علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام کو کئی لڑکے دیئے تھے اور بطور خاص داود علیہ السلام کو ایک نیک وصالح فرزند عطا کیا جن کا نام سلیمان علیہ السلام تھا جو والد کے دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا سرور تھے، وہ خوب عبادت گزار اور اللہ کی طرف جھکنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنایا جیسے فرمایا

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ... ﴿۱۶﴾ [1]

ترجمہ: اور داود علیہ السلام کا وارث سلیمان علیہ السلام ہوا۔

سلیمان علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بہت پسند تھا اور اس مقصد کے لیے انہوں نے عمدہ اصیل، تیز رو گھوڑوں کو پال رکھا تھا، ایک موقع پر شام کے وقت ان کے سامنے جنگی مقاصد کے لئے سدھائے ہوئے کچھ گھوڑوں کو معائنہ کے لیے پیش کیا گیا تو اس نے کہا میں ان اصیل گھوڑوں کو اپنے نفس کی خاطر محبوب نہیں رکھتا بلکہ میں ان کو اس لئے پسند کرتا ہوں کیونکہ میں ان کے ذریعے سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں، پھر ان گھوڑوں کو آزمانے کے لئے دوڑایا گیا جب وہ گھوڑے نظروں سے اوجھل ہو گئے تو اس نے حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ جب گھوڑے واپس آئے تو وہ پیار و محبت سے ان کو تھپکی دینے اور ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ

اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا کہا

---

[1] النمل ۱۶

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو تو بڑا ہی دینے والا ہے،

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَ الشَّیٰطِیْنَ

پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا وہ آپ کے حکم سے جہاں آپ چاہتے نرمی سے پہنچا دیا کرتی تھی، اور (طاقتور) جنات کو

كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ اٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾

بھی (ان کے ماتحت کر دیا) ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو، اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے،

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

(ص ۳۴ تا ۴۰)

یہ ہے ہمارا عطیہ اب تو احسان کر یا روک رکھ کچھ حساب نہیں، ان کے لیے ہمارے پاس بڑا تقرب ہے اور بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

اور سلیمان علیہ السلام کو بھی ہم نے آزمائش میں مبتلا کیا اور اس کے تخت پر ایک جسد لا کر ڈال دیا، یہ آزمائش کیا تھی اور کرسی پر ڈالا جسم کس چیز کا تھا اس کی قرآن کریم اور حدیث میں کوئی تفصیل نہیں ملتی، بہر حال سلیمان علیہ السلام نے اپنے اس فعل سے توبہ کی اور رجوع کر لیا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ: سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً، تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ، وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا، سَاقِطًا أَحَدُ شِقَّيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ سلیمان بن داود علیہ السلام نے جہاد سے سرشار ہو کر کہا کہ آج کی رات میں اپنی ستر (۷۰) بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی سے ایک شہسوار پیدا ہو گا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا، ان کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ لیکن انہوں نے نہیں کہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کسی بیوی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہیں ہوا صرف ایک کے یہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ لیتے (تو سب کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔ [۱]

سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی عطا فرما دے جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو، بے شک تو ہی اصل داتا ہے، اور بڑا دینے والا ہے، ہم نے سلیمان علیہ السلام کی اس گزارش کو شرف قبولیت بخشا اور اس کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے حسب ضرورت نرمی اور تیزی کے ساتھ اس طرف چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا، جیسے فرمایا

وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ... ﴿۸۱﴾ [۲]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ العَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۳۴۲۴

[۲] الانبیاء۸۱

ترجمہ:اور سلیمان علیہ السلام کے لئے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔

اور ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور جنات کو بھی اس کا ماتحت کر دیا اور دوسرے سرکش جنات کو بھی اس کے تابع کر دیا جو نافرمانی کرتے تو انہیں کسی طریقہ سے مقید کر دیتے تھے تا کہ وہ اپنے کفر و سرکشی کی وجہ سے سر تابی نہ کر سکیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ البَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلاَةَ، فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي المَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ: رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لاَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي ، قَالَ رَوْحٌ:فَرَدَّهُ خَاسِئًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا یا اسی طرح کا کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تا کہ میری نماز خراب کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی، میں نے سوچا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دوں تا کہ صبح کے وقت تم سب لوگ بھی اسے دیکھ سکو پھر مجھ کو اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یاد آ گئی کہ اے میرے رب! مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو، روح نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جن کو ذلت کے ساتھ بھگا دیا۔ [۱]

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ:أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللهِ ثَلَاثًا، وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذَلِكَ، وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ، قَالَ:إِنَّ عَدُوَّ اللهِ إِبْلِيسَ، جَاءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي، فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُلْتُ: أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللهِ التَّامَّةِ، فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ، وَاللهِ لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ

اور ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع فرمائی تو ہم نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو اس طرح آگے بڑھایا گویا کسی چیز کو پکڑ رہے ہوں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ سے نماز پڑھتے ہوئے ایسے الفاظ سنے جو پہلے کبھی نہیں سنے تھے اور ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک کو آگے کی طرف بڑھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک انگارا لے کر آیا تا کہ اسے میرے چہرے پر ڈال دے تو میں نے تین بار یہ کلمہ پڑھا میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر میں نے کہا میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی مکمل لعنت بھیجتا ہوں، مگر وہ

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ ص بَابُ قَوْلِهِ هَبْ لِي مُلْكًا لاَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي، إِنَّكَ أَنْتَ الوَهَّابُ، صحیح مسلم کتاب المساجدبَابُ جَوَازِ لَعْنِ الشَّيْطَانِ فِي أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ، وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ وَجَوَازِ الْعَمَلِ الْقَلِيلِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۰۹، مسند احمد ۷۹۶۹،صحیح ابن حبان ۶۴۱۹،السنن الکبری للبیہقی ۳۱۸۴،شرح السنۃ للبغوی ۷۴۶

تینوں بار پیچھے نہ ہٹا تو میں نے ارادہ کرلیا کہ اسے پکڑلوں، اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ یہاں بندھا ہوتا اور اہل مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔ (۱)

ہم نے اس سے کہا تیری دعا کے مطابق ہم نے تجھے عظیم بادشاہی سے نواز دیا ہے اب تجھے پورا اختیار ہے کہ انسانوں میں سے جس کو چاہے عنایت کردے اور جس سے چاہے روک لے، ہم تجھ سے اس کا کوئی حساب نہیں لیں گے، اس دنیوی جاہ و مرتبت عطا کرنے کے باوجود آخرت میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقربین اور مکرمین کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں۔

وَ اذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ

اور ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کا (بھی) ذکر کر جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج

وَّ عَذَابٍ ۝۴۱ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ۝۴۲ وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ

اور دکھ پہنچایا ہے، اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے، اور ہم نے اسے اس کا پورا کنبہ عطا فرمایا بلکہ اتنا ہی

وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۴۳ وَ خُذْ بِيَدِكَ

اور بھی اس کے ساتھ، اپنی (خاص) رحمت سے اور عقلمندوں کی نصیحت کے لیے، اور اپنے ہاتھ میں

ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ

تنکوں کا ایک مٹھا (جھاڑو) لے کر مار دے، اور قسم کا خلاف نہ کر، سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اسے بڑا صابر بندہ پایا،

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝۴۴ (ص ۴۱ تا ۴۴)

وہ بڑا نیک بندہ تھا اور بڑی ہی رغبت رکھنے والا۔

پہلے تمام انبیاء کی طرح ایوب علیہ السلام کو بھی دنیا میں رب پر غیر متزلزل بھروسہ و یقین کی مثال قائم کرنے کے لئے بڑی سخت آزمائشوں سے گزارا اور پرکھا گیا، سب سے پہلے کلدانی آپ کے گھوڑے، اونٹوں کے گلے، بھیڑ بکریوں کے ریوڑ اور گدھوں کو ہانک کر لے گئے، پھر سبائیوں نے آپ کے غلاموں پر قبضہ کرلیا، آپ کے تمام غلہ خانوں میں آگ لگ گئی اور تمام مال و اسباب جل کر راکھ ہو گیا، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے زرعی زمین اور پھلوں کے باغات سب ہاتھ سے نکل گئے، پھر ایک ایک کر کے تمام اولاد دنیا سے گزر گئی، ان مصائب میں ان کی زبان سے ہمیشہ کلمہ شکر و رضا کے سوا کچھ نہ نکلا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں شیطان رجیم کے ذریعہ غیر معمولی بیماری اور تکلیف میں گھیر کر آزمایا یہاں تک کہ جسمانی کمزوری کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا اٹھنا بیٹھنا تک مشکل ہو گیا اور جب رفع حاجت کے لئے جاتے تو آپ کی

(۱) صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ جَوَازِ لَعْنِ الشَّيْطَانِ فِي أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ، وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ وَجَوَازِ الْعَمَلِ الْقَلِيلِ فِي الصَّلَاةِ ۱۲۱۱، السنن الکبری للنسائی ۵۵۴

بیوی آپ علیہ السلام کے ہاتھ سے چمٹ کر آپ کو کھڑا کرنے کے لئے سہارا دیتیں، ان کے دور کے عزیز و اقارب تو ایک طرف رہے قریب ترین رشتہ دار بھی سوائے ان کے دو بھائیوں کے جو کبھی کبھار ان کے پاس آتے جاتے رہے سب رخ موڑ گئے کہ کہیں یہ مہلک و موزی مرض انہیں نہ لگ جائے، چنانچہ اس آزمائش کے دور میں آپ علیہ السلام کا کوئی پرسان حال اور غم گسار نہ رہا، مگر آپ علیہ السلام کی تابعدار بیوی جو ہمہ وقت آپ علیہ السلام کی تیمارداری اور خدمت میں دل و جاں سے مصروف رہتیں اور ساتھ ہی محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے خاوند کا پیٹ بھی بھرتیں، ان سخت کٹھن حالات میں پاؤں ڈگمگانے کے بجائے وہ مجسم تسلیم و رضا کے پیکر نکلے، کیا مجال جو آپ علیہ السلام کے ایمان و اعتقاد میں ذرا سی بھی لغزش آئی ہو، شیطان اپنے گندے وسوسوں سے ان پر حملہ آور ہوتا رہا مگر ایوب علیہ السلام صدموں، تکلیفوں، ناگواریوں اور شیطان کے گندے وسوسوں پر صبر کرتے رہے اور ان کی زبان سے گلے اور شکوے شکایت کے بجائے ہر وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور صبر و شکر کے کلمات ہی نکلتے رہے، ناموافق حالات میں حق اور سچائی پر مضبوطی سے قدم جما کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و ستائش ہی کرتے رہے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَيُّوبَ نَبِيَّ اللهِ لَبِثَ بِهِ بَلَاؤُهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَرَفَضَهُ الْقَرِيبُ وَالْبَعِيدُ، إِلَّا رَجُلَيْنِ مِنْ إِخْوَانِهِ كَانَا مِنْ أَخَصِّ إِخْوَانِهِ، قَدْ كَانَا يَغْدُوَانِ إِلَيْهِ وَيَرُوحَانِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ ذَاتَ يَوْمٍ: نَعْلَمُ وَاللهِ لَقَدْ أَذْنَبَ أَيُّوبُ ذَنْبًا مَا أَذْنَبَهُ أَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِينَ ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: مُنْذُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً لَمْ يَرْحَمْهُ اللهُ فَكَشَفَ عَنْهُ مَا بِهِ ، فَلَمَّا رَاحَا إِلَى أَيُّوبَ لَمْ يَصْبِرِ الرَّجُلُ حَتَّى ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ: لَا أَدْرِي مَا تَقُولُ، غَيْرَ أَنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ أَمُرُّ بِالرَّجُلَيْنِ يَتَنَازَعَانِ يَذْكُرَانِ اللهَ فَأَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي، فَأُكَفِّرُ عَنْهُمَا كَرَاهِيَةَ أَنْ يُذْكَرَ اللهُ إِلَّا فِي حَقٍّ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی ایوب علیہ السلام کی آزمائش اٹھارہ برس تک جاری رہی، نزدیک اور دور کے ہر شخص نے آپ کو چھوڑ دیا البتہ دو شخص جو آپ کے خاص دوست تھے صبح و شام آپ کے پاس آیا کرتے تھے، ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی قسم! ایوب نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے جو تمام جہانوں میں سے کسی نے نہیں کیا، اس نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے کہا اٹھارہ سال سے اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم نہ کیا اور نہ ان کی تکلیف کو دور کیا، جب دونوں ایوب علیہ السلام کے پاس گئے تو یہ شخص صبر نہ کر سکا اور اس نے اپنے ساتھی کی بات آپ کے سامنے بیان کر دی، ایوب علیہ السلام نے ساری بات کو بڑی تحمل و برداشت سے سنا اور پھر جواب دیا اے میرے بھائی! مجھے نہیں معلوم کہ تو کیا کہہ رہا ہے، میں نے کوئی معصیت نہیں کی ہے جس کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے یہ جزا ہے بلکہ یہ عالم قدر و قضا ہے جس کے لئے کوئی سبب درکار نہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں ہیں جن کو سمجھنے سے انسان بے بس و عاجز ہے، ہاں البتہ ایک بات ضرور ہے وہ یہ کہ میں جب جھگڑتے ہوئے دو ایسے آدمیوں کے پاس سے گزرتا جو اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو میں اپنے گھر جا کر ان کی طرف سے کفارہ ادا کر دیتا کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ حق کے سوا کسی اور بات میں اللہ تعالیٰ کا (پاک) نام لیا جائے، اس کے علاوہ تو مجھے کچھ علم نہیں،

قَالَ: وَكَانَ يَخْرُجُ إِلَى حَاجَتِهِ، فَإِذَا قَضَاهَا أَمْسَكَتِ امْرَأَتُهُ بِيَدِهِ حَتَّى يَبْلُغَ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَبْطَأَ عَلَيْهَا، وَأُوحِيَ إِلَى أَيُّوبَ فِي مَكَانِهِ: أَنِ {ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ} فَاسْتَبْطَأَتْهُ، فَتَلَقَّتْهُ تَنْظُرُ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا قَدْ

أَذْهَبَ اللَّهُ مَا بِهِ مِنَ الْبَلَاءِ، وَهُوَ عَلَى أَحْسَنِ مَا كَانَ؛ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: أَيْ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ، هَلْ رَأَيْتَ نَبِيَّ اللَّهِ هَذَا الْمُبْتَلَى، فَوَاللَّهِ عَلَى ذَلِكَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ بِهِ مِنْكَ إِذْ كَانَ صَحِيحًا؟ قَالَ: فَإِنِّي أَنَا هُوَ؛ قَالَ: وَكَانَ لَهُ أَنْدَرَانِ: أَنْدَرٌ لِلْقَمْحِ، وَأَنْدَرٌ لِلشَّعِيرِ،

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ آپ حاجت کے لیے نکلتے اور حاجت سے فارغ ہو جاتے تو آپ کی زوجہ محترمہ ہاتھ تھام کر آپ کو اپنی جگہ پہنچا دیتی تھیں، نبی بھی جب کسی بیماری میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کے حضور شفا کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے وہ اللہ ہی سے شفا مانگنے والا ہوتا ہے دوسروں کو شفا دینے والا نہیں ہوتا آخر انہوں نے رب سے التجا کی ترجمہ: اے میرے رب! شیطان نے مجھے بیماری کی شدت، مال و دولت کے ضیاع اور اس حالت میں اعزہ و اقربا کے منہ موڑ لینے سے میں بڑی سخت تکلیف اور عذاب میں مبتلا ہوں اور اس سے بڑھ کر تکلیف اور عذاب میرے لئے یہ ہے کہ شیطان اپنے گندے وسوسوں سے مجھے تنگ کر رہا ہے اور ان برے حالات میں وہ مجھے تمہاری رحمت و کرم سے مایوس و ناامید کرنے کی کوشش کر رہا ہے تا کہ میں تمہاری عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری کروں اور خاص طور پر وہ ملعون اس بات کے درپے ہے کہ میں اس دکھ و درد میں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دوں، جیسے فرمایا

...رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ [1]

ترجمہ: یاد کرو جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الرحمین ہے۔

اے میرے پروردگار تو بڑا ہی رحم و کرم کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی نہیں جو اس دکھ و درد اور تکلیف کو دور کر سکے، اے میرے مولا! مجھ پر اپنی رحمت نازل فرما اور اس بیماری سے مجھے نجات عطا فرما، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دل سے نکلی دعائیں سنتا اور قبول فرماتا ہے چنانچہ جب ایوب عَلَيْهِ السَّلَامُ ان پے درپے آزمائشوں میں کامیاب و کامران ہوئے تو آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی دعا بھی قبول فرمائی اور انہیں اس بیماری سے نجات بخشی اور اللہ غفور و شکور نے بڑے فخر سے قرآن مجید میں انہیں صابر اور اپنا بندہ کا ٹائٹل عنایت فرمایا، آغاز میں انبیاء کو کیسی ہی آزمائشوں سے سابقہ پڑا ہو مگر آخر کار انبیاء کی دعائیں معجزانہ شان کے ساتھ پوری ہوتی رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ غیر معمولی طور پر نبیوں کی مدد کرتا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی دعا کو قبول فرمایا

فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَبْطَأَ عَلَيْهَا فَأَوْحَى اللهُ إِلَى أَيُّوبَ فِي مَكَانِهِ ، أَنِ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ،فَاسْتَبْطَأَتْهُ فَتَلَقَّتْهُ تَنْظُرُ وَأَقْبَلَ عَلَيْهَا قَدْ أَذْهَبَ اللهُ مَا بِهِ مِنَ الْبَلَاءِ وَهُوَ أَحْسَنُ مَا كَانَ ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: أَيْ بَارَكَ اللهُ فِيكَ هَلْ رَأَيْتَ نَبِيَّ اللهِ هَذَا الْمُبْتَلَى؟ وَاللهِ عَلَى ذَلِكَ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَشْبَهَ بِهِ مِنْكَ إِذْ كَانَ صَحِيحًا قَالَ: فَإِنِّي أَنَا هُوَ

ایک دن جب آپ کو واپسی میں دیر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایوب عَلَيْهِ السَّلَامُ کی طرف وحی نازل فرما دی (زمین پر) لات مارو (دیکھو) یہ (چشمہ نکل آیا) نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو (شیریں) (اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایوب عَلَيْهِ السَّلَامُ اس پانی کو پیو اور اس سے نہاؤ، چنانچہ انہوں نے ایسا کیا، پانی پیتے ہی فوراً تمام اندرونی بیماریاں اور غسل کرنے سے تمام ظاہری بیماریاں دور ہو گئیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا کاملہ عطاء فرمائی، ان

---

[1] الانبیاء ۸۳

کے اہل وعیال ان کو واپس لوٹا دیے اور اپنی رحمت وکرم وفضل سے اتنے ہی اور عطاء فرمائے تا کہ اہل دانش کے لئے ایک سبق ہو کہ رب کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں مگر وہ اپنے بندوں کو آزمانے کے لئے ضرورت سے زائد دے دیتا ہے کہ اس کا بندہ اس کا شکر گزار بنتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ یہ سب مال و دولت اس کی تدبیر اور محنت کی وجہ سے ہے اور کبھی مال و اولاد دے کر واپس لے لیتا ہے کہ اب میرا بندہ صبر وشکر کرتا ہے یا آہ فغاں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لئے ہر حال میں صبر شکر کرنا چاہیے) تاخیر کی وجہ سے آپ کی اہلیہ نے دیکھنا شروع کیا تو کیا دیکھتی ہیں کہ آپ ان کی طرف اس حال میں آرہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام تکلیف کو دور فرما دیا اور پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت شکل میں ہیں، انہوں نے دیکھا تو کہا اے شخص! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے کیا تم نے آزمائش میں مبتلا اللہ تعالیٰ کے نبی کو دیکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! جب وہ صحیح سلامت تھے تو میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی شخص تمہاری نسبت ان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو، آپ علیہ السلام نے فرمایا میں ایوب ہوں قَالَ:

وَكَانَ لَهُ أَنْدَرَانِ أَنْدَرٌ لِلْقَمْحِ وأَنْدَرٌ لِلشَّعِيرِفَبَعَثَ اللهُ سَحَابَتَيْنِ، فَلَمَّا كَانَتْ أَحَدُهُمَا عَلَى أَنْدَرِ الْقَمْحِ أَفْرَغَتْ فِيهِ الذَّهَبَ حَتَّى فَاضَ، وَأَفْرَغَتِ الْأُخْرَى فِي أَنْدَرِ الشَّعِيرِ الْوَرِقَ حَتَّى فَاضَ

آپ علیہ السلام کے دو کھلیان تھے ایک گندم کا کھلیان اور دوسرا جو کا اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیج دیے ان میں سے ایک جب گندم کے کھلیان پر آیا تو اس نے اس میں سونا برسایا حتی کہ وہ بھر گیا اور دوسرے نے جو کے کھلیان پر چاندی ڈال دی حتی کہ وہ بھی بھر گیا۔ [1]

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتَثِي فِي ثَوْبِهِ، ؟فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا أَيُّوبُ، أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى،قَالَ: بَلَى وَعِزَّتِكَ، وَلَكِنْ لاَ غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایوب علیہ السلام ننگے ہو کر نہا رہے تھے کہ آسمان سے سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں ایوب علیہ السلام نے جلدی جلدی انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنی شروع کر دیں، اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ اے ایوب علیہ السلام کیا میں نے تمہیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا؟ ایوب علیہ السلام نے عرض کیا ہاں تیری بزرگی کی قسم! بیشک تو نے مجھے بہت کچھ عنایت فرما رکھا ہے لیکن تیری رحمت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ [2]

بیماری کے دوران کسی بات پر غصے ہو کر ایوب علیہ السلام نے کسی کو مارنے کی قسم اٹھالی تھی (روایات یہ ہیں کہ اپنی بیوی کو مارنے کی قسم کھائی تھی) اور اسی قسم ہی میں انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ تجھے اتنے کوڑے ماروں گا اب جب وہ شفایاب اور تندرست ہو گئے اور حالت مرض کا وہ غصہ بھی دور ہو گیا جس میں یہ قسم کھائی گئی تھی تو ان کو یہ پریشانی لاحق ہوئی کہ قسم پوری کرتا ہوں تو خوامخواہ ایک بے گناہ کو مارنا پڑے گا اور قسم توڑتا ہوں تو یہ بھی ایک گناہ کا ارتکاب ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو اس مشکل سے اس طرح نکالا کہ انہیں حکم دیا اے ایوب! آپ اپنی قسم

[1] تفسیر طبری ۲۱/۲۱۱، تفسیر ابن ابی حاتم ۸/۲۴۶۰، صحیح ابن حبان ۲۸۹۸، مستدرک حاکم ۴۱۱۵، مسند ابی یعلی ۳۶۱۷، الاحادیث الطوال ۱/۲۷۶

[2] صحیح بخاری کتاب الغسل بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الخَلْوَةِ، وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ ۲۷۹، مسند احمد ۸۱۵۹، شرح السنة للبغوی ۲۰۲۷، السنن الکبری للبیہقی ۹۵۸

کو نہ توڑیں بلکہ اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے ایسا کریں کہ اتنے تنکوں کا ایک مٹھا بنالیں جتنے کوڑے تم نے مارنے کی قسم کھائی تھی اور اس مٹھے سے اس کو صرف ایک دفعہ ضرب لگادیں اس طرح آپ کی قسم بھی پوری ہو جائے گی اور اسے ناروا تکلیف بھی نہیں پہنچے گی، چنانچہ انہوں نے اس طرح اپنی قسم پوری کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اسے صابر (و ثابت قدم) پایا، بہترین بندہ اپنے رب کی طرف بہت رجوع کرنے والا، ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳ [1]

ترجمہ: جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لیئے وہ کافی ہے، اللہ اپنا کام پورا کرکے رہتا ہے، اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: كَانَ بَيْنَ أَبْيَاتِنَا رَجُلٌ مُخْدَجٌ ضَعِيفٌ، فَلَمْ يُرَعْ إِلَّا وَهُوَ عَلَى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ بِهَا فَرَفَعَ شَأْنَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اجْلِدُوهُ ضَرْبَ مِائَةِ سَوْطٍ، قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ، هُوَ أَضْعَفُ مِنْ ذَلِكَ، لَوْ ضَرَبْنَاهُ مِائَةَ سَوْطٍ مَاتَ، قَالَ فَخُذُوا لَهُ عِثْكَالًا فِيهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً

سعید رضی اللہ عنہ بن سعد بن عبادہ سے مروی ہے ہمارے گھروں میں ایک ایک لنجا، یا ایک ضعیف و ناتواں رہتا تھا، جب وہ گھر کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی پر سوار تھا اور اس کے ساتھ برا کام کر رہا تھا اس وقت اس نے لوگوں کو ڈرایا اس کا یہ حال سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو سو کوڑے مار دو، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! وہ بہت ناتواں ہے اگر ہم اس کو سو کوڑے ماریں گے تو وہ مر جائے گا، فرمایا اچھا ایک خوشہ کھجور کا لو جس پر شاخیں ہوں اور ایک بار اس کو لگا دو [2]

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَ الْاَبْصَارِ ۝۴۵

ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کا بھی لوگوں سے ذکر کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے،

اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝۴۶ۚ وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝۴۷ؕ

ہم نے انہیں ایک خاص بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا، یہ سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اور بہترین لوگ تھے،

وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝۴۸ؕ (ص ۴۵ تا ۴۸)

اسماعیل، یسع اور ذوالکفل (علیہم السلام) کا بھی ذکر کر دیجئے، یہ سب بہترین لوگ تھے۔

[1] الطلاق ۲،۳

[2] سنن ابن ماجہ کتاب الحدود بَابُ الْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ ۲۵۷۵، مسند احمد ۲۱۹۳۵

اور ہمارے بندے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ،ان کے بیٹے اسحاق علیہ السلام اور ان کے پوتے یعقوب علیہ السلام کا ذکر کرو جو اپنے پروردگار کی عبادت اور اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنے کے کاموں میں بڑے سرگرم تھے، جو اللہ کے دین میں بصیرت سے بہرہ مند تھے، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور معصیتیوں سے بچنے کی زبردست طاقت رکھتے تھے، ان کے نزدیک اس عارضی دنیا کی کوئی اہمیت نہ تھی بلکہ قیامت کے روز بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کی فکر انہیں کھائے جاتی تھی، اور وہ اپنے رب کی خوشنودی کے لیے ایسے اعمال کرتے تھے جو انہیں محبوب بنادیں،

قَالَ مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ: نَزَعْنَا مِنْ قُلُوبِهِمْ حُبَّ الدُّنْيَا وَذِكْرَهَا، وَأَخْلَصْنَاهُمْ بِحُبِّ الْآخِرَةِ وَذِكْرِهَا

مالک بن دینار کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے دنیا کی محبت اور دنیا کا ذکر نکال دیا تھا اور آخرت کی محبت اور اس کے ذکر کا شوق عطا کر دیا تھا۔ [1]

اسی وصف کی بنا پر ہم نے ان کو برگزیدہ کیا تھا، جس سے تم لوگ لاپرواہی برتتے ہو اور جھٹلاتے ہو، یقیناً ہمارے ہاں ان کا شمار چنیدہ اور پسندیدہ نیک اشخاص میں ہے اور اسماعیل علیہ السلام اور الیسع علیہ السلام اور ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر کرو، یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے، جیسے پیغمبروں کے سلسلہ میں فرمایا

وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِدۡرِیۡسَ وَذَا الۡکِفۡلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدۡخَلۡنٰہُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۶﴾ [2]

ترجمہ: اور یہی نعمت اسماعیل علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام اور ذوالکفل کو دی کہ یہ صابر لوگ تھے اور ان کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا کہ وہ نیکوکاروں میں سے تھے۔

وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَالۡیَسَعَ وَیُوۡنُسَ وَلُوۡطًا ؕ وَکُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸۶﴾ [3]

ترجمہ: اسماعیل علیہ السلام، الیسع علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو راستہ دکھایا ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت عطا کی۔

ہٰذَا ذِکۡرٌ ؕ وَ اِنَّ لِلۡمُتَّقِیۡنَ لَحُسۡنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدۡنٍ مُّفَتَّحَۃً لَّہُمُ

یہ نصیحت ہے اور یقین مانو کہ پرہیزگاروں کی بڑی اچھی جگہ ہے (یعنی ہمیشگی والی) جنتیں جن کے دروازے ان کے لیے

الۡاَبۡوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّکِـِٕیۡنَ فِیۡہَا یَدۡعُوۡنَ فِیۡہَا بِفَاکِہَۃٍ کَثِیۡرَۃٍ وَّ شَرَابٍ ﴿۵۱﴾

کھلے ہوئے ہیں، جن میں بافراغت تکیے لگائے بیٹھے ہوئے طرح طرح کے میوے اور قسم قسم کی شرابوں کی فرمائشیں کر رہے ہیں،

وَ عِنۡدَہُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ اَتۡرَابٌ ﴿۵۲﴾ ہٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ لِیَوۡمِ الۡحِسَابِ ﴿۵۳﴾

اور ان کے پاس نیچی نظروں والی ہم عمر حوریں ہوں گی، یہ ہے جس کا وعدہ تم سے حساب کے دن کے لیے کیا جاتا ہے، بی

---

[1] تفسیر البغوی ۴/۷۴

[2] الانبیاء ۸۵،۸۶

[3] الانعام ۸۶

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ (ص ۴۹ تا ۵۵)

شک روزیاں (خاص) ہمارا عطیہ ہیں جن کا کبھی خاتمہ ہی نہیں۔

صالحین کا اجر:

یہ ایک نصیحت ہے،

وَقَوْلُهُ:{هٰذَا ذِكْرٌ} أَيْ: هَذَا فَصْلٌ فِيهِ ذِكْرٌ لِمَنْ يَتَذَكَّرُ.وَقَالَ السُّدِّيُّ: يَعْنِي الْقُرْآنَ

سدی ''یہ نصیحت ہے۔'' کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ ذکر اس کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یعنی قرآن عظیم۔ [1]

اور اللہ کا مومنین و مومنات کے لئے جو اللہ کی الوہیت، وحدانیت اور ربوبیت پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں، اللہ کی نازل کردہ کتاب کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتے اور نواہی سے اجتناب کر کے تقویٰ اختیار کرتے ہیں، جو اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں اور نادانی میں اگر ان سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو فوراً اپنے گناہوں اور لغزشوں پر اللہ سے گڑگڑا کر مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں، جو آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں، اللہ کا ان سے وعدہ ہے کہ وہ انہیں نیک اعمال کی جزا کے طور پر انواع و اقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا، جب وہ جنت کے آٹھ دروازوں پر پہنچیں گے تو انہیں اپنے لئے کھلا ہوا پائیں گے، جنت کے انتظامی فرشتے استقبال کے لئے موجود ہوں گے، وہ اہل جنت کو سلام کہہ کر خوش آمدید کہیں گے اور کہیں گے کہ جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جائیں، جیسے فرمایا

...حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ [2]

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے تو اس کے منتظمین ان سے کہیں گے کہ سلام ہو تم پر، بہت اچھے رہے داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لیے۔

اہل جنت بصد خوشی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور پھر پھلدار، سرسبز و شاداب گھنے درختوں کے سائے کے نیچے جہاں انواع و اقسام کی نہریں اور چشمے بہہ رہے ہوں گے اونچی سجائی ہوئی نشست گاہوں اور آراستہ کی ہوئی مسندوں پر کامل راحت و طمانیت سے گاؤ تکیوں پر ٹیک لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، اور موتیوں کی طرح خوبصورت نوجوان خدام کو حکم دیں گے کہ وہ ان کی خدمت میں انواع و اقسام کے میوہ جات اور طرح طرح کے مشروبات پیش کریں، جن کو ان کے نفس پسند کریں اور ان کی آنکھیں لذت حاصل کریں، جیسے فرمایا

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ...﴿۷۱﴾ [3]

ترجمہ: ان کے آگے سونے کے تھال اور ساغر گردش کریں گے اور رہر من بھاتی اور نگاہوں کو لذت دینے والی چیز وہاں موجود ہو گی۔

[1] تفسیر ابن کثیر ۷۷/۷

[2] الزمر ۷۳

[3] الزخرف ۷۱

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ ①

ترجمہ: انہیں اپنے رب کے ہاں وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کریں گے یہ ہے نیکی کرنے والوں کی جزا۔

خدام ان کی طلب کردہ چیزوں کو فوراً ان کی خدمت میں بکثرت پیش کر دیں گے، اللہ کا عنایت فرمایا ہوا وہ رزق دائمی ہو گا اور اس میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا، جنتی اس اعزاز و اکرام سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے رہیں گے، جیسے فرمایا

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ... ﴿۹۶﴾ ②

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ خرچ ہو جانے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے۔

...عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ ③

ترجمہ: ایسی بخشش ان کو ملے گی جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو گا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ ④

ترجمہ: البتہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔

...اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ ⑤

ترجمہ: اس کے پھل دائمی ہیں اور اس کا سایہ لازوال، یہ انجام ہے متقی لوگوں کا اور منکرین حق کا انجام یہ ہے کہ ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾ ⑥

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے مان لیا اور نیک عمل کیے ان کے لئے یقیناً ایسا اجر ہے جس کا سلسلہ کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی شادی عفیفہ، پاک دامن، ان کے ہم عمر، جیسے فرمایا

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ ⑦

ترجمہ: ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنا دیں گے، اپنے شوہروں کی عاشق اور عمر میں ہم سن۔

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ ⑧

---

① الزمر ۳۴

② النحل ۹۶

③ ھود ۱۰۸

④ الانشقاق ۲۵

⑤ الرعد ۳۵

⑥ حم السجدۃ ۸

⑦ الواقعۃ ۳۵،۳۶

⑧ النبا ۳۳

ترجمہ:اور نوخیز ہم سن لڑکیاں۔

بڑی بڑی آنکھوں والی، جیسے فرمایا

وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ [1]

ترجمہ:اور ان کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی،ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

اور نیچی نگاہیں رکھنے والی، جیسے فرمایا

وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿٤٨﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿٤٩﴾ [2]

ترجمہ:اور ان کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی،ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی۔

لازوال حسن وجمال کی حامل، جیسے فرمایا

كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ [3]

ترجمہ:ایسی خوبصورت جیسے ہیرے اور موتی۔

نوجوان حوروں سے کردیں گے جیسے فرمایا

...وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ [4]

ترجمہ: اور ہم گوری گوری آہو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے۔

...وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٢٠﴾ [5]

ترجمہ: اور ہم خوبصورت آنکھوں والی حوریں ان سے بیاہ دیں گے۔

جن کو نہ کسی انس وجن نے نہیں دیکھا ہے اور نہ چھوا ہے، جیسے فرمایا

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٧٤﴾ [6]

ترجمہ:ان جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے ان کو نہ چھوا ہو گا۔

دونوں میاں بیوی ایک دوسرے سے راضی ہوں گے اور اپنے ساتھی کو بدلنا چاہیں گے نہ اس کے عوض کچھ اور چاہیں گے۔

---

[1] الواقعة ۲۳،۲۲

[2] الصافات ۴۹،۴۸

[3] الرحمٰن ۵۸

[4] الدخان ۵۴

[5] الطور ۲۰

[6] الرحمٰن ۷۴

هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾

یہ تو ہوئی جزا، (یادر کھو کہ) سرکشوں کے لیے بڑی بری جگہ ہے، دوزخ ہے جس میں وہ جائیں گے (آہ) کیا ہی برا بچھونا ہے،

هٰذَا ۙ فَلْیَذُوْقُوْهُ حَمِیْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ (ص ۵۵ تا ۵۸)

یہ ہے پس اسے چکھیں، گرم پانی اور پیپ اس کے علاوہ اور طرح طرح کے عذاب۔"

اہل جہنم کے احوال:

یہ تو ان لوگوں کا اعزاز و اکرام ہے جو روز آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں، اور وہ لوگ جو اللہ کے احکامات سے سرکشی و بغاوت اور رسولوں کی تکذیب کی روش اپنائیں گے، ان کو کوئی خوش آمدید نہیں کہے گا، اللہ کے حکم سے جہنم کے داروغہ انہیں گلے میں طوق ڈال کر اور ستر گز لمبی زنجیروں میں جکڑ کر ان کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں دھکیل دیں گے، جہنم کی حدت سے پڑی ہوئی سیاہ آگ انہیں اوپر نیچے ہر طرف سے گھیر لے گی، جیسے فرمایا

یَوْمَ یَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ... ﴿۵۵﴾ [1]

ترجمہ: (اور انہیں پتہ چلے گا) اس روز جبکہ عذاب انہیں اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ... ﴿۱۶﴾ [2]

ترجمہ: ان پر آگ کی چھتریاں اوپر سے بھی چھائی ہوں گی اور نیچے سے بھی۔

جہاں فضیحت و رسوائی کے لئے انتہائی گرم کھولتے ہوئے پانی سے جو آنتوں کو کاٹتا ہوا پنڈلیوں تک پہنچے گا اور کھالوں کو ہڈیوں سے علیحدہ کر دے گا، جیسے فرمایا

... كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ [3]

ترجمہ: (کیا وہ شخص جس کے حصہ میں یہ جنت آنے والی ہے) ان لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا؟۔

ان کی کھالوں سے جو پیپ، لہو اور کچ لہو جیسی انتہائی بدبودار متعفن چیزیں نکلیں گی جس کا پینا مشکل ہو گا اس سے ان کی تواضع کی جائے گی، جیسے فرمایا

لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِیْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ [4]

---

[1] العنکبوت ۵۵

[2] الزمر ۱۶

[3] محمد ۱۵

[4] النبا ۲۵، ۲۴

ترجمہ:اس کے اندر کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل کسی چیز کا مزہ وہ نہ چکھیں گے، کچھ ملے گا تو بس گرم پانی اور زخموں کا دھوون۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَأَنْتَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک ڈول عساق کا دنیا میں بہایا جائے تو تمام اہل دنیا بد بودار ہو جائیں۔ [1]

جہنم میں جہنمیوں کے لیے آگ کے علاوہ طرح طرح کے عذاب ہوں گے،

وَقَالَ غَيْرُهُ: كَالزَّمْهَرِيرِ وَالسَّمُومِ وَشُرْبِ الحَمِيمِ وَأَكْلِ الزَّقُّومِ وَالصُّعُودِ وَالْهُوِيِّ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَشْيَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْمُتَضَادَّةِ وَالْجَمِيعُ مِمَّا يُعَذَّبُونَ بِهِ وَيُهَانُونَ بِسَبَبِهِ

اور دیگر ائمہ تفسیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد شدید سردی، زہر، کھولتے ہوئے گرم پانی کا پینا، تھوہر کا کھانا، صعود پر چڑھایا جانا اور جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں گرایا جانا وغیرہ مختلف اور متضاد اشیاء مراد ہیں جن سے انہیں عذاب دیا اور ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ [2]

جہنم میں عذاب کی شدت سے یہ چیختے چلاتے رہیں گے مگر ان کی چیخ و پکار کو کوئی سننے والا نہ ہو گا۔

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾

یہ ایک قوم ہے جو تمہارے ساتھ آگ میں جانی والی ہے، کوئی خوش آمدید ان کے لیے نہیں ہے یہی تو جہنم میں جانے والے ہیں،

قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۣ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ

وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ہو جن کے لیے کوئی خوش آمدید نہیں ہے، تم ہی نے تو اسے پہلے ہی سے ہمارے سامنے لا رکھا تھا

فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ

پس رہنے کی بڑی بری جگہ ہے، وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جس نے (کفر کی رسم) ہمارے لیے پہلے سے نکالی ہو

عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا

اس کے حق میں جہنم کی دگنی سزا کر دے، اور جہنمی کہیں گے کیا یہ بات ہے کہ وہ لوگ ہمیں دکھائی نہیں دیتے جنہیں ہم

نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾

برے لوگوں میں شمار کرتے تھے، کیا ہم نے ہی ان کا مذاق بنا رکھا تھا یا ہماری نگاہیں ان سے ہٹ گئی ہیں،

---

[1] جامع ترمذی کتاب صفة جهنم بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ ۲۵۸۴، مسند احمد ۱۱۲۲۹، مسندابی یعلی ۱۳۸۱، شرح السنة للبغوی ۴۴۰۷

[2] تفسیرابن کثیر ۶/۱۱۳، التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج ۲۲۳/۲۳، الأساس في التفسير ۴۷۸۷/۸

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ (ص ۵۹ تا ۶۴)

یقین جانو کہ دوزخیوں کا یہ جھگڑا ضرور ہی ہو گا۔

وہ داروغہ جہنم کے ساتھ اپنے پیرووں کو آتے دیکھ کر آپس میں کہیں گے یہ ایک لشکر تمہارے پاس گھسا چلا آرہا ہے، یہ آگ میں جھلسنے والے ہیں ان کے لیے کوئی خوش آمدید نہیں ہے، ان کے پیروکاران کو جواب دیں گے نہیں بلکہ تم ہی جھلسے جا رہے ہو اور تمہارے لیے کوئی خیر مقدم نہیں ہے، اور ان ائمہ کفر اور پیشوایان ضلالت سے کہیں گے تم لوگ ہی کفر وضلالت کے راستے کو ہمارے سامنے مزین کر کے پیش کرتے تھے اور ہم تم لوگوں پر اعتماد کر کے اس راستے پر چلتے رہے مگر تم نے ہمیں گمراہ کر دیا، تم لوگ ہی ہمارے اس برے انجام کا باعث ہو، رہنے کے لیے یہ کیسی بری جگہ ہے، پھر وہ ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب! جس نے ہمیں اس بدترین انجام کو پہنچانے کا بندوبست کیا اس کو دوزخ کا دوہرا عذاب دے، جیسے فرمایا

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ﴿۳۸﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ فرمائے گا جاؤ تم بھی اسی جہنم میں چلے جاؤ جس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے گروہ جن وانس جا چکے ہیں، ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہو گا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہو گا حتی کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب! یہ لوگ تھے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا لہٰذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے۔

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ [۲]

ترجمہ: اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ [۳]

ترجمہ: سب کے لیے دوہرا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔

اور وہ حیران ہو کر ہر طرف دیکھیں گے اور آپس میں کہیں گے ہم اور ہمارے پیشوا تو اپنے انجام کو پہنچ چکے مگر ہم ان فقراء مومنین کو کہیں نہیں دیکھتے جنہیں ہم دنیا میں گمراہ، بنیاد پرست، دہشت گرد، انتہا پسند وغیرہ کے القاب سے نوازتے تھے؟ جن کے زہد وتقویٰ کی بنا پر عزت واحترام کرنے کے بجائے ان کے پاکیزہ اطوار کا مذاق اڑاتے تھے، جیسے فرمایا

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا

---

[۱] الاعراف ۳۸

[۲] الاحزاب ۶۸

[۳] الاعراف ۳۸

حَتّٰۤی اَنۡسَوۡکُمۡ ذِکۡرِیۡ وَ کُنۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ تَضۡحَکُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾ [1]

ترجمہ: تم وہی لوگ تو ہو کہ میرے بندے جب کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے، ہمیں معاف کر دے، ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے تو تم نے ان کا مذاق بنالیا یہاں تک کہ ان کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلا دیا کہ میں بھی کوئی ہوں اور تم ان پر ہنستے رہے۔

کیا وہ بھی ہمارے ساتھ عذاب میں مبتلا ہیں یا ہماری نظریں انہیں دیکھ نہیں پا رہیں؟ اے محمد ﷺ! بے شک اللہ علام الغیوب کی ہر بات سچی ہے، ایک وقت مقررہ پر جہنم میں ائمہ کفر وضلالت اور ان کے پیروکاروں میں یہی کچھ جھگڑے ہونے والے ہیں۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنۡذِرٌ ٭ۖ وَّ مَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ ﴿ۚ۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

کہہ دیجئے کہ میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں اور بجز اللہ واحد غالب کے کوئی لائق عبادت نہیں، جو پروردگار ہے آسمانوں

وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا الۡعَزِیۡزُ الۡغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلۡ ہُوَ نَبَؤٌا عَظِیۡمٌ ﴿ۙ۶۷﴾

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ یہ بہت بڑی خبر ہے

اَنۡتُمۡ عَنۡہُ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۶۸﴾ (ص ۶۵ تا ۶۸)

جس سے تم بے پرواہو رہے ہو۔

اے نبی ﷺ! آپ ان منکرین حق سے جو اللہ کی ہر سو بکھری نشانیوں کو دیکھ کر اور حق کے واضح دلائل سنکر بھی ایمان نہیں لاتے اور کج بحثی کے لئے معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں کہہ دیں کہ میں تو تم جیسا ایک بشر ہوں، اللہ نے اپنی رحمت سے مجھے رسالت کے لیے منتخب فرمایا ہے جیسے فرمایا

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ [2]

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا، میرے طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک ہی اللہ ہے، پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِیۡمُوۡۤا اِلَیۡہِ وَ اسۡتَغۡفِرُوۡہُ ۔۔۔ ﴿۶﴾ [3]

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! ان سے کہو میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا، مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا الٰہ تو بس ایک ہی الٰہ ہے لہٰذا تم سیدھے اسی کا رخ اختیار کرو اور اس سے معافی چاہو۔

[1] المومنون ۱۰۹،۱۱۰

[2] الکہف ۱۱۰

[3] حم السجدۃ ۶

میں اس کے حکم سے تمہیں اللہ کے دردناک عذاب اور اس کے ہولناک عتاب سے ڈراتا ہوں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور عمل صالح اختیار کریں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں، تا کہ تم پر یہ اچھی طرح واضح کر دوں کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں وزمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کا خالق و مالک ہے، وہ اکیلا ہے، اس کی کوئی اولاد، بیوی اور ماں باپ نہیں، اس کا کوئی ہمسر اور کفو نہیں، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جیسے فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ (۱)

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

اس کی بے شمار تخلیقات، لامحدود قوت و اختیارات اور علم میں کوئی شریک نہیں، اس عظیم الشان کائنات میں سب تصرفات اسی کے قبضہ میں ہیں، وہ علام الغیوب ہے اور اپنے علم کی وجہ سے ہر چیز سے باخبر ہے، جیسے فرمایا

...وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٠﴾ (۲)

ترجمہ: میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟۔

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ (۳)

ترجمہ: لوگو! تمہارا الٰہ تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے، ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

...وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾ (۴)

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

وہ اپنی سلطنت کی ہر چیز پر غالب ہے، جیسے فرمایا

...وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢١﴾ (۵)

ترجمہ: اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

کائنات کی ہر چیز اس کے ماتحت ہے اور اپنے خالق و رازق کی بندگی کے گن گا رہی ہے، جیسے فرمایا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤٤﴾ (۶)

---

(۱) الرحمٰن ۲۶،۲۷

(۲) الانعام ۸۰

(۳) طٰہ ۹۸

(۴) الطلاق ۱۲

(۵) یوسف ۲۱

(۶) بنی اسرائیل ۴۴

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ... ﴿۴۱﴾ [1]

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے۔

...يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...ۚ ﴿۲۴﴾ [2]

ترجمہ: ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ... ﴿۱﴾ [3]

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے۔

وہ بڑی عزتوں والا ہے اور باوجود عظمت و عزت کے بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے، اس وحدہ لاشریک کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں جس کی بندگی واطاعت کی جائے، اس لئے ان معبودوں سے جو نہ کچھ پیدا کر سکتے ہیں اور نہ کسی کو موت دے سکتے ہیں، نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، جن کے پاس نہ کوئی قوت ہے نہ اقتدار، جنہیں کسی چیز پر کچھ بھی اختیار نہیں، جو کسی چیز کا علم نہیں رکھتے اور جو گناہوں کی بخشش نہیں کر سکتے تائب ہو کر اللہ کی بارگاہ میں اپنی پیشانیاں جھکا دو، اور رب کی رحمتوں کے امیدوار بن جاؤ، میں تم پر نگران نہیں ہوں کہ تمہیں زبردستی ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں لے آؤں، اگر اللہ وحدہ لاشریک پر اور اس کے رسولوں پر، نازل شدہ کتابوں پر اور روز آخرت پر ایمان لاؤ گے تو اپنا ہی فائدہ کرو گے اور اگر تکذیب کرو گے اور سرکشی و بغاوت کی روش اپناؤ گے تو اس کا وبال بھی تم ہی اٹھاؤ گے، میری اس دعوت سے اعراض وغفلت نہ برتو، بلکہ سنجیدگی سے اس پر غور و تدبر کرو۔

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ

مجھے ان بلند قدر فرشتوں کی (بات چیت کا) کوئی علم ہی نہیں جبکہ وہ تکرار کر رہے تھے، میری طرف فقط یہی وحی کی جاتی ہے

اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا

کہ میں صاف صاف آگاہ کر دینے والا ہوں، جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا میں مٹی سے انسان کو پیدا کرنے

[1] النور ۴۱

[2] الحشر ۲۴

[3] الجمعۃ ۱

مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾

والا ہوں، سو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ (ص ۶۹ تا ۷۴)

چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا)، اس نے تکبر کیا اور وہ تھا کافروں میں سے

تخلیق آدم علیہ السلام اور ابلیس کی سرکشی:

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت شیطان کی بلند قدر فرشتوں کی توسط سے اپنے رب کے ساتھ گفتگو کا مجھے کوئی علم نہ تھا، مجھے تو وحی کے ذریعہ سے یہ باتیں صرف اس لئے بتائی جاتی ہیں کہ میں اللہ کے احکامات کو واضح طور پر بیان کر دوں جن کے اختیار کرنے سے تم اللہ کی خوشنودی کے مستحق ہوگے، اور ان محرمات و معاصی کی وضاحت کر دوں جن کو اختیار کرنے سے تم اللہ کے غیض و غضب کے مستحق قرار پاؤ گے، جب رب العالمین نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں اپنے ہاتھوں سے مٹی کا ایک پتلا تخلیق کرنے والا ہوں، جو بال و پر سے عاری ہو گا، جب میں اسے پوری طرح انسانی پیکر میں ڈھال لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں جس سے اس پیکر خاکی میں زندگی کی لہر دوڑ جائے تو اس کی تعظیم و تکریم میں تم سب کے سب اس کے آگے سجدہ میں گر جانا، اسلام میں کسی کے لیے تعظیمی سجدہ بھی جائز نہیں رکھا گیا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فَلِأَسْجُدَ لَكَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیں میں آپ کو سجدہ کروں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ [1]

چنانچہ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق کی تکمیل ہوئی اور اللہ نے اس پیکر خاکی میں روح پھونک دی تو تمام فرشتے بیک وقت سجدے میں گر گئے مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور نہایت غرور و تکبر سے اپنے رب کے حکم کو ٹھکرا دیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ

اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے ابلیس! تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا،

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ

کیا تو کچھ گھمنڈ میں آ گیا ہے؟ یا تو بڑے درجے والوں میں سے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح باب عشرۃ النساء ۳۲۵۵، بحوالہ جامع ترمذی، جامع ترمذی ابواب الرضاع بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ ۱۱۵۹، مسند احمد ۱۹۴۰۳، سنن الدارمی ۱۵۰۵، السنن الکبری للبیہقی ۱۴۷۰۴، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۷۱۳۴، شرح السنۃ للبغوی ۲۳۲۹

مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾

ھے آگ سے بنایااور اسے مٹی سے بنایا ہے، ارشاد ہوا کہ تو یہاں سے نکل جا تو مردود ہوا

وَّ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى

مجاور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت و پھٹکار ہے، کہنے لگا میرے رب! مجھے لوگوں کے اٹھ کھڑے ہونے کے

يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ (ص ۷۵ تا ۸۱)

دن تک مہلت دے، (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو مہلت والوں میں سے ہے متعین وقت کے دن تک۔

خالق کائنات نے فرمایا اے ابلیس، تجھے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کیا چیز مانع ہوئی جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے؟ اس طرح وہ عزت واکرام کا حامل ہے، کیا تو گھمنڈ میں مبتلا ہو گیا ہے یا تو ہے ہی کچھ اونچے درجے کی ہستیوں میں سے؟ اس نے خالق کائنات کو اپنے زعم فاسد میں جواب دیا میں نے اس کو اس لیے سجدہ نہیں کیا کیونکہ میں اس سے بہتر ہوں، آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اچھا تو اس عزت و تکریم کے مقام سے نکل جا، تو دھتکارا ہوا ہے، جیسے فرمایا

...فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ [۱]

ترجمہ: پس تو نکل جا کہ درحقیقت تو ان لوگوں میں سے ہے جو خود اپنی ذلت چاہتے ہیں۔

اور تیرے اوپر یوم الجزا تک میری لعنت و پھٹکار ہے، یعنی میری لعنت و پھٹکار دائمی اور ابدالآباد تک ہے اور اس کے بعد تو اپنے کرتوتوں کی سزا بھگتے گا، ابلیس بولا اے میرے رب! اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے اس وقت تک کے لئے مہلت دے دے جب یہ لوگ اعمال کی جزا کے لیے دوبارہ اٹھائے جائیں گے، باری تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیت کے تقاضوں کے مطابق ابلیس کی درخواست قبول کرتے ہوئے فرمایا ٹھیک ہے، ہم نے تجھے اس متعین وقت کے دن تک مہلت دے دی جس کا وقت صرف مجھے معلوم ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ

کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکادونگا، بجز تیرے ان بندوں کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں، فرمایا سچ

وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ (ص ۸۲ تا ۸۵)

تو یہ ہے، اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ تجھ سے اور تیرے تمام ماننے والوں میں (بھی) جہنم کو بھر دونگا۔

ابلیس مردود نے انتہائی ڈھٹائی سے کہا اے میرے رب تیری عزت کی قسم! میں ان سب اولاد آدم کو راہ راست سے گمراہ کر کے دم لوں گا البتہ تیرے چیدہ پسندیدہ بندوں پر جو تیری یاد میں منہمک رہیں گے میرا کوئی بس نہیں چلے گا، جیسے فرمایا

[۱] الاعراف ۱۳

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ (۱)

ترجمہ: پھر وہ بولا دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سمیت پوری جنس شیاطین سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو ان انسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے، جیسے فرمایا

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو جا ان میں سے جو بھی تیری پیروی کریں تجھ سمیت ان سب کے لیے جہنم ہی بھرپور جزا ہے۔

...وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ (۳)

ترجمہ: مگر میری وہ بات پوری ہوگئی جو میں نے کہی تھی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا

کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں، یہ تمام جہان والوں

ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ لَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ (ص۸۶تا۸۸)

کے لیے سراسر نصیحت (وعبرت) ہے، یقیناً تم اس کی حقیقت کو کچھ ہی وقت کے بعد (صحیح طور پر) جان لو گے۔

اے نبی ﷺ! ان منکرین حق سے کہہ دیں کہ مجھے تمہارے مال و دولت، مرتبہ و حیثیت اور دنیاوی نفع حاصل کرنے کی کوئی لالچ یا تمنا نہیں، یہ وعظ و نصیحت میں اپنے کسی ذاتی مفاد کے لئے نہیں کر رہا اور نہ ہی میں جھوٹا آدمی ہوں کہ اللہ کی طرف ایسی بات منسوب کر دوں جو اس نے نہ کہی ہو یا میں تمہیں ایسی بات کی طرف دعوت دوں جس کا اللہ نے مجھے حکم نہ دیا ہو بلکہ میں اللہ کے احکامات پوری دیانت و امانت کے ساتھ تم تک پہنچا رہا ہوں، اس وعظ و تبلیغ سے میرا مقصود صرف اللہ کی رضا و خوشنودی ہے، اور میں جو دعوت پیش کر رہا ہوں وہ دنیا بھر کے انسانوں اور جنات کے لئے نصیحت ہے بشرطیکہ کوئی اس سے نصیحت حاصل کرنے کا قصد کرے، جیسے فرمایا

...وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ... (۴)

ترجمہ: اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تا کہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔

---

(۱) بنی اسرائیل ۶۲

(۲) بنی اسرائیل ۶۳

(۳) السجدة ۱۳

(۴) الانعام ۱۹

وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ مِنَ الۡاَحۡزَابِ فَالنَّارُ مَوۡعِدُهٗ ⁽¹⁾

ترجمہ: اور انسانی گروہوں میں سے جو کوئی اس کا انکار کرے تو اس کے لیے جس جگہ کا وعدہ ہے وہ دوزخ ہے۔

اللہ کے کلام (قرآن) کی تصدیق، میرے بیان کی سچائی اور میری زبان کی صداقت بہت جلد تمہاری زندگی میں ہی یا مرتے ہی جب تمام اسباب منقطع ہو جائیں گے تمہارے سامنے آ جائے گی۔

محرز رضی اللہ عنہ بن نضلہ کا قبول اسلام:

محرز رضی اللہ عنہ بن نضلہ کا شمار بڑے عظیم المرتبت صحابہ میں ہوتا ہے ان کا تعلق بنو اسد بن خزیمہ سے تھا سلسلہ نسب یہ ہے،

محرز بن نضلة :بن عبد الله بن مرة بن كثير بن غنم بن دودان بن أسد بن خزيمة الأسدي، أبو نضلة، ويعرف بالأخرم

محرز رضی اللہ عنہ بن نضلہ بن عبد اللہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، مگر یہ اخرم اسدی کے لقب سے مشہور ہیں

والذي عند الناس أنه حليف بني عبد شمس

ایام جاہلیت میں ان کا خاندان بنو عبد شمس کا حلیف تھا۔ ⁽²⁾

یہ ان سعید الفطرت نوجوانوں میں سے ہیں جنہوں نے بعثت نبوی کی ابتدا ہی میں عین عنفوان شباب میں دعوت توحید پر لبیک کہا اس طرح ان کو السابقون الاولون کی مقدس جماعت کا رکن ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا

وكانت بنو عَبْد الأشهل يدعون أنّه حليفهم

تیرہ بعثت نبوی میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن عام دیا تو اخرم اسدی رضی اللہ عنہ بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے یہاں بنو نجار کے خاندان بنو عبد الاشہل نے انہیں اپنا حلیف بنا لیا،

مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:قَالَ: آخَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مُحْرِزِ بْنِ نَضْلَةَ وَعُمَارَةَ بْنِ حَزْمٍ،وَشَهِدَ بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْخَنْدَقِ

محمد بن ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا رشتہ مواخاۃ انصار کے جلیل القدر فرزند عمارہ رضی اللہ عنہ بن خزم نجاری سے قائم فرمایا۔ ⁽³⁾

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: وَشَهِدَ بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْخَنْدَقِ.

محمد بن عمر سے روایت ہے غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو انہوں نے غزوہ بدر میں اپنی شمشیر خارا شگاف کے جوہر دکھائے، اس کے بعد غزوہ احد اور غزوہ احزاب میں اپنی شجاعت اور سرفروشی کی دھاک بٹھادی۔ ⁽⁴⁾

⁽¹⁾ ھود ۱۷

⁽²⁾ مغازی واقدی ۱۹۵/۱۱

⁽³⁾ ابن سعد ۱۷/۳

⁽⁴⁾ ابن سعد ۷۰/۳

قَالَ مُحْرِزُ بْنُ نَضْلَةَ: رَأَيْتُ سَمَاءَ الدُّنْيَا أُفْرِجَتْ لِي حَتَّى دَخَلْتُهَا حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ. ثُمَّ انْتَهَيْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَقِيلَ لِي :هَذَا مَنْزِلُكَ، فَعَرَضْتُهَا عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. وَكَانَ أَعْبَرُ النَّاسِ فَقَالَ: أَبْشِرْ بِالشَّهَادَةِ!

محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے خواب دیکھا کہ آسمان دنیا کے دروازے میرے لئے کھول دیئے گئے اور میں عالم بالا کی سیر کرتے ہوئے ساتویں آسمان یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا، اس وقت غیب سے آواز آئی یہی تمہارا مسکن ہے، میں نے اپنا خواب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے تعبیر رویاء میں کمال درجے کی مہارت عطا فرمائی تھی اور اکثر لوگ ان کی خدمت میں اپنے خوابوں کی تعبیر پوچھنے کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم راہ حق میں درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔[1]

خَرَجْتُ أَنَا وَرَبَاحٌ غُلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَرَجْتُ بِفَرَسٍ لِطَلْحَةَ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ قَدْ أَغَارَ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاقَهُ أَجْمَعَ، وَقَتَلَ رَاعِيَهُ، فَقُلْتُ: يَا رَبَاحُ! اقعُدْ عَلَى هَذَا الفَرَسِ، فَأَلْحِقْهُ بِطَلْحَةَ، وَأَعْلِمْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،أَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَغَارُوا عَلَى سَرْحِهِ وَقُمْتُ عَلَى تَلٍّ،فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِينَةَ ثُمَّ نَادَيْتُ ثَلَاثًا: يَا صَبَاحَاهُ! وَاتَّبَعْتُ الْقَوْمَ فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِم وَأَعْقِرُ بِهِم، وَذَلِكَ حِيْنَ يَكْثُرُ الشَّجَرُ، فَإِذَا رَجَعَ إِلَيَّ فَارِسٌ قَعَدْتُ لَهُ فِي أَصلِ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَمَيْتُهُ، وَجَعَلْتُ أَرمِيهِ وَأَقُولُ:

چند دن بعد وہ وقت آ گیا جس کا اخرم اسدی رضی اللہ عنہ کو شدت سے انتظار تھا ربیع الآخر چھ ہجری میں عیینہ بن حصن فزاری نے چالیس سواروں کے جتھے کے ساتھ غابہ کی چراہ گاہ پر چھاپہ مارا، یہ چراہ گاہ مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر ایک چشمے ذی قرد سے متصل واقع تھی اور اس میں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں، فزاری غارت گروں نے اونٹنیوں کے نگران کو شہید کر ڈالا اور بیس شیر دار اونٹنیوں کو ہانک کر لے چلے، سلمہ رضی اللہ عنہ بن الاکوع اسلمی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام رباح طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں آ نکلے، سلمہ رضی اللہ عنہ کو غارت گروں کی حرکت کا علم ہوا تو وہ غم وغصہ سے بے تاب ہو گئے انہوں نے کہا اے رباح رضی اللہ عنہ! اس گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً مدینہ منورہ جاؤ اور اسے طلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دے دو کہ مشرکین نے چراہ گاہ پر حملہ کر دیا ہے، اور خود تن تنہا فزاری لٹیروں سے لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے، وہ بڑے دلاور اور نڈر آدمی تھے اور قدر اندازی میں بھی کمال درجے کی مہارت رکھتے تھے، انہوں نے پہلے ایک قریبی ٹیلے پر چڑھ کر مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے تین بار (جس کے لفظی معنی ہے اے صبح کی مصیبت) کا نعرہ لگایا اس زمانے میں جب کوئی شخص یہ نعرہ لگاتا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ وہ مصیبت میں مبتلا ہے یا اس کو کوئی سخت معاملہ در پیش ہے جس سے نکلنے کے لیے اس کو مدد کی ضرورت ہے، یہ نعرہ لگا کر سلمہ رضی اللہ عنہ ٹیلے سے نیچے اترے اور لٹیروں کے تعاقب میں چل پڑے اور درختوں کی آڑ لے کر چھاپہ ماروں پر پتھروں اور تیروں کی بوچھاڑ کر دی، جب لٹیرے ان کی طرف آنے کی کوشش کرتے تو وہ درختوں کے جھنڈ میں چھپ جاتے، جب وہ واپس جاتے تو پھر تیروں سے بوچھاڑ کر دیتے اور للکار کر یہ رجز پڑھتے

[1] انساب الاشراف للبلاذری ۱۹۵/۱۱، ابن سعد ۷۰/۳

خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعْ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعْ

اسے لے میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن چھٹی کا دودھ یاد کرانے (یا سخت لڑائی) کا دن ہے

وَأَصَبتُ رَجُلاً بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَكُنْتُ إِذَا تَضَايَقَتِ الثَّنَايَا، علوتُ الجبلَ، فَرَدَأْتُهم بِالحِجَارَةِ، فَمَا زَالَ ذَلِكَ شَأْنِي وَشَأْنُهُم، حَتَّى مَا بَقِيَ شَيْءٌ مِنْ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا خَلَّفْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي، وَاسْتَنْقَذْتُهُ، ثُمَّ لَمْ أَزَلْ أَرْمِيهِم حَتَّى أَلْقَوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلاَثِيْنَ رُمْحاً، وَأَكْثَرَ مِنْ ثَلاَثِيْنَ بُرْدَةً يَسْتَخِفُّونَ مِنْهَا، وَلاَ يُلْقُوْنَ شَيْئاً إِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ حِجَارَةً، وَجَمَعتُهُ عَلَى طَرِيقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا امتدَّ الضُّحَى أَتَاهُم عُيَيْنَةُ بنُ بَدْرٍ مَدَداً لَهُم ، وَهُم فِي ثَنِيَّةٍ ضَيِّقَةٍ، ثُمَّ عَلَوْتُ الجبَلَ

اس اکیلے مرد مجاہد نے اپنے تیروں اور پتھروں سے لٹیروں کا ناطقہ بند کر دیا اور وہ بدحواسی کے عالم میں ساری اونٹنیاں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے، سلمہ رضی اللہ عنہ نے اونٹنیوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہانک دیا اور خود برابر لٹیروں کا پیچھا کرتے رہے جو اپنی تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک برق رفتاری کے ساتھ بھاگتے جاتے تھے، جب چاشت سے کچھ زیادہ وقت ہوا تو عیینہ بن فزاری کچھ مسلح سواروں کے ساتھ غارتگروں کی مدد کے لیے آپہنچا، ان لوگوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنا چاہا مگر سلمہ رضی اللہ عنہ ایک قریبی پہاڑی چوٹی پر چڑھ گئے،

قُلْتُ: أَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ، وَالَّذِي أَكرَمَ وَجهَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَيُدْرِكَنِي، وَلاَ أَطْلُبُهُ فَيَفُوتَنِي ،قَالَ فَمَا بَرِحْتُ مَقْعَدِي ذَلِكَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى فَوَارِسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم يخللون الشَّجَرَ وَإِذَا أَوَّلُهم الْأَخْرَمُ الأَسَدِيُّ، وَعَلَى أَثَرِهِ أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أثره الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيُّ، فولَّى الْمُشْرِكُونَ مُدْبِرِينَ

اور وہاں سے للکار کر کہا اے اللہ کے دشمنوں! جانتے ہو میں کون ہوں، میں ہوں اکوع کا بیٹا، اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کو بزرگ بنایا تم میں سے کسی کی مجال نہیں کہ مجھ کو گرفتار کر سکے اگر تم میں سے کوئی میرے نزدیک آیا تو وہ ہرگز بچ کر نہ جانے پائے گا، ابھی فزاری غارت گر اگلا قدم اٹھانے کی سوچ ہی رہے تھے کہ دور سے گرد اڑتی نظر آئی اور درختوں کے جھنڈ سے شہسوار نمودار ہوئے جو اپنے گھوڑے اڑاتے سلمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے آرہے تھے، یہ شہسوار اس امدادی دستے کا ہراول تھے جو سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاکے کی اطلاع ملتے ہی لٹیروں کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا تھا سب سے آگے اخرم اسدی رضی اللہ عنہ تھے ان کے پیچھے ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے کچھ دور مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود کندی تھے

وأنزل من الجبل فأعرض للأخرم فأخذ عنان فرسه، فقلت: يا أخرم ائذن القوم يعني احذرهم فإني لا آمن من أَنْ يَقْتَطِعُوكَ فَاتَّئِدْ حَتَّى يَلْحَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ،قَالَ: يَا سَلَمَةُ إِنْ كُنْتَ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتَعْلَمُ أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ، فَلَا تَحُلْ بَيْنِي وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ ،قَالَ: فَخَلَّيْتُ عِنَانَ فَرَسِهِ، فَيَلْحَقُ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَعْطِفُ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَاخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ الْأَخْرَمُ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَتَلَهُ

فَتحَوَّلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ ، فَيَلْحَقُ أَبُو قَتَادَةَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَاخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ بِأَبِي قَتَادَةَ وَقَتَلَهُ أَبُو قَتَادَةَ، وَتَحَوَّلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ

اس وقت سلمہ رضی اللہ عنہ فوراً پہاڑی کی چوٹی سے نیچے اترے اور اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا اخرم رضی اللہ عنہ! رک جاؤ! اگر تم آگے بڑھے تو مجھے ڈر ہے کہ لٹیرے تم پر حملہ کر دیں گے تھوڑی دیر انتظار کرو تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم آجائیں، اخرم رضی اللہ عنہ کو غیرت دینی نے شعلہ جوالہ بنا دیا تھا اور وہ غارت گروں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے سخت بے تاب تھے انہوں نے فرمایا اے سلمہ رضی اللہ عنہ! اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو مجھے راہ حق میں اپنی جان قربان کرنے سے نہ روکو، یہ جملے انہوں نے اس جوش اور جذبہ کے ساتھ کہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اور وہ گھوڑا اڑاتے ہوئے لٹیروں کی طرف بڑھے، فزاریوں کا نامور جنگجو عبدالرحمٰن بن عیینہ سب سے پہلے ان کے سامنے آیا انہوں نے اپنی تلوار سے اس پر ایک بھرپور وار کیا وہ خود تو بچ گیا لیکن اس کا گھوڑا زخمی ہو گیا اب اس نے سنبھل کر اخرم رضی اللہ عنہ پر اپنے نیزے کا وار کیا یہ وار کارگر ثابت ہوا اور اخرم رضی اللہ عنہ کے جگر کے پار ہو گیا وہ شہید ہو کر فرش خاک پر گر گئے اور وہ اخرم کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا، یوں ان کے اس خواب کی تعبیر پوری ہوگئی جس میں سدرۃ المنتہیٰ کو ان کا مسکن قرار دیا گیا تھا، اتنے میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ گھوڑا اڑاتے آ پہنچے اور اپنے نیزے سے عبدالرحمٰن بن عیینہ کو جہنم واصل کر کے اخرم رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لیا اور اخرم رضی اللہ عنہ کا گھوڑا اپنی تحویل میں لے لیا۔ [1]

وَكَانَ يَوْمَ قتل ابن سبع وثلاثين، أو ثمان وثلاثين سنة

شہادت کے وقت ان کی عمر ۳۷ یا ۳۸ برس کی تھی۔ [2]

مضامین سورۃ البروج:

اہل ایمان پر کفار کے مظالم کے سلسلے میں دونوں طبقات کو خبردار کیا گیا ہے۔

- اہل ایمان اگر مظالم برداشت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم سے نوازے گا۔
- ظالموں سے ان کے ظلم کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ لے گا۔

اس ضمن میں اصحاب الاخدود پر کی گئی لعنت کا ذکر کیا گیا ہے اور کفار مکہ کو کہا کہ تم بھی اسی طرح کے عذاب کے مستحق ہو گے، اس کے بعد اہل ایمان کو بتایا گیا کہ پہلے ادوار میں (ذونواس یہودی کے دور میں بیس ہزار) اہل ایمان نوجوانوں، بوڑھوں، بچوں، مردوں اور عورتوں کو اپنا مذہب تبدیل نہ کرنے کے جرم میں دہکتی ہوئی آگ کے گڑھوں میں پھینک دیا گیا اور انہوں نے ان سب مظالم کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا مگر دولت ایمان کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے، اسی طرح اب بھی اہل ایمان کو چاہیئے کہ ہر طرح کا سخت سے سخت عذاب بھگت لیں

---

[1] صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا۴۶۷۸ ، البدية والنهاية۱۷۴/۴،تاریخ طبری ۵۹۸/۲،ابن سعد۶۳/۲، سیراعلام النبلاء۷/۲،الإصابة في تمييز الصحابة۵۸۲/۵

[2] اسدالغابة۶۸/۵،ابن سعد۱۷/۳، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۳۶۵/۳

مگر اس انمول دولت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور غلبے کا ذکر ہے کہ وہ زمین وآسمان کی سلطنت کا مالک ہے اور ہر طرح کی حمد کا مستحق بھی ہے، وہ دونوں گروہوں کے اعمال اور احوال کا براہ راست مشاہدہ کر رہا ہے، کافروں کو ان کے کفر کی سزا جہنم کی صورت میں ملے گی اور اہل ایمان کو ظلم برداشت کرنے، اللہ پر توکل اور بھروسے کی وجہ سے جنت کی ابدی اور یقینی نعمتوں کا حقدار بنا دیا جائے گا، کفار کو جب سزا ملے گی تو ان کی جماعت بندی اور انفرادی طاقت وقوت ان کے کسی کام نہ آسکے گی، اس سلسلے میں فرعون، قوم ثمود اور دوسرے سرداروں اور بادشاہوں کا عبرتناک انجام سب کے لئے نمونہ عبرت کے طور پر موجود ہے، آخر میں بتایا کہ باعظمت قرآن تمہیں وہ باتیں بتا رہا ہے جو لوح محفوظ میں ہیں اور اس کی ہر بات حتمی یقینی اور واقعی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ ۙ﴿۱﴾ وَ الۡيَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ ۙ﴿۲﴾ وَ شَاهِدٍ وَّ مَشۡهُوۡدٍ ؕ﴿۳﴾

برجوں والے آسمان کی قسم! وعدہ کئے ہوئے دن کی قسم! حاضر ہونے والے اور حاضر کئے گئے کی قسم!

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۙ﴿۵﴾ اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ ۙ﴿۶﴾

(کہ) خندقوں والے ہلاک کئے گئے، وہ ایک آگ تھی ایندھن والی، جبکہ وہ لوگ اس کے آس پاس بیٹھے تھے

وَّ هُمۡ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ شُهُوۡدٌ ؕ﴿۷﴾ وَ مَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا

اور مسلمانوں کے ساتھ جو کر رہے تھے اس کو اپنے سامنے دیکھ رہے تھے، یہ لوگ ان مسلمانوں (کے کسی اور گناہ) کا

بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ

بدلہ نہیں لے رہے تھے، سوائے اس کے کہ وہ اللہ غالب لائق حمد کی ذات پر ایمان لائے تھے جس کے لیے آسمان وزمین کا

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ؕ﴿۹﴾ (البروج ۱تا۹)

ملک ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے ہر چیز۔

گڑھوں میں آگ جلا کر اہل ایمان کو ان میں زندہ جلا دینے کے کئی واقعات بیان ہوئے ہیں۔

پہلی روایت:

عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ مَلِكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ السَّاحِرُ قَالَ لِلْمَلِكِ: إِنِّي قَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَحَضَرَ أَجَلِي فَادْفَعْ إِلَيَّ غُلَامًا فَلَأُعَلِّمْهُ السِّحْرَ، فَدَفَعَ إِلَيْهِ غُلَامًا، فَكَانَ يُعَلِّمُهُ

السِّحْرَ، وَكَانَ بَيْنَ السَّاحِرِ وَبَيْنَ الْمَلِكِ رَاهِبٌ، فَأَتَى الْغُلَامُ عَلَى الرَّاهِبِ، فَسَمِعَ مِنْ كَلَامِهِ فَأَعْجَبَهُ نَحْوُهُ وَكَلَامُهُ، فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ وَقَالَ: مَا حَبَسَكَ؟ وَإِذَا أَتَى أَهْلَهُ ضَرَبُوهُ وَقَالُوا: مَا حَبَسَكَ؟ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ: إِذَا أَرَادَ السَّاحِرُ أَنْ يَضْرِبَكَ فَقُلْ: حَبَسَنِي أَهْلِي، وَإِذَا أَرَادَ أَهْلُكَ أَنْ يَضْرِبُوكَ فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ، قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى دَابَّةٍ فَظِيعَةٍ عَظِيمَةٍ، وَقَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ، فَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَجُوزُوا، فَقَالَ: الْيَوْمَ أَعْلَمُ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ أَمْ أَمْرُ السَّاحِرِ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ وَأَرْضَى لَكَ مِنَ أَمْرِ السَّاحِرِ، فَاقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ حَتَّى يَجُوزَ النَّاسُ، وَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا، وَمَضَى النَّاسُ،

صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر تھا فَلَمَّا كَبِرَ جب وہ جادوگر بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں تا کہ میں اسے جادو سکھا سکوں، بادشاہ نے ایک لڑکے کو اس کے پاس بھیج دیا تا کہ وہ جادوگر اسے جادو سکھا دے، جب وہ لڑکا اس جادوگر کے ہاں جاتا تو راستہ میں اسے ایک راہب ملتا وہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھ جاتا اور اسکی باتیں سنتا، وہ باتیں اسے بہت اچھی معلوم ہوتیں تو جب کبھی وہ جادوگر کے پاس جاتا راہب کے پاس ضرور جا کر بیٹھتا، جادوگر اسے دیر سے آنے پر مارتا، اس لڑکے نے اس بات کی شکایت راہب سے کی، راہب نے کہا جب تمہیں جادوگر سے اندیشہ ہو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تمہیں گھر والوں سے کسی قسم کا اندیشہ ہو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا، اسی طرح دن گذرتے رہے ایک دن ایسا ہوا کہ وہ ایک بڑے چوپائے کے پاس پہنچا جس نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا اس لڑکے نے سوچا آج میں جان لوں گا کہ راہب افضل ہے یا ساحر؟ اس لڑکے نے ایک پتھر اٹھایا اور اس طرح دعا کی اے اللہ! اگر راہب کا کام تیرے نزدیک جادوگر کے کام کے مقابلے میں پسندیدہ ہے تو اس چوپائے کو قتل کر دے تا کہ لوگ آ جا سکیں، پھر اس نے پتھر پھینکا اور اسے قتل کر دیا اور لوگ جانے آنے لگے،

فَأَخْبَرَ الرَّاهِبَ بِذَلِكَ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، أَنْتَ أَفْضَلُ مِنِّي، وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى، فَإِنْ ابْتُلِيتَ، فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ، فَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَسَائِرَ الْأَدْوَاءِ وَيَشْفِيهِمْ، وَكَانَ جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ فَعَمِيَ، فَسَمِعَ بِهِ، فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيرَةٍ فَقَالَ: اشْفِنِي وَلَكَ مَا هَاهُنَا أَجْمَعُ، فَقَالَ: مَا أَشْفِي أَنَا أَحَدًا، إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ، فَإِنْ أَنْتَ آمَنْتَ بِهِ، دَعَوْتُ اللَّهَ فَشَفَاكَ، فَآمَنَ فَدَعَا اللَّهَ لَهُ فَشَفَاهُ، ثُمَّ أَتَى الْمَلِكَ، فَجَلَسَ مِنْهُ نَحْوَ مَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: يَا فُلَانُ، مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ فَقَالَ: رَبِّي، قَالَ: أَنَا؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، قَالَ: أَوَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّهُ عَلَى الْغُلَامِ،

وہ راہب کے پاس آیا اور اسے اس واقعہ کی خبر دی، راہب نے اس سے کہا اے میرے بیٹے! اب تو تم مجھ سے افضل ہو گئے، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کس مقام پر پہنچ گئے ہو اور (دیکھو) تم عنقریب آزمائش میں مبتلا ہو گے تو اگر تم کسی آزمائش سے دوچار ہو جاؤ تو میرا نام نہ لینا، الغرض نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ لڑکا مادر زاد اندھے کو بینا کر دیتا تھا، برص زدہ کو اچھا کر دیتا تھا اور لوگوں کی ہر بیماری کا وہ کامیاب علاج کرتا تھا، یہ خبر بادشاہ کے ایک ہم نشین کو پہنچی جو اندھا ہوگیا تھا وہ شخص بہت سے تحفے لیکر اس لڑکے کے پاس پہنچا اور اس سے کہا اگر تم مجھے اچھا کر دو تو یہ

سب کچھ تمہارا ہے، لڑکے نے کہا میں کسی کو اچھا نہیں کرتا اچھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کرتا ہے، اگر تم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لے آؤ تو میں اللہ سے دعا کروں گا وہ تمہیں شفا دے گا، وہ اللہ قادر مطلق پر ایمان لے آیا، قدرتوں والے اللہ قادر مطلق نے اسے شفا دی (وہ بینا ہو گیا) پھر وہ بادشاہ کے پاس پہنچا اور اس کے پاس بیٹھا جس طرح وہ بیٹھا کرتا تھا، بادشاہ نے اس سے پوچھا تمہاری بینائی تمہیں کس نے لوٹائی؟ اس نے کہا میرے اللہ وحدہ لاشریک نے، مشرک بادشاہ اللہ وحدہ لاشریک کا لفظ کیسے برداشت کر سکتا تھا اس نے کہا کیا میرے علاوہ تیرا اور کوئی رب بھی ہے؟ اس نے کہا میرا اور تیرا رب اللہ ہے، بادشاہ نے اس جرم میں اسکو گرفتار کر لیا گیا اور مسلسل اسے تکلیف پہنچا تا رہا یہاں تک کہ اس نے اس لڑکے کا نام بتا دیا،

فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ أَنْ تُبْرِئَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَهَذِهِ الْأَدْوَاءَ؟ قَالَ: مَا أَشْفِي أَنَا أَحَدًا، مَا يَشْفِي غَيْرُ اللَّهِ، قَالَ: أَنَا؟ قَالَ: لَا. قَالَ: أَوَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟ قَالَ: نَعَمْ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، فَأَخَذَهُ أَيْضًا بِالْعَذَابِ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ، فَأُتِيَ بِالرَّاهِبِ، فَقَالَ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى، فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ، وَقَالَ لِلْأَعْمَى: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ فِي الْأَرْضِ، وَقَالَ لِلْغُلَامِ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى،

جس لڑکے نے اس کے لئے دعا کی تھی اس کو بادشاہ کے حضور پیش کیا گیا بادشاہ نے اس سے کہا اے میرے بیٹے! تمہارا جادو اس حد تک پہنچ گیا کہ تم مادرزاد اندھے اور برص زدہ کو اچھا کر دیتے ہو اور تم ایسا ایسا کرتے ہو، لڑکے نے کہا مجھ میں تو کوئی قدرت نہیں کہ کسی کو اچھا کر سکوں، ساری قدرتیں تو اللہ وحدہ لاشریک کے اختیار میں ہیں اچھا تو وہی کرتا ہے، بادشاہ نے اسے گرفتار کر لیا اور مسلسل اسے تکلیف پہنچا تا رہا یہاں تک کہ اس نے راہب کا نام بتا دیا، بادشاہ نے راہب کو بلوایا اور اس سے کہا اپنے دین سے لوٹ آؤ اس نے انکار کیا تو بادشاہ نے ایک آرا منگوایا آرے کو اس کے سر کی مانگ پر رکھا اور اس کے جسم کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیا، پھر بادشاہ نے اپنے ہم نشین کو بلوایا اور اس سے کہا اپنے دین سے لوٹ آؤ اس نے انکار کیا تو بادشاہ نے آرے کو اس کے سر کی مانگ پر رکھا اس کے جسم کو بھی چیر کر دو ٹکڑے کر دیے، پھر اس لڑکے کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ اس نے بھی انکار کر دیا،

فَبَعَثَ بِهِ مَعَ نَفَرٍ إِلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: إِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ، وَإِلَّا فَدَهْدِهُوهُ مِنْ فَوْقِهِ، فَذَهَبُوا بِهِ، فَلَمَّا عَلَوْا بِهِ الْجَبَلَ قَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَتَدَهْدَهُوا أَجْمَعُونَ، وَجَاءَ الْغُلَامُ يَتَلَمَّسُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيهِمُ اللَّهُ، فَبَعَثَ بِهِ مَعَ نَفَرٍ فِي قُرْقُورٍ، فَقَالَ: إِذَا لَجَجْتُمْ بِهِ الْبَحْرَ، فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ، وَإِلَّا فَغَرِّقُوهُ فَلَجَّجُوا بِهِ الْبَحْرَ، فَقَالَ الْغُلَامُ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَغَرِقُوا أَجْمَعُونَ، وَجَاءَ الْغُلَامُ يَتَلَمَّسُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: كَفَانِيهِمُ اللَّهُ،

تو بادشاہ نے اس کو اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے حوالے کر دیا اور ان سے کہا اس لڑکے کو فلاں پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ جب تم چوٹی پر پہنچ جاؤ تو اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے (تو ٹھیک ہے) ورنہ اسکو پہاڑ پر سے پھینک دینا، وہ لوگ اسکو لیکر پہاڑ کی چوٹی پر گئے، اس لڑکے

نے دعا کی اے اللہ! تو جس طرح چاہے میرے لیے ان کے مقابلہ میں کافی ہو جا، پہاڑ ہلا اور وہ سب گر کر ہلاک ہو گئے، لڑکا لوٹ کر پھر بادشاہ کے پاس پہنچ گیا بادشاہ نے پوچھا تمہارے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ لڑکے نے کہا ان گنت قدرتوں والا قادر مطلق اللہ ان سب کے مقابلہ میں میرے لیے کافی ہو گیا، بادشاہ نے اس کو اپنے اصحاب کے چند لوگوں کے حوالہ کیا اور ان سے کہا اس کو چھوٹی کشتی میں بٹھا کر بیچ سمندر میں جاؤ اگر یہ اپنے دین سے باز آ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اسکو سمندر میں پھینک دو، وہ لوگ اسکو کشتی میں بٹھا کر سمندر کے بیچ میں لے گئے، لڑکے نے کہا اللہ ان کے مقابلہ میں جس طرح تو چاہے میرے لیے کافی ہو جا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت سے کشتی الٹ گئی اور وہ سب غرق ہو گئے، لڑکا چلتا ہوا دوبارہ بادشاہ کے پاس جا پہنچا، بادشاہ نے پوچھا تمہارے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ لڑکے نے کہا اللہ ان کے مقابلے میں میرے لئے کافی ہو گیا،

ثُمَّ قَالَ لِلْمَلِكِ: إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ، فَإِنْ أَنْتَ فَعَلْتَ مَا آمُرُكَ بِهِ قَتَلْتَنِي، وَإِلَّا فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ قَتْلِي، قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ، ثُمَّ تَصْلُبُنِي عَلَى جِذْعٍ فَتَأْخُذُ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِي، ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي، فَفَعَلَ وَوَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبِدِ قَوْسِهِ ثُمَّ رَمَى فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ، فَوَضَعَ السَّهْمَ فِي صُدْغِهِ فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهُ عَلَى مَوْضِعِ السَّهْمِ وَمَاتَ

پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے جب تک وہ کام نہ کرو جو میں تمہیں بتاؤں، بادشاہ نے پوچھا وہ کیا کام ہے؟ لڑکے نے کہا ایک میدان میں سب کو جمع کر دو اور ایک تنے پر مجھے لٹکا دو پھر میرے ترکش سے تیر نکالو پھر اس تیر کو کمان پر چڑھاؤ اور پھر کہو اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے پھر مجھے تیر مارو اگر تم اس طرح کرو تو مجھے قتل کر سکتے ہو ورنہ نہیں، پھر بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور پھر اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھ کر کہا اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے پھر وہ تیر اس لڑکے کو مارا تو وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا گھسا تو لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا،

فَقَالَ النَّاسُ: آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَقِيلَ لِلْمَلِكِ: أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ؟ فَقَدْ وَاللَّهِ نَزَلَ بِكَ، قَدْ آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، فَأَمَرَ بِأَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدِّدَتْ فِيهَا الْأُخْدُودُ وَأُضْرِمَتْ فِيهَا النِّيرَانُ، وَقَالَ: مَنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ فَدَعُوهُ، وَإِلَّا فَأَقْحِمُوهُ فِيهَا، قَالَ: فَكَانُوا يَتَعَادَوْنَ فِيهَا وَيَتَدَافَعُونَ، فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ بِابْنٍ لَهَا تُرْضِعُهُ، فَكَأَنَّهَا تَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِي النَّارِ، فَقَالَ الصَّبِيُّ: يَا أُمَّهْ، اصْبِرِي، فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ

جب لوگوں نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا تجھے جس بات کا ڈر تھا اب وہی بات آن پہنچی کہ لوگ ایمان لے آئے، تو پھر بادشاہ نے گلیوں کے دہانوں پر خندق کھودنے کا حکم دیا پھر خندق کھودی گئی اور ان خندقوں میں آگ جلادی گئی، اور بادشاہ نے کہا جو آدمی اپنے مذہب سے پھرنے سے باز نہیں آئے گا تو میں اس آدمی کو اس خندق میں ڈلوادوں گا، اس کے کارندوں نے ایسا ہی کیا اہل ایمان آتے

رہے اور آگ کے حوالے ہوتے رہے مگر اپنے دین وایمان سے نہ ہلے یہاتتک کہ ایک عورت آئی اس کے پاس ایک سات ماہ کا بچہ تھا جب اسے آگ میں ڈالا جانے لگا تو وہ بھڑکتے ہوئے شعلوں کو دیکھ کر ذرا ٹھٹھکی، اللہ تعالیٰ نے اس شیر خوار معصوم بچے کو گویائی عطا فرمائی، اس عورت کا بچہ بول اٹھا اے میری ماں! صبر کرو بیشک تم حق پر ہو۔ (۱)

دوسری روایت:

فَعَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،أَنَّهُمْ أَهْلُ فَارِسٍ، حِينَ أَرَادَ مَلِكُهُمْ تَحْلِيلَ تَزْوِيجِ الْمَحَارِمِ فَامْتَنَعَ عَلَيْهِ عُلَمَاؤُهُمْ، فَعَمَدَ إِلَى حَفْرِ أُخدود فَقَذَفَ فِيهِ مَنْ أَنْكَرَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ، وَاسْتَمَرَّ فِيهِمْ تَحْلِيلُ الْمَحَارِمِ إِلَى الْيَوْمِ

سیدنا علی علیہ السلام بن ابی طالب سے مروی ہے فارس کے بادشاہ نے یہ قانون جاری کرنا چاہا کہ محرمات ابدیہ (یعنی ماں بہن بیٹی وغیرہ) سب حلال ہیں ان وقت کے علمائے کرام نے اس کا انکار کیا اور رو کا اس پر اس نے خندقیں کھدوا کر اس میں آگ جلا کر ان حضرات کو اس میں ڈال دیا چنانچہ یہ اہل فارس آج تک ان عورتوں کو حلال ہی جانتے ہیں۔ (۲)

تیسری روایت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:قَالَ: هُمْ نَاسٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، خَدُّوا أُخْدُودًا فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ أَوْقَدُوا فِيهَا نَارًا، ثُمَّ أَقَامُوا عَلَى ذَلِكَ الْأُخْدُودَ رِجَالًا وَنِسَاءً، فَعُرِضُوا عَلَيْهَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے غالباً اسرائیلی روایات سے نقل کیا ہے بابل والوں نے بنی اسرائیل کو دین موسوی سے پھر جانے پر مجبور کیا تھا یہاں تک کہ انہوں نے آگ سے بھرے ہوئے گڑھوں میں ان لوگوں کو پھینک دیا جو اس سے انکار کرتے تھے۔ (۳)

چوتھی روایت:

ایک روایت ہے کہ سردی کی شدت کے باعث اہل حبشہ اپنا نائب یمن روانہ نہ کر سکے تو ذونواس نے ان کی حکومت غصب کر لی اور وہاں کی عیسائی آبادی کو یہودی مذہب تبدیل کرنے کے لئے بہت تکالیف دیں، اس کے علاوہ وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نجران پر فوج کشی کر دی اور شہر پر قبضہ کر لیا اور عیسائی آبادی کو تلوار اور آگ میں جلا کر ختم کر دیا۔

پانچویں روایت:

سب سے مشہور واقعہ نجران کا ہے جو ابن ہشام، طبری، ابن خلدون اور صاحب البلدان وغیرہ میں ہے،

ابْنُ تِبان أَسْعَدُ أَبِي كَرب، وَهُوَ تُبَّع الَّذِي غَزَا الْمَدِينَةَ وَكَسَى الْكَعْبَةَ، وَاسْتَصْحَبَ مَعَهُ حِبْرَيْنِ مِنْ يَهُودِ الْمَدِينَةِ،

(۱) مسند احمد ۲۳۹۳۱، صحیح مسلم كتاب الزهد والرقاق بَابُ قِصَّةِ أَصْحَابِ الْأُخْدُودِ وَالسَّاحِرِ وَالرَّاهِبِ وَالْغُلَامِ ۷۵۱۱، صحیح ابن حبان ۸۷۳، البداية والنهاية ۱۵۳، ۲

(۲) تفسير ابن كثير ۳۶۶، ۸

(۳) تفسیر طبری ۳۳۸، ۲۴

فَكَانَ تَهَوّد مَنْ تَهَوّد مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ عَلَى يَدَيْهِمَافَسَارَ إِلَيْهِمْ ذُو نُوَاسٍ بِجُنْدِهِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْيَهُودِيَّةِ،وخيَّرهم بَيْنَ ذَلِكَ أَوِ الْقَتْلِ، فَاخْتَارُوا الْقَتْلَ، فَخَدَّ الْأُخْدُودَ، فَحَرَّقَ بِالنَّارِ وَقَتَلَ بِالسَّيْفِ وَمَثَّلَ بِهِمْ، حَتَّى قَتَلَ مِنْهُمْ قَرِيبًا مِنْ عِشْرِينَ أَلْفًا فَقَتَلَ ذُو نُوَاسٍ فِي غَدَاةٍ وَاحِدَةٍ فِي الْأُخْدُودِ عِشْرِينَ أَلْفًا، وَلَمْ يَنْجُ مِنْهُمْ سِوَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُقَالُ لَهُ: دَوْسٌ ذُو ثَعلبان، ذَهَبَ فَارِسًا، وطَرَدُوا وَرَاءَهُ فَلَمْ يُقدر عَلَيْهِ،فَذَهَبَ إِلَى قَيْصَرَ مَلِكِ الشَّامِ، فَكَتَبَ إِلَى النَّجَاشِيِّ مَلِكِ الْحَبَشَةِ، فَأَرْسَلَ مَعَهُ جَيْشًا مِنْ نَصَارَى الْحَبَشَةِ،

حمیر (یمن) کا بادشاہ ابن تبان اسعد ابو کرب ایک مرتبہ یثرب گیا اور کعبہ کو غلاف چڑھایا جہاں یہودیوں سے متاثر ہو کر اس نے دین یہود قبول کرلیا اور بنی قریظہ کے دو یہودی عالموں کو اپنے ساتھ یمن لے گیا، وہاں اس نے بڑے پیمانے پر یہودیت کی اشاعت کی، پھر اس کا بیٹا ذونواس اس کا جانشیں ہوا، اس نے نجران پر جو جنوبی عرب میں عیسائیوں کا گڑھ تھا حملہ کیا تا کہ وہاں سے عیسائیت کا خاتمہ کر دے اور اس کے باشندوں کو یہودیت اختیار کرنے پر مجبور کرے (ابن ہشام کے مطابق یہ لوگ عیسٰی علیہ السلام کے اصل دین پر تھے) نجران پہنچ کر ذوانواس نے لوگوں کو یہودیت قبول کرنے کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا اس پر اس نے بکثرت لوگوں کو آگ سے بھرے ہوئے گڑھوں میں پھینک کر جلوا دیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا یہاں تک کہ مجموعی طور پر ۲۰ ہزار آدمی مارے گئے، اور تمام آبادی خاکستر ہوگئی (ہمارے نزدیک ساری آبادی کا خاکستر ہونے کی روایت صحیح نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کچھ ہی پہلے کا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نجران میں عیسائی آبادی موجود تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران میں بھی دعوت اسلام بھیجی تھی جس کے جواب میں دو راہب مناظرہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تھے اور بغیر مناظرہ ہی واپس پلٹ گئے تھے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ حبشی عیسائیوں کے عہد میں وہاں دوبارہ آبادی ہوگئی ہو مگر اس مختصر عرصہ میں اتنی آبادی نہیں ہوسکتی) ذونواس نے ایک ہی صبح خندقوں میں بیس ہزار انسانوں کو قتل کرا دیا تھا، اہل ایمان میں سے ایک عیسائی امیر جس کا نام دوس ذو ثعلبان تھا یہ گھوڑے پر بھاگ کھڑا ہوا اس کو پکڑنے کے لیے گھڑسوار دوڑے لیکن کسی طرح جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگیا، وہ بھاگ کر شام (روم) کے بادشاہ قیصر کے پاس چلا گیا اور راس ظلم کی شکایت کی، چنانچہ قیصر نے حبشہ کے بادشاہ کو لکھا چنانچہ دوس وہاں کے حبشہ کے نصرانیوں کا لشکر لے کر یمن پر فوج کشی کی۔ [1]

اور ایک روایت کی رو سے نجاشی نے قیصر سے بحری بیڑہ فراہم کرنے کی درخواست کی، مورخ تھیوفانواس اس واقعہ کو یوں بیان کرتا ہے کہ چھٹی صدی کے شروع میں کچھ رومی یمن سے گزر رہے تھے حمیریوں نے ان پر ظلم وستم کر کے انہیں قتل کر دیا اس وقعہ سے رومیوں نے اہل یمن سے تجارت بند کر دی، اہل حبش کو رومیوں کا تجارت بند کرنا نا گوار گزرا، بادشاہ حبش نجاشی کی قیادت میں اہل حبش بحر احمر عبور کر کے حمریوں سے معرکہ آرا ہو گئے اور حمریوں کے بادشاہ دمیانوس (ذونواس) کو مار ڈالا اور قیصر جسٹینین کے ساتھ اس شرط پر معاہدہ کیا کہ تمام باشندگان اکسوم عیسائی ہو جائیں اور سکندریہ سے ان کے لئے ایک بشپ مقرر ہے (انسائیکو پیڈیا برٹانیکا کا مضمون نگار ابی سینا اس واقعہ کو یوں قلم بند کرتا ہے کہ چھٹی صدی میں حمر نے عیسائیوں کو سخت تکلیف پہنچائی، آخر جسٹینین اول نے شاہ حبش کو جس کا نام کالب الاصبح تھا لکھا کہ ان کی مدد کرے، چنانچہ اس نے حمیر کے ہاتھ سے یمن لے لیا

[1] تفسیر ابن کثیر ۳۶۹/۳

فدخلوها ومع أرياط سبعون ألفاً من الحبشة ،وتخوف أن يأخذوه، فضرب فرسه حتى وقع في البحر، فمات فيه
بہرحال ۵۲۵ء میں حبش کی ستر ہزار فوج ارياط نامی ایک جنرل کی قیادت میں یمن پر حملہ آور ہوئی،ذونواس شاہ یمن نے ان حملہ آوروں کا سواحل عدن وحضرموت پر استقبال کیا اور قوت سے نہیں بلکہ بہ تدبیر وحیلہ اہل حبش کو شکست فاش دی اور وہ مجبوراً حبش کو واپس لوٹ گئے مگر بہت جلد طاقت وقوت جمع کر کے دوبارہ یمن پر حملہ آور ہوئے جس سے حمیریوں کے پاؤں اکھڑ گئے،ذونواس نے جان بچانے کے لئے اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا مگر پھر اسے دریا سے نکلنا نصیب نہ ہوا اور وہیں دم توڑ دیا،اس کا قائم مقام ذوجدان ہوا اس کا بھی وہی حشر ہوا،آخری شخص ذوالیزن کھڑا ہوا مگر اسے بھی کوئی مدد نہ مل سکی اور وہ بھی افسردہ ہو کر رہ گیا،اس طرح یمن سے یہودی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، حبشی گورنروں نے اپنا پایہ تخت شہر صنعاء کو قرار دیا اور ۵۲۵ء تا ۵۹۸ء بہتر برس تک یمن حبش کی عیسائی سلطنت کا حصہ بن گیا، مسیحی فاتحین نے یمن کے یہودیوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے کے لئے ظلم وستم اور قتل سے گریز نہ کیا۔

اہل مکہ نے مسلمانوں پر ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا تھا اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی جس میں اصحاب اخدود کا حوالہ دے کر مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ ظالم ظلم کر کے بچ نہیں جائے گا بلکہ ظالموں سے ان کے ظلم وستم کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ لے گا،اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے نوازے گا،اور اہل ایمان کو بتایا کہ پہلے ادوار میں اہل ایمان میں مردوں،عورتوں،بچوں اور بوڑھوں کو ان کے دین سے منحرف کرنے کے لئے آگ کے گڑھوں میں گرایا گیا اور انہوں نے ان سب مظالم کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا مگر جان بچانے کے لئے دین سے منحرف نہ ہوئے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا شکوہ کیا۔

آسمان کے عظیم الشان تاروں اور سیاروں کی منزلوں کی قسم،جیسے فرمایا

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝۶۱ [1]

ترجمہ: بڑا متبرک ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک چمکتا چاند روشن کیا۔

اور اس دن کی قسم جس میں ہر شخص اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے اعمال کی جزا کے لئے پیش ہوگا اور قیامت کی قسم جس کے ہولناک احوال سب دیکھنے والے دیکھیں گے،جیسے فرمایا۔۔۔

ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝۱۰۳ [2]

ترجمہ:وہ ایک دن ہوگا جس میں سب لوگ جمع ہوں گے اور جو کچھ بھی اس روز ہوگا سب کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔

باری تعالیٰ نے تین چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا گڑھے والوں پر اللہ کی لعنت پڑی اور وہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوگئے جنہوں نے بڑی بڑی خندقیں کھود کر اہل ایمان کو اس میں جھونکنے کے لئے خوب آگ دہکائی تھی اور اہل ایمان کو اس جرم میں اس آگ میں زندہ جھونک دیا کہ وہ ایک اکیلے غالب رب پر ایمان لے آئے تھے، کفروشرک،جاہلانہ رسومات سے تائب ہو کر،آبائی دین سے متنفر ہو کر،ابلیس سے ناتا توڑ کر،رب العالمین کو ہی اپنا خالق ومالک،رازق،مشکل کشا،حاجت روا، بگڑی بنانے والا مان کر اس کے حضور جھک گئے تھے،اور بادشاہ کے کارندے

[1] الفرقان ۶۱

[2] هود ۱۰۳

بطور رنگرانی کہ اہل ایمان میں سے کوئی زندہ بچ نہ جائے، رب کی زمین پر مشرکوں کے علاوہ رب کا نام لیوا کوئی نظر نہ آئے اور بطور نظارہ کہ ایسا ہولناک نظارہ جس میں جلنے والوں کی آہ و بکا سے ایک کہرام برپا ہو ہمیشہ نظر نہیں آتا ان خندقوں کے کنارے بیٹھے ہوئے قساوت قلبی سے ان کے جلنے کا تماشا دیکھ رہے تھے، ان زندہ جلنے والے مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر کسی کو ترس آیا نہ ان کا دل پسیجا بلکہ اس ظالمانہ فعل پر نازاں تھے، اور اللہ تعالیٰ جس کی طاقتوں اور قدرتوں کی کوئی حد و حساب نہیں، جو اپنے اقوال و افعال اور اوصاف میں قابل تعریف ہے، حمد کا مستحق ہے، ان کے اعمال اور احوال کا مشاہدہ کر رہا ہے، جیسے فرمایا

...وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ [1]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اپنے علم، سمع و بصر کی بنا پر ہر چیز پر گواہ ہے۔

اور اس کے مقرر فرشتے ان کے نامہ اعمال میں یہ ظلم و بربریت درج کر رہے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ

بیشک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے

وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ

اور جلنے کا عذاب ہے، بیشک ایمان قبول کرنے والوں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے وہ باغات ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝ (البروج ۱۱،۱۰)

جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

جن لوگوں نے مظلوم مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم و ستم توڑا اور پھر اپنے گناہوں پر نادم ہو کر تائب نہ ہوئے یقیناً انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا اور ان کے لئے جہنم کی آگ سے زیادہ تیز آگ کا عذاب ہے،

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْكَرَمِ وَالْجُودِ قَتَلُوا أَوْلِيَاءَهُ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى التَّوْبَةِ وَالْمَغْفِرَةِ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کا تو ملاحظہ کرو انہوں نے تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو قتل کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ انہیں توبہ و مغفرت کی دعوت دے رہا ہے۔[2]

اور جو لوگ خلوص نیت سے ایمان لائے اور عمل صالحہ اختیار کیے، حق کی پاداش میں ظلم و ستم برداشت کیا، اللہ وحدہ لاشریک پر توکل اور بھروسہ رکھا، یقیناً ان کو اکرام و تکریم کے ساتھ جنت کے ابدی انواع و اقسام کے پھولوں اور میوہ جات سے لدے باغات میں داخل کیا جائے گا، جن کے گھنے سایہ دار درختوں کے نیچے صاف و شفاف پانی، مختلف ذائقوں کی شرابوں، دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہوں گی، جیسے فرمایا

[1] المجادلۃ ۶

[2] تفسیر ابن کثیر ۶/۹۴

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (۱)

ترجمہ: پرہیز گاروں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے ہوئے پانی کی، نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو گا، ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہو گی، نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی، اس میں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔

ان کے علاوہ اور بے شمار نعمتیں عطا کی جائیں گی، جیسے فرمایا

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۚۖ ﴿۵۷﴾ (۲)

ترجمہ: ہر قسم کی لذیذ چیزیں کھانے پینے کو ان کے لیے وہاں موجود ہیں جو کچھ وہ طلب کریں ان کے لیے حاضر ہے۔

اور سب سے بڑی نعمت رب کا دیدار ہو گا، تم لوگ جائز و ناجائز طریقے سے دنیا کے مال و دولت کو جمع کرنے، کسی اونچے منصب کے حاصل کرنے کو کامیابی سمجھتے ہو مگر اللہ کی نظر میں یہ کامیابی نہیں بلکہ اصل کامیابی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کسی کے گناہوں سے درگزر فرمائے اور جہنم کے دردناک عذاب سے بچا کر نعمتوں بھری جنت میں داخل فرمادے، جیسے فرمایا

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۳)

ترجمہ: آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو، کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، رہی یہ دنیا، تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ ﴿۱۳﴾ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ

یقیناً تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے، وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا، وہ بڑا بخشش کرنے والا

الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾

اور بہت محبت کرنے والا ہے، عرش کا مالک عظمت والا ہے جو چاہے اسے کر گزرنے والا ہے، تجھے لشکروں کی خبر بھی ملی ہے؟

فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۱۹﴾ وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ

(یعنی) فرعون اور ثمود کی (کچھ نہیں) بلکہ کافر تو جھٹلانے میں پڑے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں ہر طرف سے

(۱) محمد ۱۵
(۲) یٰسین ۵۷
(۳) آل عمران ۱۸۵

مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ (البروج ۱۲ تا ۲۲)

گھیرے ہوئے ہے، بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا، لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ۔

جو لوگ رسولوں کی تکذیب، اللہ کے حکموں کی مخالفت اور اللہ کی قائم کردہ حدوں کو پامال کرتے ہیں، انہیں رب کی پکڑ سے کوئی بچا نہیں سکتا، یہ اسی کی قدرت کاملہ ہے کہ وہ پانی کے ایک حقیر قطرے سے انسان کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، اور یہ بھی اس کی قدرت کاملہ ہے کہ مرنے کے بعد اعمال کی جزا کے لئے دوبارہ جسم وجان کے ساتھ کھڑا کرے گا، ایسی طاقتوں وقدرتوں والا رب گناہ گاروں کو اگر وہ تائب ہو کر اپنی غرور سے تنی ہوئی گردن اس کے حضور جھکا دیں اور اعمال صالحہ کریں تو بخشنے والا مہربان ہے، اے لوگو! اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے عداوت نہیں رکھتا کہ خواہ مخواہ کسی کو عذاب میں مبتلا کر دے، جیسے فرمایا

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾ [1]

ترجمہ: آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ سزا دے اگر تم شکر گزار بندے بنے رہو اور ایمان کی روش پر چلو۔

اللہ بڑا قدر دان ہے اور سب کے حال سے واقف ہے۔ بلکہ اس کے برعکس وہ اپنی مخلوق سے بڑی محبت رکھتا ہے اور وہ صرف سرکشی کی صورت میں ہی سزا دیتا ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۔۔۔ ﴿۵۴﴾ [2]

ترجمہ: جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہو گا۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے،

عَنْ سِمَاكٍ، قَالَ: خَطَبَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، فَقَالَ: لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ حَمَلَ زَادَهُ وَمَزَادَهُ عَلَى بَعِيرٍ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى كَانَ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَأَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ، فَنَزَلَ، فَقَالَ: تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ، وَانْسَلَّ بَعِيرُهُ، فَاسْتَيْقَظَ فَسَعَى شَرَفًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، ثُمَّ سَعَى شَرَفًا ثَانِيًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، ثُمَّ سَعَى شَرَفًا ثَالِثًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، فَأَقْبَلَ حَتَّى أَتَى مَكَانَهُ الَّذِي قَالَ فِيهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ قَاعِدٌ إِذْ جَاءَهُ بَعِيرُهُ يَمْشِي، حَتَّى وَضَعَ خِطَامَهُ فِي يَدِهِ، فَلَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ، مِنْ هَذَا حِينَ وَجَدَ بَعِيرَهُ عَلَى حَالِهِ

سماک سے مروی ہے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو کہا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ پر اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے اپنا زادراہ اور مشکیزہ اونٹ پر لادا ہو پھر چل دیا یہاں تک کہ کسی جنگل کی زمین میں پہنچے جہاں کھانا اور پانی نہ ہو اور دوپہر کا وقت ہو جائے، وہ اتر کر ایک درخت کے نیچے سو جائے اور اس کی آنکھ لگ جائے اور اس کا اونٹ کسی طرف چلا جائے، وہ بیدار ہو کر ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھے لیکن کچھ بھی نظر

---

[1] النساء ۱۴۷

[2] المائدۃ ۵۴

نہ آئے، پھر دوسری مرتبہ ٹیلہ پر چڑھے لیکن کچھ بھی نہ دیکھے، پھر تیسری مرتبہ ٹیلہ پر چڑھے لیکن کچھ بھی نظر نہ آئے، پھر وہ اسی جگہ واپس آجائے جہاں وہ سویا تھا پھر جس جگہ وہ بیٹھا ہوا ہو اچانک وہیں پر اونٹ چلتے چلتے پہنچ جائے یہاں تک کہ اپنی مہار لاکر اس آدمی کے ہاتھ میں دے دے، البتہ اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جب وہ اپنا اونٹ ناامیدی کے عالم میں پالے۔ [1]

اور کیا یہ اس کی محبت نہیں کہ وہ ایک گناہ کی سزا اس کے مثل اور ایک نیکی کی جزا دس گناہ اور بڑھاتے ہوئے ستر گناہ کر دیتا ہے تا کہ انسان کسی طرح عذاب جہنم سے بچ جائے، جیسے فرمایا

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ [2]

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانا بویا جائے اور اس کے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے، افزونی عطا فرماتا ہے، وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

وہی سلطنت کائنات کا فرمانروا ہے، اس سے سرکشی کرنے والا اس کی پکڑ سے بچ کر کہیں پناہ حاصل نہیں کر سکتا، وہ مالک کائنات بزرگ و برتر ہے مگر انسان اس کے مقابلے میں گستاخی کا رویہ اختیار کرتا ہے حالانکہ وہ مالک الملک ہے، وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کر گزرتا ہے اور جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے، جیسے فرمایا

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ [3]

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے، اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

... اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ [4]

ترجمہ: وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ [5]

ترجمہ: ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا ہوتا کہ اسے حکم دیں ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ [6]

ترجمہ: وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

[1] صحيح مسلم كتاب التَّوْبَةِ بَابٌ فِي الْحَضِّ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْفَرَحِ بِهَا ۶۹۵۸

[2] البقرة ۲۶۱

[3] البقرة ۱۱۷

[4] آل عمران ۴۷

[5] النحل ۴۰

[6] يسين ۸۲

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ [1]

ترجمہ: وہی ہے زندگی دینے والا، اور وہی ہے موت دینے والا ہے، وہ جس بات کا بھی فیصلہ کرتا ہے بس ایک حکم دیتا ہے کہ وہ ہو جائے اور وہ ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں کہ وہ جو چاہے کر لے، کوئی اس کی مشیت کو ٹالنے والا، اس کے کسی فیصلے یا حکم پر گرفت کرنے یا مزاحم ہونے والا نہیں،

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ وَهُوَ فِي مَرَضِ الْمَوْتِ: هَلْ نَظَرَ إِلَيْكَ الطَّبِيبُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا: فَمَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ: قَالَ لِي: إِنِّي فَعَّالٌ لِمَا أُرِيدُ

مرض الموت میں کسی نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا کسی طبیب نے آپ کو دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، پوچھا اس نے کیا کہا؟ فرمایا اس نے کہا ہے جو چاہوں کروں، میرے معاملے میں کوئی دخل دینے والا نہیں۔ [2]

کیا دعوت حق کو جھٹلانے والوں کو سرکش فرعون اور ثمود کے لشکروں کی کوئی خبر نہیں پہنچی ہے، جن کی طرف اللہ نے واضح نشانیاں دے کر پیغمبر بھیجے تھے، مگر انہوں نے فخر و غرور اور اپنے معبودان باطلہ کی حمایت میں دعوت اسلام کو جھٹلایا، غرور و سرکشی میں دعوت حق کا مذاق اڑایا، جیسے فرمایا

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ [3]

ترجمہ: اور (تمہارے لیے نشانی ہے) موسیٰ کے قصے میں جب ہم نے اسے صریح سند کے ساتھ فرعون کے پاس بھیجا تو وہ اپنے بل بوتے پر اکڑ گیا اور بولا یہ جادوگر ہے یا مجنوں ہے۔

پاکیزہ دعوت کا مقابلہ کیا، جیسے فرمایا

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ [4]

ترجمہ: کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام، کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے نکال باہر کرے؟ اچھا، ہم بھی تیرے مقابلے میں ویسا ہی جادو لاتے ہیں، طے کر لے کب اور کہاں مقابلہ کرنا ہے، نہ ہم اس قرارداد سے پھریں گے نہ تو پھر یو، کھلے میدان میں سامنے آجا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا جشن کا دن طے ہوا اور دن چڑھے لوگ جمع ہوں، فرعون نے پلٹ کر اپنے سارے ہتھکنڈے جمع

---

[1] المومن ۶۸

[2] تفسیر ابن کثیر ۸٫۳۷۲، تفسیر القرطبی ۱۹٫۲۹۷

[3] الذاریات ۳۸،۳۹

[4] طٰہٰ ۵۷ تا ۶۰

کیے اور مقابلے میں آ گیا۔

سیدھے راستے پر چلنے کی پاداش میں پیغمبروں اور ان کے پیروکاروں پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے، جیسے فرمایا

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۔۔۔ ﴿۱۲۹﴾ [۱]

ترجمہ: اس کی قوم کے لوگوں نے کہا تیرے آنے سے پہلے بھی ہم ستائے جاتے تھے اور اب تیرے آنے پر بھی ستائے جارہے ہیں۔

آخر ایک وقت مقررہ پر اللہ نے ان پر اپنا عذاب نازل کر دیا جسے وہ خود افرادی طاقت وقوت رکھنے کے باوجود یا ان کا کوئی معبود جس کی وہ جے پکارتے تھے ٹال نہ سکا اور لمحوں میں پیوند خاک ہو گئے، مگر اپنے چہار جانب ایسی قوموں کے کھنڈرات دیکھ کر جن کو اللہ نے کفروشرک اور معصیت کی بنا پر صفحہ ہستی سے مٹادیا عبرت حاصل کرنے کے بجائے یہ بھی ان کے نقش قسم پر چل رہے ہیں، یہ بھی رسول کو جھٹلا رہے ہیں، اللہ کے حکموں کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، اہل ایمان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، مگر یہ بھول گئے ہیں کہ اللہ نے ان کو اپنے علم اور قدرت سے احاطہ کیا ہوا ہے، جیسے فرمایا

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ [۲]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے۔

مگر ان لوگوں کے جھٹلانے سے اس کلام کا کچھ نہیں بگڑتا، بلکہ یہ کلام تو بڑی شان وعظمتوں اور بہت زیادہ علم وخیر والا ہے اور لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز درج کر رکھی ہے، یہ اس کی رفعت شان اور قدرومنزلت ہے کہ اللہ کے برگزیدہ فرشتے اس کی حفاظت پر مامور ہیں، اس لئے یہ شیاطین سے بھی محفوظ ہے اور اس میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں ہوسکتی، اور اللہ تعالیٰ حسب ضرورت واقتضا اسے نازل فرماتا ہے۔

مضامین سورۃ الکافرون:

مکہ مکرمہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی اعلانیہ دعوت کا آغاز کیا تو مخالفت کا ایک شدید طوفان اٹھ آیا، مختلف وفود آپ کے پاس مصالحت کی تجاویز لے کر آتے رہتے تھے، اس سے قبل بھی ابوطالب کے پاس ایک وفد مال و دولت کا پیغام لے کر آ چکا تھا، لیکن قریش کے سردار اس بات سے بالکل مایوس نہیں ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی نہ کسی طرح مصالحت پر آمادہ کیا جاسکے، چنانچہ ایک موقع پر قریشی سردار ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن المطلب اور امیہ بن خلف جمع ہو کر کچھ دو اور کچھ لو کی بنیاد پر ایک مصالحتی فارمولا لے کر آئے جس میں مختلف تجاویز تھیں۔

❁الْحَارِثُ بْنُ قَيْسٍ السَّهْمِيُّ، وَالْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، وَالْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَغُوثَ، وَالْأَسْوَدُ بْنُ الْمَطَّلِبِ بْنِ أَسَدٍ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ هَلُمَّ فَاتَّبِعْ دِينَنَا وَنَتَّبِعُ دِينَكَ وَنُشْرِكُكَ فِي أَمْرِنَا كُلِّهِ، تَعْبُدُ آلِهَتَنَا سَنَةً وَنَعْبُدُ

---

[۱] الاعراف ۱۲۹

[۲] الفجر ۱۴

إِلَهَكَ سَنَةً، فَإِنْ كَانَ الَّذِي جِئْتَ بِهِ خَيْرًا كُنَّا قَدْ شَرَكْنَاكَ فِيهِ وَأَخَذْنَا حَظَّنَا مِنْهُ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي بِأَيْدِينَا خَيْرًا كُنْتَ قَدْ شَرَكْتَنَا فِي أَمْرِنَا وَأَخَذْتَ بِحَظِّكَ مِنْهُ

حارث بن قیس السہمی، عاص بن وائل، ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب بن اسد اور امیہ بن خلف نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے محمد (ﷺ) ہم تمہارے دین کو اختیار کرنے کے لیے تیار ہیں تم ہمارے دین کو اختیار کر لو اس طرح آپ اور ہم اس کام میں مشترک ہو جائیں، ایک سال ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں اور ایک سال تم ہمارے بتوں کی عبادت کرو، اگر تمہارا معبود ہمارے معبود سے بہتر ہے تو ہم اس سے اپنا حصہ حاصل کر چکے ہوں گے اور اگر ہمارا معبود تمہارے معبود سے بہتر ہو تو آپ اس سے اپنا حصہ حاصل کر چکے ہو گے،

فَقَالَ: مَعَاذَ اللهِ أَنْ أُشْرِكَ بِهِ غَيْرَهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ، فَغَدَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَفِيهِ الْمَلَأُ مِنْ قريش، فقام على رؤوسهم ثُمَّ قَرَأَهَا عَلَيْهِمْ حَتَّى فَرَغَ مِنَ السُّورَةِ، فَأَيِسُوا مِنْهُ عِنْدَ ذَلِكَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کروں، اللہ تعالیٰ نے سورۂ الکافرون نازل فرمائی، رسول اللہ ﷺ مسجد الحرام میں پہنچے جہاں قریشی سردار بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان کے سروں کے اوپر کھڑے ہو کر اس سورۂ کی تلاوت فرمائی حتی کہ آخر تک تلاوت فرما کر فارغ ہو گئے اور قریشی سردار رسول اللہ ﷺ سے مصلحت سے مایوس ہو گئے۔ [1]

❁ قَالُوا: فَاسْتَلِمْ بَعْضَ آلِهَتِنَا نُصَدِّقُكَ وَنَعْبُدُ إِلَهَكَ

کہنے لگے آپ ہمارے بتوں میں سے کسی کو چوم لیں تو ہم آپ کے رب کو تسلیم کر لیں گے اور اس کی عبادت کرنے لگ جائیں گے۔ [2]

❁ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشًا قَالَتْ: لَوِ اسْتَلَمْتَ آلِهَتَنَا لعبدنا إلهك

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ریش نے کہا اگر آپ ہمارے معبودوں کو تسلیم کر لیں تو ہم بھی آپ کے الٰہ کی عبادت کریں گے۔ [3]

❁ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ قُرَيْشًا دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْ يُعْطُوهُ مَالًا فَيَكُونَ أَغْنَى رَجُلٍ بِمَكَّةَ، وَيُزَوِّجُوهُ مَا أَرَادَ مِنَ النِّسَاءِ، فَقَالُوا: هَذَا لَكَ يَا مُحَمَّدُ وَكُفَّ عَنْ شَتْمِ آلِهَتِنَا، وَلَا تَذْكُرْهَا بِسُوءٍ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَإِنَّا نَعْرِضُ عَلَيْكَ خَصْلَةً وَاحِدَةً وَلَكَ فِيهَا صَلَاحٌ، قَالَ: مَا هِيَ؟ قَالُوا: تَعْبُدُ آلِهَتَنَا سَنَةً وَنَعْبُدُ إِلَهَكَ سَنَةً،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قریش کے سرداروں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم آپ کو اتنا مال دے دیتے ہیں کہ آپ مکہ مکرمہ کے سب سے زیادہ دولت مند آدمی بن جائیں گے، آپ جس عورت کو پسند کریں ہم اس سے آپ کی شادی کیے دیتے ہیں، ہم آپ کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہیں آپ بس ہماری یہ بات مان لیں کہ ہمارے معبودوں کی برائی کرنے سے باز رہیں، اگر یہ منظور نہیں تو ہم ایک اور تجویز آپ

[1] تفسیر البغوی ۵؍۳۱۷

[2] تفسیر البغوی ۵؍۳۱۷

[3] فتح القدیر ۵؍۶۲۲

کے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں آپ کی بھی بھلائی ہے اور ہماری بھی، رسول اللہ ﷺ نے پوچھاوہ کیا ہے؟انہوں نے کہا ایک سال آپ ہمارے معبودوں (لات، منات عزی وغیرہ) کی عبادت کریں اور دوسرے سال ہم آپ کے اکیلے معبود کی عبادت کریں گے۔ [۱]

✽ واعْتَرَضَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ- فِيمَا بَلَغَنِي- الْأَسْوَدُ بْنُ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى، وَالْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، وَالْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ، وَكَانُوا ذَوِي أَسْنَانٍ فِي قَوْمِهِمْ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، هَلُمَّ فَلْنَعْبُدْ مَا تَعْبُدُ، وَتَعْبُدُ مَا نَعْبُدُ، فَنَشْتَرِكُ نَحْنُ وَأَنْتَ فِي الْأَمْرِ، فَإِنْ كَانَ الَّذِي تَعْبُدُ خَيْرًا مِمَّا نَعْبُدُ، كُنَّا قَدْ أَخَذْنَا بِحَظِّنَا مِنْهُ، وَإِنْ كَانَ مَا نَعْبُدُ خَيْرًا مِمَّا تَعْبُدُ، كُنْتَ قَدْ أَخَذْتَ بِحَظِّكَ مِنْهُ.

ابو البختری کے آزاد کردہ غلام سعید بن میناء سے مروی ہے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی اور ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف اور عاص بن وائل سہمی جو سب قوم کے عمر رسیدہ لوگ تھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے اور کہا اے محمد (ﷺ) آؤ ہم تمہارے معبود کی پرستش کریں جس کی تم پرستش کرتے ہو اور تم ہمارے بتوں کی پرستش کرو جن کی ہم پرستش کرتے ہیں، اور ہم تمہیں اپنے سارے کاموں میں شریک کیے لیتے ہیں اگر تم حق پر ہو تو تمہارے خدا کی پرستش سے ہم کو فائدہ ہو گا اور اگر ہم حق پر ہیں تو ہمارے بتوں کی پرستش سے تم کو فائدہ ہو گا۔ [۲]

ان سب تجاویز کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے دین اور ان کی پوجا پاٹ اور ان کے معبودوں سے قطعی برات، بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان کر دیا اور واضح طور پر فرمادیا کہ مذہب کے سلسلے میں اس قسم کی رواداری اور مصالحت کی گنجائش نہیں جیسا کہ آج کل مذہب سے ناآشنا اور ناواقف لوگ سمجھتے ہیں، اس سورۃ میں کفار کے مذہبی اطوار اور طریقوں کو قطعاً ناقابل عمل قرار دے کر نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان کرا دیا کہ دین کفر اور دین اسلام ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں اور ایمان میں کفر کی ملاوٹ نہیں ہو سکتی، اس لیے نہ میں تمہارے عبادت کے طریقے اپنا سکتا ہوں اور نہ تم اپنے مشرکانہ نظریہ اور طریقہ عبادت ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہو سکتے ہو اس لئے مذہبی معاملات میں تمہارا اور میرا راستہ بالکل الگ الگ اور جدا ہے، مگر اس کے بعد قریش نے ظلم وستم کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، نہ تم عبادت کرنے والے ہو

مَاۤ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں عبادت کرونگا جسکی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو

[۱] تفسیرابن ابی حاتم ۳۴۷۱/۱۰، المعجم الکبیر للطبرانی ۷۵۱

[۲] ابن ہشام ۳۶۲/۱، تفسیرطبری ۶۶۲/۲۴

مَآ اَعۡبُدُ ۝٥ لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ۝٦ (الکافرون ۱تا۶)

جس کی میں عبادت کر رہا ہوں، تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔

اے نبی ﷺ اور اے ایمان لانے والے لوگو! محمد ﷺ جو اسلامی تعلیمات لائے ہیں اور انکی رسالت کو تسلیم نہ کرنے والے (یہود و نصاریٰ، مجوسی اور ہر طرح کے کفار و مشرکین) کفار سے نہایت صراحت سے کہہ دیں کہ میں توحید کا راستہ چھوڑ کر ان معبودوں (ملائکہ، جنات، انبیاء اور اولیاء، زندہ یا مردہ انسانوں کی ارواح، سورج، چاند ستارے، آگ، دریا، درخت، مٹی پتھر کے بت اور خیالی دیوی دیوتاؤں) کی پرستش نہیں کرتا جن کی تم ظاہر و باطن عبادت کرتے ہو، اور جن صفات کے معبود کی عبادت میں کرتا ہوں یعنی جو ساری کائنات کا ایک ہی خالق، مالک، مدبر منتظم اور حاکم ہے، جس نے اس نظام کائنات کو بنایا ہے اور ہر آن اس کو چلا رہا ہے، جو ہر عیب ، نقص، کمزوری اور غلطی سے منزہ ہے، جو ہر تشبیہ اور تجسیم سے پاک، ہر نظیر و تمثیل سے مبرا اور ہر ساتھی اور ساجی سے بے نیاز ہے، جس کی ذات وصفات، اختیارات اور استحقاق معبودیت میں کوئی اس کا شریک نہیں، جو اس سے بالاتر ہے کہ کوئی اس کی اولاد ہو یا کسی کو وہ بیٹا بنائے، یا کسی قوم و نسل سے اس کا کوئی خاص رشتہ ہو، جس کا اپنی مخلوق کے ایک ایک فرد کے ساتھ رزاقی اور ربوبیت اور رحمت اور نگہبانی کا براہ راست تعلق ہے، جو دعائیں سننے والا اور ان کا جواب دینے والا ہے، جو موت و زندگی اور نفع و نقصان اور قسمتوں کے بناؤ اور بگاڑ کے جملہ اختیارات کا تنہا مالک ہے، ان صفات کے معبود کی عبادت کرنے والے تم نہیں ہو بلکہ اپنی من مرضی سے تم لوگوں نے عبادت کے طریقے ایجاد کر رکھے ہیں، جیسے فرمایا

...اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهۡوَى الۡاَنۡفُسُ‌ۚ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمُ الۡهُدٰىؕ ۝٢٣ (۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ لوگ محض وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشات نفس کے مرید بنے ہوئے ہیں حالانکہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔

اور نہ میں ان باطل معبودوں کا پجاری بننے والا ہوں جن کی تم اور تمہارے آباؤ اجداد پرستش کرتے رہے ہیں، ہر شخص اپنے اپنے طریقے کے مطابق عمل کرتا ہے میرا دین الگ ہے اور تمہارا دین الگ ہے، ہمارے راستے کبھی ایک نہیں ہو سکتے، میں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اسی کی بندگی و اطاعت کروں گا، اور جو کچھ تم کرتے ہو میں اس سے بری ہوں، جیسے فرمایا

وَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلْ لِّىۡ عَمَلِىۡ وَلَـكُمۡ عَمَلُكُمۡ‌ۚ اَنۡتُمۡ بَرِيۡٓـــُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝٤١ (۲)

ترجمہ: اگر یہ تجھے جھٹلاتے ہیں تو کہہ دے کہ میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لیے، جو کچھ میں کرتا ہوں اس کی ذمہ داری سے تم بری ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس کی ذمہ داری سے میں بری ہوں۔

---

(۱) النجم ۲۳

(۲) یونس ۴۱

...لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ... ﴿۵۵﴾ [۱]

ترجمہ: ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔

تم اگر اپنے دین پر راضی ہو تو جس جس کی بندگی کرنا چاہو کرتے رہو روز قیامت تمہیں حق و باطل کا فرق خوب معلوم ہو جائے گا مگر اس وقت سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔

فضیلت:

اس سورۃ کی فضیلت میں کئی روایات ہیں،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَالرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، بِضْعًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً أَوْ: بِضْعَ عَشْرَةَ مَرَّةً قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ، وَ ، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز سے پہلے اور مغرب کی نماز کے بعد کی دو رکعتوں میں بیس سے زیادہ یا دس سے زیادہ سورہ الکافرون اور سورہ الاخلاص پڑھتے دیکھا ہے۔ [۲]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ، وَالرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً أَوْ بِضْعَ عَشْرَةَ مَرَّةً: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ

اور عبداللہ بن عمر سے ایک اور روایت میں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز سے پہلے اور مغرب کی نماز کے بعد کی دو رکعتوں میں چوبیس یا پچیس مرتبہ سورہ الکافرون اور سورہ الاخلاص پڑھتے دیکھا ہے۔ [۳]

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ جَبَلَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَلِّمْنِي شَيْئًا أَقُولُهُ عِنْدَ مَنَامِي،قَالَ: إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ مِنَ اللَّيْلِ، فَأَقْرَأْ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

حارث بن جبلہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جسے میں سونے کے وقت کہہ لیا کروں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تم سونے کے لئے اپنے بستر پر لیٹو تو سورہ الکافرون پڑھ لیا کرو، یہ شرک سے بیزاری ہے۔ [۴]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى كَلِمَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنَ الْإِشْرَاكِ بِاللهِ؟

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا میں تمہیں بتاؤں وہ کلمہ جو تم کو شرک سے محفوظ رکھنے والا ہے؟ وہ یہ ہے کہ سوتے وقت سورہ الکافرون پڑھ لیا کرو۔ [۵]

[۱] القصص ۵۵

[۲] مسند احمد ۴۷۶۳

[۳] مسند احمد ۵۲۱۵

[۴] مسند احمد ۲۴۴۰،۳۹ ، المعجم الاوسط للطبرانی ۸۸۸

[۵] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۹۹۳

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذٍ: اقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ عِنْدَ مَنَامِكَ، فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل سے فرمایا سوتے وقت سورہ الکافرون پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ شرک سے برات ہے۔ (۱)

مضامین سورۃ الفلق:

بہت سے لوگوں کے دلوں میں جو کسی دوسرے شخص کا چراغ جلتا نہیں دیکھ سکتے تھے حسد کی آگ سلگ رہی تھی جیسا کہ ابوجہل، جو حسد کی آگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں حد سے بڑھتا چلا جاتا تھا، وہ خود بیان کرتا ہے

تَنَازَعْنَا نَحْنُ وَبَنُو عَبْدِ مَنَافٍ الشَّرَفَ، أَطْعَمُوا فَأَطْعَمْنَا، وَحَمَلُوا فَحَمَلْنَا، وَأَعْطَوْا فَأَعْطَيْنَا، حَتَّى إِذَا تَجَاذَيْنَا عَلَى الرُّكَبِ، وَكُنَّا كَفَرَسَيْ رِهَانٍ، قَالُوا: مِنَّا نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْوَحْيُ مِنْ السَّمَاءِ، فَمَتَى نُدْرِكُ مِثْلَ هَذِهِ وَاَللَّهِ لَا نُؤْمِنُ بِهِ أَبَدًا وَلَا نُصَدِّقُهُ

ہمارا اور عبد مناف (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان) کا باہم مقابلہ تھا، انہوں نے کھانے کھلائے تو ہم نے بھی کھلائے، انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی دیں، انہوں نے عطیے دیے تو ہم نے بھی دیے، یہاں تک کہ وہ اور ہم جب عزت و شرف میں برابر کی ٹکر کے ہو گئے تو اب وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی ہے جس پر آسمان سے وحی اترتی ہے، بھلا اس میدان میں ہم کیسے ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم ہرگز اس کو نہ مانیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔ (۲)

مگر ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکین مکہ کے مختلف وفود مصالحتی فارمولے لے کر آتے رہتے تھے، مگر سورہ الکافرون کے نزول کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بالکل مایوس کر دیا کہ دین کے معاملے میں کوئی مصالحت نہیں ہو سکتی تو کفار و مشرکین کی مخالفت و دشمنی پورے عروج پر پہنچ گئی، خاص طور پر جن خاندانوں کے مردوں، عورتوں، لڑکوں یا لڑکیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا ان کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہر وقت بھٹیاں سلگتی رہتی تھیں، اس کے بعد گھر گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شد ومد سے کوسا جانے لگا، خفیہ مشورے کیے جانے لگے کہ کسی طرح رات کو چھپ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے تاکہ بنو ہاشم کو قاتل کا پتہ ہی نہ چل سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکیں، آپ کے خلاف جادو ٹونے کیے جانے لگے تاکہ آپ سخت بیمار ہو جائیں اور اسی بیماری میں وفات پا جائیں یا کم از کم دیوانے ہو جائیں، پھر عوام الناس کے دلوں میں قرآن اور صاحب قرآن کے خلاف وسوسے ڈالنے کے لیے شیاطین جن و انس ہر طرف پھیل گئے، اپنے قبیلہ کے مقابلے میں بنو ہاشم کی فضیلت دیکھ کر ابوجہل اور کئی سرداروں کے دلوں میں روز اول سے ہی حسد کی آگ بھڑک رہی تھی، ان نازک اور سنگین حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک صفت بیان فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلوع صبح کے رب سے چار چیزوں کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم

(۱) شعب الایمان ۲۲۹۱

(۲) ابن ہشام ۳۱۶/۱، الروض الانف ۱۰/۳، عیون الآثر ۱۳۱/۱، البدایۃ والنہایۃ ۸۳/۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۵۰۶/۱

فرمایا ہے، جو انسان کے عقیدہ و نظریات میں خلل انداز ہو سکتی ہیں، کیونکہ رب العالمین ہی ان آفتوں اور مصائب سے نجات دینے والا ہے۔

❁ تمام مخلوقات کے شر سے۔

❁ ظاہری اور باطنی دونوں تاریکیوں کے شر سے (عام طور پر تاریکی انسان کو برائی کی طرف مائل کرتی ہے اور اس کے نظریات میں تزلزل کا باعث بنتی ہے)

❁ پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے جو کہ جادو اور ٹونے کرتی ہیں (یہ کام اگرچہ مرد بھی کرتے ہیں لیکن عورتیں تعویز گنڈے میں ہمیشہ پیش پیش دکھائی دیتی ہیں اس لیے قرآن نے عورتوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے)

❁ حاسدوں کے حسد سے جب کہ وہ حسد کرے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾

آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے،

وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾

اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے، اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے (بھی)،

وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ (الفلق ۱تا۵)

اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔

مشرکین مکہ کیونکہ کسی فوق الفطری طاقت کے قائل نہ تھے اس لئے وہ مادی ذرائع و وسائل ہی کی طرف رجوع کر کے جنات، دیوی اور دیوتاؤں سے پناہ مانگا کرتے تھے، لیکن اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور سے استعاذہ (پناہ مانگنا) نہ کیا جائے، اور کفار کے ہر طرح کے خطرات اور ہر طرح کی مادی، اخلاقی یا روحانی مضرتوں اور نقصان رساں چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنے کے لئے معوذتین پڑھیں کہ میں پناہ مانگتا ہوں رب کی جو صبح کو نمودار کرتا ہے، اس کی تمام مخلوقات انسان، جنات، شیطان اور اس کی ذریت، جہنم اور اس کی ہر چیز سے جس سے انسان کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اور رات کے شر سے جس میں بہت سی شریر ارواح اور موذی حیوانات پھیل جاتے ہیں، اور جادو کرنے والی عورتوں کے شر سے جو اپنے جادو میں گرہوں میں پھونکوں سے کام لیتی ہیں جن کو وہ جادو کے لئے باندھتی ہیں، اور حاسد کے مکر و فریب، نظر لگانے والے کے شر سے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ، قُلْ أَعُوذُ

بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ رات کو چند ایسی آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں جن جیسی کبھی دیکھی نہیں گئیں، اور وہ سورہ الفلق اور سورہ الناس ہیں۔ (۱)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ:كُنْتُ أَقُودُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهُ فِي السَّفَرِإِذْ قَالَ لِي:يَا عُقْبَ، أَلَا تَرْكَبُ؟ قَالَ: فَأَشْفَقْتُ أَنْ تَكُونَ مَعْصِيَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا عُقْبَةُ، أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا؟قَالَ: قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ: فَأَقْرَأَنِي: قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ،فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّافَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ، الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ:يَا عُقْبَةُ، كَيْفَ رَأَيْتَ؟اقْرَأْ بِهِمَا كُلَّمَا نِمْتَ وَكُلَّمَا قُمْتَ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں آپ کی سواری کی نکیل تھامے چلا جا رہا تھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اب آؤ تم سوار ہو جاؤ، میں نے اس خیال سے آپ کی بات نہ مانوں گا تو نافرمانی ہوگی سوار ہونا منظور کر لیا، تھوڑی دیر کے بعد میں اتر گیا اور آپ ﷺ سوار ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عقبہ کیا میں تجھے دو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں؟ میں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ ضرور سکھائیں، پس آپ نے مجھے سورہ الفلق اور سورہ الناس پڑھائیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ میں ان پر کوئی بہت زیادہ خوش نہیں ہوا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لئے اترے اور لوگوں کو نماز پڑھائی تو نماز میں ان ہی دونوں سورتوں کی تلاوت کی، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عقبہ! کیسا پایا (ان سورتوں کو؟) اے عقبہ! ان سورتوں کو سوتے اور اٹھتے وقت پڑھا کر۔ (۲)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ معوذتین کو نمازوں میں پڑھتے تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت فرماتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَشَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ اپنی دعاؤں میں یہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان کاموں کے شر سے جو میں نے کیے ہیں اور ان کاموں کے شر سے جو میں نے نہیں کیے یعنی اگر میں نے کوئی غلط کام کیا ہے تو اس کے برے نتیجے سے پناہ مانگتا ہوں اور اگر کوئی کام جو کرنا چاہئے تھا میں نے نہیں کیا تو اس کے نقصان سے بھی پناہ مانگتا ہوں یا اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ جو کام

(۱) صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ۱۸۹۱،جامع ترمذی ابواب فضائل القرآن بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ ۲۹۰۲،سنن نسائی کتاب الافتتاح بَابُ الْفَضْلِ فِي قِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ۹۵۵

(۲) سنن ابوداودکتاب الوتربَابٌ فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ۱۴۶۲،سنن نسائی کتاب الاستعاذة باب ماجاء فی سورتی المعوذتین ۵۴۳۹، مسند احمد۱۷۳۹۶

نہیں کرنا چاہئے وہ میں کبھی کر گزروں۔ ①

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ:كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ،وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ،وَ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ،وَجَمِيعِ سَخَطِكَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی تھی،اے اللہ!میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تیری جو نعمت مجھے حاصل ہے وہ چھن جائے اور تجھ سے جو عافیت مجھے نصیب ہے وہ نصیب نہ رہے اور تیرا غضب یکا یک ٹوٹ پڑے اور پناہ مانگتا ہوں تیری ہر طرح کی ناراضگی سے۔ ②

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے اللہ!میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نافع نہ ہو،اس دل سے جو تیرا خوف نہ کرے اس نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے۔ ③

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بھوک سے کیونکہ وہ بدترین چیز ہے جس کے ساتھ کوئی رات گزارے،اور تیری پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کیونکہ وہ بڑی بدظنی ہے۔ ④

عَنْ أَنَسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَمِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے اللہ!میں تیری پناہ مانگتا ہوں کوڑھ اور جنون اور جذام اور تمام بری بیماریوں سے۔ ⑤

---

① صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ مَا عُمِلَ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ يُعْمَلْ۶۸۹۵،سنن ابن ماجه كِتَابُ الدُّعَاءِ بَابُ مَا تَعَوَّذَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۳۸۳۹،سنن ابوداودكتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ۱۵۵۰،مسنداحمد۲۵۰۸۴

② صحیح مسلم كِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ ۶۹۴۳

③ صحیح مسلم کتاب الذكروالدعاء بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ مَا عُمِلَ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ يُعْمَلْ۶۹۰۶،مسند احمد ۱۹۳۰۸،مصنف ابن ابی شيبة۲۹۱۲۴ ،مسندالبزار۴۳۰۷، السنن الكبرى للنسائی ۷۸۱۵،شرح السنة للبغوی ۱۳۵۸

④ سنن ابوداودكتاب الْوِتْرِ بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ۱۵۴۷

⑤ سنن ابوداودكتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ۱۵۵۴

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ:اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے،اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں آگ کے فتنے سے،آگ کے عذاب سے اور مالداری اور مفلسی کے شر سے۔ (۱)

عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الأَخْلاَقِ، وَالأَعْمَالِ وَالأَهْوَاءِ.

زیاد بن علاقہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے اخلاق اور برے اعمال اور بری خواہشات سے۔ (۲)

عَنْ أَبِيهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ. قَالَ: فَأَخَذَ بِكَفِّي فَقَالَ: قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي يَعْنِي فَرْجَهُ.

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی دعا بتایئے جو میں پڑھا کروں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہو اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنی سماعت کے شر سے اور اپنی بصارت کے شر سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے اور اپنی شہوت کے شر سے۔ (۳)

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے اللہ!میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی اور بزدلی اور بڑھاپے اور بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب اور زندگی وموت کے فتنے سے۔ (۴)

اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے اور قرض کے بوجھ سے اور اس بات سے کہ لوگ مجھ پر غالب ہوں۔

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ۳۴۹۵ ،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ۱۵۴۳

(۲) جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ دُعَاءِ أُمِّ سَلَمَةَ۳۵۹۱

(۳) جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ۳۴۹۲،سنن ابوداودکتاب الوتر بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ۱۵۵۱،مسند احمد۱۵۵۴۱

(۴) صحیح بخاری کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ۶۳۶۷،صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَغَيْرِهِ۶۸۷۳،مسند احمد۱۲۱۱۳

مضامین سورۃ الناس:

سورہ الفلق میں ایک صفت کا ذکر فرما کر چار آفات سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا تھا، اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تین صفات ربوبیت، مالکیت اور الوہیت کا ذکر فرما کر ہر اس وسوسہ انداز کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ شیاطین جن میں سے ہو یا انس میں سے، سورہ الفلق میں نفس اور بدن کی سلامتی مطلوب ہے جبکہ اس سورت میں دین کے ضرر سے بچنا اور اس کی سلامتی مطلوب ہے، اور دین کا چھوٹے سے چھوٹا نقصان دنیا کے بڑے سے بڑے نقصان سے زیادہ خطرناک ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾

آپ کہہ دیجئے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں، لوگوں کے مالک کی، (اور) لوگوں کے معبود کی (پناہ میں)،

مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾

وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے، جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے،

مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾ (الناس ۱تا۶)

(خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے۔

لوگوں کے رب! اور ان کے معبود سے جو ہر جاندار کی پیشانی کو پکڑے ہوئے ہے شیطان کی پناہ مانگیں، جو تمام برائیوں کی جڑ اور ان کا مادہ ہے، جس کا فتنہ اور شر یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، ان کے سامنے شر کی تحسین کرتا ہے، برائی کو انتہائی خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کرتا ہے اور برائی کے ارتکاب کے لئے ان کے اندر نشاط پیدا کرتا ہے، وہ انہیں بھلائی سے باز رکھتا ہے اور اس کو کسی اور ہی صورت میں ان کے سامنے پیش کرتا ہے، وہ ہمیشہ اسی حال میں رہتا ہے کہ وہ وسوسہ ڈالتا ہے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

جعال رضی اللہ عنہ بن سراقہ الضمری کا قبول اسلام:

ان کے نام و نسب دونوں میں اختلاف ہے، بعض ان کا نام جعیل بتاتے ہیں، نسب کے اعتبار سے بعض انہیں

أو الغفاريّ أو الثعلبيّ

غفاری بعض ثعلبی اور بعض حمیری بتاتے ہیں۔

من أهل الصفة وفقراء المسلمين. وكان رجلًا صالحًا دميمًا قبيحًا وأسلم قديمًا

آپ اصحاب صفہ اور فقرائے مہاجرین میں سے تھے، مرد صالح، کریہ منظر اور بدشکل تھے، دعوت توحید کے ابتدائی زمانے میں مکہ آئے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر قبول اسلام کا شرف حاصل کیا۔

اہل سیر نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے

وَشَهِدَ أَيْضًا جُعَالٌ الْمُرَيْسِيعَ والمشاهد كلها مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،وَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ بِالْجِعْرَانَةِ مِنْ غَنَائِمِ خَيْبَرَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطَيْتَ عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ وَالأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ وَأَشْبَاهَهُمَا مِائَةً مِائَةً مِنَ الإِبِلِ وَتَرَكْتَ جُعَيْلَ بْنَ سُرَاقَةَ الضَّمْرِيَّ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَجُعَيْلُ بْنُ سُرَاقَةَ خَيْرٌ مِنْ طِلاعِ الأَرْضِ كُلِّهَا مِثْلِ عُيَيْنَةَ وَالأَقْرَعِ وَلَكِنِّي تَأَلَّفْتُهُمَا لِيُسْلِمَا وَوُكِّلْتُ جُعَيْلَ بْنَ سراقة إلى إِسْلامُهُ ،

وہ المریسیع اور تمام مشاہد غزوہ احد، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ حنین اور غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، رسول اللہ ﷺ نے جرانہ میں غنائم خیبر میں سے ان لوگوں کو عطا فرمایا جن کی تالیف قلوب منظور تھی، توسعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے عیینہ بن حصین اور الاقرع بن حابس اور ان کے مشابہ لوگوں کو توسو سو اونٹ عطا فرمائے اور جعیل بن سراقہ الضمری کو چھوڑ دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ روئے زمین کے تمام عیینہ اور الاقرع جیسے لوگوں سے بہتر ہیں لیکن میں نے ان لوگوں کے قلوب کو مانوس کیا تا کہ وہ اسلام لے آئیں اور جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام کے سپرد کر دیا،

بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعَالَ بْن سُرَاقَةَ بَشِيرًا إِلَى الْمَدِينَةِ بِسَلامَةِ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِينَ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ لما غزا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي الْمُصْطَلِقِ في شعبان سنة ستّ اسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ

غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ نے جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی سلامتی کا بشیر (خوش خبری دینے والا) بنا کے مدینہ منورہ بھیجا تھا، جب رسول اللہ ﷺ شعبان چھ ہجری میں غزوہ بنی مصطلق کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ پر جعیل رضی اللہ عنہ کو حاکم بنا گئے، ان کا سال وفات کسی کتاب میں درج نہیں۔ [۱]

---

[۱] ابن سعد۱۸۵ر۴، اسد الغابة ۵۳۶ر۱، الاستيعاب فى معرفة الاصحاب۵۹۶،۵۸۷ر۱